مرتب

مولانا محمد محذورہ

مکتبہ عمر فاروق

نام کتاب ---------------------- [illegible]

تالیف ---------------------- مولانا محمد [illegible]

طباعت اول ---------------------- جون 2010ء

تعداد ---------------------- 1100

طابع ---------------------- القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر ---------------------- فیاض احمد 021-34594144 0334-3432345

مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

ملنے کے پتے

دارالاشاعت۔ اردو بازار کراچی

اسلامی کتب خانہ۔ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

قدیمی کتب خانہ۔ آرام باغ کراچی

ادارۃ الانور۔ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ رشیدیہ۔ [illegible]

کتب خانہ رشیدیہ۔ راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ العارفی۔ [illegible]

مکتبہ رحمانیہ۔ اردو بازار لاہور

مکتبہ سید احمد شہید۔ اردو بازار لاہور

مکتبہ علمیہ۔ [illegible]

وحیدی کتب خانہ۔ [illegible] پشاور

فہرست عنوانات

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم...... اما بعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب سے کائنات کو وجود بخشا اور انسان کو زمین پر اتارا تو دو راستے واضح کر دیے، ایک راستہ ہدایت کا جو اللہ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر مشتمل ہے، اس کے نتیجے میں جنت اور اس کی نعمتیں میسر ہوں گی۔ دوسرا راستہ خدا ورسول کی نافرمانی، شیطان وطاغوت کی فرمانبرداری، ظلم وکفر پر مشتمل ہے جس کا نتیجہ جہنم اور دردناک عذاب ہوگا۔ یہ وہ جنگ ہے جسے کفر واسلام کی جنگ کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ اسی دن سے جاری ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کو وجود بخشا گیا اور اس دن تک جاری رہے گی جب تک دنیا میں آخری اللہ والا باقی ہوگا۔ لہٰذا مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں ایسے راستے کا انتخاب کرنا چاہئے جس سے رب تعالیٰ کی خوشنودی میسر ہو اور اس کی ناراضگی سے بچنا ممکن ہو سکے۔ پھر جب رب تعالیٰ ہم پر اپنی نظر کرم فرمائے گا تو ہمیں آخرت کی ذلت اور شرمندگی نہیں اٹھانی پڑے گی، پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوتا دکھائی دے گا، پھر ہمارے سامنے جنت اور اس کی بہتی نہریں، حور وغلمان اور ہر وہ نعمت میسر ہوگی جس کا حق والوں کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔

ہمارے حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہٗ العالی جب جنت کا نقشہ کھینچتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ جنت ان کے سامنے کر دی گئی ہے اور یہ گن گن کر اس کی نعمتیں اور اس کی کیفیات کا مشاہدہ کرتے ہوئے ہمیں سنا رہے ہیں۔ تو ان کی اس منظر کشی کے وقت ہر مسلمان کا دل چاہتا ہے کہ ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوا جائے۔ لہٰذا آگے بڑھیے، ان بیانات کو پڑھیے...... اعمال صالح کیجئے...... جنت آپ کو پکارتی ہے......!!

(مولانا) محمد محذور

انسان کا سب سے بڑا مسئلہ

الحمد للّٰہ الذی لم یزل ولا یزال حی قیوم، الحمد للّٰہ الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر، لیس کمثلہٖ شیء وھو السمیع البصیر، واشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا ومولٰنا محمّدًا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی الہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا. اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. انّ الدّین عند اللّٰہ الاسلام، وقال تعالٰی: من عمل صالحا من ذکر او انثٰی وھو مومن فلنحیینہ حیٰوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانو یعملون ○ وقال النبی ﷺ الدنیا کلا متاع وخیر متاعھا المراۃ الصالحۃ او کما قال ﷺ.

صفاتِ باری تعالٰی

اللہ تبارک وتعالٰی اپنی ذات میں وحدہ لاشریک اور ہر حال سے پاک ذات ہیں، باقی ساری مخلوقات کا جوڑا جوڑا ہے،

ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون......

اللہ کے سوا ہر چیز کا جوڑا ہے۔

اللہ اپنی ذات میں احد ہے۔ قل ھو اللہ احد......

احد وہ ہوتا ہے جس کا دوسرا بن ہی نہ سکتا ہو۔ اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ جوڑا جوڑا ہے۔ ومن کل شی ہر شئے، شئے سے مراد جاندار بھی ہیں، بے جان بھی، متحرک بھی اور ساکن بھی۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے خلقنا زوجین ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا۔ لعلکم تذکرون اس کو دیکھ کر اللہ کو یاد کرو، اس میں تمہارے لئے عبرت ہے۔ اللہ کی یاد کی راہیں اس میں کھلی ہوئی ہیں۔ اللہ اپنی ذات میں تنہا ہے، احد ہے۔ ساری مخلوق کی ابتداء اور انتہاء ہے۔ کہیں سے شروع ہوتی ہے کہیں پہ ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ نہ کہیں سے شروع ہوتا ہے او نہ کہیں پہ ختم ہوتا ہے۔ نہ اس کی کوئی ابتداء ہے اور نہ اس کی کوئی انتہاء ہے۔ وہ اول ہے لیکن اس کا کوئی ابتدائی سرا نہیں۔ وہ آخر ہے لیکن اس کی کوئی آخری حد نہیں ہے۔

خود اللہ اپنے تعارف میں کہتا ہے ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شی علیم وہ اول، وہ آخر، وہ ظاہر، وہ باطن، ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ باقی ہر چیز کہیں سے شروع ہوتی ہے اور کہیں پر ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ ہر حال سے پاک ہے مخلوقات پہ حال آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر موسم سے آزاد ہے مخلوق پہ موسم طاری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زمان ومکان سے پاک ہے۔ انسان زمانے کا پابند ہے اور جگہ کا محتاج ہے۔ مکان اس کی ضرورت ہے، زمانہ اس کی قید ہے۔ یہ زمانے کی قید سے نکل نہیں سکتا۔ ماضی، حال، مستقبل کے بندھن سے یہ چھوٹ نہیں سکتا اور جگہ سے یہ بے نیاز ہو نہیں سکتا۔ اللہ اپنی ذات میں موجود ہو کے لامکان ہے۔ دائم وقائم اور باقی ہو کر ہر زمانے سے پاک ذات ہے۔

بنی نوع انسان کا سب سے بڑا مسئلہ

اللہ اپنی ذات میں کسی شے کا محتاج نہیں جبکہ انسان قدم قدم پہ اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ پیدا بھی اس نے کیا ہے، موت بھی وہی دیتا ہے اور مرنے کے بعد بھی وہی اٹھائے گا۔ پیدا ہونا ہمارے ارادے سے نہیں تھا، مرنا اپنی چاہت سے نہیں، اٹھنا ہمارے بس میں نہیں۔ جب وہ اٹھائے گا تو سب کو اٹھنا پڑے گا۔ کذلک النشور ایسے رب تمہیں اٹھائے گا فانما ھی زجرۃ واحدۃ کہ ایک زبردست آواز ہو گی جس پہ ہمیں ایک کھلے

میدان میں کھڑا ہونا ہوگا، یہ ہم سب کا اجتماعی مسئلہ ہے، جو سب سے بڑا اور خوفناک ہے اور اس کا حل کرنا سب سے پہلے ہے۔ بھوکے پہ بھی رات گزر جاتی ہے اور پیاسے پہ بھی دن نہیں ٹھہرتا۔ سوئے ہوئے کی رات بھی کٹ جاتی ہے اور تڑپنے والے کی رات بھی ڈھل جاتی ہے۔ لیکن موت کے بعد جو حالات آنے والے ہیں اور موت کے بعد جو گھاٹیاں آنے والی ہیں ان سے نکلنا، یہ پوری دنیا کے انسانوں کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔

”موت“ ایک بڑا حادثہ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ انسانیت پہ جو سب سے زیادہ خوفناک حادثہ پیش آرہا ہے وہ موت ہے۔ جس سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ کوئی یورپ میں چلا جائے، امریکہ میں چلا جائے، خلاؤں میں چلا جائے، موت ایک لازمی چیز ہے۔ جس سے نہ کسی مرد کو آزادی ہے اور نہ کسی عورت کو آزادی ہے۔ مرنا یقینا ہے، اور یہ ہماری ضرورت ہے کہ موت کے وقت ہمارے پاس خیر کے فرشتے آئیں، جہنم کے فرشتے نہ آئیں۔

موت کے وقت نافرمانوں کے ساتھ فرشتوں کا برتاؤ

کیونکہ جب کوئی نافرمان مرد یا عورت مرتا ہے تو چار فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں، جو آتے ہی اس کی پٹائی شروع کر دیتے ہیں اور ملک الموت آ کے کہتا ہے ایتھا النفس الخبیثة اے خبیث روح! کانت فی الجسد الخبیث جو خبیث جسم میں تھی اخرجی من الجسد الخبیث نکلو! اوہو! اس وقت آخرت کھل چکی ہوتی ہے۔ پتلیاں پھر جاتی ہیں، بولنا بند ہو جاتا ہے۔

ملک الموت کی آوازیں سنائی دینے لگتی ہیں......

اپنوں کی آوازیں بند ہو جاتی ہے......

انسان فرشتوں کو دیکھنے لگتا ہے......

اپنے نظر آنا بند ہو جاتے ہیں......

اخرجی...... باہر آؤ!

کہاں؟ فرشتہ کہتا ہے کہ باہر آؤ! تمہارے لئے بے شمار عذاب تیار ہو چکے ہیں، اور تمہارے لئے کھولتے ہوئے پانی ابل رہے ہیں، اور تمہارے لئے کانٹے والی جھاڑیوں کا پھل تیار ہے، کڑوے پھل کھولتے ہوئے پانی اور عذاب کی بے شمار شکلیں تمہارے لئے تیار ہیں۔ اس وقت ہر انسان یہ تمنا کرتا ہے کہ رب ارجعون یا اللہ واپس کر دے، میری پکی توبہ، اوپر سے جواب آتا ہے بس ختم! یہ مہلت اب گئی تمہیں اتنی زندگی تو ملی تھی کہ تم اگر توبہ کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے۔ اب جب شمع بجھ رہی ہے تو کہتے ہو میری توبہ! اب وقت گیا، تو اُن کی حسرتوں کا کوئی پیمانہ نہیں جس سے اس کو بیان کیا جا سکے۔ اس کے بعد عذاب پھر اور خوفناک ہوتے چلے جاتے ہیں۔

موت کے وقت فرمانبرداروں سے فرشتوں کا سلوک

جب کوئی نیک مرد یا عورت دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو ملک الموت اس کے سرہانے کھڑے ہو کر کہتے ہیں ایتھا النفس 'لحمیدۃ کانت فی الجسد الحمید اے پاک روح! جو پاک جسم میں تھی، اخرجی باہر آؤ! کہاں؟ کہا ابشری تمہیں بشارت ہو، باغات کی، پھولوں کی، خوشبوؤں کی۔ اور تجھے بشارت ہو کہ تیرا رب تجھ پہ راضی ہو چکا ہے۔ اب کبھی تجھ پہ ناراض نہ ہوگا۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب ملک الموت اسے پیش کش کرتا ہے، کہو تو واپس بھیج دیا جائے؟ کہو تو واپس بھیج دیا جائے؟ وہ کہتا ہے نہیں، نہیں لا الی دار الغموم والاحزان میں دکھوں کے گھر واپس نہیں جاتا، مجھے آگے لے چل! اور آگے کی منزلیں اللہ تعالیٰ اس پر آسان کر دیتا ہے۔

میرے بھائیو اور بہنو! ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ وہ ہے جب لوگ ہمیں قبر کے گڑھے میں ڈال کر واپس آجائیں گے، اپنی اولادیں جا کے پھینک کے واپس آجائیں گی، اور وہ چند دنوں کے بعد بھول جائیں گے کہ کوئی ان تھی، کوئی باپ تھا، کوئی بھائی تھا، کوئی بہن تھی، کوئی دادا تھا، کوئی دادی تھی، یہ سب رشتے ناطے موت تک ہیں، چند دنوں کے بعد ہر کوئی بھول جاتا ہے، کوئی کسی کو یاد نہیں رکھتا۔ اللہ اپنی ذات میں لافانی ہے، باقی ہے، قائم

ہے، دائم ہے، بے مثل بے مثال ہے۔

سمندر کی ایک موج ساری دنیا کو ختم کرنے کے لئے کافی ہے

ہم پہ اور کائنات پہ ایک آفت آنے والی ہے، جب اللہ اس زمین و آسمان کو توڑنے کا حکم دے دے گا۔ ایک حکم کے ساتھ اس کے آسمان کو بلند کیا......

والسماء رفعها...... اسے بلند کر دیا

اور ایک حکم کے ساتھ زمین کا فرش بچھا دیا...... والارض فرشنها

ایک حکم کے ساتھ دریا بہا دیئے...... وسخرلکم الانهار

ایک حکم کے ساتھ سمندر بنا دیئے...... سخر لکم البحر.

ایک حکم کے ساتھ مچھلیوں کو تیرا دیا......

ایک حکم کے ساتھ صدف کے اندر موتی بنا دیئے......

ایک حکم کے ساتھ سمندر کی موجوں کو پابند کر دیا کہ انسانوں کے جہازوں کو، کشتیوں کو گزرنے دے، ورنہ دنیا کا بڑے سے بڑا جہاز بھی سمندر کی ایک موج کے سامنے ریزے ٹکڑے ہو جائے کہ اس کا نشان بھی نظر نہ آئے۔

لیکن اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ تیرا رب ہے جو سمندروں میں خیر ڈالتا ہے اور تمہاری کشتیوں کو سمندر کا سینہ چیرتے ہوئے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانے کی اجازت دے دیتا ہے۔ ورنہ پانی کی ایک موج پوری دنیا کو ڈبونے کے لئے کافی ہے۔ روزانہ سمندر اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگتا ہے یا اللہ! تو مجھے اجازت دے، مجھے کھول دے کہ میں چڑھ جاؤں اور ساری دنیا کے انسانوں کو غرق کر دوں، ختم کر دوں۔ ایک سمندر کی موج دنیا کو ختم کرنے کے لئے کافی ہے۔

تم غور کیوں نہیں کرتے؟

اللہ تعالیٰ اپنی قدرتیں اپنی نشانیاں ہمیں بتا کر اپنی ذات کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

ان فی خلق السموت والارض دیکھو زمین کیسے بچھ گئی آسمان کیسے بلند ہو گیا۔

واختلاف الیل والنھار دن کیسے آجاتا ہے، رات کیسے آجاتی ہے، اندھیرا کیسے چھاجاتا ہے، روشنی کیسے آجاتی ہے۔ یہ کون رب ہے جو ایک ہی جگہ کو ایک دم روشن کر دیتا ہے، پھر ایک دم اسے اندھیرا کر دیتا ہے، ایک دم کالی چادر پھیلا دیتاہ ہے، ایک دم سفید چاندنی کی چادر لے آتا ہے۔ یہ زمین وآسمان کے بیچ میں بھی کبھی رات، کبھی دن، کبھی اندھیرا، کبھی اجالا، سورج کی گردش، چاند کی گردش، اس پہ تم غور کیوں نہیں کرتے؟

بارش کے قطروں کی رفتار ۵۵۸ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے

والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس سمندر میں جہازوں اور کشتیوں کا چلنا تمہیں یہ نہیں بتا رہا کہ اللہ ہے؟......

وما انزل اللہ من السماء من ماء اور آسمان سے پانیوں کا برسنا یہ تمہیں نہیں بتاتا ہے کہ کوئی اللہ ہے؟......

زمین آسمان کے درمیان تقریباً بارہ سو میٹر کی بلندی سے پانی کے قطرے موتیوں کی طرح گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر بارش کے یہ قطرے اصل رفتار سے زمین پر گرتے (ان کی اصل رفتار ۵۵۸ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے اور گولی کی رفتار ۷۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہوتی ہے) تو نہ کوئی گھر سلامت رہتا نہ کوئی سر سلامت رہتا۔ گھر بھی ٹوٹتے، لینٹر ٹوٹتے، سڑکیں ٹوٹتیں اور پہاڑوں میں سوراخ ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ اتنی بلندی سے مینہ کو برساتا ہے، بیچ میں روکاٹیں کھڑی کرتا ہے اور زمین پہ آتے آتے اس پانی کی رفتار تقریباً پانچ یا چھ کلومیٹر فی گھنٹہ رہ جاتی ہے۔ باقی ساڑھے پانچ سو کلومیٹر رفتار اور طاقت کو اللہ تعالیٰ ہوا میں ختم کر دیتا ہے، ان قطروں کے آگے رکاوٹیں کھڑی کر کے اس کی رفتار کو توڑ دیتا ہے۔

ایک کالے بادل میں تین لاکھ ٹن پانی

پھر اللہ ہمیں دعوت دیتا ہے کہ یہ برستا پانی تمہیں نہیں بتاتا کہ کوئی ذات ہے جو اس انداز اور ترتیب کے ساتھ پانی کو برسا رہی ہے؟ ایک کالے بادل میں اتنا پانی ہوتا ہے کہ پورا پاکستان ڈبو دے۔

تین لاکھ ٹن پانی صرف ایک کالے بادل میں ہوتا ہے۔ جب سارے پاکستان پہ کالے بادل چھا جائیں اور اللہ سارے پانی کو کہہ دے برس جاؤ! تو گلگت شہر سے لے کر کراچی تک سارے کا سارا پاکستان لڑھکتا ہوا بحیرۂ عرب میں جا کر گر جائے۔

اگر اللہ کہتا کہ زندگی بھر کے لئے پانی اکٹھا کرلو!

تو اللہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا، تمہاری ضرورت کے اندازے سے برسایا، پھر زمین پہ اسے بہایا فاسکنّٰه فی الارض پھر اس کو زمین کے اندر قابو کر دیا، زمین کے اندر بند کر دیا۔ اس لئے کہ ہم انسانوں کے پاس کوئی اسباب نہیں ہیں کہ ہم ساٹھ سال کا پانی سٹور کر کے رکھ لیں۔ ہم تو سو، دو چار سو، ہزار، دس ہزار گیلن کی ٹینکی بناتے ہیں۔ اگر اللہ کہتا کہ بھئی پانی آ رہا ہے اپنی زندگی کا پانی ایک بار اکٹھا کر لو پھر نہیں ملے گا، میٹھا پانی تو چار دن کے بعد گندا ہو جاتا ہے۔ اس لئے تو اللہ نے سمندر کے پانی کو کڑوا بنایا ہے تاکہ وہ خراب نہ ہو کیونکہ میٹھا پانی تو خراب ہو جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں کہہ دیتا بس بھئی! اپنا پانی اکٹھا کرو، تو ہم سارے برباد ہو جاتے۔

اللہ نے زمین کے اندر کی سطح کو سپنج (Spanch) کی طرح بنایا، جیسے سپنج پانی میں ڈالو اس میں پانی بھر جاتا ہے اللہ نے ساری زمین کو ایسا بنا دیا اور پھر اس کے اندر پانی کو اتارا، پھر اس کے نیچے اللہ تعالیٰ نے سخت پلیٹیں لگائیں۔ ساری زمین کے نیچے اس طرح پلیٹیں لگی ہوئی ہیں کہ جو زمین کی سطح کے اوپر والے پانی کو نیچے نہیں جانے دیتی اور اگر اللہ تعالیٰ ان پلیٹوں کو ہٹا دے تو سارا پانی آگ میں گر کر ختم ہو جاتا۔ سطح زمین سے لے کر گہرائی میں پچاس کلو میٹر تک مٹی ہے اس کے بعد آگ ہے۔ اگر سارا پانی آگ میں گر کے ختم ہو جاتا تو پھر ایک غیر متوازن صورت حال پیدا ہوتی، ادھر زلزلے آتے، کبھی ادھر زلزلے آتے، کبھی یہاں سے لاوا پھٹتا، کبھی وہاں سے لاوا پھٹتا۔ اللہ تعالیٰ زمین کے نیچے پلیٹیں لگاتا ہے، پھر اس کے اوپر اس کو سپنج بناتا ہے۔ اندر پانی کو اللہ تعالیٰ سٹور کر دیتا ہے۔

اس پانی میں اللہ تعالیٰ ایسے فلٹر لگا دیتا ہے مٹی میں ایسے خوبصورت فلٹر لگا دیتا ہے کہ سارا گند فلٹروں میں بند ہو کر وہیں چپک جاتا ہے اور صاف شفاف پانی نکل کر باہر آتا

شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھانے کے لئے کہیں کڑوے پانی کے چشمے بنا دیئے کہیں میٹھے پانی کے چشمے بنا دیئے، کہیں نمکین پانی کے چشمے بنا دیئے، کہیں کھارے پانی کے چشمے بنا دیئے۔

دریا نمک کو کھینچ کھینچ کر سمندر میں ڈال رہے ہیں

فیصل آباد کی زمین پانی گندا اور کھارا ہے۔ یہاں 1950 میں ایک سیلاب آیا تھا اس کے بعد یہاں زمین کا سارا پانی گندا ہو گیا، اوپر کا نیچے نیچے کا اوپر، زمین کا سارا پانی خراب ہو گیا۔ اس جگہ کو شہر کے لئے منتخب کرنے کا فیصلہ درست نہیں کیونکہ شہر ہمیشہ وہاں آباد کیا جاتا ہے جہاں کا پانی میٹھا ہو، جہاں زمین کا پانی اچھا ہو، پتہ نہیں وہ کیسے نادان تھے، جنہوں نے اس جگہ کو شہر کے لئے منتخب کیا کہ سارے شہر میں ایک نلکا نہیں جس کا پانی پیا جا سکے۔ وہ سارے لوگ نہر کے کنارے جاتے ہیں، کیونکہ وہاں پانی کا نلکا لگا ہوا ہے۔ لوگ نہر کو دعائیں دے رہے ہیں۔ نہر کا پانی جب چلتا ہے تو زمین کے اندر پانی کو کھینچتا ہے۔ پانی زمین کے نمک کو کھینچ کے چلتا ہے۔ یہ سمندر کیسے کڑوے ہیں؟ ہم تو نمک نہیں ڈالتے پھر یہ کڑوے کیسے ہیں؟ آپ دیکھتے ہیں کہ سمندر کا پانی کتنا کڑوا ہے۔ کبھی ہم نے اس میں نمک ڈالا؟ یا کبھی ہم نے جا کے اس میں کڑوی دوائی ڈالی؟ یہ زمین کے نمک کی وجہ سے کڑوا ہے۔ پانی جب چلتا ہے تو زمین کے نمک کو خود کھینچتا ہے اور چلتا جاتا ہے۔ ساری دنیا کے جو دریا ہیں یہ نمک کے ٹرالے ہیں جو نمک کو کھینچ کھینچ کر سمندر میں پھینک رہے ہیں۔ راوی کا دریا، چناب اور جہلم اور ستلج اور بیاس اور وہ سندھ اور فرات اور دجلہ اور نیل اور جتنے یہ دنیا کے دریا ہیں یہ سارے کے سارے نمک کے ٹرالے ہیں۔ جو زمین سے نمک کھینچ کھینچ کر آہستہ آہستہ سمندر میں گرا رہے ہیں جس سے سمندر کا پانی کڑوا ہوتا رہتا ہے۔

اگر اللہ سمندر کے پانی کو میٹھا کر دے......

اللہ اگر اس کو میٹھا کر دے تو ہم سارے برباد ہو گئے۔ سمندر کا سارا پانی گندا ہو جائے گا پھر گندا ہونے کے بعد بدبو چھوڑے گا پھر اس کی غلاظت سے ہوائیں جب چلیں

گی تو کراچی کے سمندر کی گندی ہوائیں فیصل آباد والوں کو مار کر رکھ دیں گی۔ یہ جو نہر جا رہی ہے وہ تھوڑا تھوڑا نمک کھینچ کر اپنے ساتھ لے کر جا رہی ہے اس لئے اس کے کناروں کے جو نلکے ہیں ان کا پانی ذرا میٹھا ہو جاتا ہے لیکن پینے کے قابل وہ بھی نہیں ہے۔

اللہ کا نظام قدرت میٹھے، نمکین اور کھارے پانی کو ملنے نہیں دیتا

اللہ تعالیٰ نے احساسِ شکر پیدا کرنے کے لئے زمین میں کڑوا پانی رکھا، میٹھا رکھا، نمکین رکھا، کھارا رکھا پھر اس کے بعد اپنی قدرت کو ظاہر کرتے ہوئے جدا جدا کر کے رکھا۔ ان دونوں کو جدا کرنے کے لئے زمین میں کوئی سسٹم نہیں، کہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ یہاں اب پتھر آگیا ہے اب کڑوا پانی میٹھے میں نہیں جائے گا، یا اب آگے پلاسٹک کی دیواریں آگئی ہیں جس کی وجہ سے نمکین پانی میٹھے میں نہیں جائے گا آگے روڑے اور کنکر آگئے ہیں یا کنکریٹ آگیا ہے کہ اب کھارا پانی میٹھے میں نہیں جائے گا۔ سارے ذائقوں کے پانی اسی زمین میں ہیں لیکن یہ اللہ کا غیبی نظام ہے کہ میٹھے پانی کو اپنی جگہ چلاتا ہے، کڑوے کو اپنی جگہ چلاتا ہے۔ کھارے کو اپنی جگہ چلاتا ہے، نمکین کو اپنی جگہ چلاتا ہے۔ ایک قطرہ ادھر کا ادھر نہیں جانے دیتا۔ تمام ذائقوں کے پانی ساتھ ساتھ ہیں لیکن ادھر سے ادھر نہیں جانے دیتا۔ جیسے اوپر اللہ دریاؤں کو نہیں ملنے دیتا زمین کے اندر کے پانیوں کو بھی اللہ تعالیٰ ملنے نہیں دیتا۔ جس کی وجہ سے ہم کو میٹھا پانی نصیب ہوتا ہے۔ اگر اللہ اپنا پردہ ہٹالے۔ اپنے حکم کو واپس لے لے تو کڑوا پانی میٹھے میں مل جائے، نمکین پانی کھارے میں مل جائے، کھارا پانی کڑوے میں چلا جائے پھر کڑوا پانی میٹھے میں آجائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو کسی کو ساری زمین میں ایک قطرہ میٹھے پانی کا نصیب نہ ہوگا۔ سب ترسیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیوں میں سے بتلایا ہے واللہ انزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا زمین کو زندہ کیا، تمہیں پانی پہنچایا۔

تمہارے لئے اللہ نے کئی قسم کے جانور پیدا کئے

وبث فیھا من کل دآبۃ اور تمہارے لئے میں نے بے شمار جانور پیدا کئے جن

میں سے تم کسی کو ذبح کرتے ہو، کسی کی کھال کا خیمہ بناتے ہو، کسی کا دودھ پیتے ہو، کسی کا گوشت کھاتے ہو، کہیں سے مشک کے نافے نکال کر اس کو دواؤں میں استعمال کرتے ہو۔

والانعام خلقها میں جانور بنائے **لکم فیھا دف ء ومنافع ومنھا تاکلون......** کسی کی کھال کی جیکٹیں بناتے ہو، کسی کی تجارت کرتے ہو، کسی کا گوشت کھاتے ہو......

ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون تمہیں جانور بڑے اچھے لگتے ہیں، بہت پیارے لگتے ہیں، گھوڑے چلتے ہوئے، بکریاں چلتی ہوئیں، گائیں چلتی ہوئیں یہ منظر تمہیں بڑے پسند آتے ہیں، اچھے لگتے ہیں، ان جانوروں کا صبح کو جانا اور شام کو لوٹ کے آنا **وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بلغیہ الا بشق الانفس** پھر یہ تمہارا سامان وہاں لے کر جاتے ہیں جہاں سڑک نہیں جاتی۔ آج دنیا اتنی ترقی کر گئی پھر بھی یہاں کئی ایسے علاقے موجود ہیں جہاں سڑک نہیں جا سکتی۔

پہاڑوں کی چڑھائی پر چلنے والا ایک عجیب جانور

اللہ نے ایسے جانور بنائے جو ہمالیہ کے پہاڑوں میں گلگت کے پہاڑوں میں ایسے سفر کریں جیسے سیدھی سڑک پر سفر کیا جاتا ہے۔ ایک جانور ہے ''یاک'' یاک ایسی بلا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے ٹرک جہاں جا کے فیل ہو جائیں وہ بڑے آرام سے یوں چڑھتا ہے جیسے سیدھی سڑک پہ جا رہا ہو۔ سیدھی بلندیوں پر چڑھنے کے دوران اپنے کندھے پہ وزن اٹھا کر وہ اس طرح چل رہا ہوتا ہے جیسے ہم صاف زمین پر چلتے ہیں۔ بلکہ وہ اس سے زیادہ آسانی کے ساتھ سیدھی چڑھائی چڑھتا ہے۔

اللہ نے کیا کچھ چھپا کے رکھا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں کہہ رہا ہے **وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بلغیہ الا بشق الانفس ان ربکم لرء وف رحیم** یہ تیرے رب نے جانور بنائے جو اوپر چوٹیوں پہ سامان لے کر جاتے ہیں۔ **والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ،**

ویخلق ما لا تعلمون پھراس نے گھوڑے بنائے، خچر بنائے، گدھے بنائے۔

کسی پہ سوار ہوں......

کوئی حسن کا ذریعہ ہے......

کوئی سواری کا ذریعہ ہے......

کوئی سہولت کا ذریعہ ہے......

کوئی تجارت کا ذریعہ ہے......

کسی کا گوشت کھایا جارہا ہے......

کسی کا دودھ پیا جارہا ہے......

کسی کو خرید وفروخت کا ذریعہ بنایا جارہا ہے......

ویخلق ما لا تعلمون اللہ تعالیٰ ان سے کہہ رہا ہے اس کے بعد میں ایسی سواریاں بناؤں گا جس کا تمہیں پتہ نہیں ہے۔ ویخلق ما لا تعلمون میں موٹریں چھپی ہوئی ہیں، ہوائی جہاز چھپے ہوئے ہیں، ریل گاڑیاں چھپی ہوئی ہیں، موٹر سائیکلیں چھپی ہوئی ہیں اور ساری کی ساری گاڑیاں اور موٹریں اور ٹرک اور بسیں یہ ویخلق ما لا تعلمون کی آیت کے اندر اللہ نے چھپا کے بتایا اور اس آیت کو ہمارے زمانے میں آ کر کھولا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی سواریاں بنادیں کہ انگلستان کی جماعت ہواؤں میں اڑتی ہوئی فیصل آباد پہنچ گئی یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے۔ ویخلق ما لا تعلمون اور میں اور کچھ بناؤں گا جو ابھی تم نہیں جانتے، آئندہ آنے والی نسلوں کو بتایا جائے گا۔

ہم ایسے آزاد ہوئے کہ اللہ کی پابندیاں گوارا نہیں

اللہ تعالیٰ اپنی ذات کا وجود منوا کر اور ہم سے فانی ہونے کا اقرار کروا کر یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی مان کر لوگ زندگی بسر کریں۔ ہماری آج کی بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم آزاد ہو گئے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی پابندیوں میں آنا گوارا نہیں ہے۔ عبادت کی حد تک تھوڑے سے مسلمان ہیں، نماز بھی پڑھ لی، روزے بھی رکھ لئے، تسبیح بھی پھیر لی، لیکن پوری کی پوری زندگی اللہ کے حکم میں ڈھل جائے معاشرہ آج اس کا انکاری ہو چکا ہے۔ زبان سے نہیں

کہتے لیکن عملاً اس کا انکار ہو چکا ہے۔ عملی طور پر تاجروں سے کہو صحیح تولو! تو کہتے ہیں گزارا نہیں ہوتا عورتوں سے کہو پردہ کرو! تو وہ کہتی ہیں ہمیں طعنے کھا جاتے ہیں، ہم اوروں کا کیا جواب دیں گی کہ پردہ کرلیا، برقع پہن لیا۔ بھئی یہ مہندی کی رسمیں نہ کرو، پھر برادری کو کیسے راضی کرینگے؟ لوگوں کو کیسے راضی کرینگے؟

ہندو ہمارا ازلی دشمن مگر ہندوانہ رسمیں ہمارے گھروں میں......

مہندی رچانا خالص ہندو رسم ہے۔ پچھلی مسلمان نسلوں میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا اور کسی جگہ اس کا وجود کوئی نہیں تھا۔ ہمارے ہاں مہندی رچانا ایک لازمی رسم بن گئی ہے۔ ویسے ہنود کو گالیاں دے رہے ہیں کہ ہندو ہمارا ازلی دشمن، ہندو سے ہماری دشمنی اور ہر گھر میں ہندو کی رسم رچائی جارہی ہے۔ ساتھ مہندی کے کارڈ الگ سے چھپے ہوتے ہیں۔ کتنا بڑا ظلم وستم ہے کہ جس دیس کا ایک نہیں دو نہیں کروڑوں بچے بھوکے سوتے ہوں اس دیس کا مالدار اپنی بیٹی کی مہندی پہ لاکھوں روپے خرچ کر کے آگے لگا دیتا ہے۔ اس سے کہو بھئی یہ تو کیا کر رہا ہے؟ کہتا ہے عورتیں نہیں مانتیں، عورتوں سے کہو کہ کیا کر رہی ہو؟ تو وہ کہتی ہیں کیا کریں پھر لوگ ہمیں کیا کہیں گے، طعنے دیں گے۔ یہ کوئی بھی نہیں سوچتا میرا اللہ مجھے کیا کہے گا اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا کہے گا۔ پیسہ امانت، زندگی امانت، ہر چیز امانت اور امانت میں خیانت تو جائز نہیں۔ اس مال کو اللہ نے دیا مگر اس لئے تو نہیں دیا کہ اسے یوں ضائع کر دیا جائے۔ اللہ ہم سے پابندی چاہتا ہے کہ میرے حکموں کے پابند بن کر چلو۔

قیامت کا ہولناک دن

وہ اپنی ذات کا وجود منوا کر اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھو......

ایک اللہ باقی ہے...... الحی القیوم

اور تم سب فانی ہو...... کل من علیھا فانٍ

تمہیں فنا ہے اللہ کو بقا ہے......

تم کمزور ہو اللہ طاقتور ہے......

تمہیں مٹنا ہے اللہ مٹنے سے پاک ہے......

تمہیں حساب دینا ہے، اللہ حساب دینے سے پاک ہے......

لہٰذا اپنے اللہ کے تابع ہو کر چلو یا پھر اس دن کا انتظار کرو۔ پھر وہ دن آجائے گا جس دن تم کسی سے بات نہ کر سکو گے۔ ابھی تم مذاق اڑاتے ہو لیکن وہ دن آئے گا...... یوم ترجف الارض والجبال وکانت الجبال کثیبا مھیلا. جس دن زمین پہ زلزلہ آرہا ہوگا اور پہاڑ ریت بن رہے ہوں گے اذا زلزلت الارض زلزالھا زمین جب تھرتھرا رہی ہوگی۔ وکانت الجبال کثیبًا مھیلًا اور پہاڑوں کو ہلا ہلا کر اور ریزہ ریزہ کر کے اللہ تعالیٰ ریت بنا کر ہوا میں بکھیر دے گا۔ اذا وقعت الواقعۃ ابھی سنبھلو ورنہ وہ دن آرہا ہے اور جب وہ آئے گا تو کوئی ہے جو اسے جھٹلا دے۔ کوئی ہے جو اس کو روک کے دکھا دے۔ خَافِضَۃٌ رَّافعۃ اس دن پتہ چلے گا کہ عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے۔ اس دن پتہ چلے گا کہ اونچے کون ہیں اور نیچے کون ہیں۔

یہ دن کسی کو اونچا کر دے گا اور کسی کو نیچا کر دے گا۔ وبست الجبال بسا فکانت ھبآء منبثا اور پہاڑ ہل ہل کے کپکپا کے ٹوٹ ٹوٹ کے اپنی اصل کی طرف لوٹ جائیں گے ریت جب اچھی طرح مل جاتی ہے۔ جڑ جاتی ہے، تو پتھر بن جاتی ہے جب اس کو دوبارہ کرش کریں تو ریت بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہاڑ اپنی اصل کی طرف لوٹ جائیں گے ریت بن جائیں گے۔

سمندر بھڑک اٹھیں گے

واذا البحار فجرت سمندروں میں آگ بھڑک اٹھے گی۔ پانی آکسیجن اور ہائیڈروجن ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جدا کرے گا اور نیچے آگ کا شعلہ دے گا۔ آکسیجن تو اتنی تیزی سے آگ پکڑتی ہے کہ جب سارے سمندروں میں آگ بھڑکے گی، دریا بھڑک اٹھیں گے اور سارے پہاڑوں کی برف بھی آگ کے شعلے بن جائے گی۔ اس دن ہمالیہ پہاڑ بھی پگھل جائے گا۔ اس کے اوپر والی برف کی چادر جب وہ بنی ہے کبھی نہیں پگھلی۔ اس کی یہ چادر کوئی نہیں اتار سکا لیکن قیامت کا دن اس کی چادر بھی اتار دے گا اور اس کی سر

دھڑام سے گرے گا۔

قیامت کے بعد اللہ کا اعلان کبریائی

ساری کائنات کو موت کا کڑوا جام پلا کر پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا من کان لی شریک فلیات ...... اب کوئی میرا شریک ہے تو میرے سامنے آؤ! پھر اللہ دوبارہ کہے گا من کان لی شریک فلیات ...... اب کوئی میرا شریک ہے تو میرے سامنے آئے! پھر سہ بارہ کہے گا من کان لی شریک فلیات ...... کوئی ہے میرے مقابل تو آئے!

این الملوک بادشاہ کہاں ہیں؟......

این الجبارون ظالم کہاں ہیں؟......

این المتکبرون متکبر کہاں ہیں؟......

لمن الملک الیوم آج کس کی بادشاہی ہے؟

کوئی ہو تو جواب دے......

پھر اللہ خود کہے گا للہ الواحد القھار ......

آج اکیلے اللہ شہنشاہ کی بادشاہی ہے۔

پھر دوسرا جھٹکا دے کر کہے گا ......

انا القدوس السلام المؤمن میں قدوس، سلام اور مومن ہوں۔

پھر تیسرا جھٹکا دے کر کہے گا انا المھیمن العزیز الجبار المتکبر میں عزیز، جبار، متکبر۔ اس وقت کوئی نہیں ہوگا جو یہ بات سنے۔ اکیلا اللہ ہے ساری کائنات کو فنا کا پیالہ پلا کر اپنی ذات میں قائم دائم، ابدلی ازلی، اول آخر، ظاہر باطن، ہمیشہ کی طرح باقی رہنے والا، ہمیشہ کی طرف قائم رہنے والا، ہمیشہ کے لئے موت سے پاک، ہمیشہ کے لئے فنا سے پاک، ہمیشہ کے لئے زوال سے پاک، موت سے پاک، فنا سے پاک، جہالت سے پاک، شراکت سے پاک، وزارت سے پاک، فیصلوں کے غلط ہونے سے پاک، ندامت سے پاک، شرمندگی سے پاک، اپنے فیصلوں میں بے مثل، اپنے فیصلوں پہ اٹل، اپنے فیصلوں پہ بے بدل، اپنی ذات میں بے مثل، اپنی طاقت میں بے

بدل، بے مثال، بے مثل لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون جو چاہے کرے کوئی اس سے نہیں پوچھ سکتا، باقی سب سے وہ پوچھے گا ایک ایک سوال کرنے والا ہے۔ ایک ایک سے اللہ پوچھنے والا ہے۔

جب لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے

پھر وہ دوسرا دن آئے گا جس دن اللہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ عورتوں کو زندہ کرے گا۔ ننگے پاؤں، ننگے بدن، ننگے سر اور پریشان حال زمین سے نکلیں گے جیسے دانہ اگتا ہے ایسے سر کی فصل نکلے گی یوم یخرجون من الاجداث...... تیزی کے ساتھ قبروں سے نکلیں گے اور کوئی آج کسی کو یاد کرنے والا نہیں۔ کوئی کسی کی طرف دیکھنے والا نہیں۔ جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ لوگ ننگے ہوں گے تو حضرت عائشہؓ نے کہا ہائے ہائے شرمندگی اور بے پردگی۔ اس وقت کیا حال ہوگا۔ تو آپؐ نے فرمایا عائشہؓ کوئی کسی کو دیکھ بھی نہیں رہا ہوگا نظریں پست ہوں گی، سر جھکے ہوں گے، نظریں گردش نہیں کر سکیں گی۔

کلیجہ منہ کو آنا اردو کا محاورہ ہے۔ اس دن کلیجے اچھل کر منہ کو آرہے ہوں گے۔ ادھر کون کھڑا ہے ادھر کون کھڑا ہے یہ دیکھنے کی بھی سکت نہیں ہوگی۔ اس دن اتنا بھی نہیں کوئی دیکھے گا کہ نظر کی پتلی پھیر کے دیکھ لے کہ یہ کون ہے؟ یہ کون ہے؟ اور ایسی دہشت ایسی وحشت کا عالم ہوگا کہ کچھ پتہ نہیں ہم کہاں کھڑے ہیں، کدھر کھڑے ہیں؟ بیٹی کہاں ہے، بیٹا کہاں ہے، بیوی کہاں ہے، خاوند کہاں ہے، ماں کہاں ہے، باپ کہاں ہے، بھائی کہاں ہے؟

اپنوں سے بچھڑنے کا عذاب

یہ تو حج میں تھوڑا سا رش ہوتا ہے تو لوگ گم ہو جاتے ہیں۔ جب اربہا ارب انسانوں اور جنات سب اکٹھے کھڑے ہوں گے تو اگر اللہ نے نہ ملایا تو کوئی طاقت نہیں کہ کوئی کسی کو ڈھونڈ لے۔ میں ایک دفعہ حج میں اپنے ساتھیوں سے تھوڑا سا بچھڑا۔ پندرہ بیس لاکھ کا مجمع تھا۔ میری ایسی کیفیت ہوگئی کہ جیسے کلیجہ اچھل کر منہ کو آرہا ہے۔ میں پریشان ہوگیا

دھڑام سے گرے گا۔

قیامت کے بعد اللہ کا اعلان کبریائی

ساری کائنات کو موت کا کڑوا جام پلا کر پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا من کان لی شریک فلیات ...... اب کوئی میرا شریک ہے تو میرے سامنے آؤ! پھر اللہ دوبارہ کہے گا من کان لی شریک فلیات ...... اب کوئی میرا شریک ہے تو میرے سامنے آئے! پھر سہہ بارہ کہے گا من کان لی شریک فلیات ...... کوئی ہے میرے مقابل تو آئے!

این الملوک بادشاہ کہاں ہیں؟......

این الجبارون ظالم کہاں ہیں؟......

این المتکبرون متکبر کہاں ہیں؟......

لمن الملک الیوم آج کس کی بادشاہی ہے؟

کوئی ہو تو جواب دے......

پھر اللہ خود کہے گا للہ الواحد القہار......

آج اکیلے اللہ شہنشاہ کی بادشاہی ہے۔

پھر دوسرا جھٹکا دے کر کہے گا......

انا القدوس السلام المؤمن میں قدوس، سلام اور مومن ہوں۔

پھر تیسرا جھٹکا دے کر کہے گا انا المھیمن العزیز الجبار المتکبر میں ہوں عزیز، جبار، متکبر۔ اس وقت کوئی نہیں ہوگا جو یہ بات سنے۔ اکیلا اللہ ہے ساری کائنات کو فنا کا پیالہ پلا کر اپنی ذات میں قائم دائم، ابدلی ازلی، اول آخر، ظاہر باطن، ہمیشہ کی طرح باقی رہنے والا، ہمیشہ کی طرف قائم رہنے والا، ہمیشہ کے لئے موت سے پاک ہمیشہ کے لئے فنا سے پاک، ہمیشہ کے لئے زوال سے پاک، موت سے پاک، فنا سے پاک، جہالت سے پاک، شراکت سے پاک، وزارت سے پاک، فیصلوں کے غلط ہونے سے پاک، ندامت سے پاک، شرمندگی سے پاک، اپنے فیصلوں میں بے مثل، اپنے فیصلوں پہ اٹل، اپنے فیصلوں پہ بے بدل، اپنی ذات میں بے مثل، اپنی طاقت میں بے

بدل، بے مثال، بے مثل لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون جو چاہے کرے کوئی اس سے نہیں پوچھ سکتا، باقی سب سے وہ پوچھے گا ایک ایک سوال کرنے والا ہے۔ایک ایک سے اللہ پوچھنے والا ہے۔

جب لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے

پھر وہ دوسرا دن آئے گا جس دن اللہ مردوں کو زندہ کرے گا۔عورتوں کو زندہ کرے گا۔ننگے پاؤں، ننگے بدن، ننگے سر اور پریشان حال زمین سے نکلیں گے جیسے دانہ اگتا ہے ایسے سر کی فصل نکلے گی یوم یخرجون من الاجداث...... تیزی کے ساتھ قبروں سے نکلیں گے اور کوئی آج کسی کو یاد کرنے والا نہیں۔کوئی کسی کی طرف دیکھنے والا نہیں۔جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ لوگ ننگے ہوں گے تو حضرت عائشہؓ نے کہا ہائے ہائے شرمندگی اور بے پردگی۔اس وقت کیا حال ہوگا۔تو آپؐ نے فرمایا عائشہؓ کوئی کسی کو دیکھ بھی نہیں رہا ہوگا نظریں پست ہوں گی، سر جھکے ہوں گے، نظریں گردش نہیں کر سکیں گی۔

کلیجہ منہ کو آنا اردو کا محاورہ ہے۔اس دن کلیجے اچھل کر منہ کو آرہے ہوں گے۔ ادھر کون کھڑا ہے ادھر کون کھڑا ہے یہ دیکھنے کی بھی سکت نہیں ہوگی۔اس دن اتنا بھی نہیں کوئی دیکھے گا کہ نظر کی پتلی پھیر کے دیکھ لے کہ یہ کون ہے؟ یہ کون ہے؟ اور ایسی دہشت ایسی وحشت کا عالم ہوگا کہ کچھ پتہ نہیں ہم کہاں کھڑے ہیں، کدھر کھڑے ہیں؟ بیٹی کہاں ہے، بیٹا کہاں ہے، بیوی کہاں ہے، خاوند کہاں ہے، ماں کہاں ہے، باپ کہاں ہے، بھائی کہاں ہے؟

اپنوں سے بچھڑنے کا عذاب

یہ تو حج میں تھوڑا سا رش ہوتا ہے تو لوگ گم ہو جاتے ہیں۔جب اربہا ارب انسانوں اور جنات سب اکٹھے کھڑے ہوں گے تو اگر اللہ نے نہ ملایا تو کوئی طاقت نہیں کہ کوئی کسی کو ڈھونڈ لے۔میں ایک دفعہ حج میں اپنے ساتھیوں سے تھوڑا سا بچھڑا۔پندرہ بیس لاکھ کا مجمع تھا۔میری ایسی کیفیت ہوگئی کہ جیسے کلیجہ اچھل کر منہ کو آرہا ہے۔میں پریشان ہوگیا

حالانکہ میرے لئے اس وقت مسئلہ کوئی نہیں تھا۔ اب آرام سے منیٰ میں واپس جا سکتا تھا لیکن تھوڑی دیر کیلئے ساتھیوں سے ادھر ادھر ہوا تو ایک دم میرے سامنے میدان عرفات تاریک ہو گیا۔

مجھے یوں خیال آرہا ہے کہ اگر یوم محشر کا پچاس ہزار سال کا دن ہے اور جہاں کھربوں انسان زندہ ہوں گے اگر اللہ تعالیٰ نے اپنوں سے جدا کر دیا اور ہم اپنوں سے بچھڑ گئے یا اگر اللہ نے کسی کو قریب نہ آنے دیا تو یہی عذاب کیا تھوڑا ہے کہ میں پچاس ہزار سال اپنوں سے بچھڑا رہوں اور مجھے کسی کا بھی کچھ پتہ نہ ہو کہ کون کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ پچاس منٹ آدمی پہ بھاری ہو جاتے ہیں تو پچاس ہزار سال؟......

فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة، فاصبر صبرا جميلا، انهم يرونه بعيدا، ونره قريبا، يوم تكون السمآء كالمهل......

نہیں نہیں نہیں...... اس دن کھڑے ہوں گے قبروں سے نکلیں گے لیکن ایک دوسرے کو پہچاننے سے انکاری ہو جائیں گے۔ کوئی خبر نہیں کون کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ پھر یہ دن اور بھی زیادہ شدید ہے کہ مرد عورت ننگے ہیں۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنائے جائیں گے پھر سارے نبیوں کو پہنائے جائیں گے پھر اذان دینے والوں کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا جس کو چاہے گا اللہ تعالیٰ ننگا رکھے گا۔

آج کے دن کے لئے کیا لے کر آئے ہو؟

پھر یہ اس دن کا حساب وکتاب ہے جس میں پار ہونا میری، آپ کی بلکہ ہم سب کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ مرد وعورت کو فرشتے گردن میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹ کر اللہ کے پاس لائیں گے اور سامنے لا کھڑا کر دیں گے۔ کیا مرد کیا عورت سب کی ٹانگیں کانپ رہی ہوں گی۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا بتاؤ! میری بندی آج کے دن کیا لے کر آئی ہو۔

آئے ہائے......اس دن اولاد کہے گی تو میری ماں کوئی نہیں۔ ہم نے تجھے کہا تھا کہ ہمارے لئے یہ سب کچھ کر؟ ہم نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ہمارے لئے توڑ دے۔ اولاد باپ سے کہے گی ہم نے کب کہا تھا کہ تو ہمارے لئے رشوت لے، جھوٹ بول، سٹا کھیل، جوا کھیل؟ یہ ہم نے کب کہا تھا کہ ہمارے لئے حرام لے کر آ؟ جب سب انکاری ہو جائیں گے تو کہے گا یا اللہ! یہ میرے بچوں کو پہلے دوزخ میں ڈال، یا اللہ! یہ میری بیوی کو دوزخ میں ڈال! یہ میرے بھائیوں کو دوزخ میں ڈال یا اللہ! میری قوم کو دوزخ میں ڈال! یا اللہ ساری انسانیت کو دوزخ میں ڈال! پر مجھے بچالے! جواب آئے گا......نہیں......آج کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا!

یہ سب کچھ تیرا اپنا کیا دھرا ہے!

یہ سب کچھ تیرا اپنا کیا ہوا ہے۔ کل نفس بما کسبت رهينة جو تو نے کیا ہے آج تجھے اس کو بھگتنا پڑے گا۔ تو اس دن جب دیکھے گا ناں!...... کہ یہ سب میرے انکاری ہو گئے ہیں یوم یفر المرء من اخیه بھائی گیا وامه وابیه ماں باپ گئے وصاحبة وبنيه بیوی گئی بچے گئے۔ آج ہر آدمی اپنی مصیبت میں ایسا گرفتار ہو گا کہ نہ ماں کو بچی یاد رہے گی نہ بچی کو ماں یاد رہے گی۔ نہ باپ کو بیٹا نہ بیٹے کو باپ، نہ بھائی کو بھائی، نہ بیوی کو خاوند نہ خاوند کو بیوی، نہ یار کو یار نہ پڑوسی کو پڑوسی سب بھول جائیں گے۔

آج دوزخ کو بھی لایا جائے گا

میرے بھائیو! اور بہنو! ہم تو عام انسان ہیں اس دن انبیاء بھی پکار اٹھیں گے نفسی نفسی جب اللہ تعالیٰ کہے گا کہ دوزخ کو لایا جائے......

وبرزت الجحيم للغوين......

فاذا جاءت الطامة الكبرى، يوم يتذكر الانسان ما سعى،

وبرزت الجحيم لمن يرى......

جس دن وہ بڑا ہنگامہ آئے گا اور انسان اپنا کیا دیکھے گا اور اس دن اللہ جہنم کو کہے

گا آجاؤ اور وہ آئے گی تکاد تمیز من الغیظ جو آرہی ہوگی اور غصے سے پھٹ رہی ہوگی، اس کی خوفناک آواز ہوگی۔

جہنم کی آگ اور دھواں

تین چار دن پہلے ہمارے پڑوسیوں کے گھر میں آگ لگ گئی۔ چھوٹی سی آگ تھی جس سے دو چار کمرے جل گئے اس آگ کی آواز ایسی خوفناک تھی کہ بس! چونکہ ہماری دیوار ان کی دیوار کے بالکل ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اس لئے ہم سب وہاں کھڑے ہوئے ہیں اور بے بسی سے گھر کو جلتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ اس تھوڑی سی آگ کی آواز اور اس کا دھواں ایسا تھا کہ اوپر والوں کو سیڑھی لگا کر ہمارے گھر میں اتارا گیا کہ نیچے اترنے کا راستہ کوئی نہ رہا۔ دھوئیں سے سارا گھر بھر گیا اور دھوئیں سے گھٹ کر مرنے کا اندیشہ ہو گیا۔ اس دن مجھے یہ آیت سمجھ میں آرہی تھی کہ فی سموم وحمیم اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ کھولتا ہوا گرم پانی ہوگا اور گرم ہوائیں ہوں گی اور دھوئیں کا بادل ہوگا۔ مجھے اس دن سمجھ میں آیا کہ دھواں کتنا بڑا عذاب ہے۔ دھواں ہوا میں آکسیجن کو ختم کر دیتا ہے۔ جس سے سانس گھٹ جاتی ہے اور آدمی بے موت مرتا ہے۔ تو اس تھوڑی سی آگ کی آواز تھی جو سارے محلے میں جا رہی تھی اور قیامت کے دن جہنم آرہی ہے اور وہ غصے سے چیخ رہی ہے اور اس کی آواز ہے۔ جب وہ میدان محشر میں آئے گی تو چیخ مارے گی۔ وہ چیخ ایسی خوفناک ہوگی کہ اگر کسی شخص کے پاس ستر (۷۰) نبیوں کے برابر بھی عمل ہوگا تو کہے گا کہ آج نہیں بخشا جاؤں گا۔ ستر نبیوں کا عمل لے کر آنے والا بھی کہے گا کہ ہائے مر گیا! پتہ نہیں اب کیا ہوگا۔

جہنم کی ستر (۷۰) ہزار لگامیں ہوں گی

تو اس کی آواز سن کر ساری دنیا کے لوگ منہ کے بل گریں گے۔ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے پکڑ کر لا رہے ہوں گے۔ وہ اتنی منہ زور ہوگی کہ فرشتوں کے ہاتھوں سے نکل رہی ہوگی۔ جب وہ میدانِ محشر میں آئے گی تب فرشتے بے بس ہو جائیں گے، فرشتے اس کو قابو نہیں کر سکیں گے۔ اس وقت اللہ کی ایک

خاص تجلی آئے گی جو اس پہ پڑے گی اور وہ تھم کے پیچھے ہٹ جائے گی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اس دن اپنی تجلی کو اس وقت ظاہر نہیں فرمائے گا تو چار کروڑ نوے ہزار فرشتوں کے ہاتھوں سے دوزخ چھوٹ جائے گی اور پوری دنیا کے نیک و بد کو نگل جائے گی۔ کسی کو نہ چھوڑے گی سب کو نگل جائے گی۔ اس دن جب وہ آئے گی اور ایک دم پھٹے گی اور ایک دم بھڑکے گی فرشتوں کے پسینے چھوٹیں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس پر اپنی تجلی کو ڈالے گا تو وہ بے بس ہو کے پیچھے ہٹے گی۔

ہمارے نبی ﷺ اور دیگر انبیاء کی پکار میں فرق

اس دن اس کی آگ اور اس آگ کی آواز کو سن کر ساری دنیا کے عام انسان تو انسان نبیؑ بھی پکاریں گے **نفسی نفسی ...... یا رب نفسی نفسی** ...... کیا آدمؑ، کیا نوحؑ، کیا ادریسؑ، کیا شیثؑ، کیا یعقوبؑ، کیا یوسفؑ، کیا اسحٰقؑ، کیا اسماعیلؑ، کیا ابراہیمؑ، کیا یونسؑ، کیا دانیالؑ، کیا یحییٰؑ، کیا زکریاؑ، کیا داؤدؑ، کیا سلیمانؑ، کیا یوشعؑ اور کیا ہارونؑ سب کی پکار ہوگی اور سب کہیں گے یا رب نفسی نفسی، حضرت عیسیٰؑ کہیں گے یا اللہ! میں اپنی ماں کا بھی سوال نہیں کرتا! بس تو میری جان بچا!

اس وقت صرف ایک ہستی ہوگی جو کہہ رہی ہوگی **یا رب امتی، یا رب امتی، یا رب امتی** یا اللہ! میری امت کا بچالے! یا اللہ! میری امت کو بچالے! وہ ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ باقی سب اپنوں اور دوسروں کو بھول جائیں گے۔

لوگوں کو خوش کر کے اللہ کو ناراض کرنا

تو میرے بھائیو اور بہنو! اس دنیا کے دھوکے میں آ کے اللہ کو ناراض کرنا دنیا کی سب سے بڑی نادانی ہے۔ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اللہ کو ناراض کر دینا سب سے بڑی حماقت ہے۔ اس سے بڑا نادان کوئی نہیں جو لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اللہ کو ناراض کر دے۔ جو اپنے من کو دنیا کو آباد اور راضی کرنے کے لئے آخرت کی زندگی کو اجاڑ دے، برباد کر دے۔ اس سے زیادہ نادان نہ کوئی مرد ہے اور نہ اس سے بے وقوف کوئی عورت ہے۔ یہ

دنیا کے سب سے نادان لوگ ہیں جو آخرت کا سودا کرتے ہیں اور پھر دنیا کو خرید لیتے اور آخرت کو بیچ دیتے ہیں۔ کلمہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ کے سامنے بچھ جاؤ۔ اللہ کی مان کے زندگی گزار جاؤ۔ لوگوں کے طعنوں کو سن کر کانوں میں تیل ڈال لو اور سننا بند کر دو۔ لوگوں کو ترچھی نظریں دیکھو تو نظریں جھکا لو، آنکھوں پہ پردے ڈال لو کہ مجھے نہ دکھائی دیتا ہے اور نہ سنائی دیتا ہے۔ بس میرا اللہ راضی ہو جائے میری منزل مجھے مل گئی۔ یا اللہ بس تو راضی ہو جا میرا مسئلہ حل ہو گیا۔ لوگوں کو خوش کرنا ہو تو امام حسینؓ کی اتنی بڑی قربانی دینے کی کیا ضرورت تھی؟

کیا یہ زمین اس لئے بنائی گئی تھی

یہاں تو اتنا ہی ہوتا ہے نا...... کہ کبھی تم پردہ کیوں نہیں کرتی ہو؟ تو جواب ہوتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ یہ تو پرانے زمانے کی عورت ہے۔ تم شادی میں مہندی کی رسم کیوں کر رہے ہو؟ جواب دیں گے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ اتنی بڑی بڑی نافرمانیاں کھلے عام کر رہے ہیں۔ طبلے کی تھاپ ہے اور لڑکیاں ناچ رہی ہیں ساتھ لڑکے بھی ناچ رہے ہیں۔ کیا ظلم و ستم ہے، یہ زمین اس لئے تو نہیں بنی تھی کہ اس پر گھنگھروؤں کی چھن چھن ہو اور پائل کی جھنکار ہو۔ یہ زمین تو اس لئے بنی تھی کہ اس کو سجدہ سے آباد کیا جائے، اس کو اللہ کی اطاعت کے ساتھ آباد کیا جائے۔ یہ اس لئے نہیں بنائی گئی تھی کہ رقص و موسیقی کی محفلیں سجائی جائیں اور گھر گھر سے گانوں کی آوازیں آئیں اور عورت بے پردہ ہو کر محفل کی یا بازار کی زینت بن جائے۔ اللہ نے اس لئے نہیں پیدا کیا تھا کہ بلکہ ہماری ترجیحات جدا ہیں۔ ہمارے سامنے اللہ ہے ہم نے اللہ کو راضی کرنا ہے۔ اس کو راضی کرنے کے لئے ہمیں ہر قیمت دینے کا حکم ہے کہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے جو قیمت دینی پڑے دے دو اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے جو قیمت دینی پڑے ادا کر دو۔

زندگی مال سے نہیں اعمال سے بنتی ہے!

اب ایک دوسرا ذہن ہے کہ ہم نے لوگوں کو خوش کرنا ہے اور اپنے آپ کو خوش کرنا

ہے۔ اس کے لئے جو قیمت ادا کرنی پڑے ادا کردو۔ لوگ مجھے اچھا کہیں، معاشرہ مجھے اچھا کہے، سوسائٹی مجھے اچھا سمجھے، اس پہ جو قیمت لگتی ہے دے دو۔ اب دو راہیں ہو جائیں گی،

ایک طبقہ کہتا ہے میں نے اللہ کو راضی کرنا ہے ایک طبقہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو راضی کرنا ہے اور مجھے لوگوں کو خوش کرنا ہے۔

ایک طبقہ کہتا ہے میرے سارے کام اللہ بناتا ہے۔ دوسرا طبقہ کہتا ہے میرے سارے کام پیسے سے بنتے ہیں۔

اب دونوں راہیں جدا ہو جائیں گی۔ جو کہتا ہے میرا اللہ میرا ہو تو میرے سارے کام بنیں گے تو وہ پیسے کو حاصل کرنے کے لئے اپنا سب کچھ لگا دے گا۔ جو یہ کہتا ہے کہ میں لوگوں کی نظروں میں پسند آؤں اور لوگ مجھے اچھا کہیں، میری واہ واہ ہو، وہ اس کے لئے اللہ کے ہر حکم پہ بلڈوزر چلا دے گا اور جو کہتا ہے کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو تو وہ اس کے لئے اپنی ذات پہ بھی بلڈوزر چلا دے گا۔ تو یہ اس وقت جو ہمارا ذہن بازار میں، گھر میں، ماحول میں، سکول میں بنا ہوا ہے وہ یہ بنا ہی نہیں ہوا کہ ہم نے ہر حال میں اللہ کو راضی کرنا ہے۔ تبلیغ کا کام ذہن سازی کی محنت ہے۔ یہ تقریروں سے نہیں بنتا اور نہ ہی یہ گھر بیٹھے بنتا ہے۔ یہ ماحول میں آنے سے بنتا ہے۔ یہ بار بار اللہ بات سننے سے بنتا ہے۔

مسلمانوں کا سال کیسے شروع ہوتا ہے......

ہمارا نیا سال شروع ہو چکا ہے اور ایک عشرہ گزر چکا ہے۔ ہمارا سال تو محرم سے شروع ہوتا ہے اور غیر مسلم کا سال جنوری سے شروع ہوتا ہے کیونکہ ان کے سامنے نہ جنت ہے نہ جہنم نہ آخرت ہے نہ اللہ، تو وہ شراب پی کے، زنا کر کے، ناچ کے اور گا کے سال کی خوشی مناتے ہیں۔

ہمارا سال تو محرم سے شروع ہوتا ہے۔ ہمارا تو پہلا دن ہی رونے دھونے سے شروع ہوتا ہے کہ یکم محرم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارا گیا۔ ۲۶ ذوالحجہ کو انہیں خنجر لگا اور یکم محرم کو وہ قبر میں اتارے گئے۔ دنیا کے سب سے عظیم مسلمان حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد دوسرے نمبر کا شخص جس کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ

میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔

ہمارا تاکیم محرم ہی اتنے بڑے سانحہ سے شروع ہوتا ہے کہ ہمارا تو رونے اور آنسو بہانے کے سوا کوئی کام نہیں ہونا چاہئے۔ سال کی ابتداء میں ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس نے قیامت تک کے لئے بڑے موٹے حرفوں کے ساتھ کائنات کی تختی پہ لکھ کر دے دیا کہ اللہ راضی کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنی پڑے تو کر دو۔ اتنے موٹے حروف کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ اس کو اب کوئی مٹا ہی نہیں سکتا۔ ایک بول کے ساتھ حضرت حسین کا سارا خاندان بچ سکتا تھا۔ عزت، دولت اور شہرت مل سکتی ہے۔

زندگی کا مقصد اللہ کو راضی کرنا ہے

یہ سارے نوجوان کیا چاہتے ہیں؟ عزت، دولت، اور شہرت۔ سعید انور جو کرکٹ والا ہے اس کو چھوٹی عمر میں ہی یہ تینوں چیزیں مل گئیں۔ عزت بھی مل گئی، دولت بھی مل گئی شہرت بھی مل گئی، بائیس (۲۲) تیئس (۲۳) سال کی عمر میں سب کچھ مل گیا۔ ایک دن مجھے کہنے لگا سب کچھ مل گیا لیکن چین پھر بھی نہیں آیا۔ پھر یہ سوچ چلنا شروع ہوئی کہ اگر عزت، دولت اور شہرت زندگی کا مقصد ہے تو مجھے تو حاصل ہو چکا ہے پھر زندگی میں چین کیوں نہیں ہے؟ لگتا ہے کہ زندگی کا مقصد کوئی اور چیز ہے یہ چیز نہیں کیونکہ مقصد کو پانے کے بعد تو چین آ جانا چاہئے۔ مقصد بظاہر مل گیا ہے لیکن چین کوئی نہیں ہے، معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اور چیز ہے جس میں چین ہے۔ یہ نہیں ہے جس کو میں باعثِ چین سمجھتا ہوں۔ اس جستجو نے پھر آہستہ آہستہ تبلیغ کی طرف پھیر دیا۔ دین کی طرف پھیر دیا۔ پھر کہنے لگا اب پتہ چلا ہے کہ زندگی کا مقصد کیا ہے۔ ہم تو صرف سنچریاں بنانے کو ہی مقصد بنائے پھرتے تھے اور ریکارڈ بنانے کو ہی مقصد بنائے پھرتے تھے۔ اب پتہ چلا کہ اللہ کو راضی کرنا ہی زندگی کا مقصد ہے۔

مال چوری ہونے پر کوئی خوشی نہیں مناتا

تو میرے بھائیو! اور بہنو! ہمارے تو سال کی ابتداء ہی رونے دھونے سے ہے۔

کیسی پاگل دنیا ہے اگر کسی کا مال چوری ہو جائے تو وہ کوئی خوشی منائے گا؟......
کسی کا پیسہ گم ہو جائے تو وہ موم بتیاں جلائے گا؟......
شرابیں پیئے گا؟ ناچ گانا کرے گا؟......

یہ کیسے دیوانے ہیں جو سالگرہ پہ موم بتیاں جلا رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں۔ سال کے ختم ہونے پہ ناچ رہے ہیں، گا رہے ہیں اور گانے کی محفلیں سجا رہے ہیں۔ ہماری تو زندگی کم ہو گئی۔ سال کے 365 دن ہماری زندگی کے چوری ہو گئے۔ وقت کا تیز رفتار خنجر ہماری زندگی کے درخت کی 365 شاخیں کاٹ کر چلا گیا۔ 365 دن کاٹ کے چلا گیا اور اس کے پھول پتیاں گھنٹے، منٹ، سیکنڈ ہیں۔ کتنے سیکنڈ، کتنے منٹ، کتنے گھنٹے، کتنے ہفتے، کتنے دن اور کتنے مہینے میری زندگی میں سے چرائے گئے اس پہ لوگ خوش ہو رہے ہیں کہ Happy Nwe Year-

کیسی دیوانی دنیا ہے

کیسی دیوانی دنیا ہے جو چیز یورپ سے آجائے ہم نے آمین کہہ کے پاگلوں کی طرح پیچھے چل پڑنا ہے۔ وہ عورت ننگی ہوئی۔ ہماری عورت بھی ننگا ہونے میں عزت محسوس کرنے لگی۔ لباس مختصر سے مختصر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان کی تو کوشش ہے کہ مشرقی عورت کو سکرٹ پہناتا ہے۔ جین اور سکرٹ پہ تو وہ لانا چاہتے ہیں۔ جب کسی ملک کے نوجوان جینز پہننا شروع کر دیں اور عورتیں سکرٹ پہننا شروع کر دیں تو اس ملک سے وہ مطمئن ہو جاتے ہیں کہ اب یہ ہمارا غلام ہے۔ ان کو نہ کسی فوج سے مارنے کی ضرورت ہے اور نہ کسی بم سے مارنے کی ضرورت ہے۔ اب یہ وہ نوکر ہیں جن کی ناک میں نکیل ڈلی ہوئی ہے، کھینچو تو کھنچ آئے گا، چھوڑ دو تو پیچھے ہٹ جائے گا۔ یہ اب اس اونٹ کی طرح ہو گئے ہیں جس کے ناک میں نکیل ڈال دو تو بچہ بھی لے کے چل سکتا ہے۔

لباس پہن کر بھی عورت بے لباس ہے!

تو اب وہ مختصر سے مختصر لباس کی طرف کھینچ رہے ہیں۔ عورت تو چھپی ہوئی چیز کا

نام تھا کہ بے پردہ ہو کر بازار کی زینت بن کر بازاروں میں آنے کا نام ہے؟ اللہ تو عورت کا نام کھولنا پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ اس کا لباس اتنا ننگا ہو جائے کہ وہ کپڑے پہن کر بھی کاسیات عاریات بنے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جب عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہونگی۔ کاسیات عاریات مائلات ممیلات وہ اپنے حسن کی دعوت دیتی پھر رہی ہوں گی۔

بے پردہ عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی

تو ان کو جنت کی ہوا بھی نہیں مل سکے گی اور جنت کی ہوا پانچ سو میل نہیں پانچ سو سال کی مسافت سے یعنی پانچ سو برس کے فاصلے پر آدمی کھڑا ہو تو جنت کی خوشبو آنا شروع ہو جاتی ہے لیکن ان بے چاری قسمت کی ماری عورتوں کو وہ خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی چہ جائیکہ جنت مل جائے۔ یورپ کی عورت نے باہر آ کر کوئی تھوڑی قیمت نہیں ادا کی۔ اپنی عزت کے سودے کر کے یورپ کی عورت نے باہر آنے کی قیمت ادا کی ہے۔

بے لباس ہونے کو تہذیب کا نام دیا جا رہا ہے

1792ء میں لندن میں ایک عورت تھی جس کا نام میری دول سٹون کران تھا۔ اس نے سب سے پہلے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ عورت کو آزاد کیا جائے۔ اس سے پہلے یورپ کی عورت بھی آزاد نہ تھی۔ وہ بھی گھر کی خاتون تھی چاہے وہ کافر تھے لیکن عورت گھر کی خاتون تھی۔ وہ گھر میں رہنے والی تھی بازار کی زینت نہ تھی، وہ ماڈل نہ تھی، ماڈل گرل نہ تھی۔ دیکھو کتنے پوسٹر ہیں جن پر دودھ بیچنے والے نے بھی عورت کو استعمال کیا ہے، موٹر سائیکل بیچنے والوں نے بھی ننگی عورتوں کو استعمال کیا ہوا ہے۔ اس کو کہہ رہے ہیں کہ عورت آزاد ہے۔ یہ تہذیب اور اس کو ثقافت کا نام دیا جا رہا ہے۔

1998ء کے دوران انگلینڈ میں سروے

تو 1792ء میں یہ نظریہ پیش کیا گیا کہ عورت کو آزاد کیا جائے اور پھر اس لندن (انگلینڈ) میں 1998ء میں ایک سروے ہوا جس میں عورتوں سے پوچھا گیا کہ وہ واپس

گھر جانا چاہتی ہیں یا اسی زندگی میں رہنا چاہتی ہیں تو اٹھانوے فیصد عورتوں نے کہا کہ ہم گھر لوٹنا چاہتی ہیں لیکن ہمیں خاوند کوئی نہیں ملتا، بوائے فرینڈ ملتے ہیں جو استعمال کرتے ہیں اور پھر ٹشو پیپر کی طرح پھینک دیتے ہیں۔

قرآن پاک میں سوائے حضرت مریمؑ کے کسی عورت کا نام نہیں

تو عورت کی عزت اس کے گھر بیٹھنے میں ہے، چھپنے میں ہے نہ کہ ظاہر ہونے میں۔ اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن مجید میں ایک بھی عورت کا نام نہیں لیا سوائے حضرت مریمؑ کے۔ صرف ان کا نام قرآن میں آتا ہے اور پورے قرآن میں کسی عورت کا نام نہیں آیا۔ حضرت مریمؑ کا نام بھی اس لئے قرآن میں آتا ہے کہ ان کے بیٹے کو لوگوں نے اللہ کا بیٹا بنایا تو اللہ نے کہا نہیں ذلک عیسی ابن مریم یہ میرا نہیں بلکہ مریم کا بیٹا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ نے نہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا نام لیا نہ انبیاء کی بیویوں کا نام لیا۔ نہ کسی اچھی عورت کا نام اللہ نے قرآن مجید میں لیا نہ کسی بری عورت کا۔ امرات فرعون فرعون کی بیوی، اللہ کی نیک بندی لیکن اللہ نے نام نہیں بتایا۔ امرات لوط لوط علیہ السلام کی بیوی، کافر، اللہ نے نہیں بتایا، عمران کی بیوی، بہت نیک عورت ہے لیکن اللہ نے نام نہیں بتایا، مریم کی ماں کا نام قرآن نہیں بتاتا، ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کا نام قرآن نہیں بتاتا، صرف خاوند کے نام سے عنوان آتا ہے۔ امرات العزیز، امرات فرعون، امرات لوط، امرات نوح تو اس پہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو عورت کے نام کو بھی ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا تو وہ عورت کو کھلے منہ بازار میں پھرنے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟ اس کو ناچنے کی اجازت کیسے دے گا؟

ابتدائے سائنس میں کائنات کے متعلق نظریات

ہمارے سامنے آخرت نہیں، اللہ نہیں، جنت نہیں، جہنم نہیں، اور اسی فیصل آباد کو جنت بنانے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔ اب فیصل آباد جنت بنتا نہیں دنیا کے لوگ جنت بنا بنا کے تھک گئے۔ اٹھارہویں صدی میں سائنس نے سر اٹھایا اور آنکھیں کھولیں 1711ء میں

ایک سائنسدان پیدا ہوا جس کا نام ایڈورڈ ہیوم تھا، یہ جرمنی کا تھا۔ اور 1642ء میں پیدا ہونے والا نیوٹن جو 1727ء میں مرا ہے۔ تو اس نے یہ قانون دریافت کیا کہ کائنات میں ایک قانون ریاضی کا جس کے تحت یہ چل رہی ہے۔ ایک ایسا زبردست قانون ہے جس میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس سے ایک قدم آگے ہیوم نے اٹھایا۔ یہ 1711 میں پیدا ہوا اور 1772 میں مرا ہے۔ اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ جب کائنات ایک قانون کے تحت چلتی ہے تو رب کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ رب ہے ہی کوئی نہیں۔ جب دو اور دو چار ہی ہوتا ہے تو اس میں رب کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ کہ اللہ نے دو جمع دو چار کر دیا لہٰذا اب اللہ ہے ہی کوئی نہیں۔ چونکہ نیوٹن کی تھیوری کے بعد یہ نظریہ تو بن گیا کہ کائنات کو اللہ نے بنایا ہے۔ لیکن اب اللہ کا عمل دخل کوئی نہیں ہے۔ اب وہ خود بخود ہو رہا ہے۔ جیسے سوئٹزرلینڈ والوں نے گھڑی بنائی اور گھڑی بنا کے انہوں نے بازار میں بھیج دی۔ اب سوئٹزر لینڈ والوں کا جاپان والوں کی گھڑی پہ اختیار ختم ہو گیا۔ اب گھڑی میری جیب میں رہے یا ہاتھ پہ باندھوں چاہے پاؤں پہ باندھوں، جیب میں رکھوں یا توڑ دوں۔ اب جاپان والے کچھ نہیں کر سکتے۔ اتنا نظریہ جہالت کی وجہ سے بن گیا کہ دنیا کو بنایا تو اللہ نے ہے لیکن اب اللہ کا عمل دخل کوئی نہیں ہے (نعوذ باللہ)۔ تو ایڈورڈ ہیوم نے اس سے اگلا قدم اٹھایا اور کہا کہ ہم نے سوئٹزرلینڈ کو تو گھڑی بناتے ہوئے دیکھا ہے (اس وقت سوئٹزر لینڈ میں گھڑیاں بنتی تھیں) ہم نے اللہ کو دیکھا ہے؟...... کہ اس نے دنیا بنائی۔ تو ہمیں کسی فرضی خدا کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا خدا ہے ہی کوئی نہیں۔

مال کمانے سے متعلق آزادی کا سائنسی نظریہ

یہ سب سے پہلا نظریہ ایڈورڈ ہیوم نے پیش کیا پھر اس کے ساتھ 1725ء میں سکاٹ لینڈ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کا نام ایڈم سمتھ تھا۔ اس نے ایک نظریہ پیش کیا کہ مال کے کمانے میں بھی مرد کو آزاد کر دو۔ چاہے سود سے کمائے، چاہے عورت اپنے جسم کی نمائش کر کے کمائے، چاہے جسم کو بیچ کے کمائے، چاہے جھوٹ سے کمائے، چاہے کوئی شا سے کمائے، چاہے کوئی جوئے سے کمائے، چاہے لاٹری سے، یہ لاٹری سکیمیں یا جتنی انعامی

سکیمیں ہیں ساری یورپ ہی سے تو آئی ہوئی ہیں۔

حرام چیزوں کا اللہ سے سوال نہ کریں

اب یہ ہمارے لوگ بھی انعامی بانڈز خرید کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ میرا بانڈ نکال دے میرے دن پھر جائیں گے۔ کیسے بد بخت ہیں! اللہ نے حرام کی دعا کر رہے۔ اللہ کہتا ہے سور حرام! یہ کہتے ہیں یا اللہ! مجھے کہیں سے سور کا گوشت تو لے دے۔ اللہ نے کہا شراب حرام! یہ کہہ رہے ہیں یا اللہ! کہیں سے شراب کی بوتل ہی مل جائے۔ تو انعامی بانڈ لے کر اس کو گھروں میں رکھ کر عورتیں بھی دعائیں مانگ رہی ہیں اور مرد بھی دعائیں مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ! میرا بانڈ تو نکال دے، میرے دن پھر جائیں گے۔ اللہ سے اس کی حرام کردہ چیز کو مانگنا کتنی عجیب سی بات ہے۔ جوا حرام ہے، میسر، میسر عربی میں کہتے ہیں آسان چیز۔ جوئے میں تو آسانی سے رزق آجاتا ہے۔ سو روپے کا بانڈ خریدا پتہ نہیں کتنے روپے کا وہ نکل آیا۔ ہزار کا بانڈ خریدا دس لاکھ کا وہ نکل آیا۔ تو اسی لئے عربی میں جوئے کو میسر کہتے ہیں یعنی آسانی سے ملنے والی چیز۔ لوگ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کے لئے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ میرا بانڈ نکال دے بچی کی شادی کرنی ہے۔ یا اللہ میرا بانڈ نکال دے دوکان بنانی ہے۔ تو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو اللہ سے مانگنا کتنی بڑی جرأت ہے۔ اللہ کو للکارنے والی چیز ہے لیکن پتہ ہی کوئی نہیں ہے۔ نہ آخرت سامنے، نہ جنت سامنے، جو چیز ادھر سے آئی اس کی ہاں میں ہاں ملا دو۔ وہاں سے لاٹری آئی، چلا دو۔ بانڈ آئے، چلا دو۔ جوا آیا چلا دو۔ سٹا آیا، چلا دو۔

ہمارے سکولوں کا لباس!

سارے سکولوں میں بچے بچیوں کو اکٹھا پڑھا رہے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے گلوں میں ٹائیاں لٹکی ہوئی ہیں اور وہ سکول جا رہے ہیں، کوئی شلوار کرتے کے ساتھ سکول بھیجنا ہی نہیں چاہتا، کمال ہو گیا ہے! ہمارے ایک ساتھی ہیں، اب تو ان کا سکول بڑا شاندار ہو گیا ہے، ان کے باپ نے گلبرگ میں بڑا سکول بنایا۔ سکول چلا "روزن" کے نام سے۔

پھر وہ فوت ہو گئے تو ان کے بیٹے اور بہو نے سنبھالا۔ پھر وہ تبلیغ میں لگ گئے۔ انہوں نے سوچا کہ یہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم تو اپنی تہذیب کے گلے میں لعنت لٹکا رہے ہیں۔ تو انہوں نے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ سارے بچوں کا لباس شلوار کرتا کر دیا اور بچیوں کے لئے سکاف کر دیا۔ اس کی وجہ سے آدھے سے زیادہ بچے لوگوں نے سکول سے اٹھا لیے کہ ہم اپنے بچوں کو یہ نہیں سکھانا چاہتے جو آپ سکھا رہے ہیں۔ سکول خالی ہو گیا۔ اگر تین سو بچے تھے تو پچاس رہ گئے۔ اب سکول چلانے والے حیران پریشان ہو گئے کہ یہ کیا ہو گیا حالانکہ انہوں نے نصاب نہیں بدلا، صرف لباس بدلا کہ بچے شلوار کرتا پہن کر آئیں۔

میں ابھی لاہور میں تھا۔ فجر کی نماز پڑھ کر سیر کو نکلا تو میں سر پیٹ کر رہ گیا کہ بچیاں سکول جا رہی تھیں اور ساری پنڈلیاں ننگی تھیں۔ ان کو فراک ایسے پہنائے ہوئے تھے کہ پوری پنڈلی ننگی تھی۔ ہماری نسل کے لئے پیسہ خدا بن گیا۔ یہ لوگ پھانسی پہ لٹکانے کے قابل ہیں جو پیسے کی خاطر ہماری نسل کو برباد کر رہے ہیں اور یہ جو ماں باپ ہیں یہ جوتے لگانے کے قابل ہیں جو ان سکولوں میں اپنے بچوں کو بھیج رہے ہیں۔ آخرت سامنے ہی کوئی نہیں، جب انہوں نے سارا سکول خالی دیکھا تو انہوں نے مجھ سے بات کی۔ اللہ نے ان کو مال دیا ہوا تھا۔ سکول ان کی کمائی کا ذریعہ نہ تھا۔ اللہ نے ان کو اور بہت رزق دیا ہوا تھا۔ میں نے کہا سکول چلاؤ یہ اب تمہارا مشن ہے اس کو کرو۔ کہنے لگا اب تو میری کمر ٹوٹ گئی، اور ہمت ہی نہیں رہی۔ میں نے کہا نہیں اب تم چلو اللہ مدد کرے گا ان شاء اللہ۔ تو پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے ان کا سکول سیٹ کر دیا۔ اب بھی ایسے لوگ ہیں۔ اگر یہ شمعیں بجھ جائیں تو قیامت نہ آ جائے!

الحمدللہ......نوجوان نسل میں دین تیزی سے آ رہا ہے

یہ جو ہمارا گورنر ہے خالد مقبول، جب فوج میں تھا تو اس نے حج کے موقع پر میرا بیان سنا تھا۔ مجھے اس کا نہیں پتہ تھا۔ جب میں اس سے رائیونڈ کے اجتماع میں ملا تو اس نے کہا میں نے آپ کا بیان سنا ہوا ہے۔ تو میں نے کہا پھر تو آپ سے ملاقات ضرور ہو جائے۔ پھر اس نے ہمیں گورنر ہاؤس بلوایا اور ہم چلے گئے۔ میں تھا، سعید انور تھا ایک دو ساتھی اور

تھے۔ وہ کہنے لگا کہ بڑی حیرت کی بات ہے ہم نے تو ٹی وی فری کر دیا تھا، ہر چیز آزاد کر دی تھی، اور اس کا تقاضا تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ نوجوان نسل میں بے حیائی تیزی سے پھیلتی۔ لیکن ہم حیران ہیں کہ نوجوان نسل میں دین آ رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ ادھر جاتے وہ دین کی طرف زیادہ جا رہے ہیں، یہ وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی؟

یہ خالد صاحب مجھ سے بات کر رہے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، ادھر (بے حیائی کی طرف) بھی جا رہے ہیں لیکن ادھر (دین کی طرف) بھی آ رہے ہیں، ادھر (دین کی طرف) آنے والوں کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

سکول کی بچیاں باپردہ اور بچوں کے سروں پر ٹوپیاں

تو سکول والوں کو دو سال جھٹکے لگے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں جو موڑا تو اب انہیں داخل کرنے کے لئے جگہ نہیں مل رہی۔ انہوں نے سکول کے پیچھے والی جگہ لے لی اور وہاں عمارت بنائی۔ ایک پلے گراؤنڈ تھا اس کو ختم کر کے عمارت بنائی۔ وہیں ساتھ اور سکول بھی ہیں جہاں لڑکیاں جینز وغیرہ کر آ رہی ہیں، پتلونیں پہن کے آ رہی ہیں، فراک پہن کر آ رہی ہیں اور اسی کے ساتھ گلبرگ کے بیچ میں سکول ہے جہاں بچیاں نکلتی ہیں پھولوں کی طرح سکارف پہنے ہوئے، بڑی بچیوں نے پورا نقاب لیا ہوتا ہے اور چھوٹی بچیوں نے سکارف لیا ہوتا ہے۔ بچوں نے سر پہ ٹوپیاں رکھی ہوئی، شلوار کرتے پہنے ہوئے اور وہ سکول آ رہے ہیں۔

ہم نظریاتی طور پر شکست خوردہ قوم ہیں!

یا تو ہمارے سامنے کوئی منزل نہ ہوتی تو چلو ٹھیک ہے جیسا دیس ویسا بھیس۔ آپ دیکھتے نہیں ہو کبھی چیتے نے اپنا رنگ ڈھنگ بدلا، کبھی شیر نے لباس بدلا، کوا چاہے کالا ہی سہی، کبھی اس نے بھی کہا یا اللہ مجھے بھی چٹا کر دے۔ وہ اپنے کالے پن پہ خوش ہے۔ سانپ اپنے ٹیڑھے پن پہ خوش ہے۔ بگلا اپنی ٹیڑھی گردن پہ خوش ہے۔ دیکھتے نہیں ہو کہ کائنات رنگ نہیں بدلتی۔ صرف ہم ہی رہ گئے ہیں کہ جیسا دیس ویسا بھیس۔ جیسا رنگ دیکھا ویسے

رنگ گئے۔ جو چیز یورپ سے آئی اسی کو لینا شروع کر دیا۔ کسی قوم کا میدانِ جنگ میں شکست کھا جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ انبیاءؑ نے عین میدان جنگ میں شکست کھائی ہے اور انبیاءؑ کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے میدان میں شکست کھائی ہے۔ میدان میں مر جانا کوئی بڑی بات نہیں، نبی بھی میدان جنگ میں شہید ہوئے ہیں لیکن نظریاتی شکست کھا جانا کسی قوم کی اصل شکست ہوتی ہے۔ اپنے نظریات سے ہار جانا اصل شکست ہے۔ ہمیں ایٹم بم مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسے ہی خواہ مخواہ آج کا باطل پریشان ہو رہا ہے کہ پاکستان ایٹمی طاقت ہے۔ ہمارا ایٹم ہمیں کچھ نہیں دے سکتا کیونکہ ہم نظریاتی طور پہ شکست خوردہ قوم ہیں۔

پڑے پارس بیچے تیل دیکھو قسمت کے کھیل

قرآنی تعلیم چھوڑ کر یورپ کا نصاب پڑھا رہے ہیں

ہم قرآن جیسی زندگی اپنے گھروں میں رکھ کر یورپ سے آیا، نصاب پڑھا رہے ہیں۔ جس نے پیسے کمانے ہوں وہ لکھ دیتا ہے "انگلش میڈیم سکول" آکسفورڈ (Oxford) کا نصاب" دنیا اپنے بچوں کو اس سکول میں داخل کرانے کے لئے بھاگ رہی ہے۔ ایسے ایسے سکول بھی ہیں جہاں پہ ایک مہینے کی فیس ساٹھ ہزار روپے ہے۔ وہاں لوگوں کے بچے ویٹنگ لسٹ میں کھڑے ہوتے ہیں۔

جس دیس کے کروڑوں بچے رات کو بھوکے سوتے ہیں، ماں کی خشک چھاتیوں میں دودھ تلاش کرتے کرتے اور روتے روتے سو جاتے ہیں اور ایک آدمی اپنے بچوں کو ایک خشک روٹی کا ٹکڑا بھی نہیں دے سکتا، اس دیس کا بچہ ساٹھ ہزار فیس دے کر سکول میں پڑھ رہا ہو تو اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا؟ میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا کی تعلیم نہ دی جائے لیکن پہلے مسلمان تو بنایا جائے۔ پہلے انہیں یہ تو پتہ چلے کہ میں کون ہوں؟ یہ بات انہیں سمجھا دی جائے پھر وہ ڈاکٹر بنیں، انجینئر بنیں، تاجر بنیں، سیاستدان بنیں، جج بنیں، وکیل بنیں، جو مرضی بنیں لیکن پہلے مسلمان تو بنیں۔ اگر ہم مر جائیں تو ہمارے لئے ان کا کوئی فائدہ تو آئے۔ کوئی اس کی نماز، کوئی روزہ یا تلاوت ہمارے لئے ایصالِ ثواب کا ذریعہ تو بنے۔ ان

بے چاروں کو تو یہ بھی پتہ نہ ہو کہ الحمد کیسے پڑھی جاتی تو ہمارے لئے کیا کریں گے؟ ان کی دولت ہمارے کس کام کی ہے؟ آج کل کی اولاد تو ماں باپ کو ویسے ہی نہیں پوچھتی تو مر کے کیا پوچھے گی۔ وہ زندہ کو نہیں پوچھتے تو مرنے کے بعد کیا پوچھیں گے۔

میرے بھائیو اور بہنو! ہماری ایک منزل ہے۔ ہم مادر پدر آزاد نہیں ہیں کہ جو ادھر (مغرب / یورپ) سے بات آئے اس کے پیچھے چل پڑیں۔

ہم خود تراشتے ہیں منازل کے سنگِ میل
ہم وہ نہیں ہیں جن کو زمانہ بنا گیا

اللہ نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا ہے

تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صورت میں، ظاہر اور باطن میں ایک راستہ دیا ہے۔ ایک ہادی ملا ہے، ایک راہبر ملا ہے، ایک رسول ملا ہے، اس کے پیچھے چلنے کا ہمیں حکم ملا ہے۔ اللہ نے کہا ہے کہ یہ میرا محبوبؐ، میرا رسولؐ جو دونوں جہان کی گتھیاں سلجھانے آیا ہے۔ آپؐ نے ابوسفیانؓ سے کہا کہ اے ابوسفیان میری مانو دنیا بھی تمہارے لئے لایا ہوں اور آخرت بھی تمہارے لئے لایا ہوں۔ میں تمہارا نبی تمہارے لئے صرف آخرت ہی لے کر نہیں آیا بلکہ دنیا بھی لایا ہوں اور آخرت بھی لایا ہوں۔

عدیؓ بن حاتم طائی سوچ میں پڑ گئے

عدیؓ بن حاتم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی۔ انہوں نے ایران اور روم کے بادشاہوں کا جاہ وجلال دیکھا ہوا تھا۔ آپ کو دیکھا تو الٹا آپؐ نے ان کو اپنے سرہانے پہ بٹھایا اور خود نیچے بیٹھ گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا ''عدیؓ ایمان لے آ! سلامتی پائے گا، کامیاب ہو جائے گا'' عدیؓ سوچ میں پڑ گئے۔

عدیؓ بن حاتم، یہ حاتم طائی کے بیٹے تھے۔ حاتم طائی مشہور سردار گزرے ہیں۔ وہ بہت سخی تھے اور عدیؓ اس کے بیٹے تھے۔ جب وہ تھوڑے سے خاموش ہوئے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں بتاؤں کہ تو کیوں چپ ہو گیا ہے؟ اس لئے کہ اس کے

دشمن زیادہ ہیں اور دوست تھوڑے ہیں۔ اور تو یہ سوچ رہا ہے کہ اس کے ماننے والے تو سب غریب لوگ ہیں اور ان میں وہ ہیں جن کو اپنے گھروں سے نکال دیا گیا ہے تو ان کے پیچھے چل کر مجھے کیا ملے گا؟

اور تو یہ سوچ رہا ہے کہ حکومت تو اوروں کے ہاتھ میں ہے۔ یہ باتیں ہیں جو تیرے ذہن میں گردش کر رہی ہیں۔ تو عدیؓ چپ ہو گئے۔ یہی باتیں تھیں جو ان کے اندر کھٹک رہی تھیں کہ کیسے مانوں، دشمن زیادہ دوست تھوڑے، حکومت دشمن کے ہاتھ میں اور یہ بے دست و پا، اور ان کے ماننے والوں کو مکہ سے دھکے دے کر مدینہ پھینک دیا گیا تو ان کے پیچھے چل کر کیا ملے گا۔ تو پھر آپؐ نے فرمایا: عدیؓ سن لو میری بات! اللہ کی قسم! میری بات زندہ ہو کے رہے گی اور پھر آپؐ نے فرمایا: کسریٰ (ایران کا بادشاہ) اور ہرمز (کسریٰ کا بیٹا) ان کے خزانے فتح ہو کے مدینے آئیں گے۔ تو چونکہ حضرت عدیؓ نے کسریٰ کا جاہ وجلال دیکھا تھا اس لئے یہ بات ان کو ہضم نہ ہو سکی۔ تو انہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو کاٹ دیا اور کہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپؐ ایران والے کسریٰ کا نام لے رہے ہیں یا کسی اور کسریٰ کا۔ تو آپؐ نے فرمایا نہیں نہیں...... میں ایران والے کسریٰ ہی کا نام لے رہا ہوں اور اگلی بات بھی بتا دوں کہ تو بھی انہی میں سے ہوگا جو اس خزانے کو فتح کریں گے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: تو نے حیرہ (یہ عراق کے کنارے ایک شہر تھا) دیکھا ہے؟ حضرت عدیؓ کہنے لگے دیکھا تو نہیں سنا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا حیرہ سے ایک حسین وجمیل لڑکی زیوروں سے آراستہ چلے گی اور بیت اللہ تک اکیلی آئے گی اور پورے راستے میں اس کو کوئی ڈر نہیں ہوگا کہ کوئی اس کی عزت لوٹ لے گا یا مال لوٹ لے گا۔ تو حضرت عدیؓ کہنے لگے میں نے اپنے دل ہی دل میں کہا یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں، وہ میرے قبیلے کے ڈاکوؤں سے بچ کے کہاں جائے گی؟ بنو طے کے ڈاکو سارے عرب میں مشہور ہیں تو وہ میرے قبیلے سے بچ کے کہاں جائے گی۔ جنہوں نے پورے عرب کو آگ لگا دی ہے ان سے بچ کے کہاں جائے گی۔

پھر کیا ہوا کہ دریائے دجلہ کے کنارے مدائن کا جو شہر تھا، آدھا ایران کی سائیڈ سے ملا ہوا اور آدھا عرب کی سائیڈ سے ملا ہوا۔ تو اس آدھے شہر پر جب حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ نے حملہ کیا اور اس کو فتح کر کے اس کی فصیل پر چڑھے۔ ان چڑھنے والوں میں عدیؓ بن حاتم بھی تھے اور جب دجلہ کے دوسرے کنارے پر جا کر اترے قصرِ ابیض (جو اللہ کے نبی نے کہا تھا کہ ایران کا سفید محل فتح ہوگا) میں داخل ہوئے تو ان لوگوں میں عدی بن حاتم بھی تھے۔ جب حضرت عدیؓ قلعہ کی دیوار پر چڑھے تو سامنے ایران کا محل دیکھا۔ محل کو دیکھ کر کہا کہ اللہ اکبر صدق اللہ ورسولہ سچ کہا اللہ اور اس کے رسولؐ نے۔ آج اللہ کے نبی کی وہ بات زندہ ہوگئی جب میں کہہ رہا تھا کہ ان کی کون مانے گا اور ان کے پیچھے چل کر کسی کو کیا ملے گا؟ آج میں نے دیکھ لیا کہ ایران کے خزانے فتح ہو رہے ہیں اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ تو بھی فتح کرنے والوں میں ہوگا۔

کسریٰ کے تاج وتخت اور قالین کا انوکھا منظر

ہمیں تو اللہ نے ایسا راہبر دیا ہے جو دنیا بھی لے کر آیا اور آخرت بھی، جنت بھی لے کر آیا اور دنیا کی عزتیں بھی، دوزخ سے اور دنیا کے دکھوں سے بھی بچانے کے لئے آیا۔ ایران کے خزانے جب مدینے میں لائے گئے تو ڈھیر لگ گئے۔ ایران کے بادشاہ کا تاج لایا گیا جو ڈھائی من وزنی سونے کا تھا۔ یعنی وہ تاج سو کلو کا تھا۔ کسریٰ پہنتا کیسے تھا؟ بدبخت اتنا بوجھ سر پر کیسے رکھتا ہوگا؟ تو سونے کی ایک زنجیر تھی جو اوپر چھت سے لٹکی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ تاج بندھا ہوا تھا۔ اس زنجیر کو ایسا پینٹ کیا ہوا تھا کہ اوپر سے نظر نہیں آتا تھا کہ کوئی تار یا زنجیر ہے جس سے تاج بندھا ہوا ہے بلکہ بالکل قریب آ کے پتہ چلتا تھا۔ تو کسریٰ اس تاج کے نیچے سر دے کر بیٹھ جاتا پھر آگے سے پردہ ہٹایا جاتا اور وہ سجدے میں گر جاتے تھے۔ قریب والوں کو پتہ تھا کہ اوپر زنجیر سے باندھا ہوا ہے اور دور سے دیکھنے والے کہتے تھے کہ یہ تو خدا ہے کہ سر کے اوپر ڈھائی من کا تاج سجائے بیٹھا ہے۔

وہ تاج مسجد نبوی میں چٹائیوں پہ پڑا ہوا تھا اور اس کا تخت لایا گیا جو ایک سو ستر ہاتھ لمبا اور ایک سو دس ہاتھ چوڑا تھا۔ کیونکہ پچیس انچ کا ایک ہاتھ ہوتا ہے اس حساب سے

کوئی ساڑھے تین سوفٹ لمبا اور کوئی سوا دو یا اڑھائی سوفٹ چوڑا تھا۔اس کے اوپر ترپن (53) من اور تیئس (23) سیر سونا لگا ہوا تھا۔ایک ہزار سونے کے گنبد اس تخت کے اوپر بنے ہوئے تھے جس میں ایک لاکھ چالیس ہزار چاندی کی کیلیں لگائی گئی تھیں۔جن کا مجموعی وزن بارہ سو تیرہ من تھا۔

یہ تخت مدینے کی مسجد میں آیا پڑا تھا اور ایک قالین تھا جس کا نام باغ و بہار تھا۔وہ دو سو بیس فٹ لمبا اور ایک سو نوے فٹ چوڑا تھا۔اس پہ موتیوں کی نہریں بنائی گئیں تھیں اور سونے کے حاشیے بنائے گئے تھے۔ریشم کو، چاندی کو، سونے کو، موتیوں کو، جواہر کو، ہیروں کو اور لعلوں کو جوڑ کر اس کا تانا بانا بنا کر اس پر ایران کا نقشہ بنایا گیا تھا۔سردیوں کے دنوں میں کسریٰ اس کو بچھا کر اس پر موسم بہار مناتا تھا اور اس پہ بیٹھ کے شراب پیتا تھا۔یہ قالین مدینے میں پہنچ گیا اب

حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ اس قالین کا کیا کرنا ہے؟ لوگوں نے کہا اسے سنبھال کر رکھیں یہ یادگار ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا یہ عیاشی کی یادگار ہے اس کو تباہ کر دیا جائے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ابوالحسنؓ نے سچ کہا۔اور حکم دیا کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر دیا گیا۔ایک بالشت ایک فٹ سے بھی کم ہوتا ہے تو پھر اس قالین کا ایک بالشت پیس (ٹکڑا) ایک ہزار درہم میں فروخت ہوا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں ہمیں راہبر کامل عطا فرمایا ہے۔جن کی زندگی ہمارے لئے دنیا اور آخرت کے لئے مشعلِ راہ اور نمونہ ہے۔آپ کی بیویاں ہماری عورتوں کے لئے نمونہ ہیں۔اس لئے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ شادیاں کیں۔ایک عورت ہوتی تو شاید ساری عورتیں اس کے پیچھے نہ چل سکتیں تو گیارہ شادیاں شوق کی نہیں تھیں۔اگر آپؐ شوق کی شادیاں کرتے تو پچیس سال کا نوجوان چالیس سال کی بیوہ عورت سے شادی کر سکتا تھا؟

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

جبکہ ایسا حسین ہو کہ دنیا نے ایسا حسین دیکھا نہ ہو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک کے بارے میں آتا ہے کہ آپ کیسے تھے؟ صاف ستھرے، روشن چہرہ، موٹے نہیں تھے اور نہ ہی پتلے تھے، آپ کا قد سیدھا تھا، آپ کی انگلیاں حسین اور مخروطی تھیں، ہتھیلیاں کشادہ تھیں اور کپڑوں سے جو حصہ باہر ہوتا تھا مثلاً ہتھیلیاں، پاؤں اور چہرہ ،سورج کی طرح چمکتا تھا۔ آپؐ کے جسم پر کوئی بال نہیں تھے صرف چھاتی کے درمیان میں سے بالوں کا ایک باریک تار سا چلتا تھا، وہ خط ناف پہ جا کے ختم ہوتا تھا، باقی سارے جسم پہ بال نہیں تھے۔ آپ کا جسمِ مبارک شیشے کی طرح شفاف تھا۔ جوڑ بڑے مضبوط تھے اور دو کندھوں کے درمیان میں فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ سینہ بڑا چوڑا تھا اور اللہ جل جلالہ، نے آپؐ کو ایسا حسین چہرہ عطا فرمایا تھا کہ چودھویں رات کا چاند جیسے چمکتا ہے ایسے آپ کا چہرہ مبارک چمکتا تھا۔ چودھویں کے چاند میں تو داغ ہوتا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے داغ چہرے کے مالک تھے۔ گال سرخ گلابی تھے اور ماتھا کشادہ تھا، بال گھنگھریالے تھے، سر حسن کے ساتھ بڑا تھا۔ کئی سر بے ہنگم بڑے ہوتے ہیں اور دو سر نظر آتے ہیں لیکن آپ کا سر حسن کے ساتھ بڑا تھا۔ بال نیم گھنگھریالے تھے پورے گھنگھریالے نہیں تھے بلکہ نیم ایسے بل کھاتے ہوئے جو کان کی لو تک آتے تھے۔ جب کبھی سفر ہوتا اور کٹانے کی نوبت نہ آتی تو شانوں تک آجاتے تھے اور شانوں پہ ڈھلکے ہوتے تھے۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے والضحیٰ ، والیل اذا سجی، مجھے تیرے روشن چہرے کی قسم اور تیری بکھری زلفوں کی قسم۔ جن بالوں کی اللہ قسم کھائے، جس چہرے کی اللہ قسم کھائے اس پہ تو حسن فدا ہے۔ حسین ہونا ایک طرف ہے خود اس پہ حسن فدا ہے۔

آپ کی ناک بلند اور باریک تھی، ناک کے اوپر نور کا ایک ہالہ جگمگاتا رہتا تھا۔ آپ کی بھنویں لمبی گول کمان کی طرح گول تھیں۔ جہاں بھنویں آکر ملتی ہیں وہاں بال نہیں تھے۔ یہ بال لوگ خود اتارتے ہیں لیکن آپؐ کے یہاں بال نہیں تھے۔ پھر آپ کی نظروں میں ایک چمک تھی، نور تھا، موٹی اور سیاہی بالکل سیاہ، آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔

آنکھیں موٹی بھی تھیں اور لمبی بھی تھیں بعض افراد کی آنکھ موٹی ہوتی ہے لمبی نہیں ہوتی اور بعض کی لمبی ہوتی ہیں موٹی نہیں ہوتیں۔ آنکھ کی سفیدی بالکل سفید اور اس کے اوپر سرخ دھاریاں تھیں۔ آپؐ چار برس کے تھے جب آپؐ اماں حلیمہ کے پاس تھے تو یہودی کا گزر ہوا۔ آپ کھیل رہے تھے تو اس نے آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تو اماں حلیمہ سے کہنے لگا کہ یہ بچے کی آنکھوں میں جو سرخ ڈورے ہیں یہ وقتی ہیں یا شروع سے ہیں۔ تو اماں حلیمہ نے کہا شروع سے ہیں۔ تو اس یہودی نے کہا کہ یہ آخری آنے والے نبیؐ ہیں۔ یہ ہے وہ جس کا انسانیت کو انتظار ہے کہ آپ کی نشانیوں میں سے تھا کہ اس نبی کی آنکھیں حسن کا پیکر ہوں گی جس میں سرخ ڈوروں کی جھلک ہوگی اور آنکھیں ایسی ہوں گی جیسے سفید چادر پہ سرخ کوٹے کا کام کیا ہو، آپ کی پلک ویسے ہی لمبی اور بڑی حسین تھی۔ جس کو اللہ ایسا حسن دے پھر آپ کی گردن ایسی حسین تھی جیسے کسی مصور نے گردن کو ہاتھوں سے گھڑ کر صراحی دار بنایا ہو۔ آپ کی لمبی صراحی دار گردن تھی اور آپؐ کے تراشے ہوئے حسین ہونٹ تھے۔ جب آپ مسکراتے تھے اور دانت مبارک ظاہر ہوتے تھے تو آپؐ کے دانتوں سے نور نکل نکل کر دیواروں پر پڑتا دکھائی دیتا تھا۔

گال گلابی رنگ کے تھے نہ پچکے ہوئے نہ چربی چڑھ کے ابھرے ہوئے بلکہ گولائی میں آپؐ کے گال تھے۔ داڑھی مبارک بڑی گھنی تھی، سینے پہ پھیلی ہوئی تھی۔ داڑھی اور سینے پہ سترہ بال سفید تھے جن کو آپؐ مہندی لگایا کرتے تھے۔ اور کنگھی کرتے ہوئے آپؐ دائیں طرف سے پہلے کنگھی کرتے تھے اور بائیں طرف سے بعد میں کنگھی کرتے تھے۔ آپؐ مانگ نہیں نکالتے تھے بلکہ سیدھے بال پیچھے لے جاتے تھے۔ کبھی کبھی جب مانگ نکلتی تھی تو بیچ میں سے نکلتی تھی دائیں بائیں سے نہیں نکالتے تھے۔ اکثر آپؐ سیدھی کنگھی کرتے ہوئے بال پیچھے لے جاتے تھے۔ آپؐ کے جو پاؤں تھے وہ ایسے تھے جیسے ان پہ تیل لگا ہوا ہو۔ آپؐ جب وضو کے لئے پانی بہاتے تو ایسے بہہ جاتا جیسے تیل لگے پاؤں پر پانی بہہ جاتا ہے۔ تو آپؐ کے پاؤں ایسے نرم و نازک تھے اور ایسے چمکیلے تھے لگتا تھا جیسے تیل لگا ہوا ہے۔ تیل لگانے سے چیز چمک جاتی ہے لیکن آپؐ کے پاؤں بغیر تیل لگائے ہی چمکتے تھے۔ لگتا تھا

جیسے تیل لگا ہوا ہے۔ آپؐ کے پاؤں کے تلوے بڑے گہرے تھے۔

آپ کو دیکھ کر کسی کا جی نہیں بھرتا تھا۔ وسیم اس کو کہتے ہیں جس کو دیکھنے سے آنکھ نہ بھرتی ہو۔ جتنا آپ کو دیکھا جاتا آپ کا حسن پہلے سے بڑھ جاتا تھا اور قسیم اس کو کہتے ہیں جس کو جدھر سے دیکھا جائے حسین نظر آئے۔ آگے پیچھے دائیں بائیں جدھر سے ہمارے نبیؐ پہ نظر پڑتی حسن پھوٹتا ہوا نظر آتا تھا۔ جب آپؐ بات کرتے تھے تو آپؐ پہ ایک نور چھا جاتا تھا۔ جب آپؐ خاموش ہوتے تھے تو آپؐ پہ ایک وقار چھا جاتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح دینی مصلحت کے تحت فرمائے

ایسا حسن نہ دنیا میں آیا نہ آسکتا ہے تو ایسے جوان کو چالیس سال کی عورت سے شادی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ بھی کہہ سکتے تھے کہ میں پچیس سال کا ہوں میرے لئے پندرہ سال کی تلاش کرو، بیس سال کی تلاش کرو اور قریش آپ کا نسب بھی جانتے ہیں، آپ کا حسب بھی جانتے ہیں۔ وہ آپؐ کے لئے ساری لڑکیاں پیش کرنے کو تیار ہو جاتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ آپؐ نے یہ بتایا کہ میری شادی ضرورتوں کی ہے کوئی شہوت کی نہیں ہے۔

پھر جب عمر پچاس سال کی ہوئی تو پھر شادیاں شروع کر دیں پہلے حضرت سودہؓ سے، پھر حضرت عائشہؓ سے، پھر حضرت حفصہؓ سے، پھر حضرت ام سلمہؓ سے، پھر حضرت ام حبیبہؓ سے، پھر حضرت جویریہؓ سے، پھر زینب بنت جحش سے، پھر زینب بنت خزیمہ سے، پھر صفیہ سے، پھر میمونہؓ سے۔ جب اسلام کی شعاعیں پھوٹیں اور اسلام پھیلنا شروع ہوا تو عورتیں بھی آنا شروع ہوئیں۔ کیونکہ ایک عورت میں سب کا نمونہ مشکل تھا۔ خدیجہؓ کا معیار وہ ہے کہ سب اتباع نہیں کر سکتے تو گیارہ بیویاں دے دیں۔ کسی نے کسی کے پیچھے چل کر منزل پائی اور کسی نے کسی کے پیچھے چل کر منزل پائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے گیارہ بیویاں دے کر گیارہ نمونے پیدا کر دیے۔ ایک ہی نمونہ ہو تو مشکل ہو جاتا ہے اس لئے گیارہ نمونے بنائے۔ رش زیادہ ہو اور گیارہ سڑکیں ہوں تو ساری ٹریفک جلدی سے گزر جائے گی۔ اور اگر رش زیادہ ہو ایک ہی سڑک ہو تو ساری ٹریفک پھنس جائے گی۔ تو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

گیارہ گھر عطا فرمائے اور باقی عورتوں سے کہا کہ ان کی بیٹیاں بن کر مرنا مغرب کی بیٹی بن کے مرگئی تو برباد ہوگئی۔ ہماری عزت حضرت خدیجہؓ کی بیٹی بننے میں ہے، عائشہؓ کی بیٹی بننے میں ہے۔

آپؐ نے باپ بن کے دکھایا، خاوند بن کے دکھایا، بیٹیوں کو بیاہ کے دکھایا، بیٹیوں پہ خوشی منائی۔ کیسا معاشرہ ہے کہ خود عورتیں بیٹیوں کے پیدا ہونے پہ بہو کو منحوس کہتی ہیں کہ یہ کیسی منحوس آگئی ہے۔ ہمارے گھر میں بیٹیاں ہی پیدا کر رہی ہے۔ کیسی بے وقوف عورتیں ہیں جو کہتی ہیں یہ بیٹیاں پیدا کر رہی ہے۔ اللہ کے کام کو اس بے چاری کے سر تھوپ رہے ہیں کہ یہ بیٹیاں ہی پیدا کر رہی ہے۔ ہمارے گھر میں یہ کیسی منحوس آگئی ہے۔ پھر تو یہ ساری دنیا کی عورتیں ہی منحوس ہیں۔ یہ پیدا ہی کیوں ہوئیں۔

ابھی چند دن پہلے ایک خاتون کا فون آیا وہ رو رہی کہ میری بیٹیاں پیدا ہو رہی ہیں اور سسرال والوں نے میرا جینا حرام کر دیا ہے کہ یہ کیسی منحوس آگئی ہے صرف بیٹیاں ہی پیدا کر رہی ہے۔ اس بے چاری کے بس میں ہوتا تو وہ خود پیدا کرتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں جسے چاہوں بیٹیاں دوں، جسے چاہوں بیٹے دوں۔ جسے چاہوں دونوں دو، جسے چاہوں کچھ بھی نہ دوں۔ تو قصور بے چاری عورت کا نکل رہا ہے یہ بیٹیاں ہی پیدا کر رہی ہے۔ تو پہلے اپنے آپ کو لعنت ملامت کرو کہ تم کیوں عورت بن گئی ہو۔ اس لئے قربان جاؤں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹیاں ہی دیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں کا تذکرہ

تین بیٹے دیئے تینوں ہی اٹھا لئے۔ قاسم دیئے جن پہ آپؐ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کنیت ابوالقاسم ہے۔ تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے بیٹے کا نام قاسمؓ تھا۔ دوسرے پیدا ہوئے ان کا نام طاہر تھا ان کو طیبؓ بھی کہتے ہیں، طاہر بھی کہتے ہیں، عبداللہ بھی کہتے ہیں، تیسرے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے بالکل اس وقت جب آپؐ کی عمر اکسٹھ برس تھی اکسٹھ برس کی عمر میں حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے اور آپؐ کی وفات سے چار مہینے پہلے ان کا انتقال ہوا۔ اٹھارہ مہینے کے ہو گئے تھے جب ان

کا انتقال ہوا۔

بیٹی کے پیدا ہونے پر آسمان سے ایک فرشتہ آتا ہے

آپ کی نسل بیٹیوں سے چلی آپؐ نے کہا لوگوں کی بیٹوں سے نسل چلتی ہے اور میری نسل بیٹیوں سے چلے گی۔ چار بچیاں ہوئیں اور چاروں کی شادیاں کیں۔ پھر خوشخبری سنائی کہ اللہ جس کو دو بیٹیاں دے دے گا اور وہ ان کی کفالت کرے گا، ان کو پالے گا، ان کی شادی کرے گا تو میں اور وہ جنت میں یوں (دو انگلیوں کو ملا کر کہا) ساتھ ہوں گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اللہ نے جس کو دو بیٹیا دیں، دو بہنیں دیں۔ وہ ان پر خرچ کرتا ہے پھر ان کی شادی کرتا پھر شادی کے بعد ان پہ خرچ کرتے کرتے مر گیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ ادھر بیٹیوں کا حق ہی کھا جاتے ہیں۔ نہ تاجر بیٹیوں کو ان کا حق دیتے ہیں نہ زمیندار دیتے ہیں۔ بیٹیوں کو جائیدادنہیں دیتے ایسے ہی ٹرخا دیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ تمہیں جہیز دے دیا بس ٹھیک ہے۔ بھائی بھی منکر ہو جاتے ہیں، باپ بھی پورا حصہ نہیں دیتا۔ یہ عجیب ہمارا معاشرہ ہے کسی بے چاری کی بیٹیاں پیدا ہونی شروع ہو جائیں تو ساری عورتیں ان کو لعن طعن کرنا شروع کر دیتیں ہیں، وہ سر پکڑ کے روتی ہے۔

جب کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو آسمان سے فرشتہ نازل ہوتا ہے بشرطیکہ اس کے پیدا ہونے پر گھر والے غمگین نہ ہوں، گھر والے اس کو لعن طعن نہ کریں، گھر والے برا نہ منائیں بلکہ خوشی کا اظہار کریں تو اس آسمان سے ایک فرشتہ آتا ہے اس کے زمرد کے پر ہوتے ہیں۔ وہ ماں پہ بھی پر بچھا دیتا ہے اور بیٹی پہ بھی بچھا دیتا ہے اور اپنے پروں کو پھیلا کر کہتا ہے کہ تو بھی ضعیف ہے اور تیری ماں بھی ضعیف، جو تم دونوں پہ خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔ یہاں بیٹی طعنہ بنی ہوئی ہے۔ اللہ تو کافروں کی برائی بیان کر رہا ہے کہ یہ کیسے پاگل ہیں، یہ کیسے دیوانے ہیں کہ ان کی بیٹی کی بات سنائی جائے کہ تیری بیٹی پیدا ہوئی ہے تو لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ یہ تو اللہ کافروں کی بات کر رہا ہے۔ آج فیصل آباد میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ جس کسی کو بیٹی کی بات بتائی کہ تیری بیٹی پیدا ہوئی ہے تو لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور منصوبے بناتا ہے کہ میں اسے زندہ دفن کر دوں اگر میں اسے گھر میں رکھوں تو یہ

میرے لئے ذلت ہے، میرے لئے طعنہ ہے، میں اسے زندہ ہی دبا دوں۔

او...... تمہارا بیڑا غرق ہو جائے! تم کیسی بری سوچیں سوچتے ہو، کتنے برے فیصلے کرتے ہو۔ اگر بیٹیوں کا پیدا ہو جانا طعنہ ہوتا یا کوئی لعنت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا صرف بیٹیاں دیتا۔ اس لئے تو بیٹیاں دیں تاکہ آنے والے جاہل ان کاموں سے بچیں۔

ہزار تسبیح پڑھنے سے زیادہ اجر

اب مصیبت یہ ہے کہ معاشرے کو دین کی سمجھ نہیں۔ عورتوں کے ہاتھوں میں لمبی تسبیح ہوگی، وہ تسبیح بھی پڑھتی جا رہی ہیں اور غیبت بھی کرتی جا رہی ہیں، چغلی بھی کرتی ہوئی جا رہی ہیں، لگائی بجھائی بھی کرتی جا رہی ہیں۔ میں یوں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم ایک ہزار تسبیح پڑھنے سے زیادہ اجر ہے کہ اپنی زبان کو غیبت سے روک لو۔

ہزار نفلوں سے بھاری ہے ہزار نفلوں پہ بھاری ہے اپنی زبان کو چغلی سے روک لینا اور غیبت سے روک لینا اور لگائی بجھائی سے روک لینا۔ ایک عورت کے بارے میں کہا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد پڑھتی ہے دن کو روزے رکھتی ہے لیکن پڑوسیوں کو تنگ کرتی ہے تو آپؐ نے فرمایا جہنم میں جائے گی، اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

جنت الفردوس میں گھر کی ضمانت

دوسری عورت کے بارے میں کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرائض کا اہتمام کرتی ہے نفلوں کا اہتمام نہیں کرتی، لیکن اس کا بول بڑا میٹھا ہے۔ اخلاق بڑے اچھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ جنت میں جائے گی۔

اپنی زبان کو روکنا یہ قیامت کے دن ہزاروں قرآن پڑھنے پہ بھاری ہو جائے گا۔ ہزاروں عمرے اور نفلوں پہ قیامت کے دن بھاری ہو جائے گا کہ اپنی زبان کا بول میٹھا بنا لینا۔ اس لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے اخلاق اچھے ہوں میں اسے ضمانت دیتا ہوں کہ جنت الفردوس میں گھر لے کر دوں گا۔

بیٹیاں پیدا ہونے پہ ایک ماں کا دردِ زہ پھر اس بچی کا پیدا ہونا پھر اس کی تکلیف اٹھانا اور اوپر سے ساس کے طعنے، سسر کے طعنے اور بھائیوں کے طعنے، رشتے داروں کے طعنے۔ ہائے ہائے ان پاگلوں کو پتہ نہیں کہ اوپر اللہ سن رہا ہے اور اللہ ایک دن پوچھنے والا ہے۔ اس لئے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش کے فضائل سنائے۔

جنگِ بدر میں شریک نہ ہوسکنے کے باوجود شرکائے بدر

حضرت رقیہؓ کی دفعہ آپؐ موجود نہیں تھے کہ حضرت رقیہؓ کی بیماری کے دوران جنگ بدر کا واقعہ تھا اور آپؐ جنگ بدر میں شریک تھے۔ اسامہ بن زیدؓ اور حضرت عثمانؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے لئے چھوڑا تھا۔ لیکن ان کا نام بدر کے ساتھیوں میں لکھا اور جنگِ بدر کے مالِ غنیمت میں ان کا حصہ رکھا۔ بدر کے شرکاء میں ان کا نام آپؐ نے لکھوایا۔

جس دن آدمی فتح کی خوشخبری لے کر پہنچا اس دن لوگ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دفن کر کے واپس آرہے تھے۔ باقی دو بیٹیوں کو بھی آپؐ نے خود اپنے ہاتھوں سے رخصت کیا۔ حضرت زینبؓ کی قبر میں آپؐ خود اترے ہیں۔ اور جب قبر میں اتر رہے تھے تو آپؐ بہت غمگین تھے لیکن جب باہر نکلے تو چہرہ کھلا ہوا تھا۔

تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ قبر میں اترتے وقت تو بڑے غمگین تھے لیکن نکلتے ہوئے بڑے خوش ہیں کیا وجہ ہے؟

تو آپؐ نے فرمایا مجھے زینبؓ پہ عذابِ قبر کا خوف تھا۔ اللہ اکبر! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور شہید ہوئیں (زخم کی وجہ سے انتقال ہوا) پھر بھی آپ کو عذاب قبر کا ڈر تھا آپؐ نے فرمایا میں نے اللہ سے دعا کی یا اللہ! میری بچی سے عذابِ قبر ہٹا دے! تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی اور ان پہ قبر کو ٹھنڈا کر دیا۔

خواتین حضرت فاطمہؓ کی بیٹیاں بن کر زندگی گزاریں

حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے وقت حضرت علیؓ کہیں باہر نکلے ہوئے تھے۔ انہوں

نے اپنی خادمہ سے فرمایا کہ میرے لئے پانی رکھو۔ خادمہ نے پانی رکھا اور پھر حضرت فاطمہؓ نے غسل فرمایا۔ پھر بیچ کمرے میں چارپائی رکھوالی اور اس پہ لیٹ گئیں اور فرمایا دیکھو! اب میں جارہی ہوں۔ میرا غسل ہوگیا ہے لہٰذا مجھے کوئی غسل نہ دے۔ بس حضرت علیؓ کو بتادینا کہ میں جارہی ہو۔ اس کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔

تو ہم عورتوں سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی بیٹیاں بن کے زندگی گزارو! مغرب کی بیٹی بن کر مری تو دنیا میں بھی بے قیمت اور آخرت میں بھی بے قیمت۔ فاطمہؓ کی بیٹیاں بن کے زندگی گزارو یہاں بھی کامیاب اور آگے بھی کامیاب۔

ہمیں آپ ﷺ کا پیغام پوری دنیا تک پہنچانا ہے

تبلیغ اس زندگی کو سیکھنے کی محنت ہے جس زندگی کو ہم بھلائے ہوئے ہیں۔ اس زندگی کو ہم نے طاقِ نسیاں میں پھینک دیا ہے اور کبھی بھول کے بھی پیچھے نہیں دیکھا کہ زندگی کے اطوار کیا ہیں؟......

معاشرت کیا ہے؟......

طریقے کیا ہیں؟......

ہم (تبلیغ والے) اس کو سیکھنے کی دعوت دیتے ہیں اور پوری دنیا کے انسانوں کو اس کو پہنچانا اور پھیلانا یہ اس امت کے ذمے ہے۔

یہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری امت ہے......

یہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دین ہے......

یہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری کتاب ہے......

آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری شریعت ہے۔

آپؐ کے بعد نہ کوئی دین ہے، نہ کوئی شریعت ہے......

نہ کوئی نبی ہے، نہ کوئی رسول ہے......

نہ کوئی کتاب ہے......

قرآن آخری کتاب ہے......

اسلام آخری دین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ تو آپ کا فرمان ہے ''میرا پیغام غائبین تک پہنچا دیا جائے'' یہ ہمارے ذمہ اللہ تعالیٰ نے لگایا ہے۔

یا تو کوئی اور نبی آتا تو ہم گھروں میں بیٹھ کے اللہ اللہ کرتے۔ جب اللہ نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے اور قیامت تک یہ اعلان کر دیا ہے کہ اب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تمہارے بعد کوئی امت نہیں آئے گی! لہٰذا میرا پیغام تمام دنیا تک پہنچانا تمہارے ذمے ہے۔

حضور ﷺ کے پیارے طریقوں کو زندہ کیجئے

تبلیغ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کا نام ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں مکلف کیا ہے کہ عورتیں عورتوں میں کام کریں اور مرد مردوں میں کام کریں۔

عورتیں مردوں سے بہت زیادہ ہیں یعنی چار گنا زیادہ تو ہر حال میں ہیں ورنہ یہ آیت زندہ نہ ہوسکتی مثنیٰ وثلٰث وربٰع تو دنیا میں ایک گنا مردوں میں کام کیا جائے اور چار گنا عورتوں میں کام کیا جائے کیونکہ گھر کی معاشرت تو عورت سے چلتی ہے اور بچوں کی تربیت عورت کے ذریعے ہوتی ہے۔ تربیت کا حکم بھی اللہ نے عورت کو دیا ہے۔ گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا ہے لیکن گھر میں بٹھا کر فارغ نہیں چھوڑ دیا بلکہ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری عورت پر ڈالی ہے۔

اے مولا! کریم! جنہوں نے اس کی خدمت کی ہے انہیں پورا پورا اجر و ثواب عطا فرما، اس کے بھائیوں نے جو اس کی تیمارداری کی ہے اس کی بہتر جزا ان کو عطا فرما۔ ان کے بوڑھے باپ ہیں، یا اللہ ان کے جگر کا ٹکڑا لے لیا، یا اللہ وہ تیری تقدیر پر راضی ہیں، ان کے منہ سے بھی ہم نے کوئی گلہ نہیں سنا، ہم نے کوئی شکایت نہیں سنی، یا اللہ وہ آنسو بہاتے ہیں تیرے شکر گزار تھے۔

اے مولا تو اس شکر پر، اس صبر پر جو تو جنت کے فیصلے فرماتا ہے وہ تو ان کو عطا فرما۔ یا اللہ! اس کی جوان بیوی وہ بھی تیرے حکم پر راضی ہے، تیری تقدیر پر راضی ہے۔ یا اللہ اس کو سب سے بڑا صدمہ آیا۔ یا اللہ! اس کا گھر خالی ہوگیا۔ اس کی چھت ٹوٹ گئی۔ لیکن

اے مولا! تیری چھت تو باقی ہے۔

یا اللہ! تیرا سہارا تو باقی ہے۔ یا اللہ تو تو کبھی بھی غافل نہیں ہوتا۔ میرے مولا! یا اللہ تو اس کا بھی ساتھی بن جا، وکیل وکفیل بن جا۔ یا اللہ! ان کے بھائیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، بھائی ہونے کا حق ادا کیا، یا اللہ انہوں نے بہت خدمت کی، تیمارداری کی تو انہیں اس کی بہتر جزا عطا فرما۔

اے مولائے کریم جتنے ہمارے مسلمان دنیا سے اٹھ گئے تو سب کو معاف کر دے۔ جنہیں جنہیں عذاب ہو رہا ہے ان کی قبروں کو ٹھنڈا کر دے۔ ہم لائن میں لگے ہوئے ہیں میرے مولا ہمیں اس کی تیاری کی توفیق عطا فرما ﴿آمین﴾۔

مثالی زندگی

نشتر کالج ملتان

دنیوی علوم کا خلاصہ زندگی کو آسان کیسے بنایا جائے!

میرے محترم بھائیو اور دوستو!

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ہمارا ایک ذہن بناتا ہے اور جو علم آپ پڑھ رہے ہیں یا اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا جا رہا ہے یا جو ماحول ہمیں پڑھا رہا ہے کہ ماحول بھی ایک بہت بڑی یونیورسٹی ہے جس میں سارے ہی پڑھتے ہیں اَن پڑھ بھی، پڑھے لکھے بھی، دیہاتی بھی، شہری بھی یا جو گھروں میں ماں باپ کے ذریعے سے دوست احباب کے ذریعے سے ہمارے ذہنوں میں داخل کیا جا رہا ہے دو ذہن ہیں، یہ ذہن حاوی ہے جو ماحول سے بن رہا ہے اور جو قرآن نے دیا ہے وہ مغلوب ہو چکا ہے۔

ہمارا یہ ذہن بنایا گیا ہے کہ جتنی ہمارے پاس دولت ہوگی ہم آسان خوشحال زندگی گزاریں گے۔ اسباب و وسائل جتنے زیادہ ہوں گے اتنے ہی ہم اچھی زندگی گزاریں گے۔ ساری دنیا کے علوم کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ سارے سائنسی علوم کا خلاصہ یہ ہے کہ زندگی کو آسان کیسے بنایا جائے، کائناتی قوتوں کو اپنے تابع کر کے اس زندگی کو آسان کیسے گزارا جائے، ساری دنیا کی سائنس کی یہ آسان تعریف ہے جو میں نے آپ کو کر کے بتائی ہے۔

اور جتنے معاشرتی علوم ہیں جس کو ہم آرٹس کہتے ہیں ایک سائنس ہے ایک آرٹس ہے تو جتنے معاشرتی یا یوں سمجھئے جو سوشل سائنس ہے ایک تو ٹیکنیکل سائنس ہے ایک سوشل سائنس ہے تو جتنے سوشل سائنس کے علوم ہیں آرٹس کے جتنے علوم ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

انسانوں کے آپس میں تعلقات کیسے بہتر رہیں اور بحال رہیں اور صحیح رہیں۔

تو اس کے مقابلے میں قرآن یہ ذہن بناتا ہے کہ اس جہان میں جو کچھ ہے وہ اللہ کا ہے اور اللہ جس کے حالات بناتا ہے اسے بگاڑتا کوئی نہیں اور اللہ جس کے بگاڑتا ہے اس کے بنا کوئی نہیں سکتا۔

ہمیں روکنے والا کون ہے؟

تو دوستو! ہمیں یہ ذہن دیا گیا ہے کہ جو کچھ ہے وہ ہمارا ہے جو کچھ ہے میرا ہے۔ مائنڈ یور اون بزنس، تو کون ہے میرے معاملے میں ٹانگ اڑانے والا؟ میں جو مرضی کروں، اس آنکھ سے جو مرضی دیکھوں۔ کسی لڑکی کو دیکھوں، ماں کو دیکھوں، تو کون ہے مجھے کہنے والا! ان کانوں سے قرآن سنوں یا گانا سنوں میری اپنی مرضی، زبان سے گالی دوں یا دعا دوں میری اپنی مرضی، ان قدموں کو مسجدوں کو لے چلوں یا رقص گاہوں کو لے چلوں میری اپنی مرضی، اس ہاتھ سے ظلم کروں یا انصاف کروں پیسہ جیب میں ہے جو مرضی کریں جوانی کی طاقت ہے جہاں مرضی خرچ کریں، کان ٹھیک سنتے ہیں جو مرضی سنیں، ہمیں روکنے والا کون ہے۔

تو اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ یہ ذہن بناتا ہے کہ:

قل انّ الامر کلّهٗ لِلّٰه......

"سنو ساری بادشاہی اللہ کی ہے"......

اَلْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَالَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيْهِمَا لِلّٰهِ وَحْدَهٗ.

جتنی بھی مخلوق ہے وہ اللہ کی ہے جو حکومت ہے وہ اللہ کی ہے، دن اور رات اور اس کے درمیان میں جو کچھ ہے وہ اللہ کا ہے۔

لِلّٰه ما فی السّمٰوات وما فی الارض......

جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ صرف اللہ کا، لِلّٰه کا لفظ پہلے ہے اور ما فی السمٰوات اس کے بعد میں ہے تو اس لفظ کو پہلے لا کر یہ مطلب پیدا کیا گیا ہے کہ صرف اور صرف اس جہان میں جو کچھ ہے وہ اللہ کا ہے، اب یہ پہلا ذہن اللہ بنا رہا ہے مگر ہمارا یہی

ذہن نہیں۔

جس کی لاٹھی اس کی بھینس

امریکہ کا سب کچھ ہے، یورپ کا سب کچھ ہے، سائنس والوں کا سب کچھ ہے، جس کی لاٹھی اس کی بھینس...... جس کے پاس پیسہ ہے اس کی عزت ہے، جب میں نے چھوڑا کالج ۱۹۷۱ء میں، میں ایف ایس سی کے بعد نکل گیا۔ جب آدمی کوئی مشہور ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ بہت سی چیزیں ویسے بھی لگ جاتی ہیں۔ کوئی کہتا ہے پورے ڈاکٹر بن گئے تھے۔ کوئی کہتا تھا بیچ میں چھوڑ دیا، کوئی کچھ۔ میں نے داخل ہونا تھا وہ جا کے پھر ادھر کی بجائے رائیونڈ کے مدرسے میں داخل ہو گیا۔ تین دن جو نکلا جماعت میں، تو تین دن سے ہی چار مہینے ہو گئے، تو چار مہینے کے بعد میں رائیونڈ میں داخل ہو گیا، تو آج کل تو آپ لوگ وہ کیا کہتے ہیں، جوتیاں چٹخانا...... ہیں!

؎ پھرتے ہیں خوار میرؔ کوئی پوچھتا نہیں

چپے چپے پہ ڈاکٹر ملتے ہیں تو اس وقت تو ڈاکٹر کا ایک بڑا مستقبل نظر آتا تھا، میرا چھوٹا بھائی جب تھرڈ ایئر میں تھا، وہ ڈاکٹر ہے، اس نے یہاں سے کیا تھا بہاولپور سے، تو مجھ سے ایک دن کہنے لگا مجھے تیرے مستقبل کا بڑا فکر ہے، تیرا کیا بنے گا۔ تو میں نے کہا میری فکر نہ کریں، ہم تو چٹائی پر بھی سو جاتے ہیں تم جیسوں کو چاہئیں بیڈروم ایئر کنڈیشنڈ، تم اپنا فکر کرو میرا کیا کرتے ہو۔ جب وہ پہنچا ناں وہ کیا کہتے ہیں، اس کو، ہاؤس جاب، تو ڈاکٹروں کا شروع ہو گیا زوال، نوکریاں نہیں مل رہیں اور وہ کثرت ہو گئی، تو پھر ایک دن مجھ سے کہنے لگا یار پہلے تیرے مستقبل کا فکر تھا اب اپنا پڑ گیا ہے کہ اب میرا کیا بنے گا۔

تو ایسا ذہن تھا میرے عزیزو! جب میں نے کالج چھوڑا تو مجھے اور نہیں اپنے یعنی میرا باپ مجھے کہہ رہا ہے جس کی اتنی زمین ہے کہ میری اگلی نسل بھی آرام سے کھا سکتی ہے، اگر میں ضائع نہ کروں تو میری اگلی نسل بھی کھا سکتی ہے، مجھ سے کہتا ہے تو بھوکا مرے گا، تو کہاں سے کھائے گا؟...... توں کی بݨ لگا ایں، توں کی بݨوایں، میری نک وڈھاؤں ایں، یہ میں آپ کو ماحول کی ٹیچنگ بتا رہا ہوں کہ ماحول کی ٹیچنگ کیا ہے کہ عزت مال و دولت ہے نا کہ

دین اور دین کے راستے۔

پھر یہ خلش کیوں ہے؟......

سعید انور کا پہلا سہ روزہ جب میرے ساتھ لگا تو اس نے کہا کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ عزت دولت شہرت یہ میری زندگی کا مقصد ہے اور نصیب میرا ایسا نکلا کہ صرف بائیس برس کی عمر میں عزت دولت شہرت تینوں چیزیں مل گئیں۔

میرا چھوٹا بھائی کہتا ہے شالا ڈاکٹر کوئی نہ بنے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت رزق بھی دیا ہے، عزت بھی دی، پر کہتا ہے ہماری زندگی ہی کوئی نہیں، ہماری اپنی زندگی ہی کوئی نہیں۔تو کہا بائیس برس کی عمر میں مجھے عزت دولت سب کچھ مل گئی لیکن اس کے بعد پھر میں نے دیکھا کہ میرے اندر بے کلی بھی ہے، بے قراری بھی ہے، بے چینی بھی ہے:

سو بار چمن مہکا سو بار بہار آئی
دنیا کی رونق دل کی وہی تنہائی

تو اگر عزت، دولت، شہرت میرا مقصد ہے تو اب تو مجھے پُرسکون ہو جانا چاہیے اور چین سے سونا چاہئے لیکن پھر یہ خلش کیوں ہے، چبھن کیوں ہے؟ یہ اب بھی کانٹے کیوں چبھے ہوئے ہیں یہ نکل کیوں نہیں گئے؟ کہا یہ میری پہلی پہلی سوچ تھی جس نے مجھے بتایا کہ نہیں یہ منزل نہیں جسے میں منزل سمجھ کے چلا ہوں۔

اور بعینہٖ یہی بات مجھے جنید جمشید نے کہی جب میری اس کی ۱۹۹۷ء میں پہلی ملاقات ہوئی، میں اس کو بالکل نہیں جانتا ہوں، یہ کوئی گلوکار ہے کوئی گانے والا ہے تو مجھے کسی نے تعارف کروایا کہ ایک گلوکار آپ سے ملانا ہے یہ اس کا نام ہے یہ اس کا مشہور نغمہ ہے "دل دل، پاکستان" تو وہ میرے پاس آیا نا تو مجھ سے کہنے لگا ایک پاکستانی نوجوان جس گلیمر، جس گلیمر کا خواب دیکھتا ہے نا وہ مجھے حقیقت میں حاصل ہے، چاروں طرف میرے زندگی رقص کر رہی ہے اور ہر لذت مجھے میسر ہے، لیکن میرے اندر اتنا اندھیرا ہے کہ مجھے یوں لگتا ہے میں وہ کشتی ہوں جس کا کوئی ساحل نہیں دونوں نے ایک ہی بات کہی اور یہ ان دو کی بات نہیں ہر وہ انسان جو عزت دولت شہرت لذت کو مقصد بنا کے چلے گا وہ اس نتیجے

پہنچے گا کہ یہ نہیں نہیں میں غلط آ گیا ہوں:

جو لوٹ آئیں تو کچھ کہنا نہیں بس دیکھنا ان کو
جنہیں منزلوں پہ خبر ہوئی کہ یہ راستہ کوئی اور تھا

اب زندگی بیت گئی جو سمجھ میں آیا اوہو ہم غلط آ گئے، اب ون ٹو تھری دن ہی گئے۔ شام ڈھل گئی اور رات آ گئی۔

قرآن اور سابقہ آسمانی کتابوں میں فرق

سب تیس سال سے نیچے ہو تو اپنی زندگی کی راہوں کو متعین کرو، ابھی سے اور اپنے ذہن کو صاف رکھو کہ اللہ کیا ذہن بنا رہا ہے، اللہ یہ ذہن دے رہا ہے کہ مال ملک دولت عزت یہ تمہاری زندگی کی بنیاد نہیں، اس سے تمہاری زندگی نہیں بنتی، جن قوموں نے ان چیزوں کو زندگی بنایا زندگی کا مقصد سمجھا وہ غلط ہو گئیں، اللہ تمہارا اس کائنات کا مالک ہے، پہلا ذہن قرآن دے رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو محفوظ رکھا تاکہ قیامت تک کے لئے حجت رہے۔ تورات بدل گئی، زبور بدل گئی، انجیل بدل گئی۔

قرآن میں ایک فرق ہے تورات، زبور، انجیل کتاب اللہ ہیں کلام اللہ نہیں اور قرآن کتاب اللہ بھی ہے کلام اللہ بھی ہے، اس لئے وہ چونکہ کتاب اللہ تھیں کلام اللہ نہ تھیں تو ان کو لوگوں نے بدل دیا وہ زبانیں مٹ گئیں، یہ کلام اللہ ہے کتاب اللہ ہے، کلام اللہ ہے اور اللہ کا کلام اَبدی چیز ہے، اسے کوئی مٹا نہیں سکتا، ازلی ہے اسے کوئی مٹا نہیں سکتا، سارے دہریے دجال اسے مٹانا چاہیں نہیں مٹا سکتے۔

۱۹۳۵ء میں جرمنی کی گردن کافی بلند ہو چکی تھی اور وہ بہت طاقتور ہو چکا تھا۔ جب ہی تو اس نے جنگ عظیم چھیڑی تو وہاں کے پادریوں نے اکٹھا کیا انجیل کو کہ ایک نسخہ دوسرے سے نہیں ملتا، ایک دوسرے سے نہیں ملتا، وہ حیران ہو گئے، کہنے لگے قرآن اکٹھا کرو، اس کا بھی چکر ہو گا تو ۱۹۳۵ء میں جبکہ چھاپہ خانے تھے ہی نہیں برائے نام چالیس ہزار قرآن اکٹھے کیے گئے افریقہ سے لے کر یورپ ایشیا جہاں جہاں مسلمان تھے، چالیس ہزار قرآن اکٹھے کیے گئے، اکثر قلمی نسخے تھے، انہوں نے سارے قرآنوں کو ملایا کسی ایک جگہ

فرق نہ پایا، زیر زبر کا بھی فرق نہیں۔

تنزیل ممن خلق الارض والسمٰوات العلیٰ......

اُتارا ہوا ہے اس رب کا جس نے بلند آسمان اور زمین کا فرق دکھایا، اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

انہ لقولٌ فصلٌ. وما ہو بالھزل......

"یہ قول فیصل ہے"......

وتمت کلمۃ ربک صدقًا وعدلًا لا مبدل لکلمٰتہٖ وھو السمیع العلیم.

آپ کی تحقیقات کیسے بدلتی رہتی ہیں، ہر دس سال میں بالکل نئی چیزیں آ جاتی ہیں پچھلی غلط آ گئے نئی۔

قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ:

تمت کلمۃ ربک صدقًا وعدلًا.

یہ کلام کامل اکمل طاہر اطہر ہو کر اُترا ہے مکمل ہو کر اُترا ہے، اسے کوئی بھی اب نہ بدل سکتا ہے نہ یہ بدلے گا۔ تو قرآن کی بنیاد محکم ہے، قرآن کی بات محکم ہے، نا قابلِ تبدیل ہے۔

مان لو کہ سب کچھ اللہ کا ہے

تو قرآن کا ذہن ہے:

قل اللّٰھم مالک الملک......اے لوگو! اے بچو سنو! بادشاہ اللہ ہے۔

تؤتی الملک من تشاء ...... جسے چاہے بادشاہی دے،

وتنزع الملک ممن تشاء...... جس سے چاہے واپس لے لے۔

وتعز من تشاء...... جسے چاہے عزت دے۔

وتذل من تشاء...... جسے چاہے ذلیل کرے۔

ما یفتح اللّٰہ لِلنّاس من رحمۃ فلا ممسک لھا......

اگر اللہ تمہارے لئے رحمت کا در کھول دے تو ایٹمی طاقتیں اسے بند نہیں کر سکتیں۔

وما یمسک فلا مرسل لہٗ من بعدہٖ...... اگر وہ بند کر دے تو تمہارا ایٹمی طاقت ہونا اسے کھلوا نہیں سکتا۔

اور اس کو دوسری طرح اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

ان یمسسک اللہ بضرٍّ فلا کاشف لہٗ اِلّا ھو......

اگر میں تمہیں مصیبت میں ڈال دوں تو میرے سوا کوئی اس مصیبت کو ٹال نہیں سکتا۔

وان یردک بخیرٍ فلا رآدّ لفضلہٖ......

اور اگر میں تم کو اپنی رحمت سے نوازنا چاہوں تو کائنات ساری مل کر میرے فضل کو تم سے ہٹا نہیں سکتی۔ **قل ان الا امر کلہ للّٰہ**...... کہو حکومت اللہ کی ہے، کب سے ہے؟

للّٰہ الامر من قبل و من بعد......

ایسا شروع ہے کہ جس کی ابتدا کوئی نہیں اور ایسا آخر ہے جس کی انتہا کوئی نہیں، حکومت اللہ کی ہے، ابتداء اور انتہا سے پاک ہے۔

ہم نے تو طاقت تقسیم کی ہے یہ وزیر اعظم کی طاقت، یہ صدر کی طاقت، یہ وزیر اعلیٰ کی طاقتیں تقسیم ہیں نا، دنیا میں اور اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہا ہے: **ان القوۃ للّٰہ جمیعًا**...... اللہ نے طاقتوں کو تقسیم نہیں کیا ساری طاقتیں اللہ کے اپنے ہاتھ میں ہیں پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کہتا ہے نہیں...... نہیں نہیں!

ولم یکن لہٗ شریکٌ فی الملک......

میرا کوئی شریک نہیں ہے......

ولم یکن لہٗ ولی من الذل......

میرا کوئی مددگار نہیں ہے......

ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدًا......

میری کوئی بیوی نہیں، میرا کوئی بچہ نہیں ہے۔

یہ قرآن کا ذہن میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اللہ پہلے ہی یہ ذہن بناتا ہے کہ یہ مانو سب کچھ اللہ کا ہے......

لہٗ ما فی السمٰوات، آسمان اور اس میں جو کچھ ہے اللہ کا......

وما فی الارضِ زمین اور اس میں جو کچھ ہے اللہ کا......

وما بینھما جو اس کے درمیان ہے وہ اللہ کا......

وما تحت الثریٰ جو تحت الثریٰ میں ہے وہ اللہ کا......

والجبال ارسٰھا پہاڑ اللہ کے......

اخرج منھا ماء ھا ومرعٰھا ...... پانی چارہ اللہ کا، پانیوں کو بہایا تو اللہ نے بہایا۔ پہاڑوں کو گاڑا والجبال اوتادًا تو اللہ نے گاڑا......

انزلنا من المعصرات ماء ثجاجا......

اور یہ دھواں دھواں بادل کے دھویں سے پانی اتارا تو اللہ تعالیٰ نے اتارا......

وانبتنا فیھا حبًا وعنبًا وقضبًا وزیتونًا ونخلًا وحدائق غلبًا......

اس میں سے پھل پھول غلے زیتون گندم کھجور انار اور انگور کو نکالا تو اللہ تعالیٰ نے نکالا۔

کڑوا پانی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے

میٹھا پانی بنایا تو اللہ نے ھذا ملح اجاج کڑوا پانی بنایا تو اللہ نے۔

کبھی آپ نے غور کیا کہ کڑوے پانی کو بھی اللہ بطورِ نعمت کے بتا رہا ہے کہ بھئی! کڑوا پانی بھی میری نعمت ہے۔ یا اللہ کیسے؟ نہ پینے کے قابل نہ نہانے کے قابل۔

ہم جب رائیونڈ میں پڑھتے تھے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ہم سے ایک سال آگے تھے ہم ایک سال پیچھے تھے، میرا پہلا چلّہ ان کے ساتھ رائیونڈ میں لگا، جب تین چلّے میں نے لگائے تو اس کے بعد پہلا چلّہ جو لگا تو اس وقت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ہمارے ساتھ تھے، میرا شوق تھا کہ میں رائیونڈ کے طلباء کے ساتھ تشکیل کراؤں۔ تھوڑے وہاں کے حالات کا پتہ چلے گا کہ میں نے بھی داخل ہونا ہے تو ہماری سیالکوٹ تشکیل ہوئی، تو یہ ہمارے ساتھ تھے۔ تو رائیونڈ کا پانی ایسا کڑوا تھا، بدبودار تھا، نہاؤ تو پہلے ہی صابن لگ جاتا

تھا، پہلے ہم صابن لگاتے ہی نہیں تھے کہ صابن در صابن، کپڑے میں لگاؤ تو ایسا، تو کڑوا پانی کیا اللہ کی نعمت ہے۔

تو میرے اللہ کی اتنی بڑی نعمت ہے اگر سمندر میٹھے ہوتے تو یہ بدبودار ہو جاتے، پھر بدبو چھوڑتے، یہ گندا ہوتا تو اس کی ناپاک گندی ہوائیں ہمیں ملتان میں بیٹھ کے ہلاک کر دیتیں، اگر یہ پانی میٹھا ہوتا تو اس کے اندر وہ غلاظت پیدا ہوتی وہ تعفن پیدا ہوتا کہ یہ اکہتر فیصد پانی اور انتیس فیصد زمین اور بحرالکاہل سولہ ہزار کلومیٹر لمبا ہے، جب پانی گندہ ہو جائے تو اس کی ہوائیں ہمارا کیا حال کرتیں۔

امریکہ کیسے سلامت رہتا؟......

جاپان کیسے سلامت رہتا؟......

یورپ کیسے سلامت رہتا؟......

پاکستان کیسے سلامت رہتا، اللہ نے کڑوا کر دیا۔

اور کڑوا کرنے کا نظام اپنے حوالے کیا ہمارے حوالے نہیں کیا۔ کڑوا تو نمک سے ہوتا ہے۔ نمک کہاں سے آتا ہے اگر اللہ ہمیں کہتا چلو بھئی نمک ڈالو اپنے اپنے حصے کا تو انشاء اللہ سب کھڑے ہوتے۔ سب ٹرک لے کر ڈاکٹر صاحبان بھی، انجینئر صاحبان بھی، مولوی صاحب بھی وہیں کھڑے ہوتے، ہاں جی چلو بھئی ٹرک دھوؤ بھئی ملتان والوں کی باری، کراچی والوں کی باری!!

میرے رب نے ساری دنیا سے زمین کو تھوڑا جھکایا، جنوب کی طرف شمال میں پہاڑ رکھے، دریاؤں کے منبے رکھے۔ ندی نالے بنائے جھرنے اور چشمے بنائے۔ آبشاریں گرائیں۔ وہاں سے پانی کو چلا لیا۔ پانی نے زمین کے اندر سوراخ کیے اور وہاں سے نمک کو چرانا شروع کیا۔ ساری دنیا کے جو دریا ہیں یہ نمک کے ٹرالے ہیں جو روزانہ کروڑوں ٹن نمک سمندر میں ڈالتے چلے جا رہے ہیں اور وہاں جا کر اس کے ذائقے کو برقرار رکھ رہے ہیں۔ وہ کڑوا پانی اپنے نمک اور اپنے تیزاب کی وجہ سے اپنے اندر گندگی پیدا نہیں ہونے دیتا اور تھوڑی بہت ہو بھی تو موجیں جب ٹکراتی ہیں آپس میں اور طوفان اٹھتے ہیں تو جو کوئی

چھوٹا بہت ہوتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

صرف کڑوے پانی کے اوپر اللہ بلبلے بناتا ہے۔ ان بلبلوں سے اللہ تعالیٰ ایک سیکنڈ میں، صرف ایک سیکنڈ میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ملین ٹن پانی ہوا میں اڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہوا میں سارے سال میں کھرب ہا کھرب ٹن پانی اللہ اس کڑوے پانی سے نکالتا ہے۔ اس کو اوپر لے جاتا ہے اوپر لے جا کر اس سے اس کی چھت بنا دیتا ہے۔ اللہ نے پانی میں یہ صفت رکھی ہے کہ نہ یہ جلدی ٹھنڈا ہوتا ہے نہ یہ جلدی گرم ہوتا ہے۔ گرم ہونے میں بھی دیر لیتا ہے ٹھنڈا ہونے میں بھی دیر لیتا ہے اوپر ساری زمین کے چاروں طرف اللہ ان پانیوں کو ان پانیوں کے بخارات کی چادر بناتا ہے۔ اوپر سے سورج آ کے انہیں تپانے لگتا ہے، گرمانے لگتا ہے، وہ آہستہ آہستہ گرم ہوتے ہوتے جب وہ اس سطح پر پہنچتے ہیں جب اس کی شعاعیں پار ہو کر ہمیں برباد کریں گی تو اللہ سورج کو ادھر جا کے دھکا دے کر مغرب میں غروب کر دیتا ہے اور وہ فضا گرم ہوتی ہے اور ہمارے نقصان تک پہنچنے سے پہلے پہلے سورج ہارتا ہے اور انسان کو اللہ جتاتا ہے۔

پھر اوپر سے ظالم رات آتی ہے پھن پھیلائے ہوئے اور وہ اوپر کے بخارات کو ٹھنڈا کرنے لگتی ہے وہ تو گرم ہو چکے ہیں، اب ان کو ٹھنڈا کرنا ہے، رات کا اندھیرا اسے ٹھنڈا کرتے کرتے جب اس سطح پر پہنچتا ہے کہ کب اس کی ٹھنڈک پار ہو کے ہمیں برباد کرے گی تو اللہ مشرق سے پھر سورج کو نکال دیتا ہے۔ یہ میرے رب کا کام ہے۔ کڑوے پانیوں کی وجہ سے:

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ......

یہ میٹھا مزیدار، یہ کڑوا بدبودار......

وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا......

مچھلی میٹھے پانی سے دریاؤں کی مچھلی بھی کھاتے ہو سمندر کی مچھلی بھی کھاتے ہو۔

صرف اکیلا اللہ شہنشاہ ہے

تو یہ اللہ ایک ذہن دیتا ہے کہ بحر و بر پر، عرش و فرش پر، شرق و غرب پر، شمال و

جنوب پر، ثریٰ وثریا پر صرف اکیلا اللہ شہنشاہ ہے۔اسی کی بادشاہی ہے۔اس نے مجھے بتایا اگلی رات آ گئی، اسی نے مجھے بتایا جس نے دھرتی بنائی، جس نے آکاش کی چھت کو اوپر جا کے تانا، سورج چاند کے چراغ جلائے اور تاروں کو حسن بخشا اور اس نے الشمس والقمر بحسبان ان کو ایک نظام میں جکڑ دیا۔

وبالنجم هم يهتدون ......

ولقد زينا السماء الدنيا بمصابيح ......

جس نے سورج کو چاند کو تاروں کو سجایا......

الشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره......

سورج کو تابع کیا، چاند کو تابع کیا، تاروں کو تابع کیا......

يولج الّيل......

رات کو غلام بنایا......

يولج النهار......

دن کو غلام بنایا......

گرمی اور سردی کو لایا، موسم بدلے...... یرسل الریاح مبشرات......کبھی ذاریات، کبھی مرسلات، کبھی حاملات، کبھی عاصفات، کبھی ناشرات...... یہ ساری ہواؤں کی قسمیں ہیں، کبھی عاصفاً، کبھی قاصفاً، کبھی ناشراً، کبھی حاملاً، کبھی ذاریاً، کبھی مرسلاً...... کئی ہوائیں عذاب کی ہیں، کچھ ہوائیں رحمت کی ہیں۔ عاصف اور قاصف یہ عذاب کی ہوا ہے......ناشر اور حامل اور مرسل اور یہ رحمت کی ہوائیں ہیں...... یہ رحمت لے کر آتی ہیں۔ یہ بادل لے کر آتی ہیں اور وہ عذاب لے کر آتی ہیں۔

کیسا دیوانہ پن ہے

اس سارے کے اندر اللہ قرآن کے ذریعے کچھ پیغام دیتا ہے کہ تمہارا اللہ سب کچھ ہے، لہٰذا تمہیں بھی اللہ نے بنایا، کہاں سے؟ من تراب......

پھر من نطفة......

پھر ثم خلقنا النطفة علقة......

پھر فخلقنا العلقة مضغة......

پھر فخلقنا المضغة عظامًا......

پھر فخلقنا العظام لحمًا......

پھر ثم انشأنه خلقًا اخر ، فتبارک اللّٰه احسن الخالقین......

لہٰذا اے میرے بندے! تو عورت کے روپ میں ہے، تو مرد کے روپ میں ہے......تو گورے کے روپ میں ہے......تو کالے کے روپ میں ہے...... یہ تخلیق تیرے اللہ کی ہے......مصور تیرا اللہ ہے......هو الذی یصوّرکم فی الارحام کیف یشاء...... تجھے تیرے رب اللہ نے ماں کے پیٹ میں بنایا تو اپنا خالق خود نہیں ہے، مالک خود نہیں ہے۔

اللہ ہم سے سوال کرتا ہے...... اَمْ خُلقوا من غیر شیٍ ءٍ...... خود پیدا ہوئے خود پیدا ہوئے اپنے آپ اتفاقاً اتفاقاً اتفاق سے ہو گئے۔ دنیا......ایسے پاگلوں کا جہان کہ اتنی بڑی خوبصورت کائنات اتفاق سے بن گئی، ایک سیل پانی کے کنارے پرورش پانے لگا اور وہاں سے بڑھتے بڑھتے یہ سب کچھ ہو گیا، کیا عجیب بات ہے، کیسا پاگل پن ہے، کیسا دیوانہ پن ہے کہ ایک دیہاتی بڈھا چولستان کا ہل چلاتے چلاتے چلاتے اچانک ایف آر سی ایس سرجن بن گیا اور......وہ پروفیسر بن گیا اور سیدھا آ کر پرنسپل لگ گیا کیسی احمقانہ بات ہے......اَم خلقوا من غیر شیٍ ءٍ...... اتفاقاً بن گئے ہو؟......نہیں نہیں اتفاقاً نہیں اَم هم الخالقون...... کیا اپنے خالق خود ہو؟......نہیں نہیں بالکل نہیں تو پھر کون خالق ہے؟ پتہ تو ہو کون ہے؟......هو الذی خلقکم من ترابٍ ثم من نطفةٍ وہ ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا نطفے سے بنایا اور پھر تمہیں مرد اور عورت کا روپ بخشا...... اِنَّا خلقناکم من ذکرٍ وانثٰی......

اللہ کو جان لو اسی میں تمہاری عزت و کامیابی ہے

لہٰذا جب اس کائنات کا شہنشاہ بھی اللہ ہے اور تمہارا مالک بھی اللہ ہے تو تمہیں

عزت دے گا تو اللہ......

تمہیں ذلتوں سے بچائے گا تو اللہ......

تمہیں علم دے گا، تو اللہ......

تمہیں رزق دے گا تو اللہ......

تمہیں شفا دے گا، تو اللہ......

تمہاری حفاظت کرے گا، تو اللہ......

تمہارے لیے عید لائے گا، تو اللہ......

تمہارے غم بٹائے گا، تو اللہ......

تمہیں خوشیاں دے گا، تو اللہ......

تمہیں سلائے گا، تو اللہ......

تمہیں اٹھائے گا، تو اللہ......

تمہیں زندگی دے گا، تو اللہ......

تمہاری صحت آئے گی، تو اللہ سے......

تمہارے دل جڑیں گے، تو اللہ جوڑے گا......

فتح دے گا تو اللہ دے گا......

ذلت آئے گی تو تمہارے گناہوں کی وجہ سے آئے گی، ضربت علیهم الذلة والمسكنة......

اور عزت آئے گی تو اوپر سے آئے گی، للّٰہ العزة ولرسولہٖ وللمومنين......

حالات کو بدلتا ہے تو میرا رب، تلک الايام نداولها بين الناس......

محبت لائے تو نفرت نہیں آ سکتی، سيجعل لهم الرحمٰن وُدًّا......

نفرت لائے تو محبت نہیں آ سکتی، انتم الاعلون ان كنتم مومنين......

اور وہ ہلاک کر دے تو کوئی بچا نہیں سکتا، فصب عليهم ربك سوط عذاب، ان ربك لبا لمرصاد......

یہ قرآن ذہن دیتا ہے مردوں کیلئے، عورتوں کیلئے، کہ اے میرے بندے اور بندیو! تمہارا خالق اور مالک اللہ ہے، اللہ کو راضی کرلو، اللہ کو مان لو اس کو جان لو اسی میں تمہاری عزت ہے کامیابی ہے۔

اللہ کے نبی کی زندگی کو اپناؤ تم مسیحا بن سکتے ہو

دوسرا ذہن یہ دیتا ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے اللہ کو منانے کے لئے اور دنیا و آخرت کے خزانوں کو سر کرنے کے لئے جو راستہ ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی ہے، اس کے علاوہ کوئی نہیں کامیاب ہوسکتا، اللہ کے نبی کی زندگی کو اپناؤ، دیکھو! اگر محمدی بن جاؤنا! ابھی تو صرف ہم ڈاکٹر بنتے ہیں، میں کہتا ہوں محمدی بن جاؤ نا، تو اللہ کی قسم تمہارے ہاتھوں میں اللہ ایسے شفا بھر دے گا جیسے معجزے، جیسے کرامتیں، جیسے ابھی تم امریکہ جاتے ہو اور آسٹریا جاتے ہو اور انگلینڈ جاتے ہو کہ وہاں سے ڈگری لے کر آئیں گے بڑے ڈاکٹر بن جائیں گے، بڑی عزت بڑی شہرت بڑی تنخواہ، اللہ کی قسم! اگر تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سیکھو تو وہ اڑ اڑ کے تمہارے پاس آئیں گے اور تمہاری گلیوں میں چکر کاٹیں گے۔ تم سے سیکھنے آئیں گے کیونکہ ہمارے پاس ناممکنات کا علاج ہے اور ان کے پاس ناممکنات کا علاج کوئی نہیں۔

اُحد کی لڑائی میں شکست ہو چکی ہے اور ہمارے نبی گھیرے میں آ چکے ہیں۔ چند جانثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو رہے ہیں ابوبکرؓ ساتھ ہیں، علیؓ ساتھ ہیں، عمرؓ ساتھ ہیں، طلحہؓ ساتھ ہیں، زبیرؓ ساتھ ہیں، سعدؓ بن ابی وقاص ساتھ ہیں اور ابودجانہؓ وہ آپ کے ساتھ ہیں جنہوں نے آپ کو گھیرے میں لیا ہوا ہے، ابوطلحہ انصاریؓ ساتھ ہیں، طلحہ بن عبیداللہؓ، زبیرؓ بن عوام یہ چند جانثار آپ کو گھیرے میں لیے ہوئے ہیں اور تیروں کی بوچھاڑ ہے۔ ایک زخمی ہوتا ہے دوسرا جگہ لیتا ہے وہ زخمی ہوتا ہے تیسرا جگہ لیتا ہے۔

ابوطلحہؓ نے آپ علیہ السلام کے سامنے اپنی پشت کو کیا تو ساری کمر تیروں سے بھر گئی۔ وہ بے حال ہوئے تو طلحہؓ سامنے آئے انہوں نے ہاتھوں سے روک روک ساتھ ہاتھ شل ہو گیا تو قتادہؓ بن نعمان آئے انہوں نے سینہ سامنے کیا تو ان کو پہلا تیر ہی آنکھ میں

لگا اور آنکھ کا سارا کچومر نکل گیا، قیمہ قیمہ ہوگئی تو اللہ کے نبی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تو آپ علیہ السلام نے ان کے تیر کو کھینچا۔

اب تم میں کوئی آئی والا ڈاکٹر بھی بیٹھا ہوا اور آئی پڑھی بھی ہوگی، اب مجھے بتاؤ اس مریض کو کون ٹھیک کرے گا، اس کو کہاں سے آپریشن سے شفا ملے گی کہ جس کا تیر اندر تک جا چکا ہے، پیچھے کا سارا سسٹم ختم ہو چکا ہے تو آپ علیہ السلام نے تیر کھینچا وہ سارا قیمہ بنی آنکھ کو ہتھیلی پر رکھا اور آپ رو پڑے، کہا اے میرے رب...... اے میرے رب! قتادہؓ کی آنکھ تیرے نبی کی حفاظت میں ضائع ہوئی ہے اے مولا! میں تجھ سے مانگتا ہوں، اس آنکھ کو دوسری سے زیادہ حسین بنا دے اور یہ کہہ کر وہ قیمہ شدہ بھی آنکھ میں رکھا اوپر اپنی انگلیوں کو یوں پھیرا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ ہٹایا تو یہ آنکھ اس آنکھ سے زیادہ حسین بن چکی تھی۔

ارے تم مسیحا بن سکتے ہو میرے رب کی قسم! عبداللہؓ بن عتیک کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ وہ ابورافع یہودی کو قتل کرنے گئے اوپر سے چھلانگ لگائی، ٹانگ ٹوٹی، اسے اپنی پگڑی سے باندھا اور وہاں سے چل سو چل اونٹ گھوڑے پر سوار مدینے پہنچے اور کہا یا رسول اللہ! میں قتل تو کر کے آیا ہوں ابورافع کو مگر میری ٹانگ ٹوٹ گئی۔ آپ نے کہا پٹی کھولو، پٹی کھولی، آپ نے یوں ہاتھ پھیرا کہا کہاں ٹوٹی ہے؟ دیکھا تو صحیح سلامت۔ یہ نعمتیں اللہ کا نبی آپ کو دے کر گیا ہے۔ اپنے ساتھ نہیں لے کر گیا۔ یہ واحد نبی ہے جو اپنی رحمتیں امت میں تقسیم کر کے گئے ہیں۔

خالدؓ بن ولید حنین کی لڑائی میں شدید زخمی ہو گئے چونکہ جو اٹھارہ آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے تھے ان میں ایک خالدؓ بھی تھے پہلے حملے میں جو بنو ہوازن نے اوپر سے تیر مارے تو شکست ہوگئی، صرف اٹھارہ آدمی ساتھ رہ گئے ان میں خالد بھی ہیں جو زخموں سے چور چور ہو گئے بتایا گیا یا رسول اللہ! خالد کا پورا جسم زخموں سے آلودہ ہے، آپ نے کہا اچھا، آپ تشریف لائے تو خالدؓ پڑے ہوئے کراہ رہے تھے، آپ علیہ السلام نے سر سے ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور یوں پاؤں تک جو ہاتھ پھیرا تو ایک زخم کا نشان بھی باقی نہ رہا۔

جس قوم کے ساتھ ایسے علاج ہوں تو ان کو کیا ضرورت ہے امریکہ یورپ کے پاؤں چاٹنے کی۔ ان کی تھوک چاٹنے کی کیا ضرورت ہے؟...... مگر بات یہ ہے:

پڑی پارس بیچے تیل

یہ دیکھو قسمت کے کھیل

آگے چلو آگے...... صحابی بھی نہیں (تابعی ہیں) یمن سے آرہے ہیں، راستے میں گدھا مر گیا، الگ ہو کے دو نفل پڑھے، اے میرا رب! تجھے پتہ ہے میں تیری راہ میں ہوں اور مجھے اس کی ضرورت ہے اِسے زندہ کر دے اور ایک چابک مارا "قم باذن اللہ" اُٹھ اللہ کے حکم سے...... تو وہ دُم ہلاتا ہوا زندہ ہو کے کھڑا ہو گیا۔

زندگی کو موت میں بدلنا اور موت کو زندگی میں بدلنا

دیکھو موت پر آ کر مسلم کافر سب عاجز ہیں بعد میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ جب ڈاکٹر عاجز ہو جاتا ہے تو کہتا ہے جی اب دعا کرو۔ پاگل! پہلے تُو نے ٹھیک کیا؟ پہلے بھی تو اللہ ہی ٹھیک کرتا ہے، کوئی مریض آسان ہو تو پھر...... کوئی مسئلہ نہیں ٹھیک ہو جاؤ گے! ارے بدھو اب بھی کہہ اب بھی اللہ ہی ٹھیک کرے گا اور جب دیکھتے ہیں اب کام نہیں بن رہا تو جی اللہ ہی کرے گا۔ تو پہلے تُو کر رہا تھا؟؟

موسیٰ علیہ السلام کے پیٹ میں درد ہوا، تو کہنے لگے یا اللہ! پیٹ میں درد ہے کوئی دوائی بتا۔ دنیا دارالاسباب ہے، اسباب تو اختیار کیے جاتے ہیں۔ نبیوں نے بھی اختیار کیے تو اللہ تعالیٰ نے کہا یہ پیری جس کو ہم اردو میں کہتے ہیں، عربی میں اس کو ریحان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ریحان کے پتے توڑو اور اسے اچھی طرح گھوٹ کے پی لو ٹھیک ہو جاؤ گے۔ وہ کیا تو ٹھیک ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد دوبارہ ہوا تو اللہ سے تو پوچھا نہیں، انہوں نے کہا پہلے ہی پچھیا ہویا اے، وہ جا کر گھونٹ پی لئے جو پیا تو درد اور بڑھ گیا۔ کہنے لگے یا اللہ! یہ کیا ہوا یہ تو درد بڑھ گیا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے مجھ سے کیوں نہیں پوچھا؟ تو نے کیا سمجھا پیری میں شفا ہے، ریحان میں شفا ہے؟ میں نے پہلے رکھ دی، اب نہیں رکھی۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے۔ بیماری ہلکی ہو تو بھی شافی اللہ، بیماری ناممکن ہو تو بھی

شافی اللہ، موت کو لوٹا دے زندگی کی طرف تو بھی شافی اللہ۔

اُم السائب رضی اللہ عنہا کا بیٹا مر گیا، ان کو غسل دے کر کفن دے کر جنازہ پڑھنے لگے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اسکی ماں کو تو بلاؤ، تو جنازے سے پہلے اس کی ماں آ گئی اور پاؤں کی طرف بیٹھ کر کہنے لگی میرے مولا! میں نے تو تیرے شوق میں کلمہ پڑھا، تیری محبت میں گھر چھوڑا یہ جو تو نے بچہ اٹھا لیا سارا قبیلہ کہے گا دیکھا! نئے دین کا مزہ چکھ لیا، بیٹا مروا بیٹھیں۔ یا اللہ مجھے اپنے قبیلے کے آگے شرمندگی سے بچا لے۔ یہ الفاظ اس کے پورے ہوئے ہی تھے کہ بیٹا کفن سے اٹھ کے بیٹھ گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک وہ زندہ رہا۔

زندگی کو موت میں بدلنا موت کو زندگی میں بدلنا...... موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے...... آپکی ٹیکنالوجی آپ کی سائنس آپ کی میڈیکل تو نہیں مان سکتی...... کہ ڈنڈا سانپ بن جائے، پر اللہ نے کہا: **الْقِ عصاک**...... ، ڈالا، **فاذا ھی ثعبانٌ مبینٌ** وہ بل کھاتا پھنکارتا سانپ بنا۔

اللہ نے ساری دنیا کی کیمسٹری کو فیل کر دیا

آپ کی کیمسٹری کا تقاضا یہ ہے کہ آگ میں گوشت ڈالا جائے تو جل جائے، مگر اللہ نے ساری دنیا کی کیمسٹری کو فیل کیا ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے ڈھیر پر بٹھا کر دکھایا کہ کیمسٹری نہیں اللہ کا ارادہ سب کچھ ہے، اللہ نے سارے بوٹنی کے علم کو فیل کیا۔ آگ میں درخت کا کیا کام...... آگ میں سبز بوٹی کا کیا کام...... اللہ تعالیٰ نے زندگی دی ابراہیم علیہ السلام کو، پَر مارا جبریل علیہ السلام نے انار کا تر و تازہ درخت نکالا، سایہ دار پھل دار خوشبودار، ہریالی، سرسبز، نار کے اندر انار بھی کھا رہے۔ درخت بھی ہے پانی کا چشمہ بھی ہے، کہاں چلی گئی ساری کیمسٹری۔

ساری زوالوجی کے علم کو اللہ تعالیٰ نے فیل کر کے رکھ دیا

ساری زوالوجی کے علم کو اللہ تعالیٰ نے فیل کر کے رکھ دیا جب حضرت مریم علیہا

السلام نہانے کے لئے ایک طرف ہوئیں۔ایک فرشتہ سامنے انسانی شکل......

اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا...... کہاں سے آئے ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اللہ کی پناہ۔

ڈرو نہیں، انما انا رسول ربک...... میں انسان نہیں فرشتہ ہوں۔

میرے پاس کیوں آئے ہو؟

آپ کو اللہ بیٹا دینے والا ہے۔

توبہ توبہ، توبہ، تو پاگل ہے، انی یکون لی غلام...... مجھے کیسے بیٹے ہو سکتا ہے لم یمسسنی بشر میری تو شادی نہیں ہوئی ولم اک بغیا میں شریف پاکدامن عورت ہوں، میں برائی کا سوچ نہیں سکتی۔

اور بچہ ہونے کے دو راستے ہیں ایک حلال ہے شادی، ایک حرام ہے زنا۔شادی میری ہوئی نہیں زنا کا میں سوچ نہیں سکتی، تو انّٰی یکون لی غلامٌ مجھے بیٹا کیسے ہوگا؟......

قال کذالکِ قال ربکِ ھو علی ھیّن...... مریم مسئلہ ہی کوئی نہیں اور وہ آگے بڑھا وہ پیچھے ہٹی۔وہ آگے وہ پیچھے، وہ سہمی وہ ڈری کہنے لگے ڈرو نہیں ڈرو نہیں، ان کو آستین سے پکڑا انگلی اور انگوٹھے سے اور پھونک ماری......

مجھے بتاؤ! اس پھونک کا بچے کی تخلیق سے سائنس کی دنیا میں کیا تعلق ہے زوالوجی کی دنیا میں کیا تعلق ہے؟ اور میرے رب نے ادھر پھونک پڑی ادھر نو مہینے کا بچہ تیار ہو گیا، یہ نہیں کہ وہ پھر پراسس سے نکلا...... نہیں نہیں! اسی وقت بچہ اسی وقت درد، اسی وقت ولادت...... فحملتهُ فانتبذت به مکانا قصیًّا...... تین ف آرہے ہیں، ف کا لفظ بھی بتا رہا ہے کہ یہ کام فوراً ہوئے۔

بچہ ہوا، ہائے میں مرجاتی، اب کس منہ سے گھر جاؤں؟ کہا نہیں نہیں جاؤ جاؤ، جاؤ جاؤ۔تو لوگوں سے کہنا میرا روزہ ہے......

فاتت به قومها تحملهٗ ......وہ آئیں بچے کو اٹھا کر بچے کو اٹھا کر اور شور مچا:

یٰمریم لقد جئت شیئا فریا...... اے مریم! نہ تیری ماں ایسی، نہ تیرا بھائی

ایسا، تیرا باپ ایسا...... یہ کیا کیا؟...... کہا میرا روزہ ہے بچے سے بات کرو۔

سنو! اللہ کے رحم وکرم کو...... ہم جھوٹ بھی بولیں تو ہمارا روزہ نہیں ٹوٹتا، وہ سچ بھی بولتے تو ان کا روزہ ٹوٹ جاتا تھا، ان کی بول کا بھی روزہ، کھانے کا بھی روزہ...... آپ کے صرف کھانے کا روزہ ہے، اب بچے سے کون بات کرے......

قال انی عبد اللّٰہ اٰتٰنی الکتاب وجعلنی نبیًّا وجعلنی مبارکًا این ما کنتُ......

آپ جنت کی چابی لائے اور دوزخ کا تالا لائے

میرے اللہ نے قرآن میں یہ واقعات سنا کر ہمیں بتایا کہ کائنات بحر و بر کی چابی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ نے وہ اپنے محبوب کے حوالے کی ہیں، خزانوں کی چابیاں اے میرے محبوب! تیرے پیچھے جو چلے گا جنت میں پہنچے گا، تیرے پیچھے جو چلے گا بلندی تک پہنچے گا۔ تیرے پیچھے جو چلے گا عزتوں کو پہنچے گا، تیرے پیچھے جو چلے گا وہ جہنم سے بچے گا۔

جنت کی چابی لائے دوزخ کا تالا لائے......

عزت کی چابی لائے، ذلت کا تالا لائے......

کامیابی کی چابی لائے، ناکامی کا تالا لائے......

محبت کی چابی لائے نفرت کا تالا لائے......

امن کی چابی لائے اور نفرتوں کا تالا بن کر آئے......

اور فرمانبرداری کی چابی لائے نافرمانی کا تالا لے کر آئے......

پاکدامنی کی چابیاں لائے فحاشی کے تالے لائے......

عفت کی چابیاں لائے بے حیائی کے تالے لائے......

میرے بھائیو! وہ ایک وقت میں دو کام کر گئے کہ سارے شروں کو تالے لگائے ساری خیر کو چابیاں لگائیں اور سات دروازے کھول کر اپنی امت کے حوالے کر کے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کی چابیاں آپ کو دیں ساری کائنات کی عزتوں کا مالک بنایا۔ جنت کی چابی ہاتھ میں پکڑائی۔

اپنی محبتوں کے رُخ پھیر دو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف

ساری دنیا کے انسانوں میں سب سے انوکھا، سب سے نرالا، سب سے افضل سب سے اعلیٰ، سب سے اجمل، سب سے برتر، سب سے احسن، سب سے انور، سب سے ابہی، سب سے اطہر، جتنے الفاظ لاؤ اللہ کی قسم چھوٹے ہیں...... اور میرا آپ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بڑا ہے۔

ہائے ہائے او بھائیو! محبت آدمی کو پاگل کر دیتی ہے، دیوانہ کر دیتی ہے اور اس کے پیچھے چلا دیتی ہے:

پائے سگ بوسید مجنوں
خلق پرسد ایں چہ شود
گفت ایں سگے گاہے گاہے
در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

کتے کے پاؤں چومے مجنوں نے، لوگوں نے کہا دیوانے کتا اور اس کے بھی پاؤں، تجھے کیا ہو گیا؟...... ناپاک کے پاؤں چومتا ہے تجھے کیا ہو گیا؟...... وہ کہنے لگا یہ کتا کبھی کبھی لیلیٰ کی گلی سے گزرتا ہے، مجھے خیال آیا کبھی تو اس کا پاؤں لیلیٰ کے پاؤں پہ پڑا ہی ہو گا، میں اس لیے چومتا ہوں ہاں ہاں...... ہاں ہاں!! اس نے اپنی محبت کا غلط استعمال کر لیا...... میں یوں کہہ رہا ہوں اپنی محبت کو اللہ رسول پہ لگا دو۔

مجھے ایک ڈاکٹر خاتون کا فون آیا ہے، میں نے زندگی میں ایسی بات کسی بڑے سے بڑے ولی اللہ سے بھی نہیں سنی، اللہ کی قسم فیصل آباد کی ہیں، ڈاکٹر ہیں، خاوند بھی ڈاکٹر ہے اور خود بھی ڈاکٹر ہیں تو ہماری اہلیہ وغیرہ انہی سے علاج وغیرہ کے سلسلے میں رابطہ رکھتی ہیں تو مجھ سے کہنے لگیں مولوی صاحب! جیسے جیسے میری زندگی بڑھ رہی ہے میری خوشی بڑھ رہی ہے کہ اللہ کی ملاقات کا وقت قریب آ رہا ہے۔ او میری تو کھوپڑی گھوم گئی کہ یہ لفظ تو کسی بڑے ابدال سے بھی آج تک نہیں سنے...... بڑے بڑے ولیوں سے یہ لفظ نہیں سنا...... یہ جو خاتون...... خود بھی ڈاکٹر، خاوند بھی ڈاکٹر...... کہا جیسے جیسے میری زندگی بڑھ رہی ہے گزر

رہی ہے مجھے خوشی بڑھ رہی ہے کہ میرے اللہ کی ملاقات کا وقت قریب آ رہا ہے۔

تو اپنی محبتوں کے رُخ پھیر دو اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول کی طرف ......

دو جہان کی عزتیں ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پیچھے چلنے میں۔

ہندہ کو پتہ چلا، یہ بیوی ہیں عمروؓ بن جموح کی کہ اللہ کے نبی شہید ہو گئے اُحد میں......تو ننگے سر، ننگے پاؤں ابھی پردے کا حکم نہیں آیا تھا، اُحد کی لڑائی میں ننگے سر بھاگیں، ننگے پاؤں بھاگیں...... آگے لوگ آ رہے تھے کہنے لگیں اللہ کے رسول کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا تیرا خاوند شہید ہو گیا۔ کہا اسے چھوڑ و یہ بتاؤ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا بنا؟......انہوں نے کہا تیرے دو بیٹے بھی شہید ہوئے، کہا ان کو بھی چھوڑ و یہ بتاؤ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا بنا؟...... کہا تیرا بھائی بھی شہید ہو گیا، کہا اس کو چھوڑ و یہ بتاؤ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟...... کہا وہ ٹھیک ہیں کہا پس پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں، پر مجھے آنکھوں سے دیکھنے دو ورنہ مجھے چین نہ آئے گا اور پھر وہ آگے بھاگیں، تو آگے آپ علیہ السلام آ رہے تھے، آپ کے سامنے بیٹھ گئیں زمین پر، آپ علیہ السلام کے کرتے کے دامن کو یہاں سے پکڑا...... كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جُلَلٌ ...... یارسول اللہ! آپ ہیں تو کوئی دُکھ دُکھ نہیں، کوئی درد، درد نہیں ہے۔

تو یہ دونوں جہان کی عزتوں کا راستہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی، اس پر آ جاؤ......عرب کے بدو رضی اللہ عنہم بن گئے۔ آسمان سے سلام اُتر آئے...... ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام آ رہا ہے...... اللہ سلام کہہ رہا ہے...... ابوبکرؓ سے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام آیا کہ جبریل آئے، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہ کو سلام پیش کر رہے ہیں اور جنت میں بے جوڑ موتی کے گھر کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔

کب یہ سلام آیا؟...... جب حضرت خدیجہ کا سب کچھ اللہ کے نبی پہ لگ گیا......

ابوبکرؓ کو کب سلام آیا؟...... جب تبوک کے موقعے پر سب کچھ اللہ پہ لگ گیا، تو پھر اللہ نے پیغام بھیجا کہ ابوبکر کو میرا سلام پیش کیا جائے...... یہ وہ لوگ ہیں جو کل تک پتھروں کے پجاری تھے۔

خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا مقام

خولہ بنت ثعلبہ عورت ہیں ان کے خاوند نے طلاق دے دی اور طلاق تھی ظہار...... مثلاً کوئی آدمی یوں کہے میرے لیے تو میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔ تو عورت اس پہ حرام ہو جائے گی۔ یا تو پھر غلام آزاد کرے، یا وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ساٹھ روزے رکھے پھر عورت حلال ہو گی لیکن جب انہوں نے یہ کہا اس وقت عرب میں دستور یہ تھا کہ وہ عورت اس پہ ایسی حرام ہوتی تھی کہ دوسرے نکاح سے طلاق ہو کر بھی نکاح نہیں ہو سکتا تھا...... تین طلاق سے بھی سخت بات تھی۔

ابن صامت ان کے خاوند ہیں، تو اُٹھ کے آئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنگھی کر رہی تھیں آپ کو۔ کہنے لگیں یا رسول اللہ؟ میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے، تو اس میں آپ کا کیا فیصلہ ہے، طلاقِ ظہار دی ہے۔ تو آپ نے فرمایا "حُرِمْتِ عَلَیْهِ" خولہ تو اس پر حرام ہو گئی۔

کہا یا رسول اللہ! آپ نظر ثانی فرمائیں۔ انہ ابو ولدی واحب الناس الی...... میرے بچوں کا باپ بھی ہے، مجھے بڑا محبوب بھی ہے۔ زندگی ساری گزر گئی ہے، غصے میں کہہ دیا، آپ نظر ثانی فرمائیں۔

آپ نے فرمایا "حُرِمْتِ عَلَیْهِ" خولہ تو اس پر حرام ہو گئی۔

اس نے کہا یا رسول اللہ! اَفْنٰی شبابی و اکل مالی و تفرق اهلی و انفطر لہٗ بطنی...... یا رسول اللہ! میں بوڑھی ہو گئی بچے جنتے جنتے، میرا پیٹ پھٹ گیا، ماں باپ میرے مر گئے، پیسہ میرا ختم، بڑھاپے میں مجھ سے اور کون شادی کرے گا، ماں باپ نہیں کہ جن کے گھر بیٹھ جاؤں، تو میں کس کے سہارے بیٹھوں؟......

آپ نے دیکھا کہ وہ تو مانتی نہیں ہے...... آپ چپ ہو گئے اور اپنا سر جھکا لیا...... اماں عائشہؓ کنگھی کر رہی ہیں...... جب انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے نبی نہیں توجہ کر رہے تو کہنے لگیں اچھا میں آپ کے رب سے بات کرتی ہوں، آپ نہیں سنتے ہیں آپ کے رب سے بات کرتی ہوں، انہوں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور ہاتھ اٹھائے:

اللّٰھم ان لی منه صبیة صغارًا......

میرے مولا! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں،

میرے مولا! میں اپنے پاس رکھوں تو بھوکے، روٹی کہاں سے کھلاؤں؟ اور خاوند کے پاس رکھوں جس سے طلاق ہوگئی تو وہ بوڑھا تو ان کی تربیت کون کرے گا؟...... میرے رب میرے رب اپنے نبی کی زبان پر میرے حق میں فیصلہ اُتار۔

دیکھ رہے ہو اللہ کو پابند کر رہی ہے، فیصلہ میرے خلاف نہ کرنا میرے حق میں فیصلہ کرنا، جو کرنا ہے میرے حق میں کرنا ہے یا اللہ...... اور یہ کہہ کر رونا شروع کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ وحی آ رہی ہے، چہرہ بدل جاتا تھا۔ تو انہوں نے خولہ کو کہا خولہ! چپ چپ...... چپ چپ وحی آ رہی...... وحی آ رہی...... تو خولہؓ نے اور رونا شروع کر دیا کہ پتہ نہیں وحی میرے حق میں آ رہی ہے کہ میرے خلاف آ رہی ہے اور زیادہ رونا شروع کر دیا...... جب وحی ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھولیں...... کہا خولہ! تجھے بشارت ہو اللہ نے تیرے حق میں فیصلہ اُتار دیا۔

اور یہ فیصلہ تاریخ میں محفوظ نہیں کیا گیا......

حدیث میں محفوظ نہیں کیا گیا...... یہ قرآن کا حصہ بنایا گیا، اٹھائیسویں پارے کو شروع کروایا گیا......

قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجها وتشتکی الی اللّٰهِ واللّٰهُ یسمع تحاورکمآ اِنّ اللّٰهَ سمیع بصیر.

بڑا خوبصورت مکالمہ ہے، اللہ کہہ رہے ہیں میں سن رہا تھا، اللہ نے سن لیا "سمعتُ" نہیں کہا "**سمع اللّٰه**" اللہ نے سن لیا، **قَولَ التی تجادلک فی زوجها......**

لمبا تعارف...... اس کی شان کو بڑھانے کے لیے...... جیسے ہم کہتے ہیں ڈاکٹر پی ایچ ڈی، پتہ نہیں آگے پیچھے کیا کیا لگا کر...... تو یہ کسی کی عزت کو بڑھانے کے لئے لقب بڑھائے جاتے ہیں، تو اللہ نے خولہ کی عزت کو بڑھانے کے لئے **قول التی تجادلک**

فی زوجھا وتشتکی الی اللہِ پانچ لفظ اس کے لئے اُتارے، کہا میں نے سُنی خولہ کی بات...... وہ آپ سے اقرار کروا رہی تھیں، مگر آپ انکار کر رہے تھے۔ پھر آپ نے سنا نہیں تو میں نے سن لیا، اس نے مجھے سنایا تو میں نے سن لیا...... میں نے اس طلاق کو ختم کر دیا، یہ تین جرمانے ہیں طلاق ختم، بیوی حلال...... غلام آزاد کرے، نہیں تو ساٹھ مسکینوں کو روٹی کھلائے یا ساٹھ روزے رکھے...... بیوی حلال۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح

تو میرے بھائیو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستوں کو یہاں تک پہنچایا کہ ان کے لیے قرآن اترنے لگ گئے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی نظام چلنے لگ گئے۔ کوئی سیف اللہ نہیں آیا اس امت میں، اسی نبی کے غلاموں میں سیف اللہ بنے، اور کسی عورت کا نکاح آسمانوں پہ نہیں پڑھایا گیا اسی اُمت میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح اللہ نے آسمانوں پر پڑھا ہے اور نکاح ایجاب قبول اور گواہ سے ہوتا ہے اس کے بغیر نکاح ہو سکتا ہے؟...... دو گواہ ہوں ایجاب ہو قبول ہو، اس کے بعد جا کر نکاح ہوتا ہے مگر یہ کیسا نکاح ہو رہا ہے آسمانوں سے، نہ گواہ نہ ایجاب نہ قبول، نہ مہر اور اوپر سے خبر آ رہی ہے۔

ہمارا دوست ہے میر خاں، اس کے نوکر کا نکاح ہونے لگا تو مولوی صاحب نے پوچھا ہاں بھئی! فلانے دی دھی تیرے نکاح اچ دتی تیں قبول کیتی؟ اس آکھیا سائیں! جیویں ساریاں دی صلاح ہووے...... اس آکھیا ساریاں دی صلاح ممیں تیری کی صلاح اے؟...... اس آکھیا سائیں جیویں ساریاں دی صلاح ہووے، اس آکھیا تیرا بیڑا اترے، ساریاں دی صلاح نال ممیں، تیری صلاح کی ہے؟...... ایجاب وقبول کے بغیر کوئی کام نہیں بنتا...... تو یہاں نہ ایجاب نہ قبول نہ گواہ نہ مہر......

فلما قضٰی زیدٌ منھا وطرًا زوّجنکھا......

جب زید کی طلاق کی عدت پوری ہوگئی اے میرے محبوب! میں نے تیرا نکاح زینب سے کر دیا...... اسی نبی کی غلامی سے ملا ہے۔

حضرت بلال اور نعمان بن حارثہ رضی اللہ عنہما کا مقام

جنت میں آواز آ رہی ہے، کیا؟...... پاؤں کے چلنے کی۔ آپ علیہ السلام نے کہا، بلال! کیا بات ہے جب بھی جنت میں جاتا ہوں تیرے چلنے کی آواز آگے آگے سنائی دیتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں جا رہے ہیں، آپ کو قرآن کی تلاوت سنائی دی، آپ نے پوچھا کون تلاوت کر رہا ہے؟ تو فرشتوں نے کہا نعمان بن حارثہ ہیں۔ وہ مدینے میں مگر آواز جنت میں...... یہ کیا چکر ہے؟...... کہا یا رسول اللہ! ماں کا فرمانبردار ہے اس کی وجہ سے اس کی آواز جنت میں پہنچ رہی ہے۔ نعمان بن حارثہ کیسے تھے فرمانبردار؟...... ماں کو تیل لگاتے ...... ماں کو کنگھی کرتے...... ماں کی جوئیں نکالتے...... ماں کے کپڑے دھوتے...... ماں کی روٹی پکاتے...... پھر نوالے بنا بنا کے خود منہ میں ڈالتے تھے...... تو اس لئے کیا عوض دیا کہ جنت میں تلاوت کی آواز جا رہی ہے۔

مجھے رب سے حیا آتی ہے

تو اللہ کے محبوب ایک زندگی لائے ہیں اس پوری زندگی کا نام اسلام ہے...... جس میں صرف نماز نہیں ہے، اس میں روزہ نہیں ہے، حج نہیں ہے، زکوٰۃ...... یہ تو بنیادی ارکان ہیں...... ایک معاشرت ہے، ایک حسنِ اخلاق ہے، معاف کرنا ہے، درگزر کرنا ہے، اس میں حیا ہے، پاکدامنی ہے۔

حبیب بن عمیر رضی اللہ عنہ دشمن کی روم کی قید میں آئے، دس آدمی تو قتل ہو گئے، ایک باقی رہے۔ بڑے خوبصورت لمبے چوڑے، ایک رومی سردار نے کہا میں غلام بناؤں گا، پکڑ لیا، ایک دن کہنے لگے تو عیسائی ہو جائے نا، تو تجھے اپنی جاگیر بھی دوں گا، بیٹی بھی نکاح میں دوں گا۔ کہنے لگے سارا جگ دے دو تو یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اب وہ تو شروع سے ہی بے غیرت، دین ہی غیرت سکھاتا ہے۔ دین نہ ہو تو غیرت نام کی چیزیں بازار میں بک جایا کرتی ہیں۔ اس نے اپنی بیٹی سے کہا میں تمہیں خلوت دیتا ہوں اس سے منہ کالا کراؤ...... یہ پھر جب عورت کے چکر میں آئے گا تو سارے کام کرائے گا...... شراب پیئے گا، سارے کام

کرے گا...... تین دن تین رات!!

میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم والی معاشرت بتا رہا ہوں۔ آپ لوگ لڑکے لڑکیاں اکٹھے پڑھتے ہو تین دن تین رات وہ لڑکی حبیب بن عمیر کو دعوت دیتی رہی...... دیتی رہی...... دیتی رہی...... ان کی نظر کا پردہ نہ اٹھ سکا...... تین دن کے بعد وہ کہنے لگی تو کیا بلا ہے، نہ تو دیکھتا ہے نہ تو کھاتا ہے، نہ تو پیتا ہے، تو کیا چیز ہے...... کہنے لگے اس وقت میرا حال یہ ہے کہ میرے لیے ہر حرام حلال ہو چکا ہے کھانے پینے کے لحاظ سے...... کہنے لگی تو تجھے روکتا کون ہے تیرے میرے سوا تیسرا تو کوئی ہے نہیں۔ کہنے لگے میرا اللہ ہے جو تیرے میرے ساتھ ہے، مجھے رب سے حیا آتی ہے۔ اس نے کہا تیرے جیسے کو میں قتل کبھی نہ ہونے دوں گی میں تجھے نکالوں گی، باہر نکل کے باپ سے کہنے لگی تو نے مجھے کس کے پاس بھیجا ہے وہ تو پتہ نہیں لوہے کا ہے یا پتھر کا۔ تین دن تین رات اس نے مجھے نظر اٹھا کے نہیں دیکھا، نہ کھایا نہ پیا، ایک رات کو آئی اور اسے خود ہی نکال دیا کہ جا نکل جا......!!

یہ تقدس یہ حیا، یہ معاشرت یہ پاکدامنی ہمیں ملی تھی

تو اللہ کا نبی ہمیں ایک زندگی دے کر گیا ہے۔ دمشق کی لڑائی میں قیصرِ روم کی بیٹی قید میں آ گئی، خالدؓ بن ولید اس وقت سالار ہیں، انہوں نے دیکھا کہ شاہِ روم کی بیٹی ہے تو فوراً اس کو باندیوں کو ساز و سامان کو جمع کروایا، چار سو فوجیوں کا دستہ دیا اور کہا ہم بادشاہوں سے یہ سلوک کرتے ہیں، ان کے شایانِ شان سلوک کرتے ہیں، کہا جاؤ! اس کو باپ کے پاس چھوڑ کے آؤ۔ دمشق سے انطاکیہ آج وہ ترکی میں ہے، چھ سات ہزار کلومیٹر کا فاصلہ خود مسلمانوں کا لشکر اس کی بیٹی کو چھوڑنے گیا۔

آج ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں سے محفوظ نہیں ہیں۔ مسلمان کا بیٹا مسلمان کی بیٹی کی عزت کو تار تار کر رہا ہے۔ وحشی درندے بن چکے ہیں جیسے اوپر کمزور پڑ گیا ہے، جیسے اوپر والے کو نظر نہیں آ رہا۔ جیسے جہنم کی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے...... جیسے انگاروں کی دمک چمک ختم ہو گئی ہے یا فرشتوں کے گرز وہ پگھل گئے ہوں...... جیسے موت نے کسی اور کی راہ دیکھ لی ہو...... اور سوچو تو سہی کن اخلاق سے کہاں گرے ہیں ہم!!

جب قیصر کی بیٹی پہنچی انطا کیہ..... تو اس نے بتایا کہ مسلمانوں نے میرے ساتھ یہ کیا ہے، تو قیصر زار وقطار رویا اور اس نے کہا کہ جس قوم کے یہ اخلاق ہوں انہیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہرا سکتی۔ عنقریب میرے اس تخت کے بھی وہ مالک بنیں گے۔ وہ زمانے کی ایٹمی طاقت ہے۔ اور وہ اخلاق کی طاقت کو دیکھ کے کہنے لگا کہ اخلاق کی طاقت کو ایٹم فتح نہیں کر سکتا۔ اخلاق ایٹم کو فتح کرتے ہیں۔ ایٹم اخلاق کو فتح نہیں کرتے۔ یہ معاشرت ہمیں ملی تھی، یہ حیا ہمیں ملا تھا۔ یہ تقدس ہمیں ملا تھا۔ یہ پاکدامنی ہمیں ملی..... یہ ستھرائی ہمیں ملی..... تو نظر کبھی خراب نہیں اٹھ رہی، کبھی ہاتھ ظلم کی طرف نہیں اٹھ رہا۔

جذبۂ ایمان وجذبۂ انتقام

اب تمہیں کیا بتاؤں زوال کی کیا بتاؤں..... جب بنو اُمیہ کو زوال آیا تو بنو عباس غالب آ گئے تو ابراہیم سلیمان بن عبدالملک کا بیٹا بھاگا، یہ ایک جگہ حکمران تھا وہاں سے بھاگتے بھاگتے کوفہ پہنچا، ایک نوجوان کو دیکھا بیس پچیس مسلح سوار اس کے دائیں بائیں، کہنے لگا بیٹا! میں ڈرا ہوا ہوں کچھ لوگ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں مجھے پناہ مل سکتی ہے؟ کہاں ہاں چچا! مل سکتی ہے آپ تشریف لائیں۔ اس کو لے گیا اور اپنے محل میں نوکروں کے سپرد کیا اور کہا ان کا خیال رکھا جائے۔

ایک ہفتہ گزر گیا وہ نوجوان روزانہ ہتھیار سجائے اپنے مسلح دستے کو لے کر پھرتا پھرتا شام کو لوٹ کر آتا، یہ کہنے لگے میں اس کی خدمت واخلاق سے بہت متاثر تھا، میں نے کہا بیٹا! یہ کیا بات ہے صبح نکلتا ہے شام کو آتا ہے؟ وہ کہنے لگے چچا! مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے باپ کا قاتل کوفے میں چھپا ہوا ہے، اس کی تلاش میں نکلتا ہوں مل نہیں رہا، کہا کون ہے تیرے باپ کا قاتل؟ کہا ابراہیم بن سلیمان بن عبدالملک۔ یہی یہی جس کو پناہ دی ہوئی تھی، کہا وہ ابراہیم سلیمان کا بیٹا، اس نے میرے باپ کو قتل کیا تھا اپنے راج میں، میں اس لئے نکلتا ہوں کہ کہیں ملے تو قتل کر کے اپنا بدلہ چکاؤں۔ کہنے لگے میں اس بچے کے اخلاق سے اتنا متاثر ہوا تھا کہ میں اپنے آپ کو چھپا نہ سکا، میرے ضمیر نے گوارہ نہ کیا، میں نے کہا بیٹا! تیری مشقت ختم ہو گئی۔ تیرا سفر ختم ہو گیا۔ تیرا کام بن گیا ہے۔ میں ابراہیم بن سلیمان

تیرے سامنے ہوں، اپنے باپ کا بدلہ لے لے۔ تو اس کے لبوں پر ایک بڑی غمگین مسکراہٹ بکھر گئی۔ کہنے لگا چچا! لگتا ہے تنہائی میں رہتے رہتے دل گھبرا گیا ہے خودکشی کرنا چاہتے ہو؟...... کہا نہیں بیٹے! اللہ کی قسم میں ہی ابراہیم بن سلیمان ہوں اور میں نے ہی تیرے باپ کو قتل کیا تھا۔ یہ گردن حاضر ہے۔

تو عرب، عصبیت اور انتقام اس کے بغیر تو عرب کا تصور نہ تھا۔ وہ غصے سے آگ بگولہ ہو گیا اور ایک دم کھڑا ہوا۔ تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھا اور جنگ شروع ہو گئی۔ ادھر ایمان ہے ادھر انتقام ہے۔ انتقام کا جذبہ کہتا ہے مار دو مگر ایمان کہتا ہے بول دے چکے ہو امن کا ہاتھ نہ اٹھاؤ تو ایسے کانپنا شروع کر دیا، لرزتا رہا لرزتا رہا، آخر ایمان نے فتح پائی۔ انتقام کی آگ بجھی اور وہ بیٹھ گیا۔ کہنے لگا چچا! عنقریب تو اور میرا باپ بڑے بادشاہ کے سامنے احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہونے والے ہو، وہاں میرا باپ تجھ سے خود ہی اپنا بدلہ لے لے گا، میں تجھے امن دے چکا ہوں، میری تلوار تجھ پہ نہیں اٹھ سکتی۔

تم دیکھتے نہیں ہو چھوٹی چھوٹی باتوں پہ کیسے قتل ہو رہے ہیں اور کس طرح آگ بھڑکی ہوئی ہے؟

یہ ایک زندگی جو اُمت کو ملی تھی

اندلس کے قاضی...... جب کبھی ہم زندہ تھے وہ کہانیاں سنا رہا ہوں۔ اندلس کے قاضی ان کے دروازے پر دستک ہوئی، ایک عیسائی نوجوان، حضور! مجھے پناہ چاہیے، میرے پیچھے لوگ ہیں۔ کہا بیٹا! آ جاؤ۔ ایک کمرے میں ان کو بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دستک ہوئی۔ دروازہ کھلا تو جوان بیٹے کی لاش اٹھائے ہوئے لوگ اندر آ رہے ہیں۔ یہ کیا؟...... اکلوتا بیٹا تھا۔ کہا جی آپ کے بیٹے کو قتل کر دیا گیا ہے۔ کس نے کیا؟...... ایک عیسائی نوجوان نے کیا ہے۔ وہ یہیں کہیں چھپ گیا ہے۔ ہم اس کے پیچھے دوڑے ہیں کہ انہی گلیوں میں چھپ گیا ہے، ہم اس کی تلاش کر رہے ہیں۔

ہاں ہاں تلاش کرو اور اس کی تدفین و تکفین کا انتظام کرو۔ جب تجہیز و تکفین ہو گئی اور دفن بھی ہو گیا اور اس کے بعد آدھی رات بیت گئی تو انہوں نے دروازے پہ دستک

دی۔اس بچے نے دروازہ کھولا......

کہا بیٹا تجھے پتہ بھی ہے تو نے کس گھر میں پناہ لی؟

کہا، جی نہیں!

کہا: جس گھر کا چراغ گل کیا ہے اسی میں پناہ لینے آئے ہو۔تو نے میرے بیٹے کو قتل کیا ہے لیکن میں مسلمان ہوں، تجھے امن دے چکا ہوں، یہ روٹی کا توشہ دان ہے، یہ تھیلے میں پیسے ہیں یہاں سے بھاگ جا۔باہر کہیں پکڑا گیا تو میں ذمہ دار نہیں۔میری طرف سے تجھے امن ہے۔یہ ایک زندگی تھی جو اُمت کو ملی تھی بھول جو گئے!!

مدت ہوئی صیاد نے چھوڑا بھی تو کیا
تابِ پرواز نہیں راہِ چمن یاد نہیں

ماں باپ کی نافرمانی پر زمین وآسماں تھرتھرا اٹھتے ہیں

تو بھائیو! یہ زندگی حکومتیں نہیں پیدا کرسکتیں۔اسلام ڈنڈے سے آنے والا دین نہیں ہے، یہ اندر کی دنیا سے چلتا ہے۔یہ طاقت کے بل بوتے پر نہیں چلتا۔پوری دنیا میں ایسی طاقت نہیں جو اندر کی مایہ کے زندہ ہوئے بغیر مجھے دین پہ چلا دے۔چلو نماز تو پڑھا دیں گے، روزے بھی رکھا دیں گے......

ماں کی خدمت کون کرائے گا؟......

نظروں کو کون جھکائے گا؟......

باپ کے آگے خادم کون بنائے گا؟......

جب تک دین نہ ہوگا کون ماؤں کی خدمت کرتا ہے؟......

کون اپنے باپ کے پاؤں دھوتا ہے؟......

آج کی اولاد تو باپ کا گریبان پکڑتی ہے۔ایک بیٹا اپنے باپ سے کہہ رہا تھا تو میرے واسطے اج تائیں کیتا کی اے۔بیٹا باپ کو کہہ رہا تھا تو میرے واسطے اج تائیں کیتا کی اے، باپ کو کہہ رہا تھا تو میرے واسطے اج تائیں کیتا کی اے۔اللہ کا عرش کانپتا ہے کانپتا ہے۔جب ماں باپ کا دل دُکھتا ہے اور جب ماں باپ کی نافرمانی ہوتی ہے تو زمین

آسمان تھرتھرا اُٹھتے ہیں۔

دیکھتے نہیں ہو...... اللہ کے نبی سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟...... جبریل علیہ السلام نے پوچھا۔ آپ نے کہا اللہ کو پتہ کب آئے گی۔ کہا اچھا کوئی نشانی تو بتا دیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تم دیکھو کہ اولادیں ماؤں سے نوکروں کی طرح سلوک کرتی ہیں تو سمجھنا کہ آنے والی ہے۔

جب ملتان کے نوجوان جب نشتر کالج کے نوجوان لڑکے لڑکیاں اپنی ماؤں کو ایسے ڈانٹیں جیسے نوکر کو ڈانٹا جاتا ہے تو سمجھ لو کہیں سے نقارے پہ چوٹ پڑنے والی ہے۔

ماں باپ کے نافرمان کا کوئی عمل قبول نہیں

ارے! میں اور آپ تو پندرہویں صدی کے لوگ ہیں۔

صحابی، صحابی، صحابی...... ہر صحابی پہ دوزخ حرام ہے۔ کوئی صحابی دوزخ میں نہیں جا سکتا۔ اور وہ صحابی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں موت آ رہی ہے۔ اس سے بھی بڑی ضمانت کیا ہے، بیوی کا پیغام ہے یارسول اللہ! موت کی حالت میں کلمہ نہیں پڑھا جا رہا۔ کلمہ نہیں پڑھا جا رہا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا والدین میں کوئی زندہ ہے؟ کہا جی ہاں زندہ ہے؟ کیا حال ہے؟ کہا، جی ناراض ہے۔ فوراً آپ کو پتہ چل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اُم علقمہ! پیغام بھیجا۔ میں آؤں کہ تو آئے گی؟ کہا جی میں آ جاتی ہوں۔

وہ آ گئیں، آپ نے کہا تجھے علقمہ سے کیا دُکھ ہے؟

کہا، یارسول اللہ! مجھے اس کے دین کی کوئی شکایت نہیں راتوں کا تہجد گزار ہے، دن کا روزے دار ہے، زبان سے ذکر کرنے والا، تلاوت کرنے والا ہے...... مجھے شکایت یہ ہے کہ جب بھی مجھ سے بولا مجھے ذلیل کیا، جب بھی مجھ سے بولا بدتمیزی کی۔

ہونہہ...... ہونہہ...... یہ ہونہہ جو بھی کرتے ہیں ناں! اس پر بھی اللہ ان کے عملوں کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے **لَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ**...... اونہہ، اونہہ بھی نہ کرو، ماں باپ کے آگے۔

کہا یارسول اللہ! بہت نیک بچہ ہے میرا گستاخ، مجھے دُکھ دیے ہیں......

آپ علیہ السلام نے فرمایا تو معاف کر دے......

کہا جی میرا جی نہیں چاہتا......

کہا: تو معاف کر دے......

کہا: میں نہیں کرتی۔

آپ نے کہا بلال! لکڑیاں اکٹھی کرو اور اس کو آگ لگا دو۔

اماں کہاں سہہ سکے، کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، میرے بیٹے کو آگ میں جلائیں گے؟

کہا: ہاں! جلاؤں گا، تُو معاف نہیں کرے گی تو دوزخ میں جلائے گی، میں جلا دوں گا تو کوئی کام بن جائے گا، آسانی ہو جائے گی۔

کہا نہیں نہیں! یا رسول اللہ! نہ ایسا نہ کریں، میں اسے معاف کرتی ہوں۔

ادھر انہوں نے کہا میں معاف کرتی ہوں، ادھر اُن کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔

پھر آپ علیہ السلام نے خود ان کا جنازہ پڑھایا۔ پھر ارشاد فرمایا جنازہ پڑھنے کے بعد لوگو! سن لو جس نے ماں باپ کو ناراض کیا، ان پہ اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت، زمین آسمان کی لعنت...... نہ ان کی نماز قبول ہے نہ روزہ قبول ہے نہ حج قبول ہے!!

یہ مقام تمہیں میڈیکل کالج نہیں بتائے گا......

یہ مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بتائے گا......

یہ مقام انجینئرنگ یونیورسٹی نہیں بتائے گی......

زکریا یونیورسٹی نہیں بتائے گی......

یہ مقام محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بتائے گا!!

وہ دین کیسے دہشت گردی پھیلا سکتا ہے جہاں امن ہی امن ہے

تو میرے عزیزو! ایک پوری زندگی تھی جسے ہم گنوا بیٹھے ہیں۔ پوری زندگی تھی جو ہاتھوں سے نکل گئی۔ عہد و پیماں، صدق و وفا، دیانت، پاکدامنی، پاکبازی...... قصے ہی رہ گئے۔ کہانیاں ہی رہ گئیں...... تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک پوری زندگی کو لے کر آئے ہیں۔ وہ زندگی تمہاری کتابیں بدلتی رہتی ہیں۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے نہیں

بدلتے۔ ان کی ساری زندگی محفوظ موجود ہے۔ جس چیز کو انگلی بھی لگائی وہ بھی سلامت رہی۔ اللہ نے اس کو بھی نہیں ضائع ہونے دیا۔ پیدائش سے لے کر وفات تک ایک چیز نہیں ضائع ہوئی۔

مجھے اپنی تاریخ پیدائش ایسے یاد کوئی نہیں، یہیں ملتان میں ہمارا گاؤں ہے، یہاں سے کوئی پچاس میل، پیدائش سول ہسپتال ملتان میں ہوئی مگر پتہ نہیں کب ہوئی تھی۔ ۱۹۵۴ء یاد ہے آگے کچھ یاد نہیں اور مجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب کچھ یاد ہے۔ کس وقت میں، دایہ کون تھی، مجھے تو کوئی پتہ نہیں میری دائی میری لیڈی ڈاکٹر کون تھی؟ لیکن مجھے یہ پتہ ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی کا نام شفا تھا، عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ۔

دیکھو عجیب دیکھو! میرے نبی کے باپ کا نام عبداللہ جو بندگی سے نکلا اور ماں کا نام آمنہ جو امن کا پتہ بتائے اور دائی کا نام شفا جو شفا کا پیغام دے اور دودھ پلانے والی کا نام حلیمہ جو درگزر اور معافی کا پتہ بتائے۔ حلیمہ حلم سے ہے، درگزر اور مذہب کا نام اسلام جو سلامتی کا نشان بنائے اور قوم کا نام ہاشم ہے، ہاشم کہتے ہیں روٹی کھلانے والا جو خدمت اور سخاوت کا پتہ بتائے۔

جو نبی ناموں میں بھی چنا گیا، جس کے لیے ناموں کو چنا گیا۔ ہر نام امن کا پتہ دے اور وہ دین کیسے دہشت گردی پھیلا سکتا ہے، اس دین میں کہاں سے دہشت گردی آ سکتی ہے جہاں امن ہی امن ہے، سلامتی ہی سلامتی ہے۔

کسی نبی کا حلیہ محفوظ نہیں چال محفوظ نہیں، آپ کے نبی کی چال محفوظ، انداز محفوظ، بیٹھنے کا طریقہ محفوظ اور سونے کا طریقہ محفوظ۔ کہاں روئے...... کہاں ہنسے...... کہاں داڑھیں ظاہر ہوئیں...... سب کچھ محفوظ!!

کسی کا نسب موجود نہیں، آپ کے نبی کا آدم علیہ السلام تک سب موجود ہے۔ اپنے محبوب کے غلام بنو۔ غلامِ رسول بنو، نام رکھنے سے کام نہیں بنے گا۔ کام سے کام بنے گا۔ ڈاکٹر بھی بنو پر غلامِ رسول پہلے بنو۔ پروفیسر بنو پرنسپل بنو ہماری طرف سے بادشاہ بنو، صدر بنو، وزیر بنو، سیاستدان بنو، جو مرضی بنو پر محمدی پہلے بنو!!

کیا مسلمان بیٹی کی اتنی ہی قیمت ہے؟

مسلمان لڑکی نظر آتی ہے کہ یہ مسلمان ہے، مسلمان جوان نظر آتا ہے کہ یہ مسلمان ہیں......ہم آزاد نہیں ہیں ہمارے لیے پردہ ہماری شرافت اور عزت ہے۔

ایک آپ کو مزے کی بتاؤں ایک عورتوں کی جماعت گئی انگلستان......پرانی بات ہے، وہ جو نکلی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے گاڑی میں بیٹھنے لگے تو دو بوڑھی بالکل بوڑھی قریب سے گزریں، ان کو دیکھ کے کہنے لگیں کون ہو؟ کہا مسلمان۔ کہاں سے آئیں؟ کہا پاکستان۔ کہا شاباش اسی پردے میں رہنا، ہم نے پردہ اتار کے بڑی ذلت دیکھی ہے۔ سمجھے ہو؟......

۱۷۹۲ء میں لندن میں ایک عورت تھی اس کا نام تھا میری والسٹون کرافٹ، اس نے سب سے پہلے آزادیٔ نسواں پر ایک کتاب لکھی تھی۔ عورتوں کو آزادی دی جائے، مردوں کے شانہ بشانہ کام کروایا جائے، کام کیا جائے۔ تو کیا ہوا چونکہ پیچھے وحی کا علم تو تھا نہیں شیطنت تھی، نفسانیت تھی تو وہ جو آزادی ملی، کیا آزادی ملی۔ کہ عورت سرِ بازار بک گئی۔ اب وہی ہوائیں چل کے آتی ہیں تو کیا ظلم وستم ہے کہ ٹیلی فون بیچنے کے لئے بھی عورت ننگی ہوئی پڑی ہے اور پوسٹر کی زینت بن گئی۔ کیا مسلمان بیٹی کی اتنی ہی قیمت ہے کہ ایک ٹیلی فون والا خرید لے گیا، پرنٹنگ پریس والے خرید لیں اور یہ کپڑے والے خرید لیں اور یہ موٹر سائیکل بیچنے والے ظالم ہیں عورت کو ننگا کر کے موٹر سائیکل کے لئے بھی عورت کو ننگا کیا ہوا ہے......

کیا اس کا نام آزادی ہے؟......

یہ کیسی آزادی ہے؟......

بلبل همه تن خون شد
گل شد همه تن چاک
ایں وائے بہارے اگر ایں است بہارے

بلبل کا رو رو کے بُرا حال اور پھول کی پنکھڑیاں بکھر گئیں اگر اس کا نام بہار ہے

تو افسوس ہے اس بہار پر......

شرافت سرِ بازار بک گئی

یہ کون سی تہذیب ہے جس نے ہماری بیٹی کو ننگا کر دیا؟...... یہ کون سی ثقافت ہے جس نے نوجوان لڑکے لڑکیوں کو اکٹھے بنچ پر بٹھا دیا؟...... یہ کون سی روشنی ہے جس نے نوجوان کے ہاتھ میں گٹار پکڑا دیے اور بیٹیوں کے پاؤں میں گھنگھرو باندھ دیے؟...... یہ کون سا زمانہ ہے روشن زمانہ کہ جس میں ناچنے والی مسلمان بیٹی ہو اور دیکھنے والے مسلمان بیٹے ہوں؟......

ہمیں یہ تہذیب نہیں چاہیے، ہمیں گنوار رہنے دو، یہ روشنیاں بجھاؤ جن روشنیوں نے ہم سے ہمارا حیا چھین لیا ہے، یہ تہذیب انہی کو مبارک کر دو جن کو اللہ خود جانور کہتا ہے، ہم اس تہذیب کو نہیں چاہتے ہمیں خیموں والی تہذیب گوارا ہے، ہمیں پتھروں کے زمانے میں کوئی دھکا دینا چاہتا ہے تو دے دے ہمیں وہ زمانہ چاہئے جس میں بیٹی کے سر پر دوپٹہ ہو، جس میں نوجوان کی نظر میں حیاء ہو، جہاں جوان کے ہاتھ میں گٹار نہ ہو قرآن ہو، جس کی زبان پہ گالی گلوچ نہ ہو، جہاں مسلمان بیٹی رات کو بارہ بجے نکلے تو اسے اپنی عزت کا ڈر نہ ہو۔ اسے زیور پر چور کا ڈر نہ ہو۔

ہائے! میں کیا کروں یہ کہاں کی تہذیب ہے کہ بند دروازوں میں بھی بیٹیوں کے باپ جاگ جاگ کے رات گزار رہے ہیں، پتہ نہیں کون سا درندہ آ کے دیوار پھاند کے آ جائے، یہ کہاں سے آئی ہے تہذیب؟...... یہ کہاں کی شرافت، یہ کہاں کا علم ہے؟...... یہ کہاں کی روشنیاں ہیں...... نہیں نہیں! یہ اندھیرے ہیں...... یہ اندھیرے ہیں...... یہ اندھیرے ہیں، یہ جہالت ہے...... یہ جہالت ہے!!

او پیچھے دیکھو پیچھے دیکھو! جہاں ماں ماں تھی بیٹی بیٹی تھی، بہن بہن تھی، جہاں نظریں پاک تھیں زبان صاف تھی، یہ وہ زمانہ ہے جہاں انسانیت روٹھ گئی ہے...... حیا کہیں گم ہو گیا ہے...... شرافت سرِ بازار بک گئی ہے...... چنیاں نیلام ہو گئی ہیں...... ہمیں اس تہذیب سے بچا لو اللہ کے واسطے...... اپنے آپ کو بچا لو۔

ہائے کاش! تھوڑا ترجمہ ہی پڑھ لیا کرتے

عنقریب ایک وقت آرہا ہے الحاقة ما الحاقة...... ہمیں لوگ کہتے ہیں تم حقائق سے نظریں چراتے ہو۔ ہمیں لوگ کہتے ہیں تمہیں حقائق کا پتہ نہیں ہے...... ہمیں لوگ کہتے ہیں تمہارے پاس حقیقت والی نظر نہیں۔ ہاں ہاں! ہمیں دھوکے میں رہنے دو، ہم نے کسی اور چیز کو حقیقت سمجھا ہے تم نے کسی اور چیز کو حقیقت سمجھا ہے۔ ہماری حقیقت اور ہے ان کی اور ہے۔ الحاقة ما الحاقة...... حقیقت...... حقیقت...... حقیقت...... سائرن بج رہا ہے۔

میں تمہیں کیسے سمجھاؤں ہائے کاش! اور نہیں تو تھوڑا ترجمہ ہی پڑھ لیا کرتے اور کچھ نہیں تو کچھ وقت ترجمے کے لیے نکال لیا کرو اگرچہ مسائل علماء کے ذمے ہیں مسائل میں نہ پڑنا آج بہت سے دانشور مسائل کو چھیڑ کر گتھیاں الجھا رہے ہیں لیکن ساڑھے پانچ ہزار آیات تو فضائل ہی فضائل ہیں آخرت ہے توحید ہے رسالت ہے مسائل علماء کے ذمے رکھو، فضائل کے ترجمے تو پڑھو کچھ تو پڑھو۔

کچھ اپنے ماں باپ اور بھائی کے متعلق

میرا بھائی بھی ڈاکٹر ہے نا! اور اللہ کا شکر ہے بہت اچھا ڈاکٹر ہے اور اللہ کا شکر ہے لالچی ڈاکٹر نہیں۔ یہ نہیں کہ وہ میرا بھائی ہے، اللہ کی قسم! میں اس کی گواہی دیتا ہوں میرا بھائی لالچی ڈاکٹر نہیں ہے۔ بہت خدمت گزار ڈاکٹر ہے مریضوں پر فدا ہو جاتا ہے۔ اس کی فہرست میں غریب زیادہ ہوتے ہیں امیر تھوڑے ہوتے ہیں حالانکہ وہ دل کا ڈاکٹر ہے اور دل کا مرض تو عام طور پر مال داروں کو لگتا ہے پر آج کل تو بے چارے غریب بھی ناخالص غذاؤں کی وجہ سے بیمار ہیں خدمت گزار ڈاکٹر ہے۔

لیکن جب تک ماں نہیں مری تھی نا مجھ سے لڑا کرتا تھا، جب باپ نہیں مرا تھا تو وہ چونکہ مادی ذہن کا تھا مجھے کہتا سارے پیسے یہ لے جاتا ہے اور کام کچھ کرتا نہیں ہے نہ زمین دیکھتا ہے نہ کاروبار دیکھتا ہے، نہ زراعت دیکھتا ہے۔ آتا ہے پیسے جیب میں ڈال کے چلا

جاتا ہے۔ کبھی کام پر امریکہ جا رہا ہے، کہاں جا رہا ہے...... افریقہ جا رہا ہے کہاں جا رہا ہے...... یورپ جا رہا ہے اس کا ایسے شکوہ جیسے ہمارا حق مار رہا ہے۔ پہلے تو میرے باپ مخالف تھے نا شروع میں تو مجھے نکال دیا تھا گھر سے کہ اگر تو نے مولوی بننا ہے تو میرے گھر سے نکل جاؤ۔

۱۹۷۲ء کی بتا رہا ہوں، ۲۳ر نومبر ۱۹۷۲ء میں ناشتہ کر رہا تھا میرے باپ نے کہا مولوی بننا ہے تو میرے گھر سے نکل جاؤ پھر اللہ نے ان کو بدلا، ان کا رُخ پلٹا، انہوں نے مجھے بھی دیکھا بھائی کو بھی دیکھا، اور اللہ نے انکا ذہن کھولا، پھر انہوں نے اپنا چلّہ لگایا پھر اللہ پاک نے فضل فرمایا، میرے بھائی کا علم فیل ہوگیا اور میرا علم کامیاب ہوگیا۔ میرا باپ دل کے مرض میں مرا، میرے بھائی کا علم نہ بچا سکا اور میں نے جو مدرسے میں پڑھا تھا، میں نے اپنے باپ کو مرنے کے بعد غسل خود دیا، کفن خود پہنایا، جنازہ خود پڑھا، قبر میں خود اتارا، اس دن مجھے پتہ چلا کہ دعا مانگنا کسے کہتے ہیں اور دعا پڑھنا کسے کہتے ہیں۔ میں اس سے پہلے جنازے پڑھاتا رہا اب بھی جنازے پڑھاتا ہوں۔

جنازے کی دعا میں نے ایک ہی دفعہ مانگی ہے جب میرا باپ مرا تھا۔ اس وقت مجھے پتہ نہ چلا کہ شریعت کا مسئلہ کیا ہے کہ باپ مرے تو بیٹا جنازہ پڑھائے، بیٹا کیوں پڑھائے؟...... او بیٹے کو تو زخم لگا ہے وہ تو اللہ سے مانگے گا، مولوی صاحب پڑھے گا مگر بیٹا مانگے گا اور پڑھنے اور مانگنے میں بڑا فرق ہے۔ ہائے ہائے! میرے بھائی نے کہانا! یہ یہ کرتا ہے یہ کرتا ہے، میرے باپ نے کہا حالی تاں ایہہ پیسے لے تے جاندا اے حالی تاں میں جیندا ابیٹھاہاں میں مرجاواں تاں مڑ آپے آپے تقسیماں کرنا زمیناں دیاں۔ حالیں تاں ایہہ لے کے جاندا اے میری بوٹیاں منگے تاں اوہ وی لاہ کے دے چھڈاں، جے میریاں بوٹیاں منگے ناں تے اوہ وی لاہ کے ایہنوں دے چھڈاں، حالے تاں صرف پیسے لے جاندا اے۔

پھر ماں کا انتقال ہوا میں یہاں نہیں تھا میں حج پہ تھا، تو میرے بھائی نے ماں کی وہ خدمت کی کہ نرسوں کو ہٹا دیا۔ سب کو ہٹا دیا۔ سارا کام نوکروں کی طرح ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کے اس نے اپنی ماں کی خدمت کی۔ اس کو ماں کی دعا لگی پھر اس نے قرآن

پڑھنا شروع کر دیا پھر ایک دن مجھ سے کہنے لگا یار! میں تو ایسے ہی دنیا کے پیچھے بھاگتا رہا، اب پتہ چلا دنیا تو کچھ بھی نہیں ہے...... اب پتہ چلا دنیا تو کچھ بھی نہیں ہے...... ایسے ہی ہم پاگل تھے دنیا کے پیچھے بھاگ رہے قرآن کے ترجمے صرف پڑھا اور اللہ نے اس کا رخ بدل دیا۔ قرآن کیا کہہ رہا ہے؟...... حقیقت الحاقة...... حقیقت حقیقت حقیقت جھنجھوڑ کے رکھ دیا، قلم چھوٹ گئے...... فائلیں بند ہو گئیں...... دفتر بند ہو گئے...... دکانیں بند ہو گئیں...... کیا ہے...... کیا ہے...... کیا ہے...... ما الحاقه...... الحاقة ما الحاقه...... حقیقت کیا ہے، حقیقت کیا ہے، ما الحاقه...... الحاقة ما الحاقه............ اوہو! کھلبلی مچ گئی...... کھلبلی مچ گئی...... پھر یہ تیسری آواز آئی وما ادراک ما الحاقة...... او میرے بندو، او نشتر والو! تمہیں پتہ چل بھی نہیں سکتا کہ حقیقت کیا ہے، حقیقت کیا ہے...... کیا ہے......؟

فاذا نفخ فی الصور نفخة واحدة ...... ایک آواز آئے گی وحملت الارض والجبال فدکتا دکةً واحدة...... زمین آسمان ٹوٹے ٹکڑے ٹکڑے ہوگا

فیومئذٍ وقعت الواقعةُ ...... پھر قیامت قائم ہو جائے گی

وانشقت السماء فھی یومئذٍ واھیةٌ...... آسمان لیراں لیراں ہو جائے گا،

ہائے ہائے! والملک علیٰ ارجاء ھا...... فرشتے کونوں پہ جائیں گے،

ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذٍ ثمانیه ...... اللہ کا عرش تمہارے سروں پر چھا جائے گا

یومئذٍ تعرضون لا تخفیٰ منکم خافیةً...... آج تم چھپ نہیں سکتے ہو۔ آج تمہارا عمل تمہارے ساتھ ہے۔

فاما من اوتی کتابهٗ بیمینه فیقول ھاؤم اقرء وا کتابیه...... جس کے سیدھے ہاتھ میں پیپر آئے گا، وہ کہے گا، وہ کہے گی آ جاؤ، آ جاؤ میرا پیپر پڑھو، میں کامیاب ہو گیا، میں کامیاب ہو گیا، مجھے سند مل گئی...... لوگ کہیں گے کیسے ملی، کیوں ملی؟ وہ کہے گا:

اِنّی ظننت انی ملٰقٍ حسابیه...... میرا یقین تھا حساب ہوگا، میں تیاری کرتا

رہا اوپر سے اللہ کہے گا:

فهو في عيشةٍ راضيةٍ في جنةٍ عاليةٍ قطوفها دانيةٌ كلوا واشربوا هنيئًا بما اسلفتم في الايّام الخالية.

میرے بندے، میری بندی! جب کھا اب موج کر، اب پی تیرا رب تجھے پلائے گا...... **وسقٰهم ربهم شرابًا طهورا**...... اب اللہ تمہیں ڈال ڈال کے خود پلانے والا بن جائے گا۔

جوانی آئے گی بڑھاپا مر جائے گا......
زندگی آئے گی موت مر جائے گی......
حسن آئے گا، بدصورتی مر جائے گی......

ایک بدو آیا، یارسول اللہ! میں تو کالا ہوں میں جنت میں جا سکتا ہوں؟

آپ نے کہا غم نہ کر، اگر کالا آدمی دل کا چٹا ہو گیا (مفہوم ہے الفاظ اور ہیں) اگر کالا مرد عورت دل کا چٹا ہو گیا تو جب وہ جنت میں جائے گا اللہ ایسا حسین بنائے گا کہ ایک ہزار سال کے فاصلے سے لوگوں کو اس کے چہرے کا حسن دکھائی دے گا...... ایک ہزار سال کے فاصلے سے دکھائی دے گا۔ ہاں! جاؤ گے حسنِ یوسف کے ساتھ، قدِ آدم عورتوں کا قد بھی ساٹھ ہاتھ، مردوں کا بھی ساٹھ ہاتھ یعنی ایک سو تیس فٹ۔

میں نے ایک جگہ بیان کیا، ایک عرب مجھ سے کہنے لگا اتنا لمبا قد کیا کرے گا؟ سوچو تو سہی پورا مینار ثریا آمدانیں، تو میں نے کہا بات یہ ہے کہ جنت کی جو کھجور ہے نا اس کا ایک دانہ ابھی تو ہے نا انگلی کے برابر، ہم پانچ فٹ ہوئے جنت کی کھجور کا ایک دانہ ہے بارہ ہاتھ لمبا اگر تو چلا گیا جنت میں پانچ فٹ کا تیرے اتے ہکو ڈھے گیا نا تینوں سئے ہو جاوے گا۔ او بارہ ہاتھ لمبی کھجور کو کھانے کے لیے ساٹھ ہاتھ تو ہونا چاہیے۔ جنت کے پرندوں کا قد ہے اونٹ کے برابر تو جنت کے بکروں کا قد کتنا ہو گا اور ہرن کیسے ہوں گے؟...... تو اس کو ہم تصور نہیں کر سکتے۔

ایک بدو آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! جنت میں گھوڑے ہیں؟ کہا ہیں۔ یاقوت

کے، ہواؤں میں اڑتے ہیں۔ دوسرا بولا یارسول اللہ! جنت میں اونٹ ہیں؟ آپ نے کہا وہ بھی ہیں۔ ستاروں کی طرح چمکدار ہواؤں میں اڑتے ہوئے۔ تیسرا بولا یارسول اللہ! جنت میں کھجور بھی ہے؟ آپ نے فرمایا، ہے۔ اور دانہ جو میں نے ابھی بتایا اتنا لمبا۔ چوتھا بولا یارسول اللہ! جنت میں صحرا بھی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں! پر وہ ریت نہیں ہو گی مشک ویاقوت ہوگا۔ مشک وعنبر ہوگا۔

جنت میں محفلِ موسیقی اور دیدارِ الٰہی

ایک پانچواں بولا یارسول اللہ! جنت میں موسیقی بھی ہے؟ یہاں تو سننے نہیں دی، کہتے ہیں مت سنو۔ تو آگے بھی ایسے محروم کر دے پھر تو کیا چس ہوئی؟ تو اللہ تعالیٰ کہے گا ہاں بھئی! وہ کہاں ہیں جو نشتر کالج میں گانے نہیں سنتے تھے، آؤ اب آج ہم تمہیں جنت کا گانا سنائیں۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں میں بھی تو ہوسٹل کی زندگی گزار چکا ہوں، صبح سے جو میوزک چلنا شروع ہوتا تو رات تک دھاں دھاں ٹاں ٹاں ہوتی رہتی اور میرا اللہ کہے گا ہاں بھئی وہ بچے بچیاں، وہ لڑکے لڑکیاں، وہ بڑے چھوٹے کہاں ہیں جو ملتان لاہور نشتر میں گانے نہیں سنتے تھے؟ آج ہم ان کو جنت کا گانا سنائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جنت میں موسیقی بھی ہے۔ کیسی موسیقی ہے؟ جنت کی عورتیں مل کر گائیں گی اور ہوا ان کو موسیقار بن کے دھن بنا کے تیار کر کے دے گی۔ سارے کے سارے جو درخت ہیں وہ سازندے بن جائیں گے، ساز۔ وہ دھن بجائیں گے ہوا دھن بنائے گی اور جنت کی حوریں اس دھن پر گائیں گی۔ یہ سُر، یہ ساز، یہ آواز جب مل کر گانا بنے گا تو ستر سال تک ایک گانا بیٹھ کے سنتے رہیں گے۔

جنید جمشید نے مجھے بتایا ہمارا گانا ہوتا ہے ساڑھے تین منٹ کا، لوگ شوق سے سنیں تو دس منٹ کا اس کے آگے نہیں گاتے تو لوگ چینج مانگتے ہیں۔ میں نے کہا جنت کا ایک گانا ہوگا ستر سال کا۔ آپ علیہ السلام نے بتایا وہاں عورتیں قرآن پڑھیں گی ایسا پڑھیں گی ایک بدو پیچھے بیٹھا تھا کہنے لگا، یارسول اللہ! ان میں سے ایک تو مجھے لے کے دے دو۔ ایک تو لے کے دے دو۔ آپ نے کہا تجھے ستر لے کر دوں گا پر وعدہ کر میری نافرمانی نہیں

کرے گا۔ کہنے لگا لو انشاء اللہ ساری زندگی آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے ایسا کبھی سنا؟...... کہے گا نہیں سنا۔ تو اللہ تعالیٰ کہے گا اب اس سے اچھا تمہیں سناؤں؟ کہیں گے اس سے اچھا بھی کوئی نغمہ ہے؟ کہا ہاں اے داؤد! آؤ منبر پر بیٹھو، آواز تیری ہوگی، ساز جنت کا ہوگا۔ دنیا میں داؤد علیہ السلام کی آواز ایسی تھی جب وہ گاتے تھے تو پہاڑ ہلنے لگ جاتے تھے۔ پہاڑوں پہ وجد۔ آج جنت ہے۔ جنت زندہ سلامت، موت مرگئی۔ پاخانے گئے...... پیشاب گئے...... دُکھ گئے...... تھکن گئی...... درد گئے...... غم گئے...... مصیبتیں گئیں...... پریشانیاں گئیں۔

داؤد علیہ السلام کی آواز اور جنت کا ساز، جنت بھی وجد میں آجائے گی۔ پھر اللہ کہیں گے کیسا ہے؟ کہیں گے بڑا اچھا ہے۔ اللہ کہیں گے اس سے اچھا سناؤں؟ کہیں گے اچھا کیا ہے؟ وہ بتاتا ہوں۔ یا حبیبی یا محمد! اے حبیب، اے میرے محبوب محمد آؤ! اب تو تیری آواز جنت کا ساز، یہ ساز و آواز مل کر وہ سماں ہوگا کہ جنت والے اپنا آپ بھول جائیں گے۔ پھر اللہ کہے گا کیوں کیسا ہے؟ کہیں گے بڑا زبردست۔ اللہ کہے گا اس سے اچھا سناؤں؟ کہیں گے اس سے اچھا کیا ہے؟ کہا تمہارا رب تمہیں سنائے گا۔ اب ساز بند ہو جائیں گے، اب ساز کی ضرورت کوئی نہیں، اب ساز بند اب اللہ ہی اللہ ہوگا...... اللہ ہی اللہ...... اللہ کہے گا رضوان! پردے ہٹا آنکھیں رب کا دیدار کریں گی اور کان اس کی آواز سنیں گے۔

جس اُمت کے پاس کربلا جیسی کہانی ہو پھر وہ ناچ گانے کی رسیا ہو؟

جس رب کو دیکھے بغیر لوگ سولیوں پہ لٹک گئے آج اس کو دیکھ کے کیا ہوگا؟......

او بن دیکھے امام حسین رضی اللہ عنہ نے نسل قربان کردی نا! محرم ابھی گیا نہیں۔ ایک جارہا ہے دوسرا جارہا ہے...... ابوبکر شہید ہوئے......

امام حسینؓ کے اپنے بیٹے علی اکبر شہید ہوئے......

علی اصغر شہید ہوئے اور ابوبکر شہید ہوئے اور عبداللہ شہید ہوئے اور قاسم شہید ہوئے۔ عون شہید ہوئے۔ محمد شہید ہوئے۔ عبید اللہ شہید ہوئے۔ عباس شہید ہوئے اور

عثمان شہید ہوئے اور جعفر شہید ہوئے اور محمد شہید ہوئے۔ یہ سارے آلِ رسول کے نام بتا رہا ہوں۔ عبدالرحمٰن شہید ہوئے۔ یہ سارے وہ ہیں جو نبی کے خاندان کے پھول ہیں۔ ہائے ہائے ہائے!! جب علی اصغر شہید کیے گئے تو انہوں نے کہا ہائے ابا! حضرت حسینؓ نے کہا بیٹا صبر کر جا اپنے باپ سے ملاقات کر لے، جا اپنے باپ دادا سے ملاقات کر لے تُلحق باباء ک الصالحین...... چل آگے تیرا خاندان تیرے استقبال کو کھڑا ہوا ہے۔

کون ایسے موت کے سودے کرتا ہے...... جب تک اللہ کا عشق نہ ہو، اللہ کی محبت نہ ہو، سارا خاندان ذبح ہونا پسند کیا پر اللہ سے منہ موڑنا پسند نہ کیا، نیزوں پہ چڑھ گئے...... نیزوں پہ چڑھ گئے پر اللہ سے منہ نہ موڑا...... سارے خاندان پہ چھری پھر گئی پر اللہ سے منہ نہ موڑا، نیزوں پر لٹک گئے۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
محبوب کی گلیوں سے ذرا جھوم کے نکلے

بن دیکھے جس اللہ پہ لوگ ایسی قربانیاں کر گئے بن دیکھے وفاؤں کی داستانیں لکھ گئے کیا کہانی کرو چونکہ طب ایک ایسا عمل ہے، ایک ایسا علم ہے اگر تم سچے ہمدرد ڈاکٹر بن جاؤ تو اللہ کی قسم ہزاروں نفلوں پہ تمہارا عمل بھاری ہو جائے گا، لالچی نہ بنو۔ طب کو بدنام نہ کرنا۔ طب کے نام پر لوگوں کو نہ لوٹنا۔ تو اللہ کی قسم! بڑے بڑے ولی تمہاری گرد نہیں دیکھ سکیں گے قیامت کے دن۔ ایک گلاس پانی پلا دو تو اللہ نے بخشش کی ہے تو کسی کا علاج کرو تو کیا حال ہوگا؟

میرا بھائی آتا ہے نا، وہاں گاؤں میں تو مریضوں کو مفت دیکھتا ہے، تو جب لوگ جھولیاں اٹھا اٹھا کر اس کو دعائیں دیتے ہیں نا اور آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں اور جھولی اٹھی ہوئی دعا دے رہے ہوتے ہیں، تو میں نے اسے کئی دفعہ کہا ”کھاں تینوں تاں ایہہ دعائیں لے جاسن“......

کسی غریب کی دعا کا مل جانا، اب پیسے یہ تو ضمانت کوئی نہیں پتہ نہیں تم جوڑتے جوڑتے تھک جاؤ اور تمہاری اولاد چار دن میں بیچ بٹا کے سب فارغ لیکن اگر تم نے غریبوں

کی دعائیں لے لیں تو میرے رب کی قسم! تمہاری نسلوں کو اللہ آباد کرے۔ اچھے ڈاکٹر بنو۔ قابل ڈاکٹر بنو۔ بہترین ڈاکٹر بنو۔ خدمت گزار بنو۔

طب خدمت کا شعبہ ہے، طب اور لالچ میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ طب اور حرص و ہوس میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ یہ ڈاکٹری کے نام پہ ایک داغ ہے بدنما کہ پیسے کی ہوس لگ جائے، پیسے کی حرص لگ جائے۔ مسیحا بنو، سیحا بنو، بنیا نہ بنو، پیسے کمانے ہیں تو تاجر بن جاؤ بنیے بن جاؤ ڈاکٹر نہ بنو، خدمت کرنی ہے تو ڈاکٹر بنو، تمہارے مقدر کا رزق کوئی نہیں لے جا سکتا۔

بیمار پرسی پر جنت میں گھر

دیکھو! کسی کو پوچھنے جاؤ نا پوچھنے، صرف حال پوچھنے، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے اس کا جنت میں گھر بنا دو...... حال پوچھنے جاؤ نا، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے اس کا جنت میں گھر بنا دو اور ایک فرشتہ راستے میں اتر کے کہتا ہے میاں تجھے مبارک ہو تیرا جانا بھی پاک ہے تیرا آنا بھی پاک ہے اور تیرا جنت میں گھر بن گیا۔

تو جو ڈاکٹر مریض پہ جھکا ہوا اس کا علاج کر رہا ہے اور اس کی کمر ٹیڑھی ہو گئی آپریشن کرتے ہوئے اس کو اللہ کیا دے گا اگر اس کا اپنی محنت مزدوری لیتا ہے لالچ نہیں کرتا تمہاری جائز چیز ہے لالچ نہ کرو...... لالچ نہ کرو غریبوں کو مفت دیکھو اور تمہارا رزق کہیں نہیں جائے گا...... کسی غریب کی دعا لگ گئی تو تمہاری سات پشتوں کے بھاگ جاگ جائیں گے۔

حرص و ہوس کے بندے انسانیت پر بدنما داغ ہوتے ہیں

کتنا بڑا ایک نیورو سرجن تھا کراچی کا، اس کے پاس ایک شخص آیا کہیں ایک ایکسیڈنٹ ہوا ہے گاڑی کا، ایک نوجوان کو اٹھا کے لے آیا ہوں برائے مہربانی اس کو چل کے دیکھ لیں۔ اس نے کہا پہلے میری فیس رکھو پھر میں جاؤں گا۔ کہا جی میں تو گزر رہا تھا، میرے پاس پیسے نہیں ہیں، آپ براہ مہربانی چلے چلیں، میں بعد میں فیس دے دوں گا۔ کہا نہیں! پہلے میری فیس کا انتظام کرو میں پھر جاؤں گا، اس تکرار میں بات ہو رہی ہو رہی، آخر

اس نے کہا سر یہ میری گاڑی کی چابی آپ کی ہے جب میں آپ کو فیس دے دوں گا پھر آپ مجھے گاڑی کی چابی دینا۔ اس شرط پر وہ ڈاکٹر چلا، جب اسٹریچر پر پہنچا تو دیکھا اپنا ہی اکلوتا بیٹا تڑپ رہا تھا اپنا ہی لال تڑپ تڑپ کے جان دے گیا۔

آئے ہائے! او تیری دولت کس کے لیے تھی اسی کے لئے تھی؟...... آج تیری آنکھوں کے سامنے اٹھ گیا، مر گیا، ساری دنیا کے ڈاکٹروں کو پیغام دے گیا ہے کہ ڈاکٹری کرنی ہے تو لالچ نہ کرنا، حرص و ہوس کے بندے انسانیت پہ بدنما داغ ہوتے ہیں، چہ جائیکہ ڈاکٹری، چہ جائیکہ طب۔

مسیحا بن کے نکلو تمہاری نسلیں سنور جائیں گی

اللہ کے نبی نے علمِ شریعت کے بعد علمِ طب کو تسلیم کیا ہے کہ اگر دنیا میں علم شریعت کے بعد کوئی علم ہے تو وہ علمِ طب ہے...... وہ علمِ طب ہے...... حال پوچھنے والے بخشے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سنو! اللہ قیامت کے دن کہے گا میرے بندے! میں بیمار تھا تُو نے میرا حال نہ پوچھا۔ سن رہے ہو؟...... وہ کہے گا یا اللہ! تو کیسے بیمار ہو سکتا ہے؟ کہا میرا جو فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کا حال پوچھتا تو ایسے تھا جیسے میرا حال پوچھا اور اگر تم علاج کر رہے ہو اور تمہارا لالچ کوئی نہیں، حرص و ہوس کوئی نہیں، جائز اپنی مزدوری لے رہے ہو اور اس کے لئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں کتنا نوازے گا تمہیں اندازہ نہیں ہے لیکن یہ لالچ کیسے ختم ہو گا؟...... جب تک تم نیک ماحول میں نہیں آؤ گے، ایمانی ماحول میں نہیں آؤ گے قرآن کو پڑھو گے نہیں، قرآن کو سمجھو گے نہیں۔

اللہ کی راہوں میں نکلو۔ میرے عزیزو! نکلنے کا نظام بناؤ، مسیحا بن کے نکلو مسیحا بن کے تمہاری نسلیں سنور جائیں گی، نہال ہو جائیں گی۔ جب مریض تمہارے لیے دعا کرے گا نا، اے ہائے ہائے! لوگوں کے ہزاروں نفل اس ایک مریض کی دعا پر تمہیں اونچا لے جائیں گے، ان نفلوں سے اونچے چلے جاؤ گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے مانگو، اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ میں شفا دے، لالچی کے ہاتھ میں کبھی شفا نہیں ہوتی اور مسجدوں میں پڑ پڑ کے اللہ سے مانگو...... پورے نشتر کالج میں کوئی لڑکی لڑکا بے نمازی نہ ہو، کوئی لڑکی بے پردہ نہ ہو،

حجاب میں کالج پڑھنے جاؤ۔

ایک انقلاب آ رہا ہے

دیکھتے نہیں ہو فرانس میں ہنگامے کھڑے ہو رہے ہیں کہ ہم سر سے دوپٹہ نہیں اتاریں گی۔ پاکستان کی لڑکیاں دوپٹے اتار دیں اور فرانس کی لڑکی کہے میں پردہ نہیں اتاروں گی، میں سر سے دوپٹہ نہیں اتار سکتی۔ تین دن پہلے میں نے وہ خبر پڑھی انگلینڈ میں ایک لڑکی نے کیس جیتا۔ مسلمان لڑکی نے بنگلہ دیش کی بیٹی نے، کالج والوں نے نکال دیا کہ تو حجاب میں آتی ہے۔ اس نے کیس کر دیا وہ کیس جیت گئی اور اس کو حجاب کے ساتھ جانے کی اجازت ہو گئی۔

ایک انقلاب آ رہا ہے...... اگر برائی بڑھ رہی ہے تو نیکی بھی بڑھ رہی ہے۔ یہ سارے ان سب کو میں نے بلایا ہے؟...... میں نے کوئی اشتہار دیا تھا؟...... یہ سارے نوجوان یہ بچے بچیاں یہ لڑکے لڑکیاں ان کو اللہ کی محبت نہیں لائی تو اور کون لایا ہے؟...... یہ ایمان کی حرارت نہیں لائی تو اور کون لایا ہے؟...... ادھر کو پیسے کے زور پر کوئی بلا سکتا ہے؟

حکومت جلسہ کرنے کے لئے کتنا زور لگاتی ہے، بسیں پکڑتے ہیں۔ ایم پی اے وزیروں کی دوڑیں لگی ہوتی ہیں۔ ادھر سے پکڑو، ادھر سے پکڑو، ادھر سے پکڑو، ادھر سے پکڑو...... پھر ایسے ہی بیچارے لوگ برباد۔ بسیں پکڑی گئیں۔ ویگنیں پکڑی گئیں۔ یہ کہاں سے آ گئے۔ رات شب جمعہ میں جو پندرہ بیس ہزار کا مجمع تھا، کہاں سے آ گیا؟...... ایمان لے کر آیا۔ اللہ لے کر آیا۔ اللہ و رسول ﷺ کی محبت لے کر آئی۔

چند دن پہلے امریکہ سے ایک خاتون آئیں اپنے بیٹے کو لے کر آ کر میری بیوی سے ملیں، کہنے لگیں میں نے امریکہ میں کیسٹیں سنیں، میں نے پردہ کر لیا، میں صرف آپ کو دیکھنے آئی ہوں کہ میں اس گھر کو دیکھنا چاہتی ہوں جس گھر سے مجھے ہدایت ملی ہے۔ کہا میں اور پاکستان کسی کام کے لئے نہیں آئی، میں صرف آپ کی فیملی کو ملنے کے لئے آئی ہوں۔

اور سارے عالم میں اللہ ایسی تبدیلی لا رہا ہے۔

ایک رقاصہ کا قبولِ اسلام اور پردہ کا اہتمام

۱۹۹۸ء میں ہم امریکہ میں تھے...... تو ایک جگہ ہے وہاں ایک کلب تھا ایک عرب کا، تو ہمارے ڈاکٹر امیر الدین صاحب ہیں حیدر آباد کے انہوں نے سنایا۔ کہا کہ وہ گئے گشت میں۔ وہاں کلب تھا مسلمان کا۔ دیکھنے والے مسلمان، ایک لڑکی سٹیج پر ننگی ناچ رہی تھی، اور دوسرا ساتھ ڈرم بجا رہا تھا۔ یہ جب داخل ہوئے سفید داڑھی، بڑے بارعب آدمی۔ ایک دم سناٹا چھا گیا۔ تو انہوں نے عربوں کو اکٹھا کر کے بات شروع کر دی۔ وہ تو سارے شراب میں دھت، ان کو سمجھ میں بھی نہ آیا۔ انہیں پتہ نہیں چلا اور وہ لڑکی پیچھے سے آئی اور وہ ہوتا ہے ناجو ٹیبل کے اوپر کپڑا وہ کپڑے تین چار اُٹھا کے دائیں بائیں باندھ باندھ کے پیچھے آ کے کھڑی ہو گئی۔

جب بات ختم ہوئی تو اس لڑکی نے کہا سر مجھے سمجھ میں آ گیا ہے ان کو سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ شراب میں ہیں۔ وہ کہنے لگے تجھے کیا سمجھ میں آیا ہے؟ کہنے لگی مجھے وہ بات سکھا دو جو آپ ان کو سکھانا چاہتے ہو۔ کہا میں آپ کا مذہب قبول کرنا چاہتی ہوں۔ وہ مسلمان ہو گئی۔ کہا یہ ڈرمر میرا خاوند ہے۔ اس کو بھی کلمہ پڑھا دو۔ وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ پھر وہاں تین دن جماعت ٹھہری، وہ آتی رہی، جاتی رہی، بات چیت ہوتی رہی۔ پھر اس سے کہا کہ اگر تمہیں کوئی مسئلہ پیش آئے تو اس نمبر پہ فون کرنا، یہ مسلمانوں کا اسلامک سنٹر ہے وہاں چلی جانا۔

کوئی چار مہینے کے بعد اس لڑکی کا فون آیا،

کہا کہ سر! آپ مجھے پہچانتے ہیں؟

کہا ہاں! تم وہی ہو لڑکی ناچنے والی؟

کہا جی! کہا جی ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔

کہا کیا ہو گیا ہے؟

کہا میں نے وہ جاب چھوڑ دی تو میں اس وقت ایک رات کا پانچ سو ڈالر لیا کرتی تھی، پھر آپ نے کہا مسلمان لڑکی گھر میں بیٹھتی ہے، میں گھر میں بیٹھ گئی۔ میں نے خاوند

سے کہا تو نوکری کر اب وہ پچاس ڈالر یومیہ لیتا ہے، پانچ سو سے پچاس ڈالر...... یہ امریکہ میں آنا یہ کوئی آسان چیز نہیں ہے...... کہا گھر بک گیا، گاڑیاں بک گئیں، ایک چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں رہ رہے ہیں۔

آپ نے ہمیں کہا تھا تبلیغ کرو، تو جب شام کو میرا خاوند جاب سے آتا ہے تو ہم دونوں میاں، بیوی کسی ایک رشتہ دار سے ملنے چلے جاتے ہیں، اس کو اسلام کی بات کرتے ہیں۔ اب ہمارے پاس گاڑی تو ہے نہیں۔ بس میں جاتے ہیں۔ تو کہا آج میں بس میں بیٹھی تھی تو میں نے اگلی سیٹ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ گاڑی کو لگی بریک تو میرے کرتے کا جو آستین ہے وہ سرک کے پیچھے چلا گیا تو میری کلائی کا چوتھا حصہ ننگا ہو گیا، کیا اس پر میں دوزخ میں تو نہیں جاؤں گی؟ اور یہ کہہ کر زاروقطار رونے لگی۔ چار مہینے پہلے ننگی سٹیج پہ ناچ رہی ہے اور چار مہینے کے بعد کہہ رہی ہے، میری کلائی ننگی ہوگئی، میں دوزخ میں تو نہیں چلی جاؤں گی؟...... اگر ننگا پن آرہا ہے تو یہ بھی آرہا ہے۔

تو میرے عزیزو! اللہ اور اس کے رسول سے صلح کرو۔ دوستی کرو۔ اس کی مان کے چلو۔ پچھلی سے توبہ کرو جوان ہو، اپنی جوانی کو صاف کرلو، پاک کرلو۔ اللہ کی قسم! اللہ تمہیں عرش کا سایہ نصیب کرے گا۔ تبلیغ اس کو سیکھنے کی محنت ہے۔ تو نیت کرتے ہو نا؟ ایک دفعہ منہ سے کہہ دو "یا اللہ! میری توبہ" ایک دفعہ اور کہہ دو "یا اللہ! میری توبہ" ایک دفعہ اور کہہ دو "یا اللہ! میری توبہ"!!

ماں باپ کی خدمت

عبادات کی توبہ کیا ہے؟...... نماز شروع کرو، اخلاقیات کی توبہ کیا ہے؟ گالی سے بچو اور غیبت سے بچو، لڑائی سے بچو۔ ماں باپ کی گستاخی سے بچو۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا بھئی! تمہیں پتہ ہے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ کسی پیسے کا ثواب ملتا ہے؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا جی آپ کو ہی پتہ یا اللہ کو پتہ، کیونکہ اللہ کے راستے میں ایک روپیہ خرچ کرو تو سات لاکھ روپے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے کہا کیوں بھئی کوئی ہے ایسا پیسہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ اجر

رکھتا ہو؟ تو کہا جی پتہ نہیں۔ اللہ کو پتہ یا آپ کو پتہ۔ تو آپ نے فرمایا میں بتاؤں؟...... بیٹے کا اپنے باپ پہ خرچ کرنا اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ اجر رکھتا ہے۔

او میرے ماں پیو تو مر گئے ہیں اللہ کرے تم سب کے زندہ ہوں، تو ان کی خدمت کرو جو آپ کو جیب خرچ ملے نا اس میں سے تھوڑا تھوڑا بچالیا کرو اور مہینے کے آخر میں کوئی چیز اپنے باپ کو تحفہ دیا کرو، ماں کو تحفہ دیا کرو تو اللہ کی قسم ان کی رگ رگ نہیں نس نس سے دعائیں نکلیں گی تمہارے لیے، ان کا رواں رواں تمہارے لیے دعا گو بن جائے گا۔

ہم اس وقت غفلت میں تھے ہمیں بتایا نہیں کسی نے، ہم پر تو ہمارے باپ نے خرچ کیا وہ جب مرا تو ہم اسی سے ہی لیتے رہے۔ وہی ہم پر خرچ کرتا رہا، ہمیں یہ ارمان ہی رہ گیا کہ ہم اپنے باپ پہ اپنی ماں پہ خرچ کرتے۔ پھر اللہ نے توفیق دی اپنی ماں کی خدمت کرنے کی۔ جب تک وہ زندہ رہیں۔ اب دونوں کوئی نہیں ہیں، میں خالی ہاتھ ہوں، میں محروم ہوں اگر آپ کے پاس یہ دولت موجود ہے تو ان کی خدمت کرو ان پہ خرچ کیا کرو، بازار سے کوئی کینوں لے کے چلے گئے، کوئی کیلا لیا، ماں تیرے لیے میں اپنے ہاتھ سے کھلاؤں گا اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں ڈالو۔

بہنوں کے حقوق

اپنی بہنوں کا خیال کرو۔ پرائی دولت ہوتی ہیں پرایا مال ہوتی ہیں۔

اللہ کے نبی نے فرمایا جس کو اللہ نے دو بہنیں دیں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا رہا اور شادی کے بعد بھی ان کا خیال کرتے کرتے مر گیا، تو اس پر جنت واجب ہو گئی۔

ہمارے ظالم لوگ ہیں جو بہنوں کا حق بھی کھا جاتے ہیں۔ بہنوں کو حصہ ہی نہیں دیتے جائیداد میں سے۔

کچھ دن پہلے ایک خاتون میرے پاس فیصل آباد میں آئیں کہ جی میرے بھائیوں نے کلاشنکوفوں والے بٹھائے ہوئے ہیں اور میرے باپ کی زمین میں سے مجھے حصہ نہیں دے رہے۔ میں نے کہا چلو وہ بھی یہیں چھوڑ کے چلے جائیں گے، تو بھی یہیں چھوڑ کے چلی جائے گی۔ ان کو آگے چل کے پتہ چل جائے گا کہ کیا ہوتا ہے کسی کا حق کھا

لینا، دیکھو نا کوئی چوری کرے تو لوگ کہتے ہیں کیسا ظالم ہے...... جو بہن کے حق کی چوری کرے اس کو ظالم کوئی نہیں کہتا۔ایک چھاتی کا دودھ پیا تم دونوں نے مل کر...... جس چھاتی سے میں نے دودھ پیا اسی سے میری بہن نے پیا...... جس پیٹ میں میں نے پرورش پائی اسی میں میری بہن نے پرورش پائی۔

جس کو اللہ نے دو بیٹیاں دیں ان کی شادی کی تو آپ علیہ السلام نے کہا کہ وہ اور میں جنت میں یوں اکٹھے ہوں گے۔انگلیاں ملالیں۔اب سب کی دو تو نہیں ہوتیں۔ پہلے آپ نے تین سے بات چھیڑی۔ایک عورت نے کہا جی جس کی دو ہوں پھر؟...... آپ نے کہا وہ بھی۔پھر ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! تو جس کی ایک ہوگی؟ ایک بیٹی...... تو اب جو ایک بیٹی کی شادی کر دے گا پروان چڑھا کے...... وہ اور میں جنت میں یوں ہو جائیں گے۔

بیٹی کے روپ میں ہے تو یہ مقام رکھا۔بہن کے روپ میں ہے تو یہ مقام رکھا۔ ماں بن جائے تو قدموں تلے جنت کو چھپا دیا...... تو اخلاقیات اور معاملات کی تو بہ یہ ہے کہ آپس میں صلح کرو، آپس میں، اگر تم کوئی لڑے ہوئے بھی ہو تو ابھی صلح کرو، ابھی گلے مل کر۔

سیاست تمہارے لئے زہر قاتل ہے

سیاست کرنی ہو تو پڑھنے کے بعد کرنا۔پڑھائی کے زمانے میں کوئی سیاست نہ کرو۔یہ زہر قاتل ہے۔

دنیا میں سات اور چھ براعظم آباد ہیں نا ساتویں میں تو جا ہی نہیں سکتے۔ان کی ہوا جب ملبون گئے تھے تو انٹارکٹکا کی ہوا تھوڑی سی لینے کے لیے نکلا تھا صبح صبح۔اور چل ہی نہیں سکا۔ایسا سارا جسم ہی فریز ہو گیا۔پھر بھاگ کے اندر کمرے میں چلا گیا۔تو ساتویں براعظم کی ہوا چکھی ہوئی ہے۔چھ براعظم میں قدم رکھے ہوئے ہیں۔میں نے کسی جگہ کالجوں میں سیاست نہیں دیکھی۔اپنی پڑھائی میں ہر کوئی مگن ہے۔تم کیسے لوگ ہو۔تمہیں ماں باپ پڑھنے بھیجتے ہیں تم جو ہو سیاستیں شروع کر دیتے ہو۔یہ سیاسی لوگ بڑے ظالم ہیں۔یہ تمہیں بے وقوف بناتے ہیں۔تمہاری جوانی کو اپنے لیے استعمال کرتے ہیں۔

تمہارے ماں باپ کے حق میں خیانت ہے اگر تم یہاں سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لو۔

میں دیکھو سیاست سے نہیں روک رہا ہوں، میں ابھی تمہاری پڑھائی کے دوران سے روک رہا ہوں کہ یہ ظلم وستم ہے اور یہ اپنی ذات سے خیانت، ماں باپ سے خیانت، پتہ نہیں تم میں سے کتنوں کے والدین ہیں جو تنگدست ہیں اور کتنی مشکل سے وہ پیسہ جوڑ جوڑ کر تمہیں خرچہ بھیجتے ہیں تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر سیاست کا شوق ہے تو پڑھنے کے بعد کر لینا۔ ابھی سیاست تمہارے لیے زہر قاتل ہے۔

میں یونیورسٹی میں بھی آج بیان کر آیا ہوں، وہاں بھی بچوں سے کہا اللہ کا واسطہ دیتا ہوں سیاست میں مت پڑو، ایک دوسرے پہ فائرنگ شروع کر دیتے ہیں۔ سیاسی اختلاف کی وجہ سے اگر کوئی قتل ہو جائے تو کیا سمجھتے ہو کہ کسی مسلمان کا خون بہہ جانا آسان چیز ہے۔ کبھی جنت میں جانے نہ پائے گا۔ سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا۔ اگر خاتمہ ایمان پر ہوا۔ سیاست سے توبہ کرو، کرنی ہے تو پڑھائی کے بعد کرنا، ابھی صرف پڑھائی کرو۔

اساتذہ کا ادب کرو اور حدّ فاصل سے رہو

جن استادوں سے پڑھو اُن کا ادب کرو، ادب کے بغیر منزل نہیں ملتی، اپنے استادوں کا ادب کرو۔ جس سے ایک لفظ بھی سیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو مجھے ایک لفظ سکھائے میں اس کا غلام ہوں، تو تم نے علمِ طب جس سے بھی پڑھا ہے اس کا ادب اس کا احترام دل میں لاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ میں شفا دے گا۔ تمہارے علم کو نورانی اور روشن کرے گا اور نماز کو زندہ کرو تلاوت کو زندہ کرو۔ لڑکے لڑکیاں اکٹھے ہیں۔ ایک حدّ فاصل سے رہو۔ حدّ فاصل سے رہو۔ شرم وحیا کا سُرمہ لگا کے جایا کرو تو اللہ تمہیں چمکائے گا۔

تو بھائیو! ساری چیزوں سے توبہ ہو گئی نا پکی۔ ٹھیک ہے ناں؟ ہاں! اب چھٹیوں میں بھائی چلّہ دو، چار مہینے دو ہیں اور جو فائنل والے ہیں وہ فائنل کے بعد چار مہینے کا ارادہ فرمالیں۔ ہاں جی بولو جی! نقد تین دن کی جماعت ہو جائے۔ اپریل میں کتنے ہیں دس دن؟

نماز اور دُعا پر زور لگایا کرو

میرے عزیزو! ایک تو نماز کی پابندی کرو پانچ وقت نماز مردوں کے لئے ہے باجماعت پڑھنا، عورتوں کے لئے ہے وقت پر اپنی جگہ پر پڑھنا۔ نماز کا اہتمام ہو، عبادات میں نماز بہت اہم ہے۔ اس کے بغیر تو اسلام کا تصور کوئی نہیں۔ جتنی نماز میں قوت آئے گی اتنی دعا میں قوت آئے گی۔ اللہ کے دربار میں کوئی چیز ناممکن نہیں اس لیے ناامیدی ہمارے لیے سب سے بڑا گناہ ہے کہ اللہ ہر ناممکن کو ممکن کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ تو نماز اور دعا اس پر زور لگایا کرو۔

زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچائیں

اور اپنی زبان کو میٹھے بول کا عادی بنائیں۔ غیبت سے بچا کریں۔ گالی سے بچا کریں۔ یہ دو چیزیں اگر زبان سے نکل جائیں تو پھر تھوڑے سے عمل سے ہی جنت مل جائے گی۔ غیبت سے بچائیں اپنے آپ کو اور گالی سے بچائیں۔ ماں بہن کی گالی دینا، یہ بیت اللہ کو توڑ دینے سے بھی بڑا گناہ ہے۔ کوئی ذرا بیت اللہ کو توڑنے کے لیے جائے تو سہی...... لوگ کیا حشر کریں گے اور یہاں روزانہ گالیاں دے رہے ہیں ایک دوسرے کو۔

ایک صحابی تشریف لائے ساتھ ان کے والد بھی تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ تیرے کون ہیں؟ کہا، جی یہ میرے باپ ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کبھی اس کے آگے نہ چلنا۔ کبھی اس کے پہلے نہ بیٹھنا۔ بیٹھنے کے لئے چارپائی، کرسی تو پہلے اسے بٹھانا پھر خود بیٹھنا۔ چلو تو اسے آگے چلانا خود پیچھے چلنا۔ کبھی اس کو گالیاں نہ دینا۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگے: ہیں! بیٹا باپ کو کیسے گالی دے گا؟..... تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جب اوروں کے ماں باپ کو گالیاں دو گے تو وہ تمہارے ماں باپ کو گالیاں دے گا، تو ایسا ہے جیسے تم نے اپنے ماں باپ کو گالی نکالی۔ جیسے تم نے اپنی بہن کو گالی دی۔ جب میں کسی کی بیٹی کو بہن کو ماں کو گالی دوں گا وہ مجھے دے گا تو گویا میں نے اپنی بیٹی اور بہن اور ماں کو گالی نکالی۔

تو اللہ کے نبی کا فرمان ہے جب میری اُمت گالیاں دے گی تو اللہ کی نظروں سے گر جائے گی، تو اپنی زبان کو روکو گالی دینے سے روکو۔ اس سے زیادہ جو بہن بھائیوں میں نفرت پیدا کرتے ہیں، میاں بیوی میں نفرت پیدا ہوتی ہے، ساتھیوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے، خاندانوں میں شعبے والوں میں، پیشے والوں میں وہ غیبت سے ہوتی ہے۔

حسد نہ کرو

کسی کو دنیا میں بڑھتا دیکھ کر خوش ہو، حسد نہ کرو۔ اللہ اور دے۔ اللہ سے مانگو۔ اللہ ہمیں بھی دے چونکہ انسان کم ظرف ہے نا کسی کی دنیا میں اس کو بڑھتا دیکھیں تو ایسے ہی شیطان حسد پیدا کرتا ہے۔ یہ حسد کی کون سی چیز ہے؟ ساری دنیا مچھر کے پر کے برابر ہے۔ کسی کو دین میں بڑھتا دیکھو خوش ہو جاؤ۔ دعا کرو یا اللہ! ہمیں بھی ایسا کر دے۔ کسی کی دنیا اچھی دیکھو حرام دنیا پہ اللہ کے نبی نے کہا، نافرمانوں کی دنیا دیکھ کر کبھی رشک نہ کرنا۔ کہیں پھڑے نہ جاؤ۔ تمہیں کیا خبر کہ اس کے پیچھے جہنم کی آگ دہکی ہوئی ہے۔

باجماعت نماز کا اہتمام کیا کرو

او بھئی! عبادات میں نماز، اخلاقیات میں زبان۔ زبان کو لگام دے کر رکھو اور سجدوں سے پیشانی کو آباد کرو اور اللہ سے مانگنا سیکھو، اللہ ہر ناممکن کو ممکن کر دیتا ہے۔ چھٹیوں میں تبلیغ میں وقت لگایا کرو۔ آپ بچے جو ہیں نا باجماعت نماز کا اہتمام کیا کرو۔ کالج میں جو آپ کی پڑھائی کا وقت ہے اور یہاں تو ویسے بھی نماز سوا دو ہے، تو غالباً اسی کے لحاظ سے ہوگا۔ اس وقت آپ آسکتے ہیں تو آتے ہی اپنی نماز، فجر کی نماز، ساری نمازیں سوائے اشد مجبوری کے مسجد نہ چھوڑو۔ اور اذان ہوتے ہی نماز کی طرف دوڑو۔

ہمت کرو تہجد پڑھو

جوان ہو، ہمت کرو تہجد پڑھو، آپ لوگ تو ویسے ہی دیر سے سوتے ہیں، تو اس سے پہلے چار نفل پڑھ کے سو جائیں تو تہجد ہوگئی۔ سو کے اٹھنا ضروری تو نہیں۔ ہاں! افضل تو ہوتا ہے کہ سو کے اٹھ کے آخری پہر میں پڑھے لیکن اگر وہ سوہی بارہ بجے رہا ہے تو وہ تو فجر ہی

پڑھ لے تو بڑی غنیمت ہے، تو اس وقت سونے سے پہلے چار نفل تہجد کے پڑھ لیا کرو، تو آپ تہجد گزار ہو جائیں گے۔

باوضو رہنے کی مشق کرو

ایک اور بات بتا تا چلوں۔ کام آسان کرنے کے لیے اللہ کا محبوب بننے کے لیے باوضو رہا کرو۔ جو باوضو رہتا ہے اس کو تین چیزیں ملتی ہیں۔

اللہ رزق کشادہ کرتا ہے......

شیطان اس سے ڈرنے لگ جاتا ہے......

اور اللہ اسے محبوب بنالیتا ہے۔

باوضو رہنے کی مشق کرو، جب ٹوٹے پھر کرو...... جب ٹوٹے پھر کرو۔

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! رزق کی تنگی ہے۔ کشادگی کیسے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باوضو رہو، کشادہ ہو جائے گا۔ اور چند دنوں کے بعد وضو اور طہارت کا جو ایک تاثر ہے نا وہ آپ کی روح پہ پڑنا شروع ہو جائے گا۔ تو یہ بالکل آسان سا عمل ہے۔ جو لڑکا لڑکی وضو کر کے سوئے گا تو ایک فرشتہ اس کے ساتھ چار پائی پر مقرر ہو جائے گا، جب یہ کروٹ بدلے گا وہ اس کے لیے ساری رات دعا کرتا رہے گا۔ حالانکہ سونے کے بعد تو وضو ٹوٹ جائے گا لیکن سویا وضو کے ساتھ تو ایک فرشتہ فجر تک اس کے لئے دعا میں لگا رہتا ہے۔ جو اس کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے اور اس کے لیے دعا کرتا رہتا ہے۔ اب تو گرمی ہے نا، آسانی سے وضو کی عادت پڑ جائے گی مگر سردیاں آتے آتے عادت پختہ ہو جائے گی۔

صدقے کی عادت ڈالو!

صدقے کی عادت ڈالو، ساری زندگی خود کیے کسی سے نہیں کروائے...... دو کام ساری زندگی خود کیئے کسی سے نہیں کروائے۔ تہجد کا وضو۔ اس کا پانی خود کسی سے وضو نہیں کروایا ورنہ صحابہ تو وضو کروایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کا وضو خود کیا۔ صدقہ

اپنا ذاتی یا اپنی ذات جیب سے کرتے تھے۔ آپ نے کسی کو کہا نہیں جاؤ میری طرف سے۔ آپ خود اپنے ہاتھ سے سائل کو دیا کرتے تھے۔ تو اپنی جیب سے چار آنے روپیہ روز نکال دیا کرو۔ یہ نہ سمجھنا کہ چار آنے سے کیا ہوتا ہے، روپے سے کیا ہوتا ہے، دیکھنے والے کے ہاں قدر اس کی قربانی کی ہے..... تو صدقے کی عادت ڈالو۔

ہمارے ہاں صرف کالا بکرا ہی صدقہ سمجھا جاتا ہے۔ کالا بکرا ہوے کہ چٹا بکرا؟ اس کے علاوہ صدقہ سمجھتے ہی کوئی نہیں۔ اللہ کے نام پہ دینے کو صدقہ کہتے ہیں۔ فرض ہو تو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ نفل ہو تو صدقہ کہتے ہیں، تو اس کی عادت ڈالو۔ لوگ گھروں والے بھی آئے بیٹھے ہیں۔ یہ جو گھروں میں رہتے ہیں لوگ، یہ صبح اٹھتے ہی جب گھر سے نکلیں کچھ نہ کچھ اللہ کے نام پہ دے کے نکلیں محفوظ رہو گے ساری آفات سے، بلاؤں سے، مصیبتوں سے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا۔

زکوٰۃ فرض ہے تو وہ دینی ہی دینی ہے۔ زکوٰۃ کے علاوہ آپ کو بتا رہا ہوں، دیتے رہو گے نا، سخی بن جاؤ گے سخی، اللہ کو سخی پسند ہیں بخیلوں سے اللہ کو نفرت ہے۔

اللہ نے جنت الفردوس بنائی نا تو خود ہاتھوں سے خود بنائی، خود، تو وہ بن گئی نا، اللہ نے کہا بول! اس نے کہا کامیاب ہو گئے ایمان والے۔ اللہ نے کہا مجھے میری ذات کی قسم میں کنجوس کو تیرے اندر کبھی داخل نہیں کروں گا۔ بخیل کو کبھی داخل نہیں کروں گا۔

ہوسٹلوں میں ہم نے بھی تو وقت گزارا ہے نا، چلو اوروں کے خرچ ہو جائیں میرے خرچ نہ ہوں۔ ہوسٹلوں میں یہی ہوتا ہے چکر۔ ہاں بھئی! اس کے خرچ کرواؤ میرے نہ خرچ ہوں۔ اوہ! میں بھی تو اس گھاٹ سے نکلا ہوں نا، اس لیے سمجھتا ہوں سب۔ تو میں کیا کہہ رہا ہوں اوروں پہ لگانا سیکھو، سخی بنو بخیل سے اللہ بہت ناراض ہوتا ہے۔

ایک دفعہ شیطان سے ایک عابد نے پوچھا تجھے کیا چیز پسند ہے ہمارے اندر؟ کہنے لگا تین باتیں...... تین باتیں بڑی پسند ہیں۔ اگر تو تینوں ایک ہی میں ہوں تاں وت اوہ پیر تے میں مرید۔ اگر تینوں اکٹھی ہو جائیں اوہ پیر تے میں مرید...... اور اگر ایک ہے تو میرا یار گھاٹا۔ کہا کیا؟ کہا ایک نشہ کرتا ہو۔ ایک کنجوس ہو اور غصے والا ہو۔ اگر تینوں اکٹھی ہیں تاں وت میں مرید آں او میرا پیر اے۔ اور اگر ایک بھی ہے کنجوس ہے یا شرابی ہے یا وہ غصے

والا ہے وت یاری گھاٹی ہے۔

تو میں آپ کو کہہ رہا ہوں سخاوت تو سیکھو۔ بچوں کو سخاوت سکھاؤ۔ خود سخاوت سیکھو۔ اللہ کے ہاں سخی کا بڑا مقام ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرا رب سب سے بڑا سخی ہے۔ اللہ کے بعد سب سے بڑا سخی میں ہوں۔ بعضے فطرتاً ہوتے ہیں۔ وہ بہت کم ہوتے ہیں یہ کرنا پڑتا ہے۔ کرتے کرتے عادت پڑ جاتی ہے۔

مہمان تو اللہ کی نعمت اور رحمت ہے

ہیثم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے میں تھا سفر میں تو ایک جگہ راستے میں کھانے کا وقت بھی ہوا۔ ایک خیمہ بھی مل گیا۔ میں نے کہا چلو مسافر ہوں کھانا مل جائے گا۔ تو ایک عورت بیٹھی تھی۔ میں نے کہا بہن! مسافر ہوں کھانا مل جائے گا؟ وہ کہنے لگی میں کوئی ہوٹل کھولے بیٹھی ہوں؟ میں کوئی ہوٹل کھول کے بیٹھی ہوں۔ تو کہنے لگے میں ایسا نڈھال تھا کہ آگے جا نہیں سکا۔ وہیں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کو اس کا خاوند آ گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگا کون ہو؟ میں نے کہا جی مہمان ہوں۔ کھانا کھایا؟ کہا، نہیں۔ کہا اری بدبخت! تو نے مجھے رُسوا کر دیا۔ وہ مہمان بھوکا بیٹھا کھانا نہیں کھلایا؟ کہنے لگی میں کوئی ہوٹل کھول کے بیٹھی ہوں؟ اس نے کہا بھئی معاف کرنا۔ اس نے جلدی سے بکرا ذبح کیا اور اسے بھون پکا کے فرسٹ کلاس کر کے کھلایا۔ کہا، میں نے رات گزاری آگے چل دیا۔

اگلی منزل پر پہنچا تو ایک خیمہ بدوؤں کے خیمے ہوتے ہیں نا، تو وہاں ایک خاتون بیٹھی تھی۔ میں نے کہا بہن مسافر ہوں کھانا مل جائے گا۔ کہا مرحبا مرحبا، مہمان تو اللہ کی نعمت، اللہ کی رحمت ہے، اسی وقت اٹھی جلدی سے ایک چھوٹا بکرا ذبح کیا، کھال کھینچ پکا بھون کے اس کے آگے رکھا ہی تھا کہ اس کا خاوند آ گیا اوپر سے۔ اس نے جونہی دیکھا اوے او کون ایں توں؟ کہا جی میں مہمان ہوں۔ اور یہ بکرا کہاں سے آیا ہے؟ کہا، جی یہ آپ کی بیگم نے دیا ہے۔ آ تیرا بیڑہ غرق ہو جائے او تو نے کوئی ہوٹل کھولا ہوا ہے؟...... یہاں اری تو نے کیوں کھلایا اس کو؟ کہنے لگے میں زور سے ہنس پڑا۔ وہ کہنے لگا اوئے ہسیا کیوں ایں؟ کہنے لگا ادھر پیچھے الٹا کام دیکھا تھا۔ کہنے لگا پتہ بھی ہے وہ کیا ہے؟ وہ میری بہن ہے تو ایہہ

اوہدی بہن ہے...... اوہ میری بہن تے ایہہ اوہدی بہن۔ وہ دونوں بہن بھائی سخی اور وہ دونوں بہن بھائی کنجوس۔

تو تمہاری عمر ہے سخاوت سیکھو۔ یہ جو ڈاکٹروں کا کام ہے نا فیس اکٹھی کرنا...... وہ ایسے بخیل ہو جاتے ہیں...... پھر ایسے سنگدل ہو جاتے ہیں کہ مریض تڑپتا بھی ہے تو ان پہ کوئی اثر نہیں ہوتا...... تو خرچ کرنا سیکھو۔ اللہ کے خزانوں میں کمی نہیں آتی۔ جتنا کروگے اتنا واپس کردے گا۔ اس سے دس گنا کر کے واپس کرے گا...... تو سخی بنو۔ آہا! اصل میں ان چیزوں کے تذکرے نہیں ہوتے نا، اس لئے ذہن اس طرف جاتا نہیں۔ اگر تذکرے ہوتے رہیں تو اللہ نے ہر مسلمان کے اندر ایک خوبصورت جوہر رکھا ہے ایمان کا، جس کو پانی نہیں ملا۔ اس لیے پانی مل جائے تو کیا سے کیا ہو جائے۔ تو بھائیو! ان چیزوں کو کرتے رہو گے، سیکھتے رہو گے تو اللہ تمہیں چمکائے گا، انشاء اللہ بڑھائے گا۔

آدابِ مسجد و آدابِ معاشرت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے

او بھئی دیکھو بھئی! ایک تو میں بہت سخت تھکا ہوں۔ میرا سر کا درد بھی ہے۔ جسم میں بھی درد ہے۔ ابھی میں یہاں سے نکلوں گا تو ایک تو یہ مسجد ہے۔ پھر اس میں دھکم پیل اور مصافحے...... یہ محبت کا یہ انداز تو کچھ ٹھیک نہیں نا، کہ آپ مجھے ہی دھکے دے دے کر میرا ہی کچومر نکال دو۔ تو یہ کہاں پٹھان والی محبت ہوئی۔

میں تھا رائیونڈ میں، تشکیل کرتا، جیسے ابھی بولو کون تیار ہے، تو وہ جو باہر سے آتے تھے نا، میں ان کے نام لکھتا تھا۔ تو ایک پٹھان آیا دوبئ سے تو میں نے ان کے نام وغیرہ لکھے۔ آپ کا کیا نام ہے؟ کہنے لگا تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا میرا نام طارق جمیل ہے۔ کہنے لگا وہ کیسٹ والا؟ میں نے کہا ہاں کیسٹ والا۔ اس نے جو مجھے پکڑا اور ایسے بھینچا کہ میری تو پسلیاں ٹوٹنے لگیں۔ ایسے ہی اٹھالیا۔ ہائیں بھئی یہ محبت تو نہ ہونا، کہ میں ساری رات پسلیاں سینکتا رہوں۔ تو اس لیے بھائی مہربانی کرنا دعا کے بعد خود ہی راستہ بنا دینا۔

یہ مسجد ہے نا مسجد کے آداب کا خیال بہت ضروری ہے۔ ہماری جماعت اب

ابدالی مسجد میں ہے، دن کے وقت جب آ جاؤں میں جاگ رہا ہوتا ہوں، میں سب سے ملتا ہوں لیکن یہ وقت دھکم پیل کا یا مصافحہ کا وقت بھی نہیں ہوتا، بہت سے دوست بعد میں گلہ کرتے ہیں مولوی صاحب بڑے متکبر ہیں، مصافحے نہیں کرتے۔ اب یہ تو کوئی بات نہیں نا بھئی، اتنے دھکم پیل میں ویسے ہی یہ سارا شولڈر اب جا کے ٹھیک ہوا ہے، اس میں کل سے پھر درد شروع ہوا ہے نا، مصافحے کر کر کے پھر درد شروع ہے، تو اس لئے بھی میں تھوڑا سا کنی کترا تا ہوں۔ نہیں ہے کہ کوئی؟ اللہ تعالیٰ مجھے بچائے، مشتِ خاک ہے انسان کی کیا اوقات ہے، صرف یہ وقت نہیں مصافحے کرنے کا اور قریب ہونے کا۔ مصافحے کے لئے بھئی جب اطمینان ہو تسلی ہو پھر آ کے مصافحہ کیا جائے۔ تم آدابِ معاشرت نہیں جانتے؟

اچھا میں نے ایک دفعہ بیان کیا وہاں کونسی جگہ ہے نوشہرہ بیان ہو گیا لمبا کوئی تین گھنٹے تو کچھ خنکی تھی، مجھے پیشاب بڑے زور کا لگا، تو منبر سے اترتے ہی پچھلی طرف ٹائیلٹ تھے، میں بھاگا اور ایک پٹھان ادھر سے بھاگا۔ اس نے آ کے مجھے پکڑا، میں نے کہا پیشاب نکل رہا ہے بھائی! اس نے کہا خان پیشاب بعد میں کرے گا پہلے ملے گا۔ تو یہ آپکو اس لئے سنا رہا ہوں کہ یہ آداب معاشرت ہیں، ان کا سیکھنا ضروری ہے۔ بھائی کسی کو ایسے تکلیف دینا یہ کیا محبت ہوئی ہائیں! تو دعا کے بعد بھئی سارے بھائی راستہ دے دینا تا کہ میں آرام سے نکل سکوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔
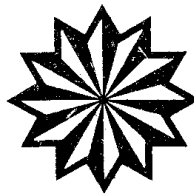
جنت اور جہنم کی جھلکیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین O الحمد للہ حمدا کثیرا مایلیق بجمالہ وعظیم سلطانہ والصلوۃ والسلام علی من ارسلہ بین یدی الساعۃ بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا.

واشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم Oبسم اللہ الرحمن الرحیم Oفاذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیہ القول فدمرنھا تدمیرا O وکم اھلکنا من القرون من بعد نوح وکفٰی بربہ بذنوب عبادہ خبیرا بصیرا O

وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اطلبو الجنت جھدکم وردو من النار جھدکم فان الجنۃ لا ینام طالبھا وان النار لا ینام ما ردھا وان الجنۃ الیوم محفوفۃ بالمکارب وان الدنیا محفوطۃ بالشھوات واللذات فلا تلھینکم عن الاخرۃ او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمO

اللہ کا تعارف

میرے محترم بھائیو! اور دوستو! اللہ تعالیٰ اس کائنات کا تنہا خالق وحدہ لاشریک

اور مالک بھی ہے۔ اللہ اپنی ذات میں ابتداء سے پاک ہے۔

اللھم انت الاول فلیس قبلک شی ء الاول بلا بدایة.

اللہ وہ ذات ایسا اول ایسا پہلا جس کی ابتداء کوئی نہیں ابتداء تک دیکھنا چاہیں۔ آخر آخر کوئی سرا نظر نہیں آتا۔

وھو الآخر لیس بعدہ شیء.

وہ آخر بھی ہے دائمی ہے۔

بلا انتہاء اس کی انتہائی کوئی نہیں۔ کہیں جا کر اس کا آخری کنارہ کوئی نہیں۔ تو اللہ وہ ذات ہے کہ جو نہ دو کان میں سماتا ہے نہ مکان میں ماضی حال مستقبل کی بندشوں میں بندھا ہوا ہے نہ اسے زمین کی ضرورت نہ آسمانوں کی ضرورت۔

نہ انسانوں کا محتاج...... نہ فرشتوں کا محتاج...... نہ نبیوں اور رسولوں کا محتاج...... نہ جنت اور جہنم کا محتاج...... اپنی ذات میں اپنی بقاء کے لئے نہ کھانے کا محتاج نہ پینے کا محتاج...... تھکن سے پاک...... نیند سے پاک...... اونگھ سے پاک...... غفلت سے پاک......، بیوی سے پاک...... اولاد سے پاک...... رشتوں سے پاک...... وزارت مشاورت سے پاک...... اکیلا تن تنہا اتنے بڑے نظام کا خالق مالک علم وقدرت اتنا کامل اتنی پھیلی ہوئی کائنات چلتی ہوئی اڑتی ہوئی تیرتی ہوئی سے ذرہ برابر نہ وہ غافل ہے اور نہ جاہل ہے۔

ایک دور اس کائنات اور اس دھرتی پہ ایسا تھا کہ کچھ نہ تھا۔

اولم یری الذین کفروا ان السموت والارض کانتا رتقا ففتقنھما وجعلنا من المآء کل شی حی.

یہ آیت اس دور کی طرف نشاندہی کرتی ہے جب کچھ نہ تھا، اس سے اگلا دور آیا، اس نے زمین کو بچھانا شروع کر دیا۔ والارض مدد نھا زمین بچھائی۔

والارض فرشنھا فنعم الماھدون.

اللہ نے فرمایا: میں نے فرش بچھایا کوئی میرے جیسا ہے جو بنا کے دکھادے۔

قدرت الٰہی کے کرشمے

بنانے میں اللہ کی قدرت یہ ہے کہ ایک ذرہ مٹی کا نہ تھا اور یہ زمین اتنا بڑا گولہ مٹی کا بنایا۔ ایک پتھر نہیں تھا اتنے بڑے بڑے پہاڑ بنائے۔ ایک تنکا نہ تھا کیسے کیسے درخت اگائے۔ ہوا کا ذرہ نہ تھا ٹھنڈی اور گرم ہواؤں کا نظام چلایا۔ بادل کا کوئی ذرہ نہ تھا کوئی وجود نہ تھا، ایسے کالے سفید سرخ بادل بنائے اور پانی کا قطرہ نہ تھا۔ دریا چلائے سمندر بنائے چشمے پیدا فرمائے۔ میٹھا پانی بنایا، کڑوا پانی بنایا۔

هذا عذب فرات وهذا ملح اجاج.

یہ میٹھا پانی، یہ کڑوا پانی۔

بينهما برزخ لا يبغين

درمیان میں پردہ لگا دیا نہ میٹھا پانی کڑوے میں جائے نہ کڑوا پانی میٹھے میں جا سکے۔

یہ ایک نظام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔

رفع السموت۔ آسمان بلند کردیے

الشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره.

سورج چاند ستاروں کا نظام بنایا اور چلایا اور ان سب کو اپنا غلام بنایا۔

يغشى اليل النهار

دن اور رات کا نظام چلایا۔

دن کو اجالا دے دیا...... رات کو اندھیرا دے دیا...... ستاروں کو نیلاہٹ دے دی۔ چاند کو روشنی دے دی...... سورج کو اجالا...... آگ اور تپش اور حرارت دے دی...... زمین کو گردش دے دی...... پانی کو چلنا دے دیا...... پہاڑوں کو ٹھہراؤ دے دیا...... ہواؤں کو گرم اور ٹھنڈا لطیف بنادیا...... آسمانوں کو بلند کر دیا...... زمین کو پست کر دیا...... فرشتوں کو نور بنایا...... ہمیں خاک سے بنایا...... جنات کو آگ سے بنایا...... ساری کائنات کے اتنے بڑے نظام بنائے اور چلائے۔

ان میں اللہ نہ کبھی تھکا...... نہ کبھی غافل ہوا...... نہ کبھی خطا کھائی...... مور کے انڈے سے مرغی نہ نکلی...... مرغی کے انڈے سے کوئل نہ نکلی...... کوئل کے انڈے سے کوا نہ نکلا...... کوے کے انڈے سے فاختہ نہ نکلی...... فاختہ کے انڈے سے مگرمچھ نہ نکلا...... مگرمچھ کے انڈے سے کچھوا نہ نکلا...... کچھوے کے انڈے سے مچھلی نہ نکلی...... مچھلی کے انڈے سے مچھر نہ نکلا......، مچھر کے انڈے سے مکھی نہ نکلی...... مکھی کے انڈے سے پسو نہ نکلا......

دنیا میں کتنی کائنات ہے جو انڈے دے رہی ہے۔ کبھی اللہ خطا کھا جاتا، تو مور کے انڈے سے شتر مرغ نکلتا، شتر مرغ کے انڈے سے مرغابی نکلتی، مرغابی کے انڈے سے کوا نکلتا۔ اوہو میں بھول ہی گیا۔

کھرب ہا کھرب انڈے بکھرے پڑے ہیں ایک مادہ مچھر کئی ہزار انڈے دے دیتی ہے۔ ایک مادہ مکھی شہد کی تیس ہزار انڈے دے دیتی ہے اور ان سے کیا نکالنا ہے نر یا مادہ اور اس نے کیا بننا ہے اس انڈے کو انسان کو کھانا ہے کہ اس سے بچہ نکالنا ہے، مرغی نکلنی ہے کہ مرغا نکالنا ہے۔

یہ اللہ کا نظامِ تخلیق ہے بغیر کسی چیز کے سب کچھ بنایا یہ نظام بھی بنایا اور پھر ہمیں بھی بنایا۔ سارے دنیا کے نظام کو تو قابو کر کے دکھایا اور ہمیں تھوڑی سی آزادی دے دی۔

امتحان کی گھڑی

کیا تم کو آزادی دے رہا ہوں موت تک پھر تم سے نبٹ لوں گا۔

سنفرغ لکم ایھا الثقلن

تمہاری مرضی ہے ان ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کر کے میرا شکر ادا کرو، یا ان ٹھنڈی ہواؤں میں مست ہو کر گانے کی محفلیں سجاؤ، میں دیکھوں گا دونوں کو مگر فیصلہ کروں گا فیصلے کے دن۔

یہ نہیں کہ ہم اللہ کی طاقت سے باہر ہو گئے ہیں۔ یہ سورج زمین سے بارہ لاکھ گنا بڑا ہے نو کروڑ تیس لاکھ میل کے فاصلے پر ہے۔ چھ سو سولہ ارب ٹن ہائیڈروجن کو اللہ تعالیٰ ایک سیکنڈ میں چھ سو بارہ ارب ٹن ملین گیس سے تبدیل کرتا ہے۔ جس کی حرارت اتنی زیادہ

ہے کہ پانچ کروڑ ہائیڈروجن بم اکٹھے پھٹیں تو ان سے جتنی آگ اور حرارت پیدا ہوتی ہے، اتنی سورج ایک سیکنڈ میں پھینک رہا ہے۔

جو اللہ سورج جیسی آگ کو قابو کرے اور اس کے پانچ کروڑ ہائیڈروجن بموں جتنی آگ اور حرارت کو کنٹرول کرے اور زمین کی طرف جب وہ آگ سفر شروع کرے تو اس کا بیس کروڑواں حصہ نیچے پہنچے اور باقی سب کچھ ہوا میں تحلیل ہو جائے۔

جو اللہ اتنی طاقت رکھتا ہو کہ زمین سورج کے گرد گھومے ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے۔ ہماری جو گولی پستول سے یا کلاشنکوف سے نکلتی ہے اس کی کوئی اٹھارہ سو کلومیٹر رفتار ہے فی گھنٹہ۔

تو جو زمین اتنی تیز گھومے کبھی اللہ نے آپ کو چکر آنے دیے۔ کبھی مری کو الٹنے دیا، کبھی پہاڑوں کو الٹنے دیا۔

اتنے تیز رفتار گھومنے والی چیز جس کی رفتار گولی کی رفتار کے قریب ہے اس کو قابو کرنا مشکل ہے یا ہمیں (انسان) کو قابو کرنا مشکل ہے۔

پھر زمین سورج کے گرد ساڑھے انیس کروڑ میل کے دائرے میں گھومتی ہے۔ سورج بھی گھوم رہا ہے، زمین بھی گھوم رہی ہے، سورج کی رفتار چھ لاکھ میل فی گھنٹہ ہے۔ زمین کی رفتار ساٹھ ہزار میل فی گھنٹہ ہے اور ہر اٹھارہ میل کے بعد دو اشاریہ آٹھ ملی میٹر سورج سے ہٹ جاتی ہے۔ ملی میٹر کتنا ہوتا ہے ایک سینٹی میٹر کا ہزارواں حصہ۔ ہر سال جو زمین پیچھے ہٹ رہی ہے سورج آگے دوڑ رہا ہے ان میں فاصلہ پانچ سو ملین میل ہر سال بڑھتا جا رہا ہے۔ بڑھتا جا رہا ہے۔ سورج بھی دوڑ رہا ہے زمین بھی دوڑ رہی ہے۔ یہ جو زمین ہر سال دو اشاریہ آٹھ ملی میٹر ہر سال سورج سے ہٹتی ہے یہ اگر دو اشاریہ پانچ ملی میٹر ہے یعنی تین مائیکرو میٹر، ہزاروں حصہ ملی میٹر کا مائیکرو میٹر ہوتا ہے۔ تو یہ زمین تین مائیکرو میٹر زیادہ ہٹ جائے سورج سے یا کم ہٹ جائے تین مائیکرو میٹر تو نظر بھی نہیں آتا۔ بہت بڑی دور بین لگا کر دیکھا جائے تو تب جا کر نظر آئے گا، گو تین مائیکرو میٹر کی کمی کی زیادتی چند ہفتوں کے اندر ساری کائنات کو تباہ و برباد کر سکتی ہے۔

اللہ کا علم کامل

تو میرے بھائیو! یہ بارش ہو رہی ہے یہ قطرے گر رہے ہیں۔ تقریباً سو میٹر اونچے بادل ہوتا ہے جو بارش برساتا ہے۔ ان بارش کے قطروں کا جو حجم اور وزن ہے اس وزن و حجم کی کسی چیز کو اگر بارہ سو میٹر کی بلندی سے نیچے پھینکا جائے تو اس کی رفتار ہو گی پانچ سو اٹھاون کلومیٹر فی گھنٹہ۔ یہ جو قطرے آپ پر برس رہے ہیں اب یہ سامنے آپ کو نظر آ رہے ہیں ان کے زمین پر آنے کی رفتار ہے دس سے بارہ کلومیٹر فی گھنٹہ۔ اللہ اس پانی کے قطرے کو شکل ایسی دیتا ہے کہ جس سے اس کی رفتار ٹوٹتی ہے پھر ہوا میں اللہ نے ایسے مادے رکھے ہیں جو اس سے رگڑ کھاتے ہیں اور اس کی رفتار کو توڑتے ہیں۔ جب یہ قطرہ زمین کو چومتا ہے تو اس کی رفتار دس سے بارہ کلومیٹر فی گھنٹہ ہوتی ہے۔

اگر یہ رفتار دس بارہ کلومیٹر کی بجائے سو کلومیٹر ہو جائے تو...... نہ کوئی سر سلامت رہے گا...... نہ کوئی چھت سلامت رہے گی...... نہ کوئی پہاڑ سلامت رہے گا...... نہ کوئی سڑک سلامت رہے گی...... نہ کوئی انسان سلامت رہے گا......۔

اب زمین پر جتنی بھی بارش ہو رہی ہے اس کی رفتار کو کنٹرول کرنا ایک ایک قطرے کو کنٹرول کرنا یہ رب کا کام ہے۔ یہ ہے میرا اور آپ کا رب جو اتنا کچھ کر کے نہ تھکتا ہے نہ چوکتا ہے۔ (چوکنا یعنی غلطی کرنا) پھر یہ کتنے قطرے برس رہے ہیں کون جانتا ہے؟ اللہ فرماتا ہے:

يعلم عدد قطر الامطار

میں تمہارا وہ رب ہوں جو بارش کے سارے قطروں کی تعداد کو جانتا ہوں۔

تو میرے بھائیو! یہ سب نظام اس بادشاہ نے بنایا اسی نے چلایا اس پر قابو رکھا۔ کیا وہ ہمیں نہیں قابو کر سکتا کہ مری میں جتنے ہیں کوئی بھی نافرمانی نہ کرے۔ کوئی عورت بے پردہ نہ پھرے...... کوئی نوجوان مستی نہ کرے...... کسی ہوٹل میں شراب نہ پی جائے...... کہیں زنا نہ ہو...... کہیں جوا نہ ہو...... کوئی بے نمازی نہ ہو...... کیا یہ مشکل ہے اللہ کے لئے......؟

ء انتم اشد خلقا ام السماء

ترجمہ تو یہ ہے۔ کہ تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا بنانا مشکل ہے۔ لیکن اللہ کہہ کیا رہا ہے؟

تمہیں قابو کرنا مشکل ہے یا آسمان کو قابو کرنا مشکل ہے؟ تمہیں قابو کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمان کو قابو کرنا زیادہ مشکل ہے۔

بناھا،	میں نے اس کو بنایا۔
رفع سمکھا،	چھت کو اٹھایا۔
فسواھا،	برابر کیا۔
واغطش لیلھا،	رات کو لایا۔
واخرج ضحھا،	دن کو لایا۔
والارض بعد ذلک دحھا،	زمین کو بچھایا۔
اخرج منھا ماء ھا ومرعھا،	زمین سے پانی نکالا چارا نکالا۔
والجبال ارسھا،	پہاڑوں کو گاڑا۔
متاعالکم والانعامکم،	تمہارے لئے اور تمہارے جانوروں کے لئے۔

جو اللہ پہاڑوں کو گاڑ کے قابو میں رکھے۔ بارش کے قطروں پر اپنی طاقت کو ظاہر کر کے دکھائے۔ آسمان جیسی بڑی مخلوق کو قابو کر کے دکھائے۔ وہ اس چھ فٹ کے آدمی کو کیسے قابو نہیں کر سکتا؟

لمحہ فکریہ

تو میرے بھائیو! ہمارے لئے امتحان ہے بڑا زبردست بڑا خوفناک ہمارے ایک ایک قول وفعل پر اللہ کی نظر ہے اور ایک دن ایسا آنے والا ہے جب اللہ ہمیں اپنے سامنے کھڑا کر دے گا۔ بتاؤ آسمان کو قابو کرنا مشکل ہے یا انسان کو؟ یہ اللہ پاک ہمیں متوجہ فرما رہا ہے۔

قل کل یعمل علی شاکلتہ

کہ کرو کرو راستے کھلے ہیں۔

گناہوں کے بھی...... اچھائی کے بھی...... برائی کے بھی...... ایمان کے بھی......کفر کے بھی......سارے راستے کھلے ہوئے ہیں......۔

تمہیں اختیار دے دیا گیا ہے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔

فمن شاء فليومن ومن شا ء فليكفر.

لیکن بتاؤ کہ:

لا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظلمون.

کہ اپنے رب کو غافل مت سمجھو وہ غافل نہیں ہے۔

تو میرے بھائیو! ہم موت سے پہلے پہلے اپنے آپ کو غفلت سے نکالیں اور ساری دنیا کے انسانوں کو بھی غفلت سے نکالیں کیونکہ ہمارا مسئلہ صرف اپنی ذات کے ساتھ متعلق نہیں ہے۔ ساری دنیا کے انسانوں کا مسئلہ ہے اور خاص طور پر اس امت کا مسئلہ ہے۔ جب اکثریت میں نافرمانی آئے گی تو اللہ پاک کے عذاب کے دروازے کھلیں گے اور جب اکثریت میں فرمانبرداری آئے گی تو اللہ پاک کے رحم وکرم سے فضل کے دروازے کھلیں گے۔

اسی لئے ہم یہ عرض کر رہے ہیں کہ بھائیو! اپنی ذات کے لئے بھی توبہ کریں اور لوگوں سے بھی توبہ کروائیں۔ اپنی مری کا ماحول آپ ایسا بنائیں کہ کوئی بھی یہاں آ کر گناہ کی جرأت نہ کر سکے۔ فضا ایسی بنائیں مری کے باشندے کہ:

کوئی یہاں آوارگی نہ ہو...... فحاشی نہ ہو...... بے حیائی نہ ہو......

پہاڑوں کے لوگ تو نیک فطرت ہوتے ہیں۔

بے حیائی کے مضمرات

جہاں دنیا کی چمک دمک زیادہ ہے وہاں لوگ اندھے ہو جاتے ہیں، وہ اپنے گناہ اور اپنی گندگیاں لے کر آپ کی پاک وادی کو بھی گندہ کرنے کے لئے آجاتے ہیں۔

پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہیں۔ اکثر یہاں ہمارے ہی بھائی ہیں، ہماری ہی بہنیں ہیں، ہمارے ہی بیٹے ہیں، ہماری ہی بیٹیاں ہیں۔ کوئی مسلمان اگر بگڑتا ہے تو میرا ہی قصور ہے میرا ہی بھائی ہے، میرا بیٹا ہے، میری ہی بہن ہے، میری ہی بیٹی ہے۔

جیسے اپنے بیٹے کا درد سینے میں اٹھے، ایسے ہی اپنے مسلمان بھائی کا درد سینے میں محسوس کریں۔ جیسے اپنی بیٹی کا درد سینے میں اٹھتا ہے، ایسے ہی ہر مسلمان بیٹی کا درد اپنے سینے میں محسوس کریں۔ میرے بھائیو! ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے سو سال انگریز کی غلامی دیکھی ہے۔ پھر سو سال کے بعد وہ خود تو چلا گیا لیکن ہماری نسل کو ذہنی غلام بنا گیا۔ ہم آزاد ہو کر بھی غلام رہے اور آزادی پانے کے بعد بھی ان کی غلامی سے نکل نہیں سکے۔

ان کی معاشرت...... ان کی تہذیب...... ان کی زندگی...... ہمارے معاشرے میں رچ گئی...... گندے نالے کی طرح پھیل گئی......

گندے نالے کا پانی نکل آئے تو پاک پانی کو بھی گندہ کر دیتا ہے۔ جب گندے پانی کے گٹر ابلنا شروع ہو جائیں تو شفاف چشمے بھی برباد ہو جاتے ہیں۔ دین اسلام کی پاکیزہ زندگی میں جو مغربی زندگی کے گندے گٹر ابل کر آئے وہ ہماری زندگی کو بھی بہا کر لے گئے۔

جب اللہ ناراض ہو گیا تو۔۔۔

تو میرے بھائیو! میں سب بھائیوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر التجا کرتا ہوں کہ اپنی ذات سے بھی توبہ کریں اور ان آنے والے مسلمان بچے بچیوں بوڑھوں سے بھی توبہ کروائیں۔ اللہ پاک جب ناراض ہو گیا تو پھر نہیں دیکھے گا کہ ہوٹل والا تو ٹھیک تھا ہوٹل میں آنے والا شرابی تھا۔ جب عذاب کا کوڑا برستا ہے تو پھر سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوبصورت وادی عطا فرمائی، خوبصورت ٹھنڈا موسم مرحمت فرمایا، اس کا شکریہ ہے کہ آپ لوگ یہاں آنے والے ہر ایک کو اللہ کا شکر گزار بندہ بنا دیں۔

وہ کمائی ہے جو ہمیشہ چلے گی

اپنی ذات سے اللہ کے حکموں کے سامنے جھکیں اور اس کے محبوبؐ کے طریقوں

کو زندہ کریں اور ایسی فضا صالحہ بنا کر یہاں آنے والا برے سے برا انسان بھی توبہ کر کے جائے۔ اللہ کا فرمانبردار بن کے واپس جائے۔

تو یہ آپ کی اصل کمائی ہوگی۔ ہوٹلوں کی کمائی چار مہینے چلے گی چھ مہینے چلے گی، پھر آپ انتظار کریں گے سردیاں آئیں برف باری ہو، لوگ برفباری دیکھنے آئیں، کمائی ہو پھر وہ کمائی گرمیوں تک چلے گی۔ پھر ختم ہو جائے گی، لیکن میرے بھائیو! اگر آپ نے کسی آنے والے کو توبہ کرادی نماز پر کھڑا کر دیا کسی مسلمان بیٹی کو پردہ کرادیا یا کسی آوارہ کو اللہ کے حکموں کا خوگر بنادیا تو یہ وہ کمائی ہے جو ہمیشہ چلے گی، ابدالآباد تک چلے گی۔

اس لئے میرے بھائیو! دیکھو اگر اللہ اسی ایک بارش کو حکم کردے تو یہ ایک بارش سارے مری کو اور پورے ملک کو بہا دینے کے لئے کافی ہے۔ نوح علیہ السلام کی قوم پر ایک ہی بادل برسا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو غرق کر دیا تھا۔ ایسی بجلی گرجی جو ابھی گرجی ہے۔

ایسی ہی بجلیاں گرجی تھیں...... ایسے ہی بادل برسے تھے...... ایسی ہی آوازیں آئی تھیں...... شعیب علیہ السلام کی قوم پر...... اور ایسی ہی آواز آئی تھی صالح علیہ السلام کی قوم پر...... اور ایک آواز نے ان کے کلیجے پھاڑ دیے......

اخذ الذین ظلموا الصیحۃ.

چیخ آئی، اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ایسی فضاء بنائیں......

میں مقامیوں کو خاص طور پر مخاطب کر رہا ہوں کہ یہاں آنے والوں کو توبہ کروائیں۔ یہاں فضا ایسی بنائیں کہ جو بھی یہاں آئے وہ یہاں سے الہ کا فرمانبردار بن کے جائے۔ اللہ کے محبوب کا غلام بن کر جائے۔ یہ وہ آپ کی کمائی ہے جس کا نفع آپ زندگی میں بھی اٹھائیں گے، موت تک بھی اٹھائیں گے، موت کے بعد بھی اٹھائیں گے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

لیکن یہ طریقہ سیکھنا پڑے گا یہ تبلیغ میں جانا یہ پھرنا جماعتوں میں یہ وہ مبارک

جنت سیکھنے کا طریقہ ہے۔ ہر دکان ہدایت کا ذریعہ بنے، ہر ہوٹل ہدایت کا ذریعہ بنے، اس کو پہلے سیکھ لو اور پھر اس کو اپنے ہوٹلوں میں چالو کرو۔ ہر ہوٹل میں نماز کو زندہ کرو، اذانیں دو، صفیں بچھاؤ، تعلیم کے حلقے قائم کرو، ایسی فضا بنے کہ ہر آنے والا شرم وحیا سے جھکتا چلا جائے اور اللہ کا فرمانبردار بنتا چلا جائے۔

یہ فضا آپ پیدا فرمادیں تو شاید یہ غفلت کا ماحول ختم ہو اور کچھ آخرت کی یاد آئے۔ کبھی دنیا میں بھی مزے لوٹے کسی نے؟ کوئی چار دن رہ کر چلا گیا، کوئی زیادہ مال دار ہے تو دس دن رہ کر چلا گیا، کوئی دو مہینے رہ کر چلا گیا اور پھر مری خالی ہو جاتا ہے اور پھر اگر کوئی یہاں کی بہار منانے گرمیوں میں یہاں آجائے، سردیوں میں سبی چلا جائے۔ وہ امریکہ چلا جائے اور سردیوں میں جنوبی افریقہ چلا جائے تو بھی ایک دن ایسا آئے گا کہ موت اس کو مروڑ کر قبر میں پھینک دے گی۔

تو بھائیو! یہ جوانی بھی کوئی جوانی ہے جسے بڑھاپا پھینک دے گی...... وہ زندگی بھی کوئی زندگی ہے جسے موت کھا جائے ...... وہ خوشیاں بھی کوئی خوشیاں ہیں جنہیں غم لوٹ لیں...... وہ راحت بھی کوئی راحت ہے جسے دکھ نگل جائیں...... یہ تو سب دھوکہ فریب نظر ہے...... عقل کا فریب ہے...... خود کا فریب ہے......

اللہ سودا کرتا ہے

اللہ تعالیٰ ہم سے ڈیل کر رہا ہے کہ یہاں تم میری مان لو آخرت میں میں تمہاری مان لوں گا۔

ان سلمتلی فیما ارید کفیتک فیما ترید.

یہاں بارش برساتا ہے اولے برساتا ہے بادلوں کو لاتا ہے۔

جنت کا بادل

جنت میں ایک بادل اٹھے گا وہ بادل بارش نہیں برسائے گا...... اولے نہیں برسائے گا...... سب سے پہلے تو ان پر مشک وعنبر کی بارش کرے گا سارے جنتیوں پر وہ مہکتے

چلے جائیں گے...... یہ بادل تو نہ ہماری سنتا ہے نہ ہماری سمجھتا ہے...... ہم کہتے آ کر برس تو سنتا نہیں ہم کہتے ہیں بس کر تو وہ پانی کے دھانے کھول دیتا ہے......

جنت کا بادل آتے ہی پہلے آپ کو سلام کرے گا۔ پھر آپ پر مشک وعنبر کی بارش کرے گا۔۔ پھر آپ سے سوال کرے گا۔ آپ فرمائیں گے آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ جو فرمائیں گے میں وہ آپ پر برساؤں گا۔ جنت میں ارب ہا ارب انسان، ہر جنتی کی الگ الگ خواہش پوچھی جائے گی تو بادل کے دہانے کھلیں گے ہر ایک پر وہ برسے گی جو وہ چاہتا ہے۔ آپ پر وہ برسے گی جو آپ چاہتے ہیں۔

ایک کہتے گا عمدہ لباس چاہئے تو لباس کی بارش ہوگی اس پر...... ایک کہے گا گھوڑا چاہئے تو گھوڑا اترے گا اس کے لئے...... ایک کہے گا مرسڈیز چاہئے تو مرسڈیز اترے گی اس کے لئے...... ایک کہے گا حوریں چاہئیں تو حوریں برسیں گی اس پر...... ایک کہے گا غلمان چاہئیں تو غلمان کی بارش ہوگی اس پر...... ایک کہے گا محل چاہئے تو محلات کی بارش ہوگی اس کے لئے...... غرض یہ کہ جس کی جو خواہش ہوگی اس کے لئے وہی چیز بادل برسائے گا......

احمد بن ابی الحواری فرمایا کرتے تھے۔ اگر اللہ نے مجھے یہ موقع دے دیا اس بادل کے سامنے کھڑا ہونے کا تو میں اس سے کہوں گا تو مجھ پر حوروں کی بارش کر دے۔

یہاں تو رخت سفر باندھنا پڑا ہے یہاں تو کوچ ہے موت آ کر آدمی کو لے جاتی ہے۔ لیکن وہ گھر، وہ گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ دار المقامہ جہاں آپ ہمیشہ قیام کریں گے۔

جہاں سے کوچ نہیں قرار ہے...... جہاں سے آپ کو کوئی نکالے گا نہیں...... اور یہ جانے کا منظر ایک گھر اللہ کے لئے بنانے لگا ہے......

اس مری کو کتنا خوبصورت آپ بنائیں گے؟ آج سے بیس برس پہلے مری زیادہ خوبصورت تھی۔ جب ہم سکول پڑھا کرتے تھے تو ہم یہاں آئے تھے۔ یہ میٹروپول ہوٹل کی جگہ اس وقت فلیٹ ہوتے تھے ہم ایک مہینہ یہاں رہ کر گئے تھے...... اس وقت مری

خوبصورت تھی۔

اس کی فطرت باقی تھی...... اس کی سادگی باقی تھی...... اس میں اتنی بھیڑ نہیں تھی...... اتنے زیادہ گھر نہیں تھے...... ہم پہاڑ کی چوٹی پر گھنٹوں بیٹھ کر قدرتی مناظر کے نظارے دیکھتے تھے...... ایسے آوارگی نہیں تھی...... ایسی بے حیائی نہیں تھی...... لیکن اب تو نظر اٹھانے کی ہمت نہیں رہی...... اب تو کان لگانے کی ہمت نہیں رہی...... اس طرح لوگ پھر رہے ہیں مری میں جیسے ان پر نہ کوئی اللہ ہے...... نہ ان پر کوئی موت ہے...... نہ ان کے لئے جنت و جہنم ہے...... نہ ان کے لئے کوئی قبر کا گڑھا ہے...... تو آج کا مری تو بہت بھیانک اور بدصورت ہو چکا ہے......

میں ۱۹۶۷ء کا مری اپنی نظر میں گھماتا ہوں تو وہ منظر ہی بالکل جدا تھا۔ اب تو اس کا حسن ماند پڑ رہا ہے۔ گھٹ رہا ہے پھر دیکھنے کی بھی ایک حد ہے۔ ۱۹۶۷ء میں جب ہم مری آئے تو جولائی میں جو بارشیں شروع ہوئیں گھر سے نکلنا مشکل ہو گیا۔ پھر ملتان چلے گئے وہی ملتان کی گرمی جو ہمارا مقدر ہے۔ جون کا ایک مہینہ پورا یہاں رہے تھے۔ تو ہر چیز کی ایک حد ہے کھانے کی ایک لذت ہے اس کی بھی ایک حد ہے۔

سننے کی ایک لذت ہے...... دیکھنے کی ایک لذت ہے...... شہوت کی ایک لذت ہے...... لباس کی ایک لذت ہے...... زندگی کی ایک حد ہے...... تو ہر چیز کی حد ہو گئی......

جب اللہ تعالیٰ جنت کا دروازہ کھولے گا تو پہلے یہ حد ختم کر دے گا۔ جنت میں جانے کا اندازہ بھی عجیب ہے۔ جنت کے دروازے پر سارے جنتی کھڑے ہیں اور دروازوں کو تالے لگے ہوئے ہیں۔ اندر جانے کا راستہ ہی کوئی نہیں۔ ہاں وہاں دو چشمے ابھر رہے ہیں۔

اس پر خوبصورت گھنٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ سونے کے کنگن ہیں یاقوت کی تختیاں ہیں جب ان کو چھیڑیں گے تو ان سے موسیقی کا ایک سر نکلے گا۔

دنیا میں موسیقی حرام ہے جہاں موسیقی پھیلتی ہے وہاں زنا بھی پھیلتا ہے۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ جب زنا ہوگا تو بے حیائی آئے گی اور جب بے حیائی آئے گی تو

اللہ کے عذاب کا کوڑا ان پر ضرور برسے گا سوائے اس کے کہ وہ لوگ توبہ کرلیں۔

اللہ وہ ذات ہے کہ جس کے سامنے پوری کائنات کی حیثیت ایک ذرے کے برابر بھی نہیں ہے، وہ جو چاہے کر کے دکھا دے۔ ما شاء اللہ کان.

وکم اھلکنا من القرون من بعد نوح وکفی بربک بذنوب عبادہ خبیرا بصیراO

ہم نے کتنی ہی قوموں کو نوح علیہ السلام کے بعد ہلاک کیا۔

الم تر کیف فعل ربک بعادO

تم دیکھتے نہیں ہو کہ قوم عاد کے ساتھ ہم نے کیا کیا۔

کیسے دیکھی ہم تو موجود نہ تھے۔ ہزاروں سال پہلے کی بات ہے۔

دل کی آنکھیں کھول لو ماضی کے جھرونکوں کے دریچے بھی کھل جائیں گے۔ مستقبل کو بھی دیکھ سکو گے۔ چاہے تلوار کا دور ہو یا توپ کا دور ہو یا ایٹم بم کا دور ہو۔ اللہ پاک کی قدرت مسلم ہے۔

تو بھائیو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کو حرام قرار دیا ہے جو دنیا میں بے حیائی پھیلانے کا ذریعہ بنتی ہے۔ ہر وہ عمل حرام ہے جس سے انسانی اخلاق تباہ ہوتے ہوں۔ ہر وہ عمل اور شے حرام ہے جس سے انسانی معاشرہ عدم توازن کا شکار ہوتا ہو، جس سے انسانیت کی چادر تار تار ہوتی ہو، جس سے حیاء کی دھجیاں اڑتی ہوں مت کرو، مت کرو، نہیں ہم کریں گے۔

اچھا:

سنفرغ لکم ایھا الثقلٰنO

پھر میں نمٹ لوں گا تم سے۔

تو جنت کے مناظر ہی کچھ اور ہیں، گندے جذبے تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی ختم کر دے گا۔

ونزعنا ما فی صدورھم من غل

ہر گندہ جذبہ نکال دے گا۔

خواہشات پہلے سے کڑوڑوں گنا زیادہ کر دے گا...... لیکن غلط جذبے سارے ختم......

اکیلا ہزار سال کھاتا رہے...... پیٹ پھٹے گا نہیں...... آنت پھٹے گی نہیں...... منہ تھکے گا نہیں...... دانت ٹوٹے گا نہیں...... ذائقہ مٹے گا نہیں...... ادنٰی درجے کے جنتی کا بہتر لڑکیوں سے نکاح کیا جائے گا......

تو جنت کے دروازے پر گھنٹی سے ایک سر نکلے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کاش تو وہ سر سن لے جو جنت کی اس گھنٹی سے نکلے گا۔

جنت کے چشمے

تو وہاں دو چشمے ہیں۔ کہا نہیں جائے گا کہ ان سے پانی پیو، بلکہ الہام ہوگا کہ ان سے پانی پیو، سب پانی پی رہے ہیں، پھر الہام ہوگا ایک اور چشمے سے وضو کرو۔ یہ پانی جو پیا یہ سینے کا کھوٹ ختم کر دے گا۔ پیٹ کا پاخانہ ختم کر دے گا۔ اب کبھی بھی نہ پیشاب آئے گا نہ ، پاخانہ آئے گا، ہمیش ہمیش کے لئے ختم۔ نہ تھوک آئے گا، نہ بلغم آئے گی، نہ رال ٹپکے گی، نہ گندا پسینہ آئے گا، ہر گندگی ختم، ہر غلاظت ختم۔

جس چشمے سے وضو کرے گا وہ ان کو ایسا میک اپ کرے گا کہ کرڑوں سال بعد بھی اسی طرح شاندار جوانی والے حسین وجمیل حسن وجمال والے رہیں گے۔

ایمان والی عورتوں کو اللہ تعالیٰ اس سے پہلے ہی کسی عقبی دروازے سے جنت میں پہنچا دے گا۔ ان کو جنت کا داخلہ خصوصی دیا جائے گا تاکہ جنت میں اپنے مردوں کا استقبال کریں جنت کے خوبصورت حسن وجمال کے ساتھ اور جنت کی خوبصورتی کے ساتھ۔

تو وضو کر لیا اب آپس میں مشورہ کریں گے کہ جنت میں داخل کیسے ہوں؟ پھر کہیں گے چلو بھائی بابا آدمؑ سے بات کریں۔

یا اباانا استفتح لنا الباب.

اباجی دروازہ کھلوائیں۔

وہ کہیں گے میرے بچو! میں جنت سے شیطان کے بہکاوے میں آکر نکالا گیا

تھا۔ میں کیسے سفارش کروں۔ اب کوئی اور ہی سفارش کرے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی انکار کر دیں گے...... پھر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی انکار کر دیں گے......۔ پھر حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس جائیں گے......۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے......۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جائیں گے......۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جائیں گے......۔ پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے......۔ پھر حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس جائیں گے......۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے...... وہ فرمائیں گے میرے بس میں نہیں......۔ ہاں میں پتہ بتا دیتا ہوں...... جہاں سے دروازہ کھل جائے گا...... تو لوگ کہیں گے کہ بتاؤ! پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بتائیں گے......۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ساری خلقت آئے گی......۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا نبی اللہ یا خاتم الانبیاء دروازہ کھلوائیے......۔ وہ فرمائیں گے ہاں میں دروازہ کھلواتا ہوں......۔ وہ سجدے میں سر رکھ کر حمد باری تعالیٰ کریں گے......۔ پھر حکم ہوگا......۔

سل تعط واشفع

اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! جو مانگو گے وہ ملے گا، جو سفارش فرمائیں گے وہ قبول کی جائے گی، مانگو کیا مانگنا ہے؟

مقام محمود کے تقاضے

فرمائیں گے یا اللہ دروازہ کھول، حکم ہوگا کہ تیرے بغیر افتتاح نہیں کروں گا۔

تو ایک سواری آئے گی جنت کی وہ آپؐ کے سامنے یوں جہاز کی طرح لینڈ کرے گی آپؐ اس پر سوار ہوں گے وہ پہلے اڑتی ہوئی آئی تھی اور وہ چلے گی اس کی رسی زمین پر گرے گی، ہر نظر اٹھے گی کہ کون نصیبوں والا ایسا ہوگا جو یہ رسی تھامے گا تو حکم ہوگا کہ بلال کو بلایا جائے۔ تو وہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑ کر ساتھ چلیں گے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا......۔

اندر سے وہ فرشتہ رضوان کہے گا: کون ہے؟ جواب ملے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

رضوان کہے گا: یارسول اللہ آپؐ کے انتظار میں ہم تو بیٹھے بیٹھے تھک رہے کہ آپ تشریف لائیں اور ہم دروازہ کھولیں۔ کیونکہ آپ کے رب کا فرمان تھا جب تک میرا حبیبؐ نہ آئے دروازہ نہ کھولنا اور میں کبھی کسی کے لئے نہیں اٹھا آپ کے لئے اٹھ رہا ہوں، پہلی اور آخری دفعہ۔

وہ دروازہ کھولے گا جنت کے آٹھ دروازے ہیں جہنم کے سات دروازے ہیں۔

لها سبعة ابوابِ لكل بابٍ منهم جزء مقسوم.

جہنم کے طبقے

جهنم، حطمه، لظى سعير، سقر، جهيم هاويه،

سب سے نیچے "ھاویہ" ہے۔ اس میں منافقین ہوں گے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی۔

اس سے اوپر "جھیم" اس میں مشرک ابوجہل اور اس کے ساتھی۔

اس سے اوپر "سقر" یہ ہندو اور سکھ مذہب وغیرہ۔...... اس سے اوپر "سعیر" اس میں مجوسی آتش پرست وغیرہ۔...... اس سے اوپر "لظی" ہے یہودی اس میں ہوں گے۔...... اس سے اوپر "حطمہ" ہے عیسائی اس میں ہوں گے......۔

یہ چھ دوزخ وہ ہیں جس میں جانے والا کبھی نہیں نکل سکتا اور ان کے جسم کو اللہ بڑھائے گا کہ ان کی چھاتی ہی چھاتی کوئی ہزار کلومیٹر لمبی ہوگی۔ ان کا ایک دانت دس میل لمبا چوڑا ہوگا۔ ان کی کھال کوئی بانوے فٹ موٹائی میں ہوگی اور ان کی گردن میں اتنا فاصلہ ہوگا کہ اس پر آگ کی پوری نہریں گزر سکیں گی اور پھر اللہ ان کے لئے آگ کے تابوت تیار کرے گا ان کے اوپر بھی آگ ان کے نیچے بھی آگ۔ ان کو اس میں پھینک کر ان کی رگ رگ میں آگ کے کیل ٹھونکے گا۔ پھر باقی جگہوں میں آگ کے انگارے بھرے گا پھر ان کو بند کرے گا پھر ان کو اٹھا کے جہنم کی وادیوں میں دھکیل دے گا۔ اس جہنم کا گرا ہوا کبھی نہیں نکل سکتا اور یہ وہ آگ ہے جو ہمیشہ بھڑکتی رہے گی۔

كلما خبت زدنهم سعيرا.

جب وہ ٹھنڈی ہونے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ پھر اس کو بھڑکا دیتا ہے۔

فذوقوا فلن نزيدكم الا عذابا.

اس عذاب کو چکھو یہ عذاب کبھی نہیں گھٹ سکتا۔

ایک بوند ٹھنڈا پانی نہیں مل سکتا...... ایک تر نوالہ نہیں مل سکتا...... ایک پل کے لئے نیند نہیں آسکتی...... آگ کا بستر آگ کی چادر آگ کے کمرے آگ کی چھتیں آگ کی دیواریں......

نارًا احاط بهم سرادقها

آگ کے کمرے

لهم من جهنم مهاد

آگ کے بستر۔

من فوقهم غواش

انگاروں کی چادریں۔

لهم من فوقهم ظلل من النار ومن تحتهم ظلل

ان کے اوپر بھی آگ نیچے بھی آگ۔

سرابيلهم من قطران

تارکول کی شلواریں۔

قطعت لهم ثياب من نار.

آگ کے تانے بانے کر کرتے...... یہ تو ہمیشہ کے لئے برباد ہو گئے......

اس سے اوپر پہلا حصہ ہے۔ جہنم اہل ایمان کے لئے کون سے ہو گی؟ جو کبیرہ گناہ کرتے کرتے مر گئے اور توبہ نہ کی، توبہ پر تو کفر معاف ہو جاتا ہے توبہ پر تو شرک معاف ہو جاتا ہے توبہ پر تو نبوت کے جھوٹے دعوے معاف ہو جاتے ہیں۔ سب سے پہلے جہنمی مسلمان ہابیل کا قاتل قابیل سب سے آخری جہنمی اس امت کا اس کا نام بھی جہنیہ اس کا

قبیلہ بھی جہنیہ عرب میں سے ہوگا۔ان دونوں کے درمیان تمام وہ جو بغیر توبہ مرے۔

آپ کا کیا خیال ہے نماز چھوڑ دینے سے کچھ بھی نہ ہوگا...... جھوٹ بولنے سے کچھ بھی نہ ہوگا...... کوئی عورت بے پردہ جسم کی نمائش کرے تو کچھ بھی نہ ہوگا...... ایک نوجوان شراب میں مست پھرا کچھ نہ ہوگا...... ایک جوان سارا دن میراثیوں کے گانے سنے کچھ بھی نہ ہوگا...... کچھ ہو رہا ہے کچھ ہونے والا ہے...... دیکھنے والا نہ غافل ہے نہ جاہل ہے......نہ بے بس اور کمزور ہے......اور نہ اس کے فیصلوں کو کوئی بدل سکتا ہے......

یہ سب سے ہلکا عذاب ہے، اس دوزخ میں سے اگر ایک لوٹا پانی سات سمندروں میں ڈال دیا جائے تو سارے سمندر ابلنے لگ جائیں۔تو آپ ان نوجوانوں پر رحم کھائیں جو یہاں بے حیائی کرنے آتے ہیں۔غفلت میں ہیں، لیکن بھائیو! کمرے بھی کرایہ پر دو اور ان کو توبہ بھی کراؤ کہ اگر یہ اسی حال میں چلے گئے تو ہمیشہ کے لئے برباد ہو گئے۔

ہاں جبرائیل آئے۔یا رسول اللہ جہنم کے سات حصے ہیں۔جو تفصیل میں نے بتائی۔جب آخر حصے پر آئے تو خاموش ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا بھائی خاموش کیوں ہو گئے؟ تو اس میں کون لوگ ہوں گے؟

کہا یا رسول اللہ آپ کے امتی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم غش کھا کر گر گئے اور جب ہوش آیا تو آنسوؤں کا ایک سیل رواں تھا تین دن گزر گئے نہ کچھ کھایا نہ پیا بس رو رہے ہیں اور رو رہے ہیں اور کسی سے بات نہیں فرما رہے۔آخر صبر نہ ہوا حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بلایا اور فرمایا جب کلمہ گو کی طرف جہنم کی آگ لپکے گی۔جب آگ ان کی طرف بڑھے گی تو لا الہ الا اللہ پڑھیں گے تو آگ ہٹ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

"اس کلمے کی حیاء کرتے تو آج یہ نہ ہوتا۔"

لاہور کراچی، پشاور میں پنجاب سندھ بلوچستان سرحد میں ہند میں ایران میں،

توران میں، افغانستان میں، ترکستان میں اگر اس کلمے کی لاج رکھتے تو آج یہ آگ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکتی۔ جب آگ ان لوگوں کو پکڑ لے گی تو اللہ تعالیٰ کہیں گے سجدے کی جگہ کو چھوڑ دے اور جب دوزخ کی ہتھکڑیاں لائیں گے بیڑیاں لائیں گے، تو اللہ فرمائیں گے:

ان کو ہتھکڑیاں نہ لگاؤ، ان ہاتھوں نے خیرات کی ہوئی ہے۔

ان کے گلے میں طوق نہ ڈالو، انہوں نے بڑے غلام آزاد کیے ہیں۔

ان کے پاؤں میں بیڑیاں نہ ڈالو، انہوں نے بڑے طواف کیے ہوئے ہیں۔

آگ کو ان کے دل سے ہٹا دو، اس میں میرا ایمان ہے۔

سب سے ہلکا عذاب ہے اور پھر بھی کہیں گے ہائے ہم برباد ہو گئے۔ ہم برباد ہو گئے۔ یہ سب سے ہلکے ہیں۔ جب ان کی سزا پوری ہو گی اور ان کے نکلنے کا وقت آئے گا تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل کو بھیجے گا ذرا خود دوزخ تو دیکھ کر آؤ۔ جب جبرائیل ملاحظہ کرے گا تو وہ غمگین ہو جائے گا۔ جب جبرائیل کو مسلمان دیکھیں گے تو کہیں گے یہ کون خوبصورت ہے؟ دوزخ کے فرشتوں سے پوچھیں گے۔

وہ جواب دیں گے یہ وہ فرشتہ ہے جو تمہارے نبیؐ کے پاس جایا کرتا تھا۔ تو ساری امت کے مرد و عورت جبرائیل کے پاس رش کر دیں گے۔ اے جبرائیل اللہ کے واسطے ہمارے نبیؐ کے پاس ہمارا پیغام پہنچاوے۔

ہم بڑے دکھی ہیں...... ہمیں آگ نے برباد کر دیا...... ہمیں سانپوں نے تباہ کر دیا...... ہماری سفارش کر دے...... ہمارے نبی کو ہمارا سلام پہنچا دو...... ان کا رونا، اللہ اکبر...... ان کا رونا جبرائیل علیہ السلام کو بھی رلا دے گا۔ تو جبرائیل علیہ السلام جب غمگین یہاں سے لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کیا دیکھا؟

عرض کریں گے: باری تعالیٰ بڑا ہی برا حال دیکھا۔

تو اس غم میں وہ اس بات کو ہی بھول جائیں گے جو پیغام ملا تھا تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: تمہیں انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا

وہ کہیں گے: اوہو میں تو بھول گیا انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے محبوب کو ہمارا سلام

دینا اور ہمارا پیغام دینا کہ ہم برباد ہو گئے۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جاؤ ان کا پیغام دے دو۔

تو جبرائیلؑ جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام پر جا کر پیغام دیں گے کہ آپؐ کے امتی تڑپ گئے ہیں۔ وہ آپ کی خدمت میں سفارش کی درخواست کرتے ہیں۔ تو اس وقت اللہ کے نبی سجدے میں گریں گے (چونکہ سزا ختم ہونے والی ہے) پھر سجدے میں روئیں گے۔

یا اللہ میری امت!...... یا اللہ میری امت......!

تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

''جاؤ جس کے دل میں ایک جو کے برابر بھی ایمان ہے اس کو نکال لاؤ''

تو اللہ کے نبی ان کو نکال نکال کر آب حیات میں ڈالتے جائیں گے۔ البتہ ان کے ماتھے پر ایک کالا داغ باقی رہ جائے گا، جو یہ علامت ہو گی کہ یہ دوزخ کی سزا بھگت کر جنت میں آیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: یا اللہ! میری امت، یا اللہ! میری امت، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اچھا:

جاؤ جس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہے اس کو بھی نکال کر لے آؤ۔ تو پھر بے شمار لوگوں کو نکالیں گے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اچھا:

جاؤ جس کے دل میں رائی کے کچھ حصے کے برابر بھی ایمان ہے اس کو بھی نکال لاؤ۔ ان کو بھی نکال کر جنت میں ڈالیں گے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں۔

پھر اللہ فرمائیں گے:

بس اب تیری باری ختم اب میری باری ہے۔ پھر اللہ تین لپ بھر کر جنت میں ڈالیں گے پھر بھی ایک اٹکارہ جائے گا۔ ''جہینہ'' جس کا نام ابھی میں نے آپ کو بتایا ہے یہ اس کے بھی بعد جنت میں ڈالا جائے گا۔

آب حیات سے نہا نہا کر جنت میں چلے جائیں گے۔ داغ باقی ہو گا پھر عرض

کریں گے باری تعالیٰ یہ برے وقتوں کا نشان۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: چلو تمہارا داغ بھی مٹا دیتے ہیں۔

جہنم سے نکل کر جنت میں جانے کا منظر دیکھ کر کفار و مشرکین کہیں گے۔

ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین O

ہائے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔

ہم سے بڑا گرا ہوا کون ہوگا؟

اس لئے میرے بھائیو! برے سے برے مسلمان کو بھی حقیر نظروں سے نہ دیکھو۔ اس کے پیچھے اللہ اور اس کے رسول کی محبتیں ہیں۔ ایک نہ ایک دن یہ جنت میں جائے گا اور بڑے سے بڑے کافر کو بھی عزت کی نظر سے نہ دیکھو۔ ورنہ آپ اللہ کی نظروں سے گر جائیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن کو عزت ہم دیں، پھر ہم سے بڑا گرا ہوا کون ہوگا؟

کبھی کسی نے باپ کے قاتل سے بھی محبت کی ہے۔ کبھی کسی نے بیٹے کے قاتل سے بھی محبت کی ہے۔

جو ہمارے دشمن ہمارے دین کے دشمن، ہمارے نبی کے دشمن، ہم انہیں کیوں عزت دیں؟

ہاں ان کی ہمدردی ضرور ہو کہ یا اللہ! ان کو ایمان دے دے تا کہ دوزخی نہ بنیں ہمیشہ کے لئے، پھر اللہ تعالیٰ اور کفار کا مکالمہ ہوگا وہ کہیں گے۔

یا رب! وہ تو نکل گئے کوئی صورت ہمارے نکلنے کی بھی۔ کہا جائے گا ایمان ہے؟ پھر کہیں گے دوزخ کے فرشتوں سے کہہ دیں کہ تھوڑا سا عذاب ہمارا بھی ہلکا کر دے۔ جواب ملے گا:

اولم تکن یاتیکم رسلکم بالبینات قالوا بلیٰ......

کوئی آیا تھا بتانے والا۔ ہاں آئے تو تھے۔

پھر بھگتو۔ پھر کہیں گے اچھا اگر عذاب نہیں کم ہوتا تو پھر قصہ ختم کرو ہمیں موت

دے دو۔

لیقض علینا ربک

جواب ملے گا

انکم ماکسون.

موت بھی نہیں آسکتی ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔

جہنمیوں کی پکار

پھر براہ راست اللہ کو پکاریں گے۔

یارب یارب یارب

ہزاروں برس پکاریں گے پھر جا کر جواب ملے گا کیا کہتے ہو؟ عرض کریں گے۔

غلبت علینا شقوتنا و کنا قومًا ضآلین O

ربنا اخرجنا منھا فان عدنا فانا ظالمون O

یا اللہ معاف کر دے۔ غلطی کر بیٹھے آئندہ نہیں کریں گے۔

جواب ملے گا:

قال اخسئوا فیھا ولا تکلمون O

کتے کو دھتکارنا ہو تو اسے عربی میں اخسر کہا جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ دوزخ کو تالا لگوا دے گا۔ اب نہ کوئی اندر جائے گا نہ کوئی باہر آئے گا۔

جنت کے دروازے پر کھڑے لوگوں نے وضو کر لیا پاک ہو گئے......

یہ وضو نماز کے لئے نہیں یہ میک اپ ہے......

ایسا میک اپ کہ ہزاروں سالوں کے بعد بھی نہیں اترے گا......

اب اللہ کے نبی دروازے کھلوائیں گے، داخل ہوں گے......

آپؐ نے فرمایا میری امت کے غریب لوگ پہلے پہل میرے ساتھ اندر داخل ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا میں ایک آدمی کو جانتا ہوں اور اس کے باپ کو بھی جانتا ہوں جب وہ جنت کے دروازے پر آئے گا تو ہر دروازہ بے قرار ہو کر کہے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر

تشریف لائیں۔

آٹھوں دروازے اسی طرح پکاریں گے۔ ہر دروازے کی تمنا ہوگی کہ آنے والا ادھر سے گزرے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کھڑے ہوئے کہنے لگے:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون ہے؟ ......فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ......۔

پھر آپؐ نے فرمایا: میں نے ایک محل دیکھا یاقوت اور زمرد کا میں نے پوچھا کس کا ہے؟

بتایا گیا کہ ایک قریشی کا ہے، میں سمجھا میرا ہے۔ میں اندر جانے لگا تو بتایا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کے غلام عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا:

جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہے۔ اے عثمان! تو میرا جنت میں رفیق ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہ تجھے خوشخبری ہو جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا:

جنت میں ہر نبی کا ایک حواری ہوگا اور میرے دو حواری ہیں طلحہؓ اور زبیرؓ۔ اس شان سے یہ امت جنت میں داخل ہوگی اور جیسے ہی جنت میں داخل ہوں گے پہلا گارڈ آف آنر پیش کیا جائیگا۔ فرشتوں کی طرف سے السلام علیکم لاتعداد فرشتے باقی سارے نبی اور امتوں کی ابھی باری نہیں آئی۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کے اردگرد غربا مساکین، فقراء، امراء ان سے پیچھے ہوں گے۔

یہ زمین مٹی کی نہیں ہے یہ زمین سونے کی ہے......

اس پر مٹی خاک نہیں ہے بلکہ مشک ہے......

اس کا غبار زمین کے ذرے نہیں اس کا غبار مشک وعنبر ہے......

اس کی گھاس تنکوں کی نہیں اس کی گھاس زعفران ہے......

اس کی سڑکیں سونے چاندی زمرد اور یاقوت کی ہیں......

تو پہلا سلام فرشتوں کا السلام علیکم! تم پر سلامتی ہو۔ مبارک ہو پاس ہو گئے۔ پاک ہو گئے گناہوں سے بھی، بیماری سے بھی، موت سے بھی، غم سے بھی، فادخلوھا خلدین۔ اب آیئے تشریف لایئے، کتنی دیر کے لئے دو مہینے کا سیزن ہے یا چار چھ ماہ کا؟ خلدین یہ سیزن ایسا ہے کہ جب تک اللہ ہے تب تک تیرا سیزن ہے۔ نہ اللہ کی ذات کو فنا اور نہ تیری ذات کو فنا۔ اب مزے کر۔ اب تجھے اللہ مزے کروائے گا۔

یہ تو تھا فرشتوں کا سلام اب آگے اہل جنت کا جواب،

شکران نعمت

الحمد لله الذي صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوءُ من الجنة حيث نشاء فنعم اجر العملين O

شکر ہے مولیٰ تیرا تو نے اپنا وعدہ سچا کیا۔ جنت کا وارث بنا دیا جہاں چاہیں چلے جائیں بے شک نیک عمل کی یہی جزا ہوتی ہے۔

وترى الملائكة حآفين من حول العرش يسبحون بحمد ربهم وقضى بينهم بالحق.

فرشتے عرش کا طواف کریں گے۔ اللہ کی تسبیح پڑھیں گے اور حق کا فیصلہ ہو جائے گا۔ نافرمان دوزخ میں، فرمانبردار جنت میں، اور ہر سو اللہ کی تعریف کا نغمہ گونجے گا۔

اب آگے سواریاں آئیں، ان پر سوار گئے۔ جنت کے راستوں پر اپنی اپنی راہوں پر چلتے ہوئے، آگے ان کا جنت کی حوریں بھی استقبال کریں گی اور ان کی ایمان والی عورتیں (بیویاں) بھی استقبال کریں گی۔

پہلے ایک مقام پر ایک محل میں ان کو ٹھہرایا جائے گا جہاں ان کی حوریں ان کا استقبال کریں گی۔

اس کے بعد دوسرا اعلیٰ مقام آئے گا وہاں بھی حوریں استقبال کریں گی۔

پھر اس سے بھی آگے ایک تیسرے مقام پر ان کو پہنچایا جائے گا جہاں ان کی ایمان والی بیویاں ان کا استقبال کریں گی اور اس وقت اللہ ان کو ایسا حسن دے چکا ہوگا۔

جنت کی لڑکی گارے مٹی سے نہیں بنی مشک عنبر زعفران کافور سے بنی ہے۔ اس میں آب حیات ڈالا گیا۔ اللہ کے نور میں سے اس کے چہرے پر نور ڈالا گیا۔ اس کا حسن ایسا ہے کہ:

اگر سورج کو اپنی انگلی دکھا دے تو سورج نظر نہ آئے......

اگر وہ سمندروں میں تھوک دے تو سمندر میٹھے ہو جائیں......

وہ اگر مردوں سے بات کرے تو مردے زندہ ہو جائیں......

وہ اگر دوپٹہ ہوا میں لہرا دے تو کائنات معطر ہو جائے......

جب وہ ایک قدم اٹھا کر اپنے خاوند کی طرف چل کر آتی ہے تو ایک لاکھ قسم کے ناز و انداز اپنے خاوند کو دکھاتی ہے۔

جب وہ مسکراتی ہے تو اس کے دانتوں سے ایسا نور نکلتا ہے کہ ساری جنت چمک جاتی ہے۔

وہ پوچھتے ہیں یہ نور کیسا ہے؟ بتایا جاتا ہے ایک جنت کی لڑکی مسکرائی ہے۔ اس کے دانتوں کے نور نے جنت کو چمکا دیا ہے۔

اس لڑکی پر ستر جوڑے، ایک وقت میں ستر لباس، ہر جوڑے کا رنگ الگ۔

ہر جوڑے کا ڈیزائن الگ اور تین میل کے دائرے میں اس کا لہنگا گردش کر رہا ہوگا۔

یہ لباس دھاگے کا یا فائبر کا نہیں جس کا وزن ہوتا ہے۔ یہ نور سے بنا ہوا لباس ہوگا اس نور کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ اب دیکھیں ایمان والی ہر عورت جنت کی اس لڑکی سے ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورت ہو جائے گی۔

پاک دامن......، پردہ دار......

حیاء والی، عفت والی......

اپنے آپ کو چھپانے والی......

اپنے آپ کو زیب وزینت کر کے باہر نکلنے سے بچانے والی......

آج اللہ کے ہاں اس کا میک اپ ہوگا......

آج اللہ کے ہاں اس کو سجایا جائے گا......

دنیا کا حسن تو ڈھل جاتا ہے......

ڈھلے حسن کو کون بیوٹی پارلر زندہ کرے......؟

جھریوں کے تانے بانے کو کون دور کرے......؟

اور باہر کے ملکوں میں پلاسٹک سرجری کر کے کھال کھینچ دیتے ہیں......لیکن سارے جسم کی کھال کون کھینچے......؟

میرے بھائیو! ایک حسن اب اللہ جل شانہ عطا فرمانے والا ہے۔ وہ اپنے نور کی ایک تجلی ڈالے گا جنت کی حور سے ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورت ہو جائے گی۔

یہاں اس دنیا کا کوئی نظارہ مسلسل نہیں دیکھا جا سکتا۔ دنیا کے عجائبات دنیا کے آٹھ عجائبات میں سے ایک ہے نیا گرہ فال، نیا گرہ آبشار، کئی دفعہ کینیڈا جانا ہوا جماعت کے ساتھ۔ پہلی دفعہ گئے تو یہ آبشار شوق سے دیکھی۔

دوسری دفعہ گئے تو بھی شوق سے دیکھی، تیسری مرتبہ گئے تو کہا گیا چلیں؟ میں نے کہا دفعہ کرو اس کا کیا دیکھنا۔ پانی ہی تو ہے اور اس میں کیا ہے دیکھنے کے لئے؟ عجوبہ تیسری مرتبہ کشش نہیں دکھا سکا اور جنتی جنت میں یوں تکیے پر ٹیک لگا کر بیٹھے لگا، اللہ اس کے سامنے ایک نظارہ کھولے گا۔

اس کی نظر اور وہ نظارہ ستر سال تک مسلسل دیکھے گا۔ دل نہیں بھرے گا اور جنت کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہوگا۔ بیٹھا ہوا ہے دیکھ رہا ہے، مگن ہے، گم ہے آخر اللہ پاک خود فرمائیں گے اوئے میرے بندے کو کچھ اور بھی تو دکھاؤ۔

جنت کی حوریں

تو اللہ جنت کی ایک اور حور بھیجے گا اور اس کے کندھے پر ہاتھ مارے گی اس کی

طرف مڑ کر دیکھے گا تو اس کا حسن ایسا ہوگا کہ اس کو اپنا چہرہ اس کے چہرے میں سے نظر آئیگا اور جب پورا اس کی طرف مڑ کر دیکھے گا تو وہ کہے گی۔

اما لک فینا من رغبة

آپ کو میری کوئی خواہش نہیں۔

وہ کہے گا بلیٰ کیوں نہیں۔

مگر وہ تو بتا تو سہی کہ تو ہے کون؟ میں تو تجھے پہچانتا نہیں وہ کہے گی:

انا من اللواطی قال اللہ تعالیٰ ولدینا مزیدہ.

میں، اے اللہ کے دوست! ان نعمتوں میں سے ہوں جن کے بارے میں تیرا رب تجھے قرآن پاک، میں دنیا ہی میں بتا چکا تھا کہ میرے پاس آ جاؤ۔ میں دیتا ہی چلا جاؤں گا، دیتا ہی چلا جاؤں گا۔ میں مزید میں سے ہوں اور یہ مزید ملتا ہی جائے گا، ملتا ہی جائے گا، ملتا ہی جائے گا، یہ خواہش کا جہاں ہے چالیس سال تک دیکھتا رہے گا۔ دیکھنے کی لذت پوری نہیں ہوگی۔

میاں بیوی بیٹھے ہوئے ہیں...... تخت بچھے ہوئے ہیں...... جام رکھے ہوئے ہیں...... غلمان تیار ہیں اور صراحیاں ابل رہی ہیں...... پھل پک پک کر گرنے کے منتظر ہیں...... اور پرندے اڑ اڑ کر گھیرا ڈال رہے ہیں...... ہمیں کھائیے...... ہمیں کھائیے......

ایک پرندہ کہے گا میری بات سنیں......

جنتی کہے گا سناؤ، وہ کہے گا: میں نے جنت الفردوس کا گھاس کھایا ہے۔ سلسبیل چشمے کا پانی پیا ہے۔ آپ مجھے کھا کر دیکھیں آپ مجھے ٹرائی کریں۔ جیسے پرسوں ہم آرہے تھے کہ بیس قسم کے لوگوں نے ہمیں پوچھا سستے کمرے ہیں۔ صاف ستھرے کمرے ہیں۔ ادھر آیئے تشریف لایئے۔ میں نے کہا بھائی! ہم تو مفتے ہیں مسجد میں سونے جارہے ہیں۔ ہم اللہ کے گھر کے مہمان ہیں، ہمیں کیا ضرورت ہے کمروں کی۔ تو اب وہ پرندہ اپنے فضائل سنا رہا ہے۔

میں نے جنت الفردوس کے چشمے سلسبیل کا پانی پیا ہے۔ گھاس کھایا ایک

پر پھیلاؤں گا تو پکا ہوا نکلے گا۔ دوسرا پر پھیلاؤں گا تو بھنا ہوا نکلے گا۔ جنتی کہے گا اچھا تو مجھے کھلا، تو وہ اپنے پر کھولے گا اس کے ستر ہزار پر ہوں گے۔ اس طرح ہر پر سے کھانے کی ایک جدا جدا قسم تیار ملے گی اور پھر وہ خود ابھی زندہ ہے یہ کھانے تو پروں سے نکلے ہیں۔ کہتا ہے اگر مجھے کھائیں تو میں بھی ضرور حاضر ہوں۔ کیا کھائیں کیا نہ کھائیں اب یہ سوال نہیں کیا چھوڑیں کیا نہ چھوڑیں؟ اب یہ سوال نہیں سب کچھ کھا جائیں تو نہ پیشاب، نہ پخانہ، نہ معدہ خراب، نہ پیٹ میں درد، خوشبودار ڈکار آیا اور سب کچھ ہضم۔

کیسے نصیبوں والے ہوں گے؟

یہ کھانے کی محفل، رحیق، معین، سلسبیل، زنجبیل، کافور تسنیم۔ یہ جنت کی وہ شرابیں ہیں جن کا ایک قطرہ اگر انگلی پر لگا کے بیٹھ کر آسمان سے نیچے کیا جائے تو ساری کائنات خوشبودار ہو جائے۔ کیا ہی نصیبوں والے ہوں گے جو بھر بھر کے پی رہے ہیں۔ دنیا کی گندی شراب چھوڑی آج اللہ اس کے بدلے جنت کی پاک شراب پلا رہا ہے۔ ایسے نصیبوں والوں کو دیکھو جن کو قرآن کہہ رہا ہے:

یسقون فیھا کاسا کان مزاجھا زنجبیلا

کچھ ایسے ہوں گے جن کو فرشتے بھر بھر کر پلا رہے ہوں گے..... کچھ ایسے ہوں گے جن کو غلمان بھر بھر کر پلا رہے ہوں گے...... اور کچھ ایسے ہوں گے جن کو خادمان بھر بھر کر پلا رہے ہوں گے...... اور جنتی ان سے لے لے کر پی رہے ہوں گے......

ایک درجہ اور ان سے اوپر نظر دوڑاؤ...... جہاں کا عالم نرالا...... محفل نرالی...... مجلس نرالا......

وسقاھم ربھم شرابا طھورا O

ان کو اللہ خود آ کے بھر بھر کے پلا رہا ہے۔

کیا نصیبوں والی عورتیں ہیں، جو اللہ کے ہاتھ سے لے کر پی رہی ہیں؟ کیا نصیبوں والے مرد ہیں۔ جو اللہ کے ہاتھ سے لے کر پی رہے ہیں؟

ناکام تاجر

کیا ہی گھاٹے کا سودا کر گیا مسلمان کہ دنیا کی گندی شراب کی خاطر جنت کی شراب کو بیچ گیا۔

دنیا کی آوارہ اور گندی عورتوں کے لئے جنت کی پاک عورتوں اور حوروں کو بھول گیا۔

دنیا کے چند لمحوں کے مال کے لئے...... وہ جنت کی نعمتیں بھول گیا...... وہ پرندے بھول گیا...... محفل بھول گیا...... محل بھول گیا...... سواریاں بھول گیا...... نعمتیں بھول گیا...... ہمیشہ کی زندگی کو برباد کر کے چلا گیا......

اچھا یہ بتاؤ کبھی کسی نے دنیا بنائی ہے، بنی تو کب تک بنی؟ کیا بنایا؟ موت آئی سب کچھ چھین کر لے گئی۔

اب جنتی نشے میں بیٹھے ہوئے ہیں، دروازے پر دستک ہوتی ہے، وہ فرشتہ گیٹ کیپر سے کہے گا میں نے اندر جانا ہے، فرشتے بھی آپ کو پوچھ کر اندر آئیں۔ آقا سے اجازت لو اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔ اللہ کا بھیجا ہوا بھی اجازت لے کے آرہا ہے۔ اللہ کی شان اللہ عطا کرے گا وہ ایک نوکر نہیں ہوگا بلکہ نوکروں کی ایک قطار ہوگی وہ ساتھ والے نوکر سے کہے گا اللہ کا بھیجا ہوا فرشتہ ملنے آیا ہے۔ وہ اگلے سے کہے گا وہ اگلے سے......

آقا کو اطلاع ملی وہ کہے گا اجازت ہے آنے دو۔ اس کے ہاتھ میں تھال ہوگا۔ ریشمی رومال سے ڈھکا ہوگا پہلے دونوں کو سلام پیش کرے گا اور پھر تھال پیش کرے گا کہ یہ آپ کی خدمت میں اللہ نے ہدیہ بھیجا ہے۔ وہ جب کپڑا اٹھا کے دیکھیں گے تو پھل رکھا ہوا ہوگا بالکل جنت کے پھل کے مشابہ۔ جنتی کہے گا:

هذا الذی رزقنا من قبل.

یہ تو وہی پھل ہے جو میں نے ابھی کھایا تھا۔

فرشتہ کہے گا ذرا چکھ لو تھوڑا سا یہ بھی ٹیسٹ کر لو۔ جب اس کی ایک ایک کاش کاٹ کر منہ میں رکھیں گے تو فرض کرو ان کی جنت میں دس کروڑ قسم کے پھل ہیں تو جب وہ ایک کاش منہ میں رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اس نوالے میں دس کروڑ قسم کے پھلوں کے

الگ الگ ذائقے محسوس کرائے گا۔ پھر یہ کہے گا:

اتوبه متشابها

بول میرے بندے یہ وہی ہے یا کوئی اور ہے۔

عزتوں کا دور

فرشتوں کے سلام ہو گئے آپس میں سلام کریں گے۔ یہ ساری عزتیں اپنی انتہاء کو ہوں گی کہ ایک دم اللہ کے عرش کے دروازے کھلیں گے۔ اللہ سامنے آجائے گا اور کہے گا۔

سلام قولا من رب رّحیم O

اپنے رب کا سلام بھی قبول کرو۔

سبحان اللہ پھر اللہ تعالیٰ کہے گا:

هل رضيتم خوش ہو تو راضی ہو۔

کہیں گے یا اللہ! کیسے نہ راضی ہوں تو نے وہ کچھ دیا جو کسی کو دیا ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

نہیں اس سے اعلیٰ چیز دے دوں۔ جنت سے بھی اعلیٰ چیز دے دوں۔

وہ عرض کریں گے، اس سے اعلیٰ کیا ہو سکتا ہے؟

تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

جاؤ میں تم سے راضی ہو گیا اب کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ اب تم مزے کرو میں تمہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہوں گا۔ اب تمہاری ساری پابندیاں ہٹا دی گئیں۔

کوئی سجدہ نہیں...... کوئی نماز نہیں...... کوئی روزہ نہیں...... کوئی حج نہیں...... کوئی زکوٰۃ نہیں...... کوئی تلاوت نہیں...... صرف تسبیح ہو گی سبحان اللہ کی، وہ سانس کی طرح خود چلے گی۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ گھر بنایا ہے جہاں ہر خواہش پوری ہو گی، ہر لذت پوری ہو گی۔
اس دنیا میں فرمانبردار بن کر گزار لیں۔ آگے اللہ تعالیٰ سے ہر نعمت کی چابی آکے لے لیں۔
تو بھائی! ہم تو آزاد نہیں کہ دنیا کو جنت سمجھ بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک زندگی

دی ہے ایک طریقہ دیا ہے جس میں:

کچھ حصہ عبادات کا ہے...... کچھ معاملات کا ہے...... کچھ اخلاق کا ہے...... کچھ معاشرت کا ہے...... کچھ تجارت کا ہے...... کچھ زراعت کا ہے...... کچھ حکومت کا ہے......

ہر چیز کو اللہ کے حکم کے مطابق لے کے چلنا یہ ہے جنت کا راستہ۔

تو میرے بھائیو! خود بھی ہم توبہ کریں اور آنے والے مجمع سے بھی توبہ کروائیں۔ ان کو پیار محبت سے سمجھائیں۔

حقارت کی نظر

کسی مسلمان کی حقارت نہ دل میں آنے پائے...... کسی مسلمان کی نفرت نہ دل میں آنے پائے...... چاہے کھلم کھلا گناہ کرتا ہوا نظر آئے...... پھر بھی ہمیں اجازت نہیں کہ کسی مسلمان کو حقیر جانیں......

ممکن ہے توبہ کر کے وہ ہم سے آگے نکل جائے...... ہم فضا ایسی بنائیں کہ یہاں آنے والا ہر کوئی توبہ کر کے جائے...... وہ اللہ کے فرمانبردار بن کے جائیں...... وہ اللہ کی ماننے والے بن کے جائیں...... اور اس گھاٹے کے سودے سے نکل کر اصل کھرا کامیابی کا سودا کر کے جائیں...... جب موت آئے تو اللہ بھی خوش ہو چکا ہو......

اللہ کا رسول بھی خوش ہو چکا ہو...... جنت بھی منتظر ہو...... قبر بھی جنت کا باغ بن چکی ہو...... اور میدانِ حشر کی سختیاں بھی ہٹائی جا چکی ہوں...... اور دنیا و آخرت کی کامیابی لے کر ہم اللہ کے دربار میں پہنچ جائیں...... یہ ساری چیزیں عطا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین عطا فرمایا ہے...... اسلام عطا فرمایا ہے...... نماز صرف عبادات میں سے ہے اخلاق......، معاملات حیا......۔

ہمارے نبیؐ نے فرمایا:

الحیاء شعبة من الایمان.

حیاء ایمان کا بہت بڑا جز ہے۔

بہت بڑا شعبہ ہے جب حیاء اٹھ جاتی ہے تو ایمان بھی اٹھ جاتا ہے اور جب حیاء اور ایمان دونوں اٹھ جاتے ہیں تو پھر اللہ کے عذاب کی بجلیاں چلنے اور تڑپنے لگ جاتی ہیں۔

دنیا کا سب سے بڑا مجرم میری نظر میں

قوم لوط دنیا کی بے حیاء ترین قوم آئی۔ دنیا کا سب سے بڑا کافر دنیا کا سب سے بڑا مجرم میری نظر میں فرعون تھا۔ جس نے کہا میں خدا ہوں، یہ دعویٰ دنیا میں کسی نے نہیں کیا سوائے فرعون کے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو صرف پانی میں ڈبویا ایک عذاب دیا لیکن لوط علیہ السلام کی قوم بے حیاء تھی ان پر اللہ تعالیٰ نے اکٹھے پانچ عذاب برسائے، دنیا میں کسی اور قوم پر اکٹھے پانچ عذاب نہیں آئے۔

جعلنا عاليها سافلها.

نیچے کا اوپر اوپر کا نیچے۔

وامطرنا عليها حجارة من سجيل منضود مسومة عند ربك.

پتھروں کی بارش۔ **فطمسنا اعينهم**

اللہ نے ان کے چہرے مسخ کر دئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کو نیچے سے اٹھا کر آسمان تک پہنچایا اور پھر اوپر سے نیچے پٹخ کر ہمیشہ کے لئے عبرت کا نشانہ بنا دیا اور ایک گندے پانی کے نیچے دفن کر دیا۔ ایسا گندا پانی کہ اس کو ڈیڈسی کہتے ہیں۔ بحیرہ مردار اس میں کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس میں آدمی ڈوبتا نہیں پانی اتنا گاڑھا ہے کہ آپ اس کے وسط میں چھلانگ لگائیں سینے سے نیچے نہیں جا سکتے۔ پانچ منٹ صرف پانچ منٹ پانی میں کھڑے رہیں تو پورے جسم پر آبلے پڑ جاتے ہیں۔ آج تک وہ جھیل بتا رہی ہے کہ یہاں بے حیا قوم ہوتی تھی اور وہ تباہ و برباد ہوئی تھی۔

اللہ کے واسطے ہوش میں آجاؤ

تو میرے بھائیو! میں ہاتھ جوڑتا ہوں اللہ کے واسطے خود بھی ہوش میں آئیں اور

ان کو یہ ہمارے ہی بھائی ہیں بہنیں ہیں یہ ہمارے ہی بیٹے اور بیٹیاں ہیں ان کو پتہ نہیں کہ ان کو کسی نے بتایا ہی نہیں انہوں نے نیکی کو دیکھا ہی نہیں۔ انہوں نے حیاء کی چادر کو دیکھا ہی نہیں۔ انہوں نے جب آنکھ کھولی تو حیاء کی چادر تار تار تھی۔ بے حیائی کا جن بوتل سے باہر نکل چکا تھا۔

انہیں کیا خبر کہ حیاء کسے کہتے ہیں......؟ پردہ کسے کہتے ہیں......؟ عفت کسے کہتے ہیں......؟ پاک دامنی کسے کہتے ہیں......؟

ان سے ہم توبہ کروائیں ورنہ بے حیائی پر یہ سارا نظام عنقریب ٹوٹے گا۔ یہ ٹوٹنے والا ہے۔ میں کوئی نجومی نہیں ہوں، میں کوئی پامسٹ نہیں ہوں، لیکن مجھے تھوڑی سی اللہ کے علم سے دلچسپی ہے۔

مجھے کتاب اللہ سے تھوڑا عشق ہے، اللہ کے رسولؐ کی حدیثوں کے ساتھ میں کچھ وقت گزارتا ہوں۔ تاریخ کے ساتھ میں کچھ وقت گزارتا ہوں۔

اس کے لئے ٹوٹنا مقدر ہو چکا

میں اللہ کی کتاب کو سامنے رکھ کر اللہ کے حبیبؐ کے ارشادات کو سامنے رکھ کر اور گزشتہ تاریخ عالم کو سامنے رکھ کر میں یہ بات ممبر رسولؐ پر دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ یہ بے حیاء زندگی کی مہلت ختم ہو چکی ہے۔ اس کے لئے ٹوٹنا مقدر ہو چکا ہے۔

آپ میرے گھر میں چھلکے پھینکتے رہیں میں کب تک برداشت کروں گا۔
ایک دن تو میں بھی آجاؤں گا جوش میں کہ مجھے اپنا گھر صاف رکھنا ہے...... یہ مری کی پاک وادی کب تک گناہ کا بوجھ برداشت کرے گی......؟ کب تک بے حیائی دیکھے گی......؟ کب تک نافرمانی کا بوجھ برداشت کرے گی......

اگر اس کے اپنے بس میں ہوتا تو یہ پہاڑ پھٹ چکے ہوتے اور مری غرق ہو چکا ہوتا۔ نیویارک دھنس چکا ہوتا۔ برطانیہ دھنس چکا ہوتا۔ یہ تو اللہ کا کلام ہے جو مہلت دیتا ہے ڈھیل دیتا ہے، لیکن میرے بھائیو! جب تک کفر، نافرمانی، بے حیائی، چاردیواری کے اندر ہوتے رہیں تو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے۔

بے حیائی پر پکڑ

اور جب چار دیواری سے باہر نکل آئے......چادر پھاڑ دی جائے اور نافرمانیاں سڑکوں پر ہونے لگیں......بازاروں میں ہونے لگیں......گلیوں میں ہونے لگیں......کھلم کھلا ہونے لگیں......تو وہ اللہ غیور ہے......حیاء والا ہے......اسے اپنی دھرتی کو ان گندے کیڑوں سے پاک وصاف کرنا ہے......یہ گندے انڈے ضرور پھینکے جائیں گے......یہ گٹر ضرور صاف کیے جائیں گے......آپ کا گٹر بند ہوتا ہے تو آپ فوراً آدمی بلاتے ہیں گٹر صاف کرو......آج ساری زمین کو یورپ کی گندی تہذیب نے اور یورپ کی بے حیاء تہذیب نے گٹر بنا دیا ہے......اسے اللہ صاف کر کے رہے گا......

اس کو ایٹمی طاقتیں روک نہیں سکتیں۔تو ہم بھی ان کے پیچھے چل رہے ہیں۔ ہمارا نوجوان انہیں کی طرح زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ ویسی ہی معیشت آگئی، ویسی ہی بود و باش ویسے ہی طریقہ ویسے ہی سلیقہ۔

بھائیو! اللہ کے واسطے اپنے بچوں سے توبہ کروائیں کہ یہ راہ خطرناک ہے۔ یہ تو عنقریب مٹنے والے ہیں۔ ہماری آنکھ نہ دیکھے گی تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان پر اللہ کے عذاب کا کوڑا نہیں برسے گا۔ ہم تو اللہ سے مانگ رہے ہیں کہ:

اے اللہ موت نہ آئے جب تک یہ انجام دیکھ نہ لیں، اس باطل کے گندے ناپاک وجود کو پھٹنا ہے۔کوئی ادھر رونے والے پیدا ہو جائیں تو فیصلہ جلدی کروالیں تو اللہ ان ساری وادیوں کو دھوئے گا۔

شہروں کو دھوئے گا، میدانوں کو دھوئے گا۔

کب تک زمین روئے گی اللہ کے سامنے، کیا اللہ زمین کی فریاد نہیں سنتا؟

جب زمین پر زنا ہوتا ہے زمین چیختی ہے۔ کہتی ہے: اے اللہ! مجھے اجازت دے میں پھٹ جاؤں، جب زمین پر رقص ہوتا ہے، گانا بجانا ہوتا ہے، شرابیں پی جاتی ہیں، تو زمین وہ دھرتی اللہ سے فریاد کرتی ہے۔ اے اللہ! اجازت دے دے میں نہیں سہہ سکتی۔ میرا سینہ جل گیا، میرا کلیجہ چاک ہو گیا، اللہ مجھے اجازت دے دے میں پھٹ جاؤں میں

نکل جاؤں۔

توبہ کا انتظار

یہ تو وہ مالک الملک ہے جو کہتا ہے چپ کرو، چپ کرو، مجھے اپنے بندے کی توبہ کا انتظار ہے۔ کبھی تو توبہ کرے گا جب توبہ کرے گا مجھے مہربان پائے گا۔ غفور الرحیم پائے گا تو خود توبہ کرنا ان سب سے توبہ کروانا یہ مسلمان کے ذمے ہے۔

ہم اس گندے ماحول میں بہنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم اس دھارے کا رخ بدلنے کے لئے دنیا میں آئے ہیں جو محنت کر جائے گا اللہ اس کو چمکا جائے گا۔ اس کے لئے میرے بھائیو! ارادے کرو۔ چار مہینے لکھاؤ چلہ لکھاؤ اپنے سیزن کو ڈبل کر دو کہ ہم نے آنے والے گاہکوں سے حلال کمائی بھی کرنی ہے اور ان سے توبہ کروا کر ان کو جنت کا راستہ بھی دکھانا ہے۔ اس کے لئے بولتے جاؤ جلدی سے پھر دعا کرا لیتے ہیں۔ نماز کا وقت قریب ہے۔
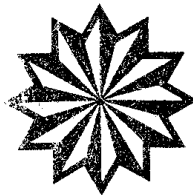
ماں کی آغوش سے موت کی وادی تک

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه...... ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيّئات اعمالنا من يهده الله فلامضل له ومن يضلله فلا هادى له...... ونشهد ان لا الٰه اِلّا اللّٰه وحدهٗ لا شريك له ونشهد ان محمّدًا عبده ورسوله...... اما بعد...... فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم...... بسم الله الرحمن الرحيم ...... قل هذه سبيلى ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعنى وسبحٰن الله وما انا من المشركين.
وقال النبى صلى الله عليه وسلم يا ابا سفيان جئتكم بكرامة الدنيا والآخرة.

اللہ کی صفات بے مثال ہیں

اس کائنات کا ایک رب ہے۔

ليس معه اله يخشىٰ ......اور کوئی نہیں جس سے ڈرا جائے......

ولا رب يرجى ......اور کوئی رب نہیں جس پر امید لگائی جائے

ولا حاجب يرشى ......اس کے درمیان کوئی واسطہ نہیں جس سے سفارش دے کر کام نکالا جائے۔

ولا وزير يوتى ......اس کا کوئی وزیر نہیں جسے رشوت دے کر کام نکالا جائے

قاھر بلا معین ......وہ اس ساری کائنات پر قاہر ہے۔
مددگار اس کا کوئی نہیں......

مدبر بلا بشیر ......وہ اس ساری کائنات کا نظام چلاتا ہے مشیر اس کا کوئی نہیں......

ولا یؤدہ حفظھما ......وہ اس نظام کو چلاتے ہوئے تھکتا کوئی نہیں

لا تاخذہ سنۃ...... اونگھتا نہیں

ولا نوم سوتا نہیں......

وما مسنا من لغوب ......وہ تھکتا نہیں

وما کان ربک نسیا...... وہ بھولتا نہیں

وما ھم بمعجزین...... وہ عاجز نہیں

لا یضل ربی ولا ینسیٰ...... نہ وہ بھولتا ہے وہ اپنی قوت کے ساتھ ہے۔

الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض وہ ایسا زندہ ہے جس کو اسباب زندگی کی ضرورت نہیں......

وہ ایسا قائم ہے جس کو قائم رہنے کے لئے اسباب کی ضرورت نہیں۔ وہ ایسے علم والا ہے جس کو علم کہیں سے ملا نہیں۔ اس کے پیچھے جہالت نہیں......

ھوالاول لیس قبلہ شیء...... وہ ایسا اول ہے کہ جس کے پیچھے اس کی کوئی ابتداء نہیں......

قدیم بلا ابتداء......وہ ایسا قدیم ہے جس کی ابتداء نہیں۔

ودائم بلا انتھا...... وہ ایسا دائم ہے کہ اس کی انتہا کوئی نہیں......

اس کے ساتھ اس کا شریک کوئی نہیں......

الاول لیس قبلہ شیء اس سے پہلے کچھ نہیں......

والآخر لیس بعدہ شیء ......اس کے بعد کچھ نہیں......

والظاھر لیس فوقہ شیء ......اس سے اوپر کچھ نہیں......

والباطن لیس دونه شیء اس سے نیچے کچھ نہیں......

لا تراه العیون جو آنکھ کی رسائی سے آگے......

ولا تخالطه الظنون تخیل کی بڑی سے بڑی پرواز سے بھی آگے ہے۔

کل شیء ھالک الا وجهه ہر چیز کو فنا ہے صرف اسی کو بقا ہے۔

یہ دنیا چھوڑ جانا ہے

اللہ جل جلالہ نے ایک دن ہمیں کھڑا کرنا ہے۔ وہ غافل نہیں ہے۔ عاجز نہیں ہے۔ پکڑ سکتا ہے، مار سکتا ہے، توڑ سکتا ہے لیکن اللہ کی ایک صفت ہے۔ کیوں نہیں مارتا بھائی؟ کیوں نہیں پکڑتا بھائی؟ دو وجہ ہے۔

دو وجہ سے نہیں پکڑتا ایک تو اس وجہ سے کہ اللہ نے فیصلہ کا دن دنیا میں رکھا ہی نہیں۔ فیصلہ آخرت میں ہے۔ فیصلہ دنیا میں نہیں۔ اس اللہ نے ایک دن رکھا ہے۔

ان یوم الفصل کان میقاتا، ان یوم الفصل میقاتھم اجمعین.

وہ فیصلہ کا دن ہے اس دن کھرا کھوٹا الگ کرے گا۔ دنیا میں نہیں قیامت کے دن اعلان ہوگا۔

وامتازوا الیوم ایھا المجرمون

اوہو! دنیا میں بڑے نیکوکار پارسا تھے۔ کل قیامت کے دن مجرمین کی صف میں کھڑے ہوں گے۔ اندر تو اللہ ہی جانتا ہے نا! اندر تو اللہ ہی جانتا ہے کہ اندر کیا ہے؟ میں ہوں یا میرا غیر ہے، مجرمین کو الگ، متقین کو الگ وہ ایک دن آگے آ رہا ہے۔

موت سے پاک، اسی نے اسباب کائنات بنائے، خود ایک ذرے کا محتاج نہیں۔ تمام کائنات کو مسخر کیا، خود اس کی تسخیر کا محتاج نہیں، جنت بنائی، اس کا محتاج نہیں، جہنم بنائی اس کا محتاج نہیں، انسان بنائے اس کا محتاج نہیں۔

انسان کی پیدائش کا مقصد

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا ابن آدم یا عبادی انی لم اخلقکم لا کثر کم من قلہ.
میرے بندو! تمہیں اس لئے پیدا نہیں کیا کہ تمہاری وجہ سے میرے خزانے پورے ہو جائیں گے۔

ولا ستانس بکم وحشة
تمہیں اس لئے پیدا نہیں کیا کہ تمہاری وجہ سے دل لگاؤں گا۔

ولا لا تسعینکم علی امر قد عجزت عنه
تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا تھا کہ تمہاری وجہ سے میرے کام بند پڑے تھے۔
تم آ کر میرے کام کرو گے.........نہیں، نہیں۔

انما خلقتکم لتعبدونی فصیلا وتذکرونی کثیرا وتسبحونی بکرۃ واصیلا.
میں نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ صبح وشام میرے بن کے زندگی گزارو، میری اتباع میں زندگی گزار دو۔

حاکمیت صرف اللہ کی ہے

میرے محترم بھائیو! سب کو فنا ایک کو بقاء پھر زمین کو پکڑے گا آسمان کو پکڑے گا، ساتوں زمین و آسمان کو لپیٹے گا پھر ایک جھٹکا دے گا جیسے دھوبی کپڑوں کو جھٹکا دیتا ہے۔ اللہ ایک جھٹکا دے گا پھر ارشاد فرمائے گا:

انا الملک میں بادشاہ ہوں......پھر دوسرا جھٹکا دے گا پھر کہے گا: انا القدوس السلام المومن میں سلامتی والا......پھر اللہ تعالیٰ تیسرا جھٹکا دے گا پھر کہے گا:

انا المهيمن العزيز الجبار المتكبر،
میں مہیمن، میں عزیز، میں جبار، میں متکبر۔

پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: این الملوک بادشاہ کہاں ہیں؟......این الجبار دنیا میں ظلم کرنے والے کہاں ہیں؟......لمن الملک الیوم آج کون بادشاہ ہے......کوئی ہو تو جواب دے، کوئی ہو تو بولے، اکیلا جواب دے گا۔ خود اپنے سوال کا جواب دے رہا

ہوں۔ اللہ، اللہ، اکیلے اللہ کی ہے، جو الواحد ہے، القہار، جو غالب ہے۔ جس سے کوئی لڑ نہیں سکتا، ٹکرا نہیں سکتا۔ چھین نہیں سکتا۔ بھاگ نہیں سکتا، چھپ نہیں سکتا۔

این المفر بھاگو، کہاں بھاگو گے...... لا تخفی منکم خافیہ چھپو گے کیسے

...... لا تنفذون الا بسلطان لڑو گے کیسے......

جب انسان کسی انسان کا نہ رہے گا

ایسے طاقتور بادشاہ کے سامنے ہم ایک دن پیش ہونے والے ہیں۔ میں نے شروع میں کہا تھا ہم آزاد نہیں۔ اتنی بڑی ہستی کے ساتھ ہمارا واسطہ ہے جو کل کو کھڑا کرنے والا ہے۔ ولقد جئتمونا فرادا اکیلا اکیلے...... کما خلقنکم اول مرۃ جیسا اکیلے بنائے ہیں...... اللہ کی بارگاہ میں ماں بیگانی بن گئی...... بیوی ناآشنا بن گئی...... اولاد نے ساتھ چھوڑا...... دوستوں نے آنکھیں پھیر لیں، دشمن بھی پرائے...... اپنے بھی پرائے...... اپنی جان بھی پرائی...... کہ یہ ہاتھ بولے گا...... میں نے ظلم کیا، یہ پاؤں بولے گا میں وہاں بھی نافرمانی میں چلا، یہ پیٹ بولے گا، میں نے فلاں حرام لقمہ کھایا۔

یہ پورا جسم میرا مخالف ہوگا، میرے اہل و عیال مجھے چھوڑ گئے، اس دن پھر مجرم پکارے گا۔

یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیہ.

میری اولاد کو ڈال دے دوزخ میں۔

وصاحبتہ واخیہ

میری بیوی، میرے بھائیوں کو ڈال دے دوزخ میں۔

وفصیلتہ التی تؤویہ

میرے خاندان کو ڈال دے دوزخ میں۔ مجھے بچا لے اور اگر یہ بھی نہیں تو بھی قبول

ومن فی الارض جمیعا

سارے انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے پر مجھے بچا لے لیکن انہیں نہیں بچایا جا سکے گا۔

میرے بھائیو! مر کے مر جاتے تو مسئلہ آسان تھا، مر کے نہ مٹے تو [illegible]

آسان تھا۔ مصیبت یہ ہے کہ مر کے مرنا نہیں، مر کے پھر زندہ ہو جانا ہے۔ اگر یہاں غفلت میں مر گئے تو وہاں بہت بڑے خوفناک انجام کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر کچھ لے کر چلے گئے تو بڑی خوبصورت زندگی ہے اس کا آغاز تو ہے لیکن اس کا انجام کوئی نہیں۔ اس کی ابتداء تو ہے اس کی انتہاء کوئی نہیں۔ یہ کائنات تیزی کے ساتھ اپنے انجام کی طرف چل رہی ہے۔

من مات فقد قامت قیامته

جو مرتا ہے اس کی قیامت آ ہی جاتی ہے۔

ایک قیامت اس کائنات کو بھی آنے والی ہے۔ عنقریب ختم ہونے والی ہے اور اس کو موت کا جھٹکا توڑنے والا ہے اور ہمیں بالکل بے بس کر دیا جائے گا، قبر کی چاردیواری میں پھینک دیا جائے گا...... جہاں انسان چیخنا چاہے چیخ نہیں سکتا...... چلانا چاہے، چلا نہیں سکتا...... کہیں میت ہوتی ہے تو کہتی ہے...... **لا تقدمونی** مجھے نہ لے جاؤ...... پوری کائنات اس کا نوحہ سنتی ہے...... **لا تقدمونی** مجھے قبر میں نہ لے جاؤ...... اس کا اختیار ختم ہو چکا ہے...... پوری دنیا اس خوفناک انجام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہم چھوٹے چھوٹے مسائل کو مسئلہ بنا کر بیٹھے ہیں۔ مر جانا ہے یہ بھی تو بڑا مسئلہ ہے۔

قبر میں کیا حالات ہوں گے؟

ہم تو پرانی چادر اتار کر بستر پر نئی چادر بچھواتے ہیں اور جس وقت مٹی کا بستر ہوگا؟ تو اس وقت کیا بات بنے گی اور مٹی کی چادر تو اس وقت کیا ہوگا؟...... جب بلب فیوز ہو جائے تو فوراً بلب لگاؤ...... وہ کیا دن ہوگا جب اندھیرے کے گھر میں جا پڑیں گے؟ یہاں گھنٹی لگی ہوئی ہے نوکر کو بلایئے وہ فوراً آ جاتا ہے۔ وہ کیا دن ہوگا نہ کوئی سن سکے گا؟ نہ کوئی سنا سکے گا؟ تو کتنا خوفناک انجام ہے۔

کپڑے پر داغ لگا ہو تو اتار دو، آج بدن پر کیڑے رینگ رہے ہیں، گھنٹوں چہرے کو سجایا، کتنے صابن، کتنے شیمپو، کتنی خوشبوئیں، کتنی اور...... وہ کیا دن ہوگا ان آنکھوں کو کیڑے کھا رہے ہوں گے؟ اور اسی پر چل رہے ہوں گے، پورا وجود کیڑوں کی غذا ہو چکا ہوگا، ان کیڑوں کو دوسرے کیڑے کھا رہے ہوں گے۔

افحسبتم انما خلقناکم عبثا

میرے بندو تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

کیسے زندگی گزار رہے ہو کہ جیسے تمہیں آزاد پیدا کیا گیا ہے۔ تم پر کوئی نگہبان نہیں ہے تمہیں خبر نہیں ہے۔

وما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید

تمہاری زبان کا ہر بول میں لکھ رہا ہوں۔

بلیٰ و رسلنا لدیھم یکتبون

میرے فرشتے تمہارے ہر بول کو لکھ رہے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ کی کھلی کتاب ہمیں بتا رہی ہے۔ تمہارا ہر بول لکھا جاتا ہے۔

یعلم خائنة الاعین

تمہاری آنکھ غلط دیکھتی ہے، وہ بھی لکھا جاتا ہے۔

وما تخفی الصدور......

تمہارے اندر میں غلط جذبات پیدا ہوتے ہیں وہ بھی لکھا جاتا ہے۔

وما خلقنا السمآء والارض وما بینھما لٰعبین......

زمین آسمان اور جو کچھ اس میں ہے میں نے کوئی کھیل کو دکیلئے تو نہیں پیدا کیا۔

لو اردنا ان نتخذ لھوًا لّا تخذنٰهُ من لدنا

اگر مجھے کھیل کا کوئی تماشا بنانا ہی ہوتا اپنے پاس بناتا۔

موت سب کو برابر کر دیتی ہے

تمہیں پیدا میں نے اس لئے تھوڑا کیا ہے؟ تو جب ہم خود نہیں بنے اور خود جانا بھی نہیں ہے اور پھر مر کے جاتے تو بڑا مسئلہ آسان تھا۔ اگر مر کے مٹی ہو جاتا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد مرنا نہیں ہے، مر کے نئی زندگی میں داخل ہونا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: **الناس نیام** : لوگ سوئے ہوئے ہیں......
اذا ماتوا انتبھوا جب موت آئے گی تو آنکھ کھل جائے گی......اور یہ دنیا ایک خواب ہے......

ایک آدمی خواب دیکھ رہا ہے میں بڑے خوبصورت گھر میں بیٹھا ہوں...... ایک آدمی خواب دیکھ رہا ہے میں جھونپڑ میں بیٹھا ہوں...... ایک آدمی خواب دیکھ رہا ہے میں مل چلا رہا ہوں...... ایک آدمی خواب دیکھ رہا ہے میں ریڑھی چلا رہا ہوں...... موت دونوں کو قبر کے گڑھے میں پہنچا دیتی ہے، قبر کی مٹی سب کو برابر کر دیتی ہے۔ ایسے گھر میں رہنے والے کے لئے ٹائلیں نہیں لگائی جاتیں اور جھونپڑے میں رہنے والے کے لئے وہی سادہ مٹی نہیں ہوتی۔ یہ بھی اس مٹی میں وہ بھی اس مٹی میں۔

فقیر اور بادشاہ مگر قبر ایک ہی

قطر میں ہماری جماعت گئی تھی، واپس آرہے تھے، ائیر پورٹ پر تو راستے میں ایک محل دیکھا۔ بہت لمبا چوڑا میں نے سمجھا شاید شاہی خاندان میں سے کسی کا ہے۔ تو میں نے پوچھا یہ کس امیر کا ہے تو وہ ہمارے ساتھی بتانے لگے کہ یہ شاہی خاندان کا تو نہیں ہے لیکن یہ قطر کا سب سے بڑا تاجر تھا۔ قطر میں سب سے زیادہ مالدار اور سب سے بڑا تاجر اور یہ اس کا محل ہے۔۔ بنایا پانچ سال رہنے کی نوبت آئی پھر مر گیا اور جہاں اس کی قبر ہے وہاں قطر کا سب سے فقیر بدو دفن ہے۔ ایک طرف قطر کا امیر ترین تاجر اور اس کے پہلو میں قطر کا غریب ترین بدو جو سارا دن بھیک مانگ کر چلتا تھا۔ ان دونوں کی قبر ساتھ ساتھ ہیں کہ قبر میں دونوں کو برابر کر دیا گیا۔ مر کے مر جاتے تو مزے ہو جاتے۔ مر کے مرنا نہیں

یا ایھا الناس ان وعدہ اللہ حقا

اے لوگو! خوب سن لو کہ میرا وعدہ سچا ہے۔

وعدہ کیا ہے۔ و منھا خلقنکم اس مٹی سے بنایا...... فیھا نعید کم...... یعنی واپس پہنچا دوں گا...... ومنھا نخرجکم تارۃ اخری اسی سے تمہیں دوبارہ زندہ کر دوں گا

......قل بلی وربی اے لوگو! دو عظیم چیزوں کو مت بھولنا......

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے، اتنا روئے کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... الجنۃ والنار اے لوگو! جنت کو نہ بھولنا اے لوگو! دوزخ کو نہ بھولنا...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... اطلب الجنۃ جھد کم جتنا

جنت کا زور لگا سکتے ہو لگاؤ..... واھرب من النار جھد کم جتنا دوزخ سے بھاگ سکتے ہو بھاگو..... فان الجنة لاینام طالبھا جنت کا چاہنے والا سوتا نہیں ہے..... والنار لاینام غائبھا اور دوزخ سے ڈرنے والا غافل نہیں ہوتا..... فان الجنة الیوم محفوفة بالمارہ جنت آج ڈھانپی ہوئی ہے، مشقتوں میں پریشانیوں میں..... ان الدنیا محفوفة بالشھوات واللذات اور دنیا اور دوزخ ڈھانپی ہوئی ہے لذتوں میں خواہشات میں...... تمہیں جنت سے یہ دنیا کی چیزیں غافل نہ کر دیں۔ ان سے تمہیں راستہ بھلانا نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:..... کوئی ہے جنت کا طلب کرنے والا..... فان الجنة لا خطر لھا جنت کوئی خطرے کی جگہ نہیں......

نیک عمل ہی ساتھ جائے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک آدمی کے تین بھائی ہیں اور وہ مرنے لگا تو ایک کو بلایا۔ کہا بھائی میرا کیا کرو گے؟ میں مر رہا ہوں۔ وہ کہے گا تو مر جائے گا میں پرایا ہو جاؤں گا تو دوسرے سے پوچھا بھائی تو کیا کرے گا؟ کہا موت تک تیرا اعلاج کروں گا۔ مر جائے گا تو قبر میں دفن کر کے واپس آ جاؤں گا۔ تیسرے سے پوچھا بھائی تو کیا کرے گا؟ انہوں نے کہا میں تیرا ساتھ دوں گا۔ تیری قبر میں تیرے حشر میں، تیرے ترازو میں، جنت تک تیرا ساتھ دوں گا..... تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتاؤں ان تینوں میں سے کون بہتر ہے؟..... تو صحابہ نے کہا کہ وہ جو آگے تک ساتھ دے گا وہ سب سے بہتر ہے..... تو آپؐ نے فرمایا: پہلا بھائی مال ہے۔ جو موت پر پرایا ہو گیا..... دوسرا بھائی: اولاد ہے، رشتے دار ہیں جو قبر پر جا کر پرائے ہو گئے۔ جب میت کو قبر میں ڈالا جاتا ہے تو ایک فرشتہ قبر کی مٹی کو اٹھا کر مجمع کے اوپر پھینکتا ہے اور کہتا ہے جاؤ اسے تم نے بھلا دیا یہ تمہیں بھلا دے گا۔ تین دن کے بعد سارے ماتم خوشیوں میں بدل جاتے ہیں۔ ہر کوئی بھول بھلیاں کر جاتا ہے۔ کوئی آیا تھا چلا بھی گیا نام بھی مٹ گیا..... اور تیسرا آپؐ نے فرمایا: وہ تمہارا عمل ہے جو تمہارے ساتھ جائے گا..... ایک صحابی بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن قرضؓ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت ہو تو میں شعر کہوں۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اچھا مجھے تھوڑی اجازت دیں۔ اجازت ہوئی اگلے دن تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے صحابہ کو جمع کیا کہا بھائی! سنو عبداللہ کیا کہتا ہے تو کھڑے ہوئے کہا: جس کا ترجمہ یہ ہے

میں میرے ماں باپ، میرے بیوی، میرے بچے رشتہ دار، میرا پیسہ اور میرا عمل اس کی مثال اس آدمی کی ہے جو مر رہا ہے اور وہ تینوں کو بلاتا ہے۔ بھائی اللہ کے واسطے میری مدد کرو۔ جدائی کی طویل گھڑیاں شروع ہونے والی ہیں۔ تنہائی کا لمبا سفر شروع ہونے والا ہے۔ اللہ کے واسطے میری کچھ مدد کرو۔

تو پہلا بھائی بولا (یعنی پیسہ بولا) کیا بولا کہ بھائی میں تیرا بڑا گہرا دوست ہوں "ٹھٹھایار" جسے ہمارے سرائیکی میں کہتے ہیں۔ میں تیرا بڑا گہرا دوست ہوں لیکن صرف موت تک ہوں۔ جب موت آئے گی تو پھر تیرے کفن سے پہلے ہی میرے اوپر لڑائی شروع ہو جائے گی۔

سیسلک بی فی مھیل من مھائل.

ابھی تیرے کفن کے لئے بعد میں تدبیریں سوچی جائیں گی۔ پر میرے اوپر لوگ پہلے ٹوٹ پڑیں گے۔ لہٰذا اگر مجھ سے نفع اٹھانا ہے۔

فان تبقنی لا تبق

اگر میرے دوست مجھ سے نفع اٹھانا ہے تو میرے اوپر رحم نہ کھا فاستفدنی مجھے خرچ کر دے۔

وعجل فلا حاقبل حتف معاجل.

اور اس موت سے پہلے کچھ نیکی آگے بھیج دے۔

میں موت کے بعد تیرا ہوں۔ تیری قبر میں تیرے دفن سے پہلے ہی میرے اوپر لڑائیاں شروع ہو جائیں گی اور یہ تو آنکھوں دیکھے واقعات ہیں۔

اب دوسرا بھائی بولا: اچھا بھائی تو تو کسی کام کا ہی نہیں۔

فقال مرء من هم قد كنت جدا احبه واوثره من بينهم فی

التفاضل۔

پھر میرا وہ بھائی بولا جس کے لئے میں نے بڑے پاپڑ بیلے جس کے لئے میں نے بڑے دکھ جھیلے۔ وہ کہنے لگا اور جسے میں سب پر ترجیح دیتا تھا جس کے لئے میں نے کتنے کتنے مشقت کے راستے طے کیے وہ کیا بولا جو اپنے رشتے دار ہیں کہ میں موت تک آپ کا ساتھی نہیں ہوں۔ میں آپ کے علاج کا بھی ساتھی ہوں اور آپ کی قبر تک کا بھی ساتھی ہوں۔ کیا ہوں میں؟

غناء ی انی جاھدلک ناصح

یعنی میں آپ کا علاج کروں گا۔

آپ کے لئے بہتر ڈاکٹر مہیا کروں گا۔ آپ کے لئے سارے سہولت کے اسباب پیدا کروں گا۔

اذا جد جدا الکرب غیر مقاتلی

لیکن موت کے درد سے میں نہیں لڑسکتا۔

ولکننی باب علیک ومعول

جب آپ مرجائیں گے تو میں گریبان چاک کردوں گا...... اور بال کھول دوں گا اور زور زور سے شور مچاؤں گا واویلا کروں گا نوحہ کروں گا۔

ومن بخیر عند من ھو سائلی

جو لوگ تعزیت کرنے کے لئے آئیں گے میں کہوں گا...... ایسا تھا میرا باپ ...... ایسی تھی میری ماں...... ایسا تھا میرا خاوند...... ایسی تھی میری بیوی...... ایسا تھا میرا بچہ......

میں صرف تیری تعریفیں کرسکتا ہوں اور کیا کروں گا......

پھر تیسرا بھائی بولا:

ان لاخ لا ترا اخالک مثلی عند کرب الزلازل

میں نہیں ایسا کہ یہ کہ موت تک چلے جائیں تو تو کیسا؟......

جنازے کے ساتھ بھی چلوں گا...... کندھا بھی دوں گا...... (اب تو بڑے شہروں

میں وہ رواج بھی ہے، موٹر میں ڈالا، چل سیدھا قبرستان میں) کہا میں تجھے کندھا دوں گا اور تیرے ساتھ چلوں گا...... کہا ہاں! پھر کیا ہوگا؟ قبر میں لے جاؤں گا۔ جو آپ کا ٹھکانا ہے۔ جہاں آپ نے رہنا ہے اور وہاں آپ پر مٹی ڈال کر میں واپس آجاؤں گا۔

وارجع مقرونا بما هو شاغل

کیوں کہ مجھے اور بھی بڑے کام ہیں۔ صرف آپ کا دفن کرنا ہی نہیں آپ کی زندگی کا تار تو کٹ گیا۔ مجھے تو اور بھی بہت کام ہیں۔ لہٰذا

وارجع مقرونا بما هو شاغل

تو ایک بھولی بسری داستان بن جائے گا۔

حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا۔ تیری قبر کا نشان بھی مٹ جائے گا۔

ولا حسن ودمرة في التباذل.

پھر ایسا وقت آئے گا کہ کبھی لگا ہی نہیں کہ ہم کبھی مل بیٹھے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے بھائی کا انتقال ہوا (عبدالرحمٰن بن ابوبکر) تو حضرت عائشہؓ نے دو شعر پڑھے۔

جزیمہ میں ایک بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے دو وزیر تھے۔ بڑا لمبا عرصہ ان کی وزارت چلی۔ ۳۰، ۴۰ برس تو ایسا ہوگیا تھا کہ جیسے جدا ہی نہیں ہوں گے۔ پھر ان میں سے ایک مر گیا تو اس پر اس کے دوسرے نے شعر کہے تھے تو اس نے دو شعروں کو پڑھا

كنا كندماني جذيمة حقبة

من الدهر حتى قيل لن يتصدعا

فلما تفرقنا كأني ومالك

لطول اجتماع لم لبث ليلة معا

میں اور عبدالرحمٰن میرا بھائی ایسے تھے...... جیسے جزیمہ بادشاہ کے دو وزیر کہ...... جنہیں کہا جاتا تھا کہ کبھی جدا ہی نہ ہوں گے...... لیکن جب میں اور ہو جدا ہوئے تو...... ایسا لگا جیسے کبھی مل بیٹھے ہی نہ تھے۔

ولا حسن ودمرة في التبادل

ایسا ہوگا جیسے کبھی آیا ہی نہیں تھا۔

جس نے راتوں کو جاگ کر اپنی اولاد کے لئے کیا کچھ نہیں کیا اور اپنی خواہشات کو ختم کر دیا اپنی خواہشات کے جنازے نکال کر اولاد کے لئے کیا جمع کر کے گیا۔ انہیں یہ بھی پتہ نہیں ہوگا کہ ہمارے باپ کی قبر کہاں ہے؟

تو تیسرا بھائی بولا:

فقال امرء منهم انا الاخ لا ترا.

اے میرے بھائی! میں ان دو جیسا نہیں ہوں...... کہ پیسہ تو موت پر ساتھ چھوڑ جائے اور رشتہ دار قبر تک جائیں اور واپس آجائیں...... نہیں میں ایسا نہیں ہوں۔

اخالك مثلي عند كرب الزلازل

جب تیرے موت کے زلزلے شروع ہوں گے تو میں ان زلزلوں کو کم کرنے میں تیری مدد کروں گا۔ جب تو قبر میں آئے گا تو میں تیرا استقبال کروں گا۔

ہاں! اور جب منکر نکیر سوال کو آئیں گے تو میں درمیان میں آڑے آجاؤں گا۔ اور تیری طرف سے میں تیرا دفاع کروں گا۔ منکر نکیر کو تیرے قریب نہیں آنے دوں گا۔ جو زمین کو چیرتے ہوئے آتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے شرارے نکلتے ہیں۔ ہاتھوں میں ایک گرز ہوتا ہے جسے ساری دنیا مل کر اٹھا نہیں سکتی۔ تب میں تیرا ساتھی بنوں گا۔

اجادل عنك القول رجع التجادل

میں جھگڑا کر کے تیری طرف سے جواب دوں گا۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب حافظ قرآن کو قبر میں رکھا جاتا ہے جو عمل والا ہو۔ حافظ قرآن تو جب منکر نکیر آتے ہیں تو ایک دم ایک خوبصورت نوجوان قبر میں نمودار ہوتا ہے۔ منکر نکیر اور اس حافظ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور ان کو آگے نہیں بڑھنے دیتا تو یہ حیران ہوتا ہے کہ بھائی یہ کون ہے؟ تو کہتا ہے گھبراؤ مت میں تیرا قرآن ہوں۔ جو تیرے سینے میں تھا۔

ہاں! ڈاکٹر کی ڈگری ختم، انجینئر ختم، تاجر ختم، زمینداری ختم، حافظ جی یہاں بھی کام دے رہے ہیں۔ اب میں تیرا ساتھی ہوں، وہ منکر نکیر کہتے ہیں تمہیں کس نے بھیجا ہے۔ ہمیں اس سے سوال کرنے دو۔

وہ کہتا ہے جس نے تمہیں بھیجا ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ میں وہ قرآن ہوں جسے کبھی یہ رات کو پڑھتا تھا۔ کبھی دن کو پڑھتا تھا میں اس کی طرف سے جواب دوں گا۔

جب صحابیؓ نے یہ شعر ختم کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی اور سارے صحابہ کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ اور سب رو رو کے برے حال میں تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

عش ما شئت فانک میت.

اے نبی! جتنی زندگی چاہے لے لیجئے مگر موت آپ پر بھی آئے گی۔

واحب من شئت فانک مفارقه

اور آپ کس چیز سے محبت کرتے ہیں؟ جس سے بھی محبت کر لیجئے یقیناً ایک دن آپ کو جدا ہونا پڑے گا۔ جدائی یقینی ہے دنیا میں وصال نہیں ہے، دنیا میں فراق ہے۔

امیہ بن خلف آیا یا عاص بن وائل آیا یا ولید بن مغیرہ آیا تین قول ہیں۔ ہاتھ میں پرانی ہڈی تھی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی پھر اسے مسلا پھر ہوا میں اڑا دیا اور کہنے لگا۔

اتزعم ان ربک یحی هذه وهی رمیم

کیا کہتا ہے تو اے محمد! تیرا رب اسے بھی زندہ کرے گا۔ حالانکہ یہ بکھر گئی۔

اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو اتارا۔

وضرب لنا مثلا ونسی خلقه ،قال من یحی العظام وحی رمیم، قل یحیها الذی انشاها اول مرة، وهوبکل خلق علیم.

میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔ مجھے مثالیں دیتا ہے اور کہتا ہے اس ہڈی کو کون زندہ

کرے گا؟ اے میرے نبی! اسے کہو تو وہ وقت یاد کر جب تو کچھ بھی نہیں تھا۔

هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا.

وہ دن یاد کر جب تو کچھ بھی نہیں تھا اور میں نے تمہیں عدم سے وجود بخشا۔

من نطفة...... ایک نطفے سے...... من ماء مهين ...... ناپاک پانی سے......

من نطفة امشاج ...... مرد عورت کے پانی سے...... من سلالة من طين

...... کھنکتی ہوئی مٹی سے۔

جب میں نے تمہیں عدم سے وجود دیا تو میں تیرے ذرات کو بھی جمع کر سکتا ہوں اور تجھے جمع کروں گا اور کھڑا کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن لے اے عاص! اللہ اس ہڈی کو بھی جمع کرے گا اور اسے بھی زندہ کرے گا اور تجھے بھی زندہ کرے گا اور تجھے جہنم کا عذاب چکھائے گا۔

سیدۂ جنت جب جنت کو چلیں

حضرت فاطمہؓ کا جب انتقال ہونے لگا تو آپؓ بیمار تھیں۔ حضرت علیؓ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اپنی خادمہ کو بلا کر فرمایا۔ میرے لئے پانی تیار کر پانی تیار کیا پھر فرمایا مجھے غسل کروا، غسل کروایا پھر اس کے بعد کپڑے پہنے پھر فرمایا میری چارپائی درمیان میں کر دے۔ انہوں نے چارپائی کو درمیان میں کر دیا۔ پھر لیٹ گئیں اور قبلے کی طرف منہ کر لیا پھر فرمایا اب میں مر رہی ہوں۔ میرا غسل ہو چکا ہے۔ خبردار! میرے جسم کو کوئی نہ دیکھے۔ بس یہی میرا غسل ہے اور یہ کہہ کر انتقال فرما گئیں۔

حضرت علیؓ آئے تو دیکھا کہانی ختم ہو چکی ہے۔ چوبیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا تو ان کی خادمہ نے قصہ سنایا تو فرمایا اللہ کی قسم ایسا ہی ہوگا جیسے فاطمہؓ کہہ گئیں۔ جب قبر میں دفن کر دیا لوگ بھی کھڑے ہوئے ہیں اب ایک منظر قائم کیا آواز دی۔ یا فاطمہ! وہ تین مرتبہ آواز دی۔ کوئی جواب نہ آیا پھر شعر پڑھے۔ (جن کا ترجمہ یہ ہے)

یہ فاطمہ کو کیا ہوا؟ یہ تو میری ایک پکار پر تڑپ کے اٹھ جاتی...... آج میری صدا صدائے بازگشت بن چکی ہے اور جواب نہیں آ رہا...... یہ جواب کیوں نہیں آ رہا اے محبوب!

صرف قبر میں جاتے ہی ساری محبتیں بھول گئے......

ہاں کوئی کب تلک ساتھ رہتا ہے، آخر ٹوٹ ہی جاتے ہیں...... میں نے انہی ہاتھوں سے اپنے محبوب نبیؐ کو دفن کیا...... آج انہی ہاتھوں میں سے میں نے فاطمہؓ کو گم کر دیا، مٹی میں کھو دیا...... مجھ پر یہ بات کھل گئی کہ یہاں کسی کی دوستی سلامت نہیں رہ سکتی...... اور ایک دن مجھ پر بھی یہ رات آنے والی ہے...... جس دن میرا بھی جنازہ اٹھ جائے گا تو رونے والوں کا رونا میرے کس کا؟

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے جا رہے تھے تو ایک قبر دیکھی فرمایا یہ ہے نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی قبر (جب طوفان آیا سارے مر گئے تین بیٹوں سے پھر نسل چلی سام، حام اور یافث) ہم سارے سام کی اولاد ہیں، تو انہوں نے کہا یہ سام کی قبر ہے، لوگوں نے کہا یا نبی اللہ اس کو زندہ کریں۔ کیونکہ ان کے کہنے سے اللہ زندہ فرما دیتے تھے۔

انہیں حکم دیا وہ زندہ ہو کے قبر سے باہر آ گئے۔ کوئی بات چیت فرمائی کہا واپس چلا جا۔ کہا اس شرط پر دوبارہ واپس جاتا ہوں کہ مجھے دوبارہ موت کی تکلیف نہ ہو کہ موت کا درد آج بھی میری ہڈیوں میں موجود ہے۔ اس کے لئے کوئی پین کلر (درد مٹانے والی گولی) نہں ہے۔ سوائے تقویٰ اور توکل کے، سوائے اللہ کی پاک بندگی کے، کتنا بڑا احادثہ ہے جو ہر مرد و عورت پر آنے والا ہے اور کتنی بڑی غفلت ہے کہ سب سے بڑے حادثے کا ہم نے کبھی تذکرہ نہیں کیا کہ موت کے لئے کیا کیا جائے قبر کے لئے کیا کیا جائے......؟

اس چھوٹے سے گھر کو سجانے کے لئے سارا دن منصوبے بناتے ہیں۔ جہاں رہنا ہے اور وہیں سے اٹھنا ہے اس کو بھی تو سجانے کے لئے کچھ سوچا تھا کہ وہ گھر بھی ہمارا ہے وہ دن بھی آنے والا ہے۔

بیت الوحشة ، بیت الغربة، بیت الوحدہ.

بیت الدود جو خود کہتی ہے قبر...... میں کیڑوں کا گھر ہوں...... میں وحشت کا گھر

ہوں...... میں تنہائی کا گھر ہوں...... میں ظلمت کا گھر ہوں......

جب وہ مارنے پر آتا ہے تو بند کمروں میں موت آ کے لے جاتی ہے...... خواب گاہوں سے موت اٹھا کر لے جاتی ہے اور حفاظتی پہروں میں موت اچک لیتی ہے...... کبھی موت کا بھی کسی نے راستہ روکا ہے......؟

حجاج بن یوسف نے کہا سعید بن جبیرؓ سے ابھی تیرا سر اڑانے لگا ہوں۔ کہنے لگے تجھے اگر موت کا مالک سمجھتا تو تجھے ہی معبود بنا لیتا۔ میرا رب فیصلہ کر کے فارغ ہو چکا ہے کہ مجھے کب مرنا ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے مردوں کی باتیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بستی سے گزر ہوا۔ دیکھا تو سب برباد ہوئے پڑے تھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان پر اللہ کے عذاب کا کوڑا برسا ہے۔

فصبّ علیھم ربک سوط عذاب. ان ربک لبالمرصاد.

تیرے رب کے عذاب کا کوڑا برسا ہے

میرے بھائیو! آج کے کفر پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا کیوں نہیں برس رہا کہ آج کھرا اسلام دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ آج کھرے کلمے والے کوئی نہیں ہیں جس زمانے میں جس وقت میں ماضی میں مستقبل میں حال میں جب بھی یہ کلمے والے حقیقت والا کلمہ سیکھ لیں گے تو اللہ کے عذاب کا کوڑا بڑی سے بڑی مادی طاقت پر برسے گا۔ چاہے وہ ایٹم کی طاقت ہو، چاہے وہ تلوار کی طاقت ہو، چاہے وہ حکومت کی طاقت ہو اللہ کے عذاب کا کوڑا برسے گا۔ جب کلمے والے وجود میں آئیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے یہ سب اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں اور آپ کو یہ پتہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی آواز پر مردے زندہ ہوتے تھے۔ آپ نے ندا کی:

یا اھل القریۃ! اے بستی والو!

جواب آیا: **لبیک یا نبی اللہ لبیک.** ہم حاضر ہیں اے اللہ کے نبی ہم حاضر ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

ماذا جنایتکم وما ذا سبب هلاککم.

تمہارا گناہ کیا تھا اور تمہیں کس سبب سے ہلاک کیا گیا؟

آواز آئی: **حب الدنیا وصحبة طواغیت.**

ہمارے دو کام تھے جس کی وجہ سے ہم ہلاک ہوئے۔

۱۔ ایک تو دنیا سے محبت تھی۔

۲۔ دوسری طواغیت کے ساتھ صحبت تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

طواغیت کی صحبت سے کیا مطلب ہے......؟

آواز آئی: برے لوگوں کے ساتھ دیتے تھے، بروں کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔

پوچھا دنیا کی محبت سے کیا مطلب ہے......؟ آواز آئی:......

دنیا سے محبت اس طرح تھی **کالام لولدها** جیسے ماں اپنے اپنے بچے سے محبت کرتی ہے...... جب دنیا آتی تھی تو خوش ہوتے تھے۔ جب دنیا ہاتھ سے نکل جاتی تھی تو ہم غمگین ہو جاتے تھے۔ حلال حرام کا خیال کیے بغیر دنیا کماتے تھے اور جائز و ناجائز کی پرواہ کیے بغیر دنیا میں خرچ کرتے تھے۔ کمائی میں حلال حرام کو نہیں دیکھتے تھے اور خرچ کرنے میں بھی جائز و ناجائز کو نہیں دیکھتے تھے۔ اس پر ہماری پکڑ ہوئی...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:...... پھر تمہارے ساتھ کیا ہوا؟...... آواز آئی:

بتنا بالعافیة واصبحنا فی الهاویه ......

رات کو اپنے گھروں میں سوئے لیکن جب صبح ہوئی تو ہم سب کے سب ہاویہ میں پہنچ چکے تھے...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:......

وما هاویه...... یہ ہاویہ کیا ہے......؟

آواز آئی...... **سجین**...... یہ سجین ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا:

وما سجین...... یہ سجین کیا ہے؟......آواز آئی:......

کل جمرۃ منہا مثل اطباق الدنیا کلھا ودفنت ارواحنا فیہا.

اے اللہ کے نبی! سجین وہ قید خانہ ہے جس کا ایک ایک انگارہ ساتوں زمینوں کے برابر بڑا ہے اور ہماری ارواح کو اس میں دفن کر دیا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

تم ہی ایک بول رہے ہو دوسرے کیوں نہیں بولتے؟......

آواز آئی: اے اللہ کے نبی! تمام لوگوں کو آگ کی لگام چڑھی ہوئی ہیں وہ نہیں بول سکتے۔ میرے منہ میں لگام نہیں۔ میں اس لئے بول رہا ہوں......

فرمایا: تو کیوں بچا ہوا ہے؟......

کہنے لگا میں ہاویہ کے کنارے پر بیٹھا ہوں اور میرے منہ پر لگام بھی نہیں ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ میں ان کے ساتھ تو رہتا تھا لیکن ان جیسے کام نہیں کرتا تھا۔ ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے میں بھی پکڑا گیا۔ اب میں کنارے پر بیٹھا ہوں لیکن لگام نہیں چڑھی۔ پتہ نہیں نیچے گرتا ہوں، یا اللہ اپنے کرم سے مجھے بچاتا ہے۔ مجھے اس کی خبر نہیں ہے۔

اللہ کے واسطے میری فریاد سنو! کہاں جا رہے ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ ادھر منزل نہیں ہے۔ یہ راستہ خوفناک صحرا کی طرف جاتا ہے۔ خوفناک غاروں کی طرف جاتا ہے۔

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں

بھائیو! اندھوں کے حوالے مت کرو اپنے آپ کو۔ اس بینا کے حوالے کرو جو زمین پر بیٹھ کر عرش کی تحریر پڑھتا ہے۔ جنت کو دیکھتا ہے جہنم کو دیکھتا ہے، اس کا درد دیکھو اس کا رونا دیکھو۔

محمود غزنوی دنیا کا نمبر دو فاتح ہے۔ جس نے دنیا میں سب سے زیادہ فتوحات کیں۔ محمود غزنوی نے محل بنایا، بڑا عالی شان، اس شہر کا تاجر چند کروڑ چند ارب کے دائرے میں ہی گھوم رہا ہوگا۔ وہ محمود غزنوی ہے جس کے سامنے دنیا کے خزانے سمٹ چکے ہیں۔ محل بنایا بڑا خوبصورت، بڑا عالی شان، ابھی شہزادہ تھا۔ باپ زندہ تھا تو باپ کو کہا ابا

جان میں نے گھر بنایا ہے۔

ذرا آپ معائنہ تو فرمائیں، اس کا والد سبکتگین بہت نیک سپاہی تھا۔ اللہ نے بادشاہ بنادیا۔ اوقات یاد تھی، آیا محل حسین، حسن و جمال، نقش و نگار کا نمونہ، لیکن ایک لفظ نہیں کہا کہ کیسا خوبصورت ہے۔ کیسا عالی شان ہے۔

محمود غزنوی دل ہی دل میں بڑے غصے میں تھا۔ میرا باپ کیسا بے ذوق ہے۔ ایک لفظ بھی داد نہیں دی کہ ہاں بھائی بڑا اچھا ہے۔ خاموش جب باہر نکلنے لگے تو اپنے خنجر کو نکالا دیوار پر جو ایسا زور سے مارا کہ دیوار پر نقش و نگار تھے وہ سارے ٹوٹ گئے۔ کہنے لگا بیٹا تو نے ایسی چیز پر محنت کی ہے جو خنجر کی ایک نوک برداشت نہیں کر سکتی۔ تجھے مٹی اور گارے کو خوبصورت بنانے کے لئے اللہ نے نہیں پیدا کیا۔ اس دل کو بنانے کے لئے اللہ نے تجھے پیدا کیا ہے۔

چنگیز خان نے ساری دنیا فتح کی، دنیا کا سب سے بڑا فاتح ہے چنگیز خان، دوسرے نمبر پر محمود غزنوی، تیسرے نمبر پر ہے تیمور لنگ اور چوتھے نمبر پر ہے سکندر یونانی۔ ساری دنیا فتح کر لی اور ستر برس خبیث کو گزر گئے لڑائیاں لڑتے لڑتے تو اب اس کو خیال آیا کہ عمر تو گذاری لڑائی لڑتے لڑتے۔

جب حکومت کا دور آیا تو زندگی کی ڈور لپٹ چکی ہے تو سارے حکیموں کو بلایا۔ ساری دنیا کے طبیب اکٹھے کئے مجھے بتاؤ میری زندگی کیسے بڑھ جائے؟ حکومت تو میں نے اب کرنی ہے۔ پہلے تو لڑتے ہی گزر گئی۔ حکومت تو اب کرنی ہے۔ مجھے بتاؤ جس سے میری زندگی بڑھ جائے۔ انہوں نے کہا خاقان اعظم زندگی تو ہم ایک پل بھی نہیں بڑھا سکتے۔ جو ہے وہ صحت سے گزر جائے اس کے اسباب بتا سکتے ہیں۔

۷۴ سال کی عمر میں مر گیا۔ صرف چار برس اس لعنتی کو اللہ نے مہلت دی۔ کھوپڑیوں کے ڈھیر لگا دیے۔ لاکھوں انسانوں کو تہ تیغ کر دیا اور خود چار برس بھی حکومت نصیب نہ ہوئی۔ تو کوئی چاہتا ہے ایسے گھر میں میں مر جاؤں، جھونپڑے والا بھی نہیں چاہتا میں مر جاؤں۔

کتنے کتنے گھر اجاڑے موت نے

تو یہاں رہنے والا کیسے چاہے گا میں مر جاؤں؟ لیکن

کل نفس ذائقة الموت. این ما تکونوا یدرکم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ.

''بھاگو! کہاں تک بھاگو گے۔ یقیناً تمہیں موت کا سامنا کرنا ہے یہ کتنا بڑا حادثہ ہے''۔

کہا: ایک ہنستی کھیلتی زندگی ایک دم مٹی کے ڈھیر میں تبدیل ہو جاتی ہے اور پھر تہہ خاک ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ ہڈیاں منتشر ہو جاتی ہیں۔ ایسے خوبصورت چہرے جنہیں کیڑے کھا جاتے ہیں وہ آنکھیں جو چشم آہو سے تعبیر کی جاتی تھی ان پر کیڑے چل رہے ہوتے ہیں وہ جسم جو ہاتھ لگانے سے میلا ہوتا تھا وہ کیڑوں کی غذا بن چکا ہوتا ہے اور وہ جسم جو ہزاروں لاکھوں قیمتی کپڑوں سے سجایا جاتا تھا آج اسی سے ایسی بدبو پھیل رہی ہے کہ قبر کا تھوڑا سا سوراخ کر دیا جائے تو سارے قبرستان میں بدبو ہی بدبو پھیل جاتی ہے۔

واثق باللہ ایسا جابر بادشاہ تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کوئی بات نہیں کرسکتا تھا۔ ایسا قہر برستا تھا اس کی آنکھوں سے اور جو موت نے جھٹکا دیا سکرات کا جھٹکا لگا تو ایک دم ہاتھ آسمان کو اٹھے۔

یامن لایزال ملکه ارحم من زال ملکه ......

اے وہ ذات! جس کے ملک کو زوال نہیں۔ اس پر رحم کھا، جس کا ملک زائل ہو گیا۔

اور ہاں! جن آنکھوں میں کوئی آنکھیں ڈال کے نہیں دیکھ سکتا۔ مرنے کے بعد جو انہوں نے سر پر چادر ڈال دی تو تھوڑی دیر بعد اس کی حرکت محسوس ہوئی۔ چادر کے نیچے چہرے کے مقام پر یہ کیا؟ کیسی حرکت ہے؟ چادر اٹھا کے دیکھا تو ایک چوہا اس کی دونوں آنکھیں کھا چکا تھا۔

عباسی محل میں چوہے آ جائیں جس کے محل میں ۳۸ ہزار پردے لٹکے ہوئے تھے

جن میں سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اور ہیرے وہاں ایسے لٹکائے جاتے تھے جیسے انگور کے گچھے لٹکائے جاتے ہیں۔ وہاں تو چیونٹی کا گزر بھی مشکل سے ہوتا تھا۔ یہ چوہا کہاں سے آ گیا؟ اور اس کی خوابگاہ میں یہ کہاں سے آیا ہے؟ یہ اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔ جو یہ بتانے کے لئے آیا ہے کہ جن آنکھوں سے یہ قہر برستا تھا ستم سب دیکھ لو کہ سب سے پہلے انہی آنکھوں کو چوہے کے سپرد کر دیا اور آگے جو قبر میں ہونے والا ہے وہ اگلی کہانی ہے۔ اس کے علاوہ ہے کہ آگے اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

کوئی نہیں جانا چاہتا۔ یک دم ایک دم ادھر سے موت شکار کرتی ہے۔ ادھر سے اٹھا کے لے جاتی ہے، ادھر سے اٹھا کے لے جاتی ہے۔

اب تو ہمارا جی لگ چکا ہے، اب ہم جانا نہیں چاہتے۔ پہلے ہم آنا نہیں چاہتے تھے، چاہت کیا؟ پہلے ہم تھے ہی نہیں ہم آئے، اب ہم جانا نہیں چاہتے اور پھر دائیں بائیں چاروں طرف سے ہے۔

ترو عنی الجنائز کل یوم

ویحزننی بکاهن احاطی

چاروں طرف سے رونے والیوں کی آوازیں، وہ دل کو ہلاتی ہیں، کبھی ہلایا کرتی تھیں، اب تو گھر میں موت ہو تو کسی کا دل نہیں ہلتا، ایسے پتھر ہو گئے قبرستان میں ٹیلی فون پر سودے کر رہے ہوتے ہیں۔ قبرستان میں قبرستان کے اندر ٹیلی فون پر سودے کر رہے ہیں ایسی دلوں پر آ گئی سختی اور ساتھی کو دفن ہوتا دیکھ کر بھی موت یاد نہیں۔

مرنے کے بعد لاش میں حرکت

سلیمان بن عبدالملک بڑا خوبصورت تھا۔ وہ ایک وقت میں چار نکاح کرتا تھا۔ چار دن کے بعد چاروں کو طلاق دے کر چار اور کرتا تھا۔ پھر ان کو طلاق دے کر چار اور کرتا تھا۔ باندیاں الگ تھیں لیکن ۴۵ سال کی عمر میں مر گیا۔ چالیس سال بھی پورے نہیں کیے۔ دنیا میں کتنی عیاشی کی اس کے مقابل عمر بن عبدالعزیز ہیں ۴۱ سال ان کے پورے بھی نہیں ہوئے لیکن اس نے اللہ کو راضی کرنا شروع کر دیا۔ اب دیکھئے کہ جب سلیمان کو قبر میں رکھے

لگے تو اس کا جسم ہلنے لگا تو اس کے بیٹے ایوب نے کہا میرا باپ زندہ ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا:

عجل الله باعقوبة

بیٹا: تیرا باپ زندہ نہیں ہے۔ عذاب جلدی شروع ہو گیا ہے، جلدی دفن کرو۔
حالانکہ ظاہری طور پر سلیمان بن عبدالملک بنو امیہ کے خوبصورت شہزادوں میں سے تھا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو قبر میں اتارا اور چہرے سے کپڑے کو ہٹا کر دیکھا تو چہرہ قبلہ سے ہٹ کر دوسری طرف پڑا تھا اور رنگ کالا سیاہ ہو گیا تھا۔
قبر کے کیڑے نے جو چھوڑا تو قبر کی گرمی نے ہڈیوں کو بھی گلا دیا۔ اس کی راکھ بنا دی۔ وہ خوبصورت چہرہ وہ حسین آنکھیں، ایک حدیث میں آتا ہے میرے بندے دنیا کو ہوس کی نظر سے مت دیکھ سب سے پہلے قبر میں کیڑا جس چیز کو کھاتا ہے وہ تیری آنکھ ہے۔
آنکھ کو بے حیا نہ بنا، یہ آنکھیں اس لئے نہیں ہیں کہ تو اوروں کی بیٹیاں اور بیویاں دیکھے اور نادانوں کے بنائے ہوئے محل دیکھ کر چند سانس چند گھنٹے، چند گھڑیاں، چند ہفتوں کے لئے کروڑوں کے گھر بنا کر بیٹھا ہوا ہے۔ کروڑوں کے بنگلے بنا کر بیٹھا ہوا ہے، ان سے بڑا نادان بھی کوئی ہے؟ جو گرتی ہوئی شاخ پر آشیانہ بنائے جو ٹوٹی ہوئی دیواروں پر گھر کی بنیاد رکھے۔ جو ایسے جہاں سے دل لگانے کی کوشش کرے جو مچھر کا پر اور دھوکے کا گھر ہے اور مٹی والا گھر ہے، مکڑی کا جالا ہے اور جس کے پل کا بھی بھروسہ نہ ہو۔

اسی دنیا نے ہر ایک سے بغاوت کی، یہ غدار دنیا، یہ بے وفا دنیا، نہ میرے باپ کے پاس رہی، نہ میرے پاس رہے گی۔ آج ہم اس ٹوٹ جانے والے گھر پر سب کچھ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب جنازہ قبر میں ڈلے گا، کیڑے کھائیں گے قبر کی تپش اس کے گوشت کو گلائے گی۔ اس کی ہڈیوں کا چورا کرے گی پھر ایک دن زمین انگڑائی لے گی نیچے کا اوپر اور اوپر کا نیچے اور اوپر سے ظالم ہوا آئے گی۔ اس شہزادے کی ہڈیوں کی راکھ کو اڑا کر گم کر دے گی جیسے یہ پہلے کچھ نہ تھا۔ آج پھر کچھ نہ رہا۔

یہ میرا ہے یہ تیرا ہے یہ کر لیا ہے یہ کر رہا ہوں۔ میرے بھائیو! یہ ساری زندگی کی

محنت جب موت سے ضرب کھائے گی تو نتیجہ صفر ہو جائے گا تو اس کی تیاری کرو جدھر ہر لمحہ ہمارا سفر جاری ہے۔

قبر میں بچھو

من مات فقد قامت قیامته

جو مرتا ہے اس کی قیامت تو آ جاتی ہے۔ ایک قیامت اس کائنات کی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعتدال سے چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ ہمارا مذہب رہبانیت نہیں سکھاتا کہ دنیا چھوڑ کر بیٹھ جاؤ!

میرے اپنے قریبی گاؤں کا واقعہ ہے۔ وہاں ایک زمیندار مر گیا اس کے لئے قبر کھودی گئی تو قبر کالے بچھوؤں سے گھر گئی۔ اسے بند کر کے دوسری قبر کھودی گئی لحد بنائی تو وہاں پر بھی کالے بچھوؤں سے قبر بھر گئی۔ تین قبریں بنیں تو تینوں قبروں کا یہی حال ہوا۔ یہ زمین کے بچھو نہیں ہیں بلکہ یہ اس کی بداعمالیوں کے بچھو ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی پردہ اٹھا کر دکھلاتا ہے۔ اسی طرح ہم سب سے اللہ کہتا ہے کہ ذرا سنبھل کے چل، سب سے بڑا محسن دنیا کا اس وقت کون ہے جو ان کو دوزخ سے بچا لے وہ محسن نہیں ہے کہ روٹی پر لڑا دیں، زمین پر لڑا دیں، کپڑے پر لڑا دیں، محسن ہے جو دنیا والوں کو دوزخ سے بچا لے۔ تبلیغ دنیا کو جہنم سے بچانے کی محنت کا نام ہے۔ یہ ہمارے نام لکھوانے سے لازم نہیں۔ ختم نبوت کا عقیدہ دل میں پکڑا تو ساتھ ہی تبلیغ ذمہ ہو گئی۔ اگر ہمارے ذمہ نہیں مسلمان کے ذمہ نہیں تو پھر آپ بتا دو کس کے ذمہ ہے؟

میں میانی شریف قبرستان گیا۔ ایک ساتھی کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے۔ ایک قبر نے مجھے روک لیا۔ ایسی شکستہ اور ایسے برے حال میں کہ میں نے کہا شاید اس کو سب نے ہی بھلا دیا۔ کوئی یہاں آتا ہی نہیں حالانکہ میرا اس سے کیا واسطہ؟ لیکن ایمانی رشتہ ہے جو ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان سے ہے تو میرے قدم رک گئے اور میں قبر کو دیکھنے لگا کہ یا اللہ اس طرح بھی انسان مٹ جاتے ہیں۔ پھر میں نے قریب ہو کر اس کے کتبے کو پڑھا تو لکھا ہوا تھا ''رستم ہند'' میرے آنسو نکل پڑے کہ یہ رستم ہند کی قبر ہے۔ تاریخ پیدائش ۱۸۴۴ء، اور

۱۹۰۸ تاریخ وفات لکھی تھی۔ مجھے اپنے ساتھی کی فاتحہ بھول گئی اور میں نے اس کی قبر پر فاتحہ شروع کر دی اس کی قبر پر کوئی آتا ہی نہیں ہوگا۔ یہ بے چارا کس حال میں پڑا ہوگا۔

میرے بھائیو اور بہنو! ہم کب تک اپنے جسم و جان کے ساتھ وفا کریں گے؟ تو اللہ تعالیٰ سے وفا کر لیں۔ وفا کرنا انسان کی سرشت ہے۔ بے وفائی کرنا بھی انسان کی سرشت ہے۔ انسان بے وفا بھی ہے با وفا بھی ہے۔ اگر اللہ سے وفا ہو جائے گی تو نفس وشیطان کے بے وفا بن جائیں گے۔ پھر مزے ہی مزے ہوں گے اور اگر اللہ کے بے وفا ہو گئے پھر شیطان و نفس کے وفادار بنیں گے۔ پھر مصیبت ہی مصیبت ہے۔ آج ہر گھر بجلی کے قمقموں سے روشن ہے لیکن دل کالی رات سے زیادہ تاریک ہے۔ مصنوعی قہقہے گونجتے ہیں مگر دل ان کے خون کے آنسو روتے ہیں۔ چہرے ان کے چمکتے ہیں پر اندر ان کے ویرانی ہے۔ لباس ان کے زرق برق ہیں پر اندر ان کے خاک آلودہ ہیں۔ کوئی اندر اتر کے دیکھ نہیں سکتا۔

آج کی دنیا اور آج کی انسانیت کتنی دکھی انسانیت ہے۔ کیونکہ اللہ کے بے وفا ہو گئے تو اللہ کیا کہہ رہا ہے۔

ارے! مٹ جانے والی بھی کوئی سلطنت ہوتی ہے۔ ڈوب جانے والا بھی کوئی عروج ہوتا ہے، جس زندگی کو موت کھائے وہ بھی کوئی زندگی ہے۔ جس جوانی کو بڑھاپا کھا لے وہ بھی کوئی جوانی ہے۔ جس خوشیوں کو غم نگل جائیں وہ بھی کوئی خوشیاں ہیں، جس مال پر فقر کا ڈوہو وہ بھی کوئی مال ہے،، جس صحت کے پیچھے بیماریاں ہوں وہ بھی کوئی صحت ہے۔ جس محبت کے پیچھے نفرتیں ہوں وہ بھی کوئی محبت ہے اور جن گھروں نے اجڑ جانا ہو جہاں مٹی کے ڈھیر بن جانے ہوں جہاں مکڑیوں کے جالے تن جانے ہوں۔

کتنے تن بچھاڑے موت نے

کل بیت وان قالت سلامتها یوما ستدرکه النقباء والجب

بڑے بڑے محل ذرا جا کے دیکھو تو سہی! آج وہاں مکڑیوں کے جالے ہیں۔ مینڈکوں کا گھر ہے، چوہوں کا گھر ہے، مکڑیوں کا راج ہے اور اس پہ راج کرنے والوں کو

آج کیڑے کھا گئے اور ان کیڑوں کو اگلے کیڑے کھا گئے اور وہ کیڑے بھی مر کر مٹی ہو گئے اور ان کی قبریں اکھیڑی دی گئیں۔ دنیا کا فاتح اعظم چنگیز خان ہے۔ کوئی اس کی قبر تو بتا دے؟ فاتح اعظم چنگیز خان کی آج قبر نہیں ہے۔ دنیا ہماری محنت کا میدان نہیں ہم تو اللہ کا گیت گاتے ہیں۔

یہ تھانہ گودو پہلوان مرحوم، یہ رائیونڈ آیا ہے۔ میں رائے ونڈ میں پڑھتا تھا یہ وہ شخص تھا جس نے سارے عالم کو چیلنج کیا اور کوئی اسے گرا نہ سکا۔ تو میں نے جب اسے دیکھا تو نہ یہ کھڑا ہو سکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا، اسے سہارے سے اٹھایا گیا سہارے سے بٹھایا گیا۔ تو زبان حال نے اکھاڑے میں آ کے اعلان کیا جسے کوئی نہ ہرا سکا اسے وقت کے بے رحم پہیے نے لیل ونہار کی گردش نے ایسا چت کیا کہ اٹھنے کے قابل نہیں رہا۔

یہاں موت کا رقص جاری ہے ہر قدم پر زندگی شکست کھا رہی ہے اور مسلسل شکست کھا رہی ہے۔ ہر قدم پر موت جیت رہی ہے۔

فلو لا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون ونحن اقرب الیه منکم ولکن لا تبصرون فلو لا ان کنتم غیر مدینین ترجعونها ان کنتم صدقین

جب موت پیچھے کاڑتی ہے، وہ سکندر تھا یا چنگیز تھا، وہ دارا تھا یا ہلاکو تھا، تیمور تھا یا محمود تھا، ذوالقرنین تھا یا دانیال تھا، سب نے اس کے ہاتھوں شکست کھائے، خاک میں خاک ہو گئے۔

مصطفی زیدی ایک ڈپٹی کمشنر مر گیا تھا اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ میں اس وقت لاہور میں پڑھتا تھا۔ اس وقت کی بات ہے تو اخبار والے نے لکھا:

وہ مصطفی زیدی جو جہاں سے گزرتا تھا خوشبوؤں کے ہالے ساتھ لے کر گزرتا تھا۔ آج جب اس کی قبر کو کھولا گیا تو سارے قبرستان میں اس کے جسم کی بدبو سے کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا۔

جس انسان کا انجام ایسا ہونے والا ہو کچھ تو سوچنا چاہیے ناں۔ ہمارے دن

رات کے کیا مسائل ہیں، بچوں کو پڑھائی، گھر کی روٹی، سالن، کپڑے اور زیور اور موت تک کی ضروریات، ساری طاقت اس پر لگ رہی ہے، ہاں یہ تو بڑے آسان مسئلے ہیں۔ ماں باپ ساتھی ہیں، میاں بیوی ساتھی ہیں، اولاد ماں باپ کی ساتھی ہے، ماں باپ اولاد کے ساتھی ہیں، بیوی خاوند کا ساتھ دے رہی ہے، خاوند بیوی کا ساتھ دے رہا ہے۔ لیکن وہ وقت جب میری اولاد میرے سامنے مجھے بچا نہیں سکتی، ڈاکٹر کھڑے ہوتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اب تو اللہ ہی کرے گا اور سانس اکھڑ رہا ہے اور جان نکل رہی ہے اور جو نظر آتا تھا وہ غائب ہو گیا اور جو غائب تھا نظر آ گیا۔ فرشتے نظر آنے لگے اور گھر بار غائب ہونے لگے۔ یہ وہ وقت ہے جب مجھے ضرورت ہے کہ میری کوئی مدد کرے یہاں جو چیز کام دے گی وہ اصل وفا کی چیز ہے۔ اٹھتے جنازے دیکھو جو پکار پکار کر کہتے ہیں کہ یہ دنیا آباد ہونے کے لئے نہیں برباد ہونے کے لئے ہے ہنسنے کا مقام نہیں رونے کا مقام ہے۔

دنیا کی کہانی یاد رہی اپنا افسانہ بھول گئے

یہ ٹوٹ جانے کا گھر ہے...... مٹ جانے کا گھر ہے...... لٹ جانے کا گھر ہے...... مٹ جانے والا سرمایہ ہے...... اس سے جس نے جی لگایا اور جس نے اس کے پیچھے آخرت کو ٹھکرا دیا وہ بازی ہار گیا، ہار گیا بازی...... آج کسی پر رونے والا کوئی نہ رہا...... آج کسی کو دفن کرنے والا نہیں رہا...... آج کسی کو کفن پہنانے والا کوئی نہ رہا...... آج کوئی مرنے والوں پہ ماتم کرنے والا نہیں...... آج جائیداوں کے چھن جانے پر کوئی کیس کرنے والا نہیں...... آج دربار موجود ہے درباری کوئی نہیں...... تخت موجود ہے تخت نشین کوئی نہیں...... شاہی موجود ہے، شاہ کوئی نہیں...... کاسہ گدائی موجود ہے گداگر کوئی نہیں...... تو کیا ہوگا؟ اس دن جن بچوں کی خاطر یہ جس نفس کی خاطر اللہ سے بغاوت کی کہ اٹھا نہیں جاتا، آیا نہیں جاتا، گرمی بڑی ہے، سردی بڑی ہے، اندھیرا بہت ہے...... کیا قبر کے اندھیرے یاد نہیں ہیں......؟ کیا قبر کی گرمی یاد نہیں ہے......؟ کیا جہنم کی آگ بھول گئے......؟ کیا جنت کی نعمتیں بھول گئے......؟ وہ اللہ کا کلام بھول گئے......؟ وہ اللہ کا دیدار بھول گئے......؟ وہ اللہ سے ملاقات بھول گئے......؟ وہ محبوب خدا کی محفل بھول گئے......؟ یہ کیسا اسلام ہے؟......

یہ کیسے پتھر دل ہیں جو کمانے میں ایسے مست ہوئے کہ ہوش نہیں اور جب اللہ بلائے تو ایسے غافل ہو جائیں نہ بوڑھے اور نہ جوان کو ہوش آئے، نہ کسی عورت کو ہوش آئے، نہ کسی مرد ہو ہوش آئے، نہ بازار بند ہوں گے۔

اللہ کو راضی کرنا اپنی زندگی کا کام بنالو

اللہ کو راضی کرنا اپنی زندگی کا کام بنالو۔ اللہ کو راضی کرنا اپنی زندگی کا مقصد بنالو۔ اللہ راضی ہو گیا تو سارے کام بن گئے، اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا تو سب برباد ہو جائے گا۔ یہ جہاں میں کچھ دن اللہ تعالیٰ دے دیتے ہیں۔ کچھ وقت کے لئے مل جاتا ہے، اللہ کافر کو بھی دیتا ہے، مسلمان کو بھی دیتا ہے۔ لیکن موت کے بعد بہت بڑی تباہی آنے والی ہے جس کو انسان برداشت نہیں کر سکتا۔

پہلے سوچ لینا!!!

یاابن آدم لا تتحمل سخطی ولا تطیق عذابی فتعصینی

میرے بندے! میری نافرمانی کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ تم میں طاقت نہیں کہ تیرا جسم آگ برداشت کر سکے، تم میں طاقت نہیں کہ میرے غصے کو برداشت کر سکے۔ گانے سننے سے پہلے سوچ لینا اس میں دوزخ کا پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ کسی کی بیٹی پر نظر اٹھانے سے پہلے سوچ لینا اس میں آگ کے کیل اتار دیے جائیں گے۔ سود کھانے سے پہلے سوچ لینا کہ پیٹ کے اندر سانپ اور بچھو ڈال دیے جائیں گے۔ پیٹ کے اندر سانپ چلے جائیں گے۔ اندر بچھو چلے جائیں گے جو سود کھانے والے کو اندر سے کاٹیں گے وہ باہر سے کاٹتا ہے تو چالیس سال تڑپتا رہتا ہے اور جس کے پیٹ کے اندر سانپ چلا جائے گا اس کا پیٹ ہو گا جیسے یہ پہاڑ ہے۔ اتنا بڑا پیٹ ہو گا وہ سانپ سے بھرا ہوا ہو گا وہ بچھوؤں سے بھرا ہوا ہو گا وہ اس کو کاٹیں گے اور اس کو بچانے والا کوئی نہیں ہو گا۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری ناراضگی میری نافرمانی کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ تم نے آنا تو میرے پاس ہی ہے۔

ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظلمون.

ان سے کہہ دو کہ میں غافل نہیں ہوں...... کن سے؟ نافرمانوں سے تو اللہ پکڑتا کیوں نہیں؟ کہا:

انما یوا خرھم لیوم تشخص فیه الابصار

میں انہیں مہلت دے رہا ہوں...... جس دن آنکھیں پھٹ جائیں گے۔ اس دن تک کے لئے مہلت ہے۔

علیؓ وفاطمہؓ کے گھر کو دیکھو

آج کے لوگ کماتے کماتے جب بال سفید ہو جاتے ہیں تو وہ اونچے بنگلے کھڑے کر کے اپنی ساری دولت کو برباد کر کے دکھاتے ہیں کہ ہم بڑے بن گئے۔ اللہ تعالیٰ جس کے مال کو برباد کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے مال کو مردود کرنے کا ارادہ کرتا ہے، اس کے مال سے بنگلے بنواتا ہے اور اس کے مال سے بڑے بڑے محل بنواتا ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ جس کے مال کو ٹھکراتا ہے۔ اسے گارے مٹی میں لگا کر محلات بنواتا ہے۔ صحابہؓ نے محلات نہیں بنائے۔ حضرت فاطمہؓ کا گھر کوئی نہیں تھا، حضرت علیؓ کا گھر کوئی نہیں تھا۔ حضرت عائشہؓ کا گھر کوئی نہیں تھا۔

لیکن ان کی محنت سے سارے عالم میں ایمان پھیل رہا تھا اور سارے عالم میں دین پھیل رہا تھا اور سارے عالم میں دین وجود میں آ رہا تھا اور ان کا یہ جذبہ بن گیا تھا کہ ہمیں تو بس اللہ کے نام پر مرنا ہے اور اللہ کے دین کو دنیا میں زندہ کرنا ہے۔ ہمارا کوئی کام نہیں ہے۔ بیٹوں کو کہتے تھے جاؤ بیٹا! اللہ کے نام پر مرو ہم بھی تمہارے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ مائیں کہتی تھیں جا بیٹا قربان ہو جا آج کسی ماں کا یہ جذبہ ہے کہ اس کا بیٹا اسے کے سامنے مرے؟ ہر ماں خواہ کتنی ہی گئی گزری کیوں نہ ہو وہ یہ کہتی ہے کہ میرا جنازہ میرا بیٹا اٹھائے۔ میرے سامنے میرا بیٹا نہ مرے لیکن صحابہ کی عورتیں وہ مائیں تھیں جن کا جذبہ تھا کہ ہمارے بیٹے قربان ہو جائیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے باپ اور عائشہؓ تیری ماں ہے

بخاری میں ہے صحابی بشیرؓ فرماتے ہیں میں اپنی ماں کے ساتھ ہجرت کر کے آیا والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اکیلا معصوم بچہ باپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوے میں چلے گئے۔ وہ وہاں شہید ہو گئے جب لشکر واپس آیا تو فرماتے ہیں میں اپنے باپ کے استقبال کے لئے مدینہ سے باہر ایک چٹان پر بیٹھ گیا کہ یہاں سے لشکر گزرے گا تو باہر نکل کر اپنے باپ کا استقبال کروں گا تو اسے کیا خبر کہ باپ کے ساتھ کیا ہو چکا؟ جب سارا لشکر گزر گیا اور باپ کو نہیں دیکھا (وہ شہید ہو گئے تھے)

تو چٹان سے اترے اور دوڑتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ آپ بھی کھڑے ہو گئے پوچھا یا رسول اللہ! میرے باپ نے کیا کیا تو حضرت بشیرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طرف منہ پھیر لیا میں رویا اور سامنے آیا تو میں نے پھر کہا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے باپ کا کیا بنا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں پانی بھر آیا اور آپؐ رونے لگے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹانگوں سے لپٹا اور رویا اور میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں رہی اور نہ باپ رہا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بشیرؓ کو اٹھا لیا اور سینے سے لگا لیا اور ارشاد فرمایا:

یا بشیر اما ترضی ان تکون عائشہ امک ونا ابوک (او کما قال)

بشیر کیا تو اس پر راضی ہے کہ اللہ کا رسول تیرا باپ بن جائے اور حضرت عائشہؓ تیری ماں بن جائے۔

تو حضرت بشیر فرمانے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں راضی ہوں میری مراد پوری ہو گئی۔

صدیاں گزر گئیں کہ ہم نے ختم نبوت کا کام چھوڑ دیا۔ بھول گئے اور پھر یہ بھی بھول گئے آج اس امت کا آدمی بوڑھا ہو جائے اللہ کو اس کی ادا پسند، اس امت کا آدمی جوان

ہو اطاعت میں ہو اللہ کو ادا پسند، وہ جوان جو اپنی جوانی کو پاک دامنی سے گزارے، عبادت میں گزار دے۔ تو عرش کے سائے تلے جائے اور بوڑھا ہو جائے، داڑھی سفید ہو جائے تو اللہ اس کو عذاب دیتے شرماتے ہیں کیسے اس امت کے اللہ نے لاڈ برداشت کیے ہیں۔

اسلام کا بڑھاپا لے کر آیا ہوں

یحیٰی بن اکثمؒ کا انتقال ہوا۔ محدث ہیں خواب میں ملے۔ پوچھا کیا ہوا؟ کہا اللہ نے پوچھا او بدکار بوڑھے! تو نے یہ کیا، تو نے یہ کیا، آگے میں نے کہا: اے اللہ! میں نے تیرے بارے میں یہ حدیث نہیں سنی۔ علم کی شان دیکھو، اللہ کے سامنے بھی حدیث بیان ہو رہی ہے۔

حضرت عائشہؓ نے بتایا، انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا، انہیں جبرائیل علیہ السلام نے بتایا، جبرائیل علیہ السلام کو اللہ پاک نے بتایا کہ جب کوئی مسلمان بوڑھا ہو جاتا ہے تو عذاب دیتے شرماتا ہوں اور میں اسلام میں بوڑھا ہوا ہوں تو اللہ نے مجھے اس پر معاف کر دیا۔ اس امت کو عزت بخشی کیونکہ یہ گھروں کو چھوڑ کر نکلتے ہیں۔

ایک صحابیؓ کی قبر پر ہماری جماعت گئی تو ان کی قبر کے اوپر ایک حدیث لکھی ہوئی تھی کہ جب ان کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے تو ان کی چھوٹی بچی آپؐ سے لپٹ کر رونے لگی، تو آپ بھی رونے لگے۔ سعد ابن عبادہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسا رونا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رونا ایک حبیب کا حبیب کے لئے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بیٹا بنایا ہوا تھا۔ فرمایا: اللہ کے راستے میں نکلتے ہوئے وہ چھوٹا بچہ چھوڑ کر گئے تھے۔ آج توبہ کر کے اٹھو، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو سینے سے لگا کے اٹھو۔ اس کو سیکھنے کے لئے وقت دو، اس کو سیکھنے کے لئے پھرو۔

اور ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری ہے۔ اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا کے انسانوں تک پہنچانا ہم پر فرض ہے۔ جب فرائض مٹ جائیں تو تبلیغ فرض ہو جاتی ہے۔

ارے! میں تمہیں کیا بتاؤں کسی گاؤں کا قصہ نہیں سنا رہا۔ ملتان اپنے ضلع کا قصہ سنا رہا ہوں۔ نویں شہر کی بھرپور آبادی میں فٹ پاتھ پر کھڑے ہو کر ہمارے ایک ساتھی نے اکیس آدمیوں سے پوچھا بھائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کیا ہے؟ انیس نے کہا:

سائیں میں کوں پتہ کائیں نیں (مجھے پتہ نہیں) صرف دو آدمیوں نے بتایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جو جانتے ہیں ان کا گھر میں بیٹھنا آج جرم عظیم ہے۔ اس کی معافی نہیں ہے۔ میں نے خود ایک گاؤں میں بیس لڑکوں سے پوچھا ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام کیا ہے؟ کہا جی پتہ نہیں۔ پتہ کوئی نہیں۔ میرے بھائیو! اللہ کے واسطے اس پیغام کو لے کر پھرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطاء فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔
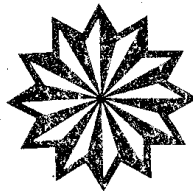
جنتی عورت اور حورِ عین

الحمد لله نحمدهٗ ونستعينهٗ ونستغفرهٗ ونومن بهٖ ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيّئاتِ اعمالنا من يهده الله فلا مضلّ لهٗ ومن يضللهُ فلا هادى لهٗ ونشهد ان لا اِلٰهَ الا الله وحدهٗ لا شريك لهٗ واشهد انّ سيدنا ومولانا محمداً عبدهٗ ورسولهٗ ارسلهٗ بالحق بشيرًا ونذيرًا وداعيًا الى الله باذنهٖ وسراجًا منيرًا. صلى الله تعالٰى عليه وعلٰى آلهٖ وعلٰى اصحابهٖ وبارک وسلم تسليمًا كثيرًا كثيرًا.

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم. من عمل صالحًا من ذكرٍ او انثٰى وهو مومنٌ فلنحيينّهٗ حيٰوةً طيّبة ولنجزينّهم اجرهم باحسن ما كانوا يعملون. وقال تعالٰى: حورٌ مّقصوراتٌ فى الخيام. فباى الاء ربّكما تكذّبٰن. صدق الله العظيم.

میرے بھائیو! اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے کار پیدا نہیں کیا۔ نہ بے مقصد پیدا کیا ہے۔

افحسبتم انما خلقنكم عبثا وانكم الينا لا ترجعون.

تمہارا کیا خیال ہے کہ تم بے کار رہو یا تم میرے پاس آنے والے نہیں ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ایک زبردست نظام میرے اور آپ کے ارد گرد ہے۔ زبان کی حرکت۔ آنکھوں کی حرکت، کانوں کی سماعت۔ دل میں آنے والے جذبات احساسات سب پر اللہ تعالیٰ کا زبردست پہرہ ہے۔

ہماری ہر حرکت پر کڑی نگاہ ہے

مایلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید.

بولتے ہیں تو لکھا جاتا ہے۔

وان علیکم لحافظین کراما کاتبین.

سو رہے ہوں یا جاگ رہے ہوں۔ کاروبار میں ہوں یا تنہائی میں ہوں۔ دو نگہبان ہمارے دائیں، بائیں بیٹھے ہوتے ہیں جنہیں نہ کھانے کی ضرورت نہ پینے کی ضرورت۔ نہ سونے کی ضرورت نہ آرام کی ضرورت...... ہماری ہر حرکت پر کڑی نگاہ ہے۔

ان السمع والبصر والفئواد کل اولئک کان عنه مسئولا.

اللہ تعالیٰ اعلان فرمارہے ہیں کہ میرے پاس سنبھل کر آنا میں تمہاری آنکھوں سے پوچھوں گا کیا دیکھتی رہیں ...... تمہارے کانوں سے پوچھوں گا کیا سنتے رہے...... تمہارے دل سے پوچھوں گا کیا جذبات لے کر آئے ہو۔ اور اس دن ان پر تیرا زور نہیں چلے گا بلکہ میرے ہی خلاف گواہی دینے لگ گئے تو وہ جواب میں کہیں گے۔

انطقنا اللّٰہ الذی انطق کل شیء.

ہم کیا کریں...... ہمیں وہ بلوا رہا ہے جس نے ہر چیز کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ وہ کہے گا تمہارا بیڑا غرق ہو تمہاری وجہ سے ہی تو میں اللہ کی نافرمانی کرتا رہا۔ آج تم ہی میرے خلاف ہو گئے۔

الیوم نختم علی افواههم وتکلمنا ایدیهم وتشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون.

آج ہم تمہاری زبانیں بند کر دیں گے اور تمہارے ہاتھ پاؤں تمہارے کیے کرائے کا کھلا ثبوت اپنی زبان سے پیش کریں گے۔

اس ساری دنیا کے مرد و عورت اس اعتبار سے زندگی نہیں گزار رہے کہ یہ کوئی نگہبان ہے جو انہیں دیکھ رہا ہے۔ دن رات ان کی ہر ہر حرکت پر اس کی نگاہ ہے اور پھر اس سارے کئے کرائے کو وہ سامنے کرے گا۔

ہم غافل ہو گئے ہیں

اس اعتبار سے ہماری زندگی نہیں گزر رہی۔

یعلمون ظاھرا من الحیواۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غافلون.

ہم اس دنیا ہی کی چار دن کی زندگی کے جھمیلوں میں اتنا پھنس گئے ہیں کہ آخرت کی زندگی سے ہی غافل ہو گئے ہیں......

آنے والی گھاٹیوں سے غافل ہو گئے ہیں......

آنے والے عذاب سے غافل......

آنے والی رحمت سے غافل......

انسان کی تخلیق کا مقصد

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج، چاند، ستاروں، سیاروں کو ہواؤں اور فضاؤں کو انسان کی خدمت کے لئے مقرر کیا ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے پیدا کیا ہے۔ فرماتا ہے۔

یاابن ادم خلقت الاشیاء لاجلک.

اے میرے بندے! سب کچھ تیرے لئے بنایا ہے۔

وخلقتک لا جلی.

اور تجھے میں نے اپنے لیے بنایا۔

فلا تشتغل بما ھو لک عمن انت لہ.

جو کچھ تیرے لئے ہے اس کی وجہ سے تو اس دنیا کو نہ بھول جا جس کے لئے تو پیدا کیا گیا۔

دنیا ہمارے لئے اور ہم اللہ کے لئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دنیا تو تیری خدمت کر رہی ہے۔ تو اس کی وجہ سے مجھے تو نہ بھول، میرا نافرمان نہ بن، یہ تو سارے تیرے خدمت گزار ہیں ان میں اگر ہماری نافرمانی کرے تو بھی سورج چمکتا ہے۔

اور ظالم کے گھر پر بھی اپنی پوری روشنی ڈالتا ہے......

عادل کے گھر پر بھی اپنی پوری روشنی ڈالتا ہے......

جھوٹے کے گھر پر بھی اپنی پوری روشنی ڈالتا ہے......

سچے کے گھر پر بھی اپنی پوری روشنی ڈالتا ہے......

دنیا میں نافرمانوں پر بھی اللہ چاند کی کرنوں کو ڈالتا ہے......

اور فرمانبردار پر بھی اللہ چاند کی کرنوں کو ڈالتا ہے......

ان میں سے سارا نظام اس طرح چل رہا ہے کہ سب کے سب انسان کی خدمت پر مامور ہیں۔

اللہ کی ذات غافل نہیں

اللہ نے ہمیں آزاد نہیں چھوڑا۔ دنیا میں پکڑتا نہیں ...... غافل نہیں بلکہ سب کچھ جانتا ہے۔

ولا تحسبن اللہ غافلا یعمل الظلمون.

اے میرے حبیب! آپ ان کو بتایئے کہ میں تمہارے ظلم سے غافل نہیں۔

بے خبر نہیں۔

واسرو قولکم او جھروابہ انہ علیم بذات الصدور.

تم آہستہ بولو یا زور سے میں تو دل کے بھید کو بھی جانتا ہوں تو تم بھاگو گے کہاں۔ چھپو گے کہاں؟

یعلم ما یلج فی الارض زمین کے اندر چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے۔

وما یخرج فیھا...... زمین سے نکلنے والی ہر چیز کو جانتا ہے۔

وما ینزل من السماء آسمان سے اترنے والی ہر چیز کو جانتا ہے۔

وما یعرج فیھا آسمان سے چڑھنے والی ہر چیز کو جانتا ہے۔

یعلم عدد ورق الاشجار. دنیا میں درختوں کو کوئی نہیں گن سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کی تعداد کو بھی جانتا ہوں۔ پھر ان میں سے پیلے کتنے ہوگئے انہیں بھی جانتا ہوں۔

وماتسقط من ورقۃ الا یعلمھا.

آج کتنے پتے گر گئے اللہ فرماتا ہے مجھے تو اس کا بھی علم ہے۔

ہم اپنے گھر کے درخت سے گرنے والے پتوں کو نہیں گن سکتے...... پیلے اور سبز کو کیسے گن سکتے اللہ تعالیٰ پوری کائنات میں پھیلے ہوئے لمبے لمبے سینکڑوں میلوں کے جنگلات اور کہیں کنارے میں ...... کہیں پہاڑ پر...... کہیں دامن میں...... کہیں وادی میں کہیں صحراء میں...... کتنے درخت ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام کے عدد کو جانتا ہے......

ان کے پتوں کو جانتا ہے......

سبز کو جانتا ہے......

گرے ہوؤں کو جانتا ہے......

جو گرنے والے ہیں ان کو جانتا ہے......

جس پر کلی بنی ہے اسے جانتا ہے......

جو خوشہ بنے گا اسے جانتا ہے......

اس خوشے پر کتنے پھل لگیں گے وہ انہیں بھی جانتا ہے......

وہ پھل کب پکے گا اس حرکت کا علم ہے......

وہ پھل کب پھٹے گا اس حرکت کا علم ہے......

کس کو طوطا کھائے گا...... کوا کھائے گا...... گلہری کھائے گی...... اس کا بھی پتہ ہے......

پھر یہ کونسی منڈی میں فروخت ہوگا اس کا بھی پتہ ہے......

اسے کون خرید کر کھائے گا اس کا بھی پتہ ہے......

اس کی گٹھلی کہاں پھینکی جائے گی اس کا بھی علم ہے......

اس سے آگے کتنے درخت بنیں گے اس کا بھی علم ہے......

اس سے آگے کتنے درخت بنیں گے اس کا بھی علم ہے......

ایک گٹھلی سے کتنے درخت بننے والے ہیں اس کا بھی علم ہے......

ہر ایک پر کتنے پھل لگنے والے ہیں ان پھلوں کو کون کون کھانے والا ہے۔ اللہ کا علم اتنا کامل اور اتم ہے کہ وہ اسے بھی جانتا ہے......

یعلم عدد مثاقیل الجبال. ......وہ پہاڑوں کے وزن کو جانتا ہے......

ان میں کتنے خزانے ہیں انہیں جانتا ہے......

ان میں ہیرا کہاں پر ہے؟......

زمرد کہاں پر ہے؟......

یاقوت کہاں پر ہے اسے بھی جانتا ہے۔

مکائیل البحار......کو جانتا ہے......

سمندر میں کتنا پانی اس کا پتہ......

کتنی مچھلیاں اس کا پتہ......

چھوٹی کتنی......بڑی کتنی اس کا پتہ......

کتنی پیدا ہوئی......اور کتنی آج بڑھ مچھلیوں نے کھالیا ہے......

اس مچھلی کو کون سی مچھلی کھائے گی......

یہ مچھلی کون سی سے مچھلی کو کھائے گی......

اس مچھلی کو کس مچھلی نے کھایا......

یہ مچھلی کس شکاری کے جال میں پھنسے گی......

یورپ کا شکاری لے جائے گا یا ایشیا کا شکاری لے جائے گا......

پھر وہ کس کشتی میں سفر کرے گی اور کس منڈی میں بکے گی......

کس ملک میں فروخت ہوگی......

اس کے دس ٹکڑے ہوں گے یا آٹھ......

اسے کون کون کھائے گا......

اس کے پنجرے کو کون سی بلی اور کونسا کتا کھائے گا...... وہ اسے بھی جانتا ہے۔

جس رب کا علم اتنا کامل ہے کیا اس سے ہم چھپ سکتے ہیں؟

ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون.

عورتوں اور مردوں کو بتا دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں غافل نہیں ہوں

اللہ کے عذاب سے ڈرو

پکڑتا کیوں نہیں اس لئے کہ انما یوخرھم لیوم تشخص فیہ الابصار.

پکڑ کا ایک دن رکھا ہے اس تک کے لئے مہلت دی ہوئی ہے...... پکڑنے پر طاقت پوری ہے......

افامن الذین مکروا السیئات ان یخسف اللہ بھم الارض.

اے میرے حبیب! انہیں بتائیے کہ میں اگر زمین کو حکم دوں کہ تم سب کو اپنے اندر لے جائے اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے۔

او یاتیھم العذاب من حیث لا یشعرون.

یا وہاں سے عذاب کو کوڑا برساؤں جہاں سے تمہارے وہم وگمان میں بھی نہ ہو۔

او یاخذھم فی تقلبھم فما ھم بمعجزین.

یا تمہارے بازار گرم ہوں...... تجارت عروج پر ہو...... زراعت کا چرچا ہو...... لین دین چل رہا ہو...... شادی بیاہ ہو رہے ہوں...... اور اس کے ساتھ ہی پھر عذاب کا کوڑا برسے اور تم کچھ بھی نہ کر سکو...... میں اس پر بھی قادر ہوں۔

او یاخذھم علی تخوف

یا میں ڈرا ڈرا اور ترسا ترسا کر ماروں میں یہ بھی کر سکتا ہوں۔

ءامنتم من فی السمآء ان یخسف بکم الارض فاذا ھی تمور.

کیا تم آسمان والے سے نڈر ہو گئے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اتنے بے خوف ہو گئے کہ وہ تمہیں زمین کے اندر لے جائے اس میں اللہ کی طرف کتنی زبردست وعید ہے۔ وہ فرما رہا ہے کہ تم نے مجھ سے ڈرنا ہی چھوڑ دیا ہے کیا میں زمین میں نہیں دھنسا سکتا۔

ام امنتم من فی السمآء ان یرسل علیکم حاصبا فستعلمون کیف نذیر.

کیا تم اتنے نڈر ہو گئے اور بھول گئے ہو کہ ہوا کے تند و تیز تھپیڑے تمہیں گھروں سمیت اڑا کر ختم کر دیں۔

کیا تم قوم عاد کو بھول گئے ہو۔ جن پر ہوا کا طوفان آیا۔

تری القوم فیھا صرعیٰ.

دیکھ قوم کیسی ہوئی پڑی ہے۔ کیا ہوا ان کو؟

کانّھم اعجازُ نخلٍ خاویة.

کھجور کے تنوں کی طرح کٹے ہوئے۔

اُمم سابقہ پر عذاب کی کیفیت

ہوا آئی اور دنیا کی سب سے زیادہ طاقتور کو توڑ پھوڑ کر دکھ دیا۔ تو اللہ اتنی طاقت والا ہے کہ زمین و آسمان اس کی مٹھی میں۔

یمسک السّمٰوٰتِ والارضَ ان تزولا.

ان بڑی بڑی قوموں کو پٹخ دیا۔

الم تر کیف فعل ربک بعاد. ارم ذات العماد. التی لم یخلق مثلھا فی البلاد.

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے قوم عاد کی سنو۔ قوم عاد تم سے پہلے گزری ہے چالیس

پچاس ہاتھ ان کے قد ہوتے تھے۔ ان جیسا میں نے پیدا نہیں کیا۔ تین سو سال کی عمر میں بالغ ہوتے تھے۔ چھ سو، آٹھ سو، نو سو سال ان کی اوسط عمر ہوتی تھی۔ بیمار نہیں ہوتے تھے۔ بڑھاپا نہیں آتا تھا۔ بال سفید نہیں ہوتے تھے۔ دانت نہیں ٹوٹتے تھے۔ کمر نہیں جھکتی تھی۔

وثمود الذین جابوا الصخر بالواد.

وہ قوم ثمود جو پہاڑوں کو کھود کر گھر بناتی تھی۔

وفرعون ذی الاوتاد. اور فرعون جو سولیوں پر لٹکا دیتا تھا۔

الذین طغوا فی البلاد. میرے نافرمان ہوئے۔

فاکثروا فیھا الفساد. حد کو توڑ گئے۔

فصب علیھم ربک سوط عذاب. ...... تیرے رب کے عذاب کا کوڑا برسا۔

منھم من اَخَذَتْهُ الصیحة کسی کو فرشتے کی چیخ نے پکڑا۔

ومنھم من اغرقنا. کسی کو پانیوں کے طوفان میں ڈبویا۔

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں سنا رہا ہے کہ پیچھے تو دیکھو میں نے نافرمانوں کو کیسا پکڑا تمہاری سائنس اور ٹیکنالوجی مجھے عاجز نہیں کر سکتی۔

زمین اس کی مٹھی میں ہے اذا زلزلت الارض زلزالھا۔ جب زمین زلزلہ کھائے گی۔ وہ آج بھی زلزلہ لا سکتا ہے کوئی روک نہیں سکتا۔

قوم نوح پر عذاب اور ایک عورت کا عجیب قصہ

قوم نوح پر پانی برسا۔

ففتحنا ابواب السماء بماء منھمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر.

ہم نے زمین سے چشمے نکالے اور آسمان سے پانی برسایا اور کائنات کے چپے چپے پر پانی پھیلایا اور کسی نافرمان کو نہ بچایا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر ترس کھاتا تو اس عورت پر رحم کھاتا جو پانی کو دیکھ کر اپنے معصوم دودھ پیتے بچے کو لے کر نکلی۔ وہ آگے اور پانی اس کے پیچھے۔ وہ ایک ٹیلے پر چڑھی، پانی اس پر چڑھ گیا۔ پھر اس سے اونچے ٹیلے پر چلی گئی۔ پانی وہاں بھی پہنچ گیا۔ پھر اپنی بستی کے سب سے بڑے ٹیلے پر چڑھ گئی۔ پانی وہاں بھی پہنچ گیا یہاں تک کہ پانی نے اس کے پاؤں کو پکڑ لیا۔ پھر اوپر چڑھا سینے تک پہنچا تو اس نے بچے کو اوپر اٹھالیا کہ میں مرجاؤں لیکن میرا بچہ بچ جائے۔ لیکن پانی کی لہر نے بچے کو چھین کر اسے بھی غرق کردیا اور عورت کو بھی غرق کردیا۔

صفاتِ باری تعالیٰ کی جھلک

اللہ نافرمانوں کے قصے سناتا ہے اور ہمیں بتاتا ہے کہ میں نافرمانوں کو کیسے پکڑتا ہوں۔ وہ آج بھی پکڑ سکتا ہے۔ سائنس والے اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے۔

موٹر راکٹ والے اللہ کی قدرت سے باہر نہیں ہیں۔ اللہ کی قدرت کا ایک جھاڑو کائنات کی ساری تدبیروں کو خاک میں ملا سکتا ہے۔ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ہماری سنتا ہے۔ ہمیں جانتا ہے۔ ہم پر قادر ہے۔

قاهر بلا معين. ...... ساری کائنات پر اس کی حکومت ہے۔ مددگار کوئی نہیں۔

مدبر بلا مشير. ساری کائنات کا نظام چلاتا ہے۔ مشیر کوئی نہیں۔

الملک لا شريک له. بادشاہ ایسا کہ کوئی اس کا ساتھی نہیں۔

الفرد لا ندله. اکیلا ایسا ہے کہ اس کا کوئی مثل نہیں۔

ليس معه اله يخشى. کوئی اور اس کے ساتھ شریک نہیں جس سے ہم ڈریں۔

ولا حاجب يرجىٰ کوئی اور رب نہیں جس کی امید کریں۔

ولا وزير يعطى. اس کا کوئی وزیر نہیں جس کی سفارش کر کے کام کروایا جائے۔

اقرب اليه من حبل الوريد. تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب

کل شیء ھالک الا وجھه. ہر چیز ہلاک اس کو بقاء۔

کل من علیھا فان ویبقیٰ وجه ربک ذوالجلال والاکرام.

سب کو فنا ہے لیکن اس کو بقاء ہے۔

اسرافیل کا صور پھونکنا اور کائنات کی ٹوٹ پھوٹ

اسرافیل صور پھونکے گا اور اس کی آواز پھٹتی چلی جائے گی۔ زمین دو ٹکڑے ہو جائے گی۔ اور تحت الثریٰ تک زمین چر جائے گی۔ والارض ذات الصدع زمین پھٹے گی اور نیچے تک شگاف ہو جائے گا۔

ساتوں آسمان پھٹیں گے۔

اذا السمآء انشقت. اذاالسمآء انفطرت. یوم تکون السمآء کالمھل.

آسمان تلچھٹ کی طرح ہو جائیں گے اور جن کی موٹائی اتنی ہے کہ انہوں نے فرشتوں کے وزن کو اٹھایا ہوا ہے وہ آسمان فرشتے کی چیخ پر اڑتے ہوئے وہ جا رہا...... فرشتے مر رہے ہیں...... آج عزرائیل اتنا مصروف ہے کہ کبھی اتنا مصروف نہ ہوا تھا...... وہ کام میں اتنا لگا ہوا ہے کہ کبھی اتنا کام اسے پڑا نہیں تھا...... آج انسانوں کو بھی مارنا ہے...... جنات کو بھی مارنا ہے...... فرشتوں کو بھی مارنا ہے...... جانور کو بھی مارنا ہے...... شیر چیتے مر رہے...... کتے بھیڑیے مر رہے...... مچھلیاں مر رہیں...... پھر ایک زوردار چیخ سے آسمان پھٹا......

اذا الشمس کورت. سورج ٹوٹا۔

واذالنجوم انکدرت. واذالجبال سیرت.

اذا السمآ انفطرت واذالکواکب انتثرت. واذالبحار فجرت واذا القبور بعثرت.

کہیں فرمایا: الحاقة. ما الحاقة. ومآ ادرک ما الحاقة.

کہیں فرمایا: القارعة. ما القارعة. ومآ ادرک ما القارعة.

کہیں فرمایا: اتقو ربکم ان زلزلة الساعة شیء عظیم.

کہیں فرمایا: یوم تشقق السمآء بالغمام ونزل الملئکة تنزیلا.
الملک یومئذ الحق للرحمن وکان یوما علی الکفرین عسیرا.

پورے جہان کی موت

آج موت بڑی تیزی کے ساتھ اپنا کام دکھا رہی ہے۔ سب مر رہے ہیں اور فنا کے گھاٹ میں اتر رہے ہیں۔ ایک چیخ سے سب مر گئے۔

پھر ابلیس کا نمبر آیا۔ عزرائیل علیہ السلام گھومے اس کے ارد گرد ایک طرف سے غوطہ لگائے گا اور دوسری طرف جا نکلے گا وہاں کھڑے ہوں گے تو وہاں سے غوطہ لگا کر تیسری طرف جا نکلے گا۔ وہاں کھڑے ہوں گے تو وہاں سے غوطہ لگا کر چوتھی طرف جا نکلے گا۔ وہاں کھڑے ہوں گے تو کہیں گے بھاگو آج کہاں بھاگو گے؟ وہ کہے گا مجھے کہاں لے جاؤ گے؟

تو عزرائیل علیہ السلام کہیں گے الی امک الھاویہ تیرے ٹھکانے ھاویہ کی طرف لے جاؤں گا۔ وہ بھی گیا عرش، فرش کے فرشتے گئے۔

جبرائیل اور میکائیل پر موت کا حکم نافذ کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا عرش سفارش کرے گا کہ یا اللہ انہیں تو بچا لے۔ کیا یہ بھی مر جائیں گے۔ تو اللہ ڈانٹ کر فرمائے گا۔

اسکت فقد کتبت الموت علی من کان تحت عرشی.

میرے عرش کے نیچے جو بھی ہے اسے مرنا ہے۔ میرے علاوہ سب کو فنا ہے۔

جبرائیل گیا...... میکائیل گیا...... پھر صور پھونکنے والا اسرافیل گیا...... پھر سب کی جان نکالنے والا عزرائیل گیا۔

اللہ کسی کا محتاج نہیں......

پھر وہی اکیلا جو اکیلا تھا۔ اکیلا ہی باقی رہے گا۔

الاول لیس قبله شیء.	جس سے پہلے کچھ نہیں۔
الاخر لیس بعده شیء.	جس کے بعد کچھ نہیں۔
الظاهر لیس فوقه شیء.	جس کے اوپر کچھ نہیں۔

الباطن لیس دونه شیء.	جس کے نیچے کچھ نہیں۔
قدیم بلا ابتداء.	جس کی کوئی ابتدا نہیں۔
دائم بلا انتهآء.	جس کی کوئی انتہا نہیں۔
لا تدرکه الابصار.	جس کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ کوئی آنکھ اس کو گھر نہیں سکتی۔
وهو یدرک الابصار.	وہ سب کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔
لا تاخذه سنة ولا نوم.	جسے نیند نہیں آتی۔ جسے اونگھ نہیں آتی
لا یئوده حفظهما.	جو تھکتا نہیں۔

کھلاتا ہے...... کھانے سے پاک......

سلاتا ہے...... سونے سے پاک......

دیتا ہے...... لینے سے پاک......

رلاتا ہے...... رونے سے پاک......

موت کا حکم نافذ کرتا ہے...... خود موت سے پاک

اسباب کائنات بنائے لیکن خود ایک ذرے کا بھی محتاج نہیں......

تمام کائنات کو مسخر کیا خود اس کی تسخیر کا محتاج نہیں......

جنت بنائی خود اس کا محتاج نہیں......

جہنم بنائی خود اس کا محتاج نہیں۔

اللہ کی عبادت انسان کا مقصد تخلیق ہے

انسان بنائے ان کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا عبادی انی لم اسلقکم لا کثر کم من قبله.

میرے بندو! میں نے تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا کہ تمہاری وجہ سے میرے خزانے پورے ہو جائیں گے۔

ولا استانس لو حشة.

تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا کہ تمہاری وجہ سے دل لگاؤں۔

ولا لا ستعین بکم علی امر قد عجزت عنہ.

تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا کہ تم میرے کام کروگے کہ میرے کام بند پڑے تھے نہیں نہیں بلکہ

انما خلقتکم لتعبدونی فضیلا وتذکرونی کثیرا وتسبحونی بکرۃ واصیلا.

میں نے تمہیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ صبح وشام تم میرے بن کر زندگی گزارو۔ میری اتباع میں زندگی گزارو۔

کوئی ہے اور؟......

میرے بھائیو اور بہنو!

سب کو فنا ہے اور ایک کو بقا...... پھر زمین کو پکڑے گا اور آسمان کو پکڑے گا ساتوں آسمان وزمین کو لپیٹے گا پھر ایک جھٹکا دے گا اور پھر ارشاد فرمائے گا:

انا الملک. میں بادشاہ ہوں......

پھر دوسرا جھٹکا دے کر کہے گا......انا القدوس السلام المؤمن میں پاک، میں سلامتی دینے والا اور میں امن دینے والا......

پھر تیسرا جھٹکا دے کر کہے گا۔ انا العزیز الجبار المتکبر المھیمن. میں غالب......میں عزیز......میں جبار......میں متکبر......میں مہیمن......

پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا این المتکبرون؟ متکبر کہاں ہیں؟

این الجبارون؟ ظالم کہاں ہیں؟

این الملوک؟ بادشاہ کہاں ہیں؟

این الجابرۃ؟ ظلم مچانے والے کہاں ہیں؟

لمن الملک الیوم؟ آج کون بادشاہ ہے؟ کوئی ہو تو بولے۔ اپنے سوال کا جواب خود اللہ تعالیٰ دے گا۔

للہ...... اکیلے اللہ کی ہے...... الواحد جو واحد ہے...... القھار جو غالب ہے
...... جس سے کوئی لڑ نہیں سکتا...... ٹکرا نہیں سکتا...... چھین نہیں سکتا...... بھاگ
نہیں سکتا...... چھپ نہیں سکتا...... این المفر بھاگو کہاں بھاگو گے۔

لا تخفیٰ منکم خافیة چھپو کہاں چھپو گے؟

لا تنفذون الا بسلطن لڑو کیسے لڑو گے؟

دربار خداوندی میں سب بیگانے ہو جائیں گے

میں نے شروع میں کہا تھا ہم آزاد نہیں ہیں بلکہ اتنی بڑی ہستی کے ساتھ ہمارا
واسطہ ہے...... جو کل کو کھڑا کرنے والا ہے......

ولقد جئتمونا فرادی اکیلے اکیلے

کما خلقنکم اول مرة جیسے اکیلے آئے ایسے ہی اکیلے
جا رہے ہیں۔

اللہ کی بارہ میں ماں بےگانہ بن گئی...... بیوی نا آشنا بن گئی...... اولاد نے ساتھ
چھوڑا...... دوستوں نے آنکھیں پھیریں...... دشمن بھی پرائے...... اپنے بھی پرائے...... اپنی
جان بھی پرائی...... کیونکہ یہ ہاتھ بولے گا میں نے ظلم کیا...... یہ پاؤں بولے گا میں نافرمانی
میں چلا...... یہ پیٹ بولے گا کہ میں نے فلاں حرام لقمہ کھایا...... میرا پورا جسم
میرا مخالف...... میرے اہل و عیال مجھے چھوڑ گئے...... اس دن پھر مجرم پکارے گا......

یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیه۔
میری اولاد کو ڈال دے دوزخ میں

وصاحبته واخیه میرے بیوی اور میرے بھائیوں کو
ڈال دے دوزخ میں

وفصیلته التی تؤویه میرے خاندان کو ڈال دے دوزخ میں اور مجھے
بچا لے اور اگر تجھے یہ بھی قبول نہیں تو۔

ومن فی الارض جمیعا سارے انسانوں کو دوزخ میں ڈال

دے لیکن مجھے بچالے۔

کلا نہیں نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔

لا تزرُ وازرة وزرَ اُخرىٰ آج کوئی کسی کا گناہ ذمے نہیں لے سکتا۔

و کل انسان الزمنه طآئره فی عنقه

آج تیرا عمل تیری گردن میں اور میرا عمل میری گردن میں۔

عورت کا عمل عورت کی گردن میں اور مرد کا عمل مرد کی گردن میں۔ آج کوئی کسی کو چھڑوا نہیں سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا فاطمة بنت محمد انقذی نفسک من النار فانی لا اغنی عنک من الله شیئا.

اے فاطمہ بنت محمد اپنے آپ کو دوزخ سے بچالے میں کل کو تجھے اللہ سے چھوڑا نہیں سکتا۔

خوشخبری بھی ہے کہ جنت کی عورتوں کی سردار بتایا ہے۔ لیکن اللہ کی شان کو بھی ساتھ بتایا ہے کہ کہیں یہ نہ سمجھنا کہ نبی کی بیٹی ہوں کہ اگر اللہ نے پکڑ لیا تو میں چھڑوا نہیں سکتا۔

یا صفية بنت عبدالمطلب......

اے صفیہ بنت عبدالمطلب ...... محمد کی پھوپھی ......

انقذی نفسک من النار ...... اپنی جان کو بچالے جہنم کی آگ سے ......

فانی لا اغنی عنک من الله شیئا ...... میں نہیں تمہیں بچا سکتا۔

اللہ جل جلالہ نے ایک دن ہمیں کھڑا کرنا ہے ...... وہ غافل نہیں ہے ...... وہ عاجز نہیں ہے ...... پکڑ سکتا ہے ...... مار سکتا ہے ...... پھینک سکتا ہے ...... توڑ موڑ سکتا ہے ......

گرفت نہ ہونے کی دو وجوہات

لیکن کیوں نہیں مارتا اور کیوں نہیں پکڑتا۔ اس کی دو وجہ ہیں۔ ایک تو اس وجہ سے کہ فیصلہ دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں ہونا ہے۔ اللہ نے اس کے لئے ایک دن مقرر کر

رکھا ہے۔

ان یوم الفصل کان میقاتا. ان یوم الفصل میقاتھم اجمعین.

وہی فیصلے کا دن ہے اس دن کھرا کھوٹا الگ الگ کرے گا۔ دنیا میں نہیں بلکہ قیامت میں اعلان ہو رہا ہے۔

وامتازوا الیوم ایھا المجرمون.

دنیا میں بظاہر بڑے نیکوکار اور پارسا کل قیامت کو مجرموں کی صف میں کھڑے ہوں گے۔ اندر تو اللہ ہی جانتا ہے کہ اندر کیا ہے۔ میں ہوں یا میرا غیر ہے۔

وہ ایک دن آگے آ رہا ہے جس دن مجرمین اور متقین کو الگ الگ کر دیا جائے گا۔

دوسری وجہ نہ پکڑنے کی یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ رحیم ہے کریم ہے۔ توبہ چاہتا ہے۔

ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم وکان اللہ شاکرًا علیما.

میں تمہیں عذاب دے کر کیا کروں گا اگر تم ایمان لے آؤ اور میرے فرمانبردار بن جاؤ۔

اللہ تعالٰی اپنے عذاب کو ٹالتا ہے بندے کی توبہ کی انتظار کرتا ہے قربان جائیں اس کی رحمت پر۔ زمین و آسمان کے فرشتے جب ہماری نافرمانیاں دیکھتے ہیں...... مردوں اور عورتوں کو بے فرمان دیکھتے ہیں...... اور اللہ کے حکموں کو توڑتا ہوا دیکھتے ہیں...... تو سمندر میں جوش اٹھتا ہے اور وہ کہتا ہے۔

ما مِن یوم الا والبحر یستاذن ربه فی ان اغرق ابن ادم.

اے اللہ میری لگام چھوڑتا کہ میں ان سب کو غرق کر جاؤں۔

والارض تستاذن فی ان تبتلعه.

زمین کہتی ہے یا اللہ! میری لگام چھوڑتا کہ میں کروٹ بدل لوں اور اوپر کا نیچے اور نیچے کا اوپر کر دوں۔

والملائکة تستاذن فی ان تعاجله وتهلکة.

فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! ہمیں اجازت دے تاکہ ہم تیرے نافرمانوں کو ختم کردیں۔

اللہ توبہ کی انتظار کرتا ہے

تو اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں جس بندے کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے وہ اور تم برابر نہیں ہو سکتے۔

فان کان عبدکم وشانکم به.

اگر تم نے پیدا کیا ہے تو جا کر مار دو...... ہلاک کردو...... برباد کردو......

وان کان عبدی ...... اگر میرا بندہ ہے اور میں نے پیدا کیا ہے۔

فمنی والی عبدی. تو مجھے اور میرے بندے کو چھوڑ دو۔ درمیان میں دخل نہ دو میں تو اس ظالم کی توبہ کا انتظار کر رہا ہوں۔

انا اتانی لیلا قبلته. شاید کسی رات میں توبہ کرلے۔

ان اتانی نهار قبلته شاید کسی دن میں توبہ کرلے......کوئی وقت تو اس پر آئے گا۔ کسی رات کو تو اسے خیال آئے گا...... کسی دن کو تو اسے خیال آئے گا...... کہ توبہ کرلوں اور اللہ کی طرف لوٹوں اور جب توبہ کرتا ہے تو سارے متقی ہو جائیں اتو اسے پرواہ نہیں......

سارے مجرم ہو جائیں تو اسے پرواہ نہیں...... اس کے باوجود وہ اللہ...... وہ رحیم ...... وہ کریم...... وہ حنان ومنان ...... جب کوئی مرد یا عورت اپنی پچھلی زندگی سے توبہ کرتا ہے اور اللہ کی طرف جھکتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دو قطرے نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس خوشی میں سارے آسمان پر چراغاں کرتے ہیں۔ پورے آسمان پر روشنیاں کی جاتی ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یہ کیا روشنیاں ہو رہی ہیں۔ تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے۔

اسطلح العبد علی مولاه. آج ایک روٹھا ہوا بندہ اپنے مولیٰ کے پاس پہنچ گیا ہے اور اپنے رب سے صلح کرلی ہے۔

ضرورت تو ہمیں بھی چراغاں کرنے کی نہ کہ اللہ کو......توبہ کی تو ہمیں ضرورت ہے نہ کہ اللہ کو۔

میں ضرورت مند اور اللہ کا محتاج ...... قدم قدم پر ...... ہر سانس، ہر آن اور ہر گھڑی میں اللہ کا محتاج ...... بجائے اس کے کہ میں خوش اللہ خوش ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں اعلان کرتا ہے جاؤ جاؤ اعلان کرو ایک میرا بندہ تھا جو مجھ سے روٹھا ہوا تھا آج وہ مجھ سے مل گیا اور اس نے توبہ کر لی ہے۔ میری باندی تھی جو مجھ سے روٹھی ہوئی تھی آج اس نے توبہ کر لی اور میرے در پہ آ گئی ہے۔

اس لئے اللہ نہیں پکڑتا کہ اللہ مہلت دیتا ہے اور کہتا ہے اے میرے بندے! کر لے توبہ، کر لے توبہ وہ ایسا رحیم و کریم ہے جب تک توبہ ہوتی رہتی ہے معافی بھی ہوتی رہتی ہے۔

ماں باپ کی آدمی ایک دفعہ بے فرمانی کر کے معافی مانگے تو وہ معاف کر دیں گے۔ دوسری دفعہ تیسری دفعہ کریں تو وہ کہیں گے تو نے کیا وطیرہ بنا رکھا ہے ہمارا مذاق اڑاتا ہے۔ ہماری نافرمانی کرتا ہے پھر کہتا ہے معاف کر دو۔ لیکن اللہ کی ذات کے قربان جائیں اگر کوئی بندہ ساری زندگی توبہ توڑتا رہے اور ساری زندگی کہتا رہے یا اللہ معاف کر دے توبہ ہو چکی تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ مٹا دو۔

ان استغفرنی غفرت له اے بندہ تو کہتا ہے معاف کر دے تو میں معاف کرتا ہوں۔ تو پھر توبہ توڑتا ہے اور پھر کہتا ہے۔

ان استقالنی. پچھلا معاہدہ تو خراب ہو گیا اب میں نیا معاہدہ کرتا ہوں پھر نئے سرے سے توبہ کرتا ہوں میرے پچھلے جرم کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔

ان استقالنی اقلت له میرا بندہ اگر کہتا ہے پچھلی چھوڑ دو تو میں کہتا ہوں چلو چھوڑ دو۔ ختم کر دو۔

ان استعاذنی اعذته کہتا ہے اے اللہ مجھے پناہ دے دے تو میں دوبارہ پناہ دے دیتا ہوں۔

لو بلغ ذنوبک عنان السماء. تم اتنے گناہ کرو کہ زمین بھر جائے۔ ہوا و فضاء بھر جائے۔ ستارے سیارے بھر جائیں۔ پھر تمہارے گناہ میرے آسمان اور عرش کو آ کر

لگ جائیں۔ میرا آسمان تیرے گناہوں سے کالا ہو جائے۔ لیکن پھر بھی تجھے اگر توبہ کا خیال آئے اور تو کہے یا اللہ مجھے معاف کر دے۔

تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں غفرت لک ولا ابالی. میں سارے ہی معاف کر دیتا ہوں مجھے کوئی بھی نہیں ہے پوچھنے والا۔

پکار کا جواب

ایسا کوئی بھی نہیں ملے گا ہم ایک دفعہ کہتے ہیں یا اللہ آگے سے وہ کئی دفعہ کہتا ہے لبیک یا عبدی.

ماں کا اکلوتا بیٹا ...... باپ کا اکلوتا بیٹا...... جگر کا ٹکڑا...... آنکھوں کا تارا کہتا ہے......اماں وہ کہتی ہے جی...... پھر وہ کہتا ہے اماں وہ کہتی ہے جی...... وہ پھر کہتا ہے اماں تو وہ کہتی ہے چپ کر سر نہ کھا...... بکواس نہ کر...... باپ بھی اس طرح کرتا ہے۔ لیکن اس مالک کے قربان جائیں پورا جسم بے فرمانی میں نہایا ہوا ہے اور ریشہ ریشہ اللہ کی بے فرمانی سے داغ دار ہے۔ سارا دامن تار تار ہے اس کی زندگی کا کوئی گوشہ خیر کا نہیں۔ کوئی عمل بھلائی کا نہیں۔ ان ساری گندگیوں کے باوجود بھی اگر وہ ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے یا اللہ!

تو اللہ کہتا ہے لبیک لبیک یا عبدی.

اے میرے بندہ بول تو سہی تو کیا کہتا ہے۔

ہم اللہ اللہ پکارتے ہیں وہ لبیک کہتا رہے گا۔ ہم پکارتے پکارتے تھک جائیں گے لیکن وہ جواب دیتے دیتے نہیں تھکے گا۔

اللہ نے ایک گویے کی پکار سن لی

حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک گویا تھا جو چھپ چھپ کے گاتا تھا۔ گانا بجانا تو حرام ہے لیکن وہ چھپ چھپا کے گا کر اپنا شوق پورا کرتا تھا۔ لوگ اسے کچھ پیسے دے دیتے تھے۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا آواز ختم ہو گئی۔ اب آیا فاقہ اور بھوک تو وہ گیا جنت البقیع میں اور ایک جھاڑی کے پیچھے بیٹھ کر اللہ سے عرض کرنے لگا۔

یا اللہ! جب آواز تھی تو لوگ سنتے تھے۔ جب آواز نہ رہی تو لوگوں نے سننا چھوڑ دیا تو سب کی سنتا ہے۔ تجھے پتہ ہے میں ضعیف ہوں۔ کمزور ہوں۔ بے شک تیرا بے نوا ہوں لیکن اے اللہ میری ضرورت کو پورا فرما اس نے ایسی درد بھری آواز لگائی اور ایسی صدا لگائی کہ حضرت عمر اپنی مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ انہیں غیب سے آواز آئی کہ میرا بندہ پکار رہا ہے۔ اس کی مدد کو پہنچو۔ بقیع میں فریادی ہے اس کی فریاد رسی کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ننگے پاؤں دوڑے دیکھا تو بڑے میاں ایک جھاڑی کے پیچھے اللہ کو اپنا قصہ سنا رہے ہیں۔

انہوں نے جب حضرت عمر کو آتے دیکھا تو اٹھ کر دوڑنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا ٹھہر ٹھہرو۔ میں آیا نہیں ہوں بلکہ بھیجا گیا ہوں۔

انہوں نے کہا کس نے بھیجا ہے؟ فرمایا جسے پکار رہے ہو۔ جسے بلا رہے ہو اسی نے بھیجا ہے۔ تو ان نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور عرض کیا۔

یا اللہ! ستر سال تیری بے فرمانی میں گزرے تجھے کبھی یاد نہ کیا اور جب یاد کیا تو پیٹ کی خاطر یاد کیا۔ تو نے پھر بھی میری نداء پہ لبیک کہا اے اللہ! مجھ بے فرمان کو معاف کردے اور ایسا رونا رویا کہ جان نکل گئی اور موت واقع ہو گئی۔

حضرت عمرؓ نے خود اس کا جنازہ پڑھایا اور کفن دفن کا انتظام کیا۔

دروازہ کھلا ہوا ہے

میرے بھائیو! اللہ پکڑتے اس لئے نہیں کہ اللہ جل جلالہ رحیم و کریم ہیں اور اپنے بندوں پر رحم چاہتے ہیں اپنے بندے پر فضل کرنا چاہتے ہیں اور اپنے بندے کو جہنم میں نہیں ڈالنا چاہتا۔

اللہ جل جلالہ نے توبہ کے دروازے بندے کی موت تک کھلے رکھے ہوئے ہیں۔ باب التوبۃ مفتوح مالم یغرغر۔ توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا ہے جب تک روح نکل کر حلق تک نہ آ جائے۔ غرغرہ شروع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی۔

دربار خداوندی میں پیشی

ہم آزاد نہیں بلکہ اللہ کے سامنے آنے والے ہیں۔ ہر ایک کی کتاب اس کے سامنے پیش کی جانے والی ہے۔

اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا.

نیکی کو اللہ تعالیٰ تلوائے گا۔ بدی کو تلوائے گا اور سامنے کھڑا کر کے پوچھے گا۔

اعطیتک ..... فضلتک...... انعمت علیک.

تجھے ملک و مال دیا۔ عزت و دولت دی۔

ماذا صنعت کیا کر کے آئے ہو؟

کہے گا و خمرته و ترکته اکثر ما کان فارجعنی اتک بکله.

میں نے خوب جمع کیا اور پیچھے چھوڑ کر آیا اور اجازت دو تو لے کر آؤں۔ حکم ہوگا۔ یہاں کیا لائے ہو۔

کہے گا یہاں تو کچھ بھی نہیں لایا۔

عذاب جہنم کی شدت اور ایک سخت عذاب کی کیفیت

تو جہنم کے دہکتے انگارے اس کی سیج بن جائیں گے۔

لهم من جهنم مهاد. دوزخ کا بستر اور چارپائی۔

ومن فوقهم غواش. دوزخ کا بستر۔ آگ کے بستر۔

نار احاط بهم سرادقها. آگ کے کمرے ماربل کے نہیں۔

سموم وحميم کھولتے ہوئے پانی.

لا يُثمن ولا يغني من جوع ......

کانٹے دار کھانے۔ جہاں نہ چین ہو اور نہ آرام ہو۔

سأرهِقهُ صعودا. فرشتے گردن میں طوق ڈال کر ایک پہاڑ پر چڑھنے کو کہیں گے۔ وہ پہاڑ اتنا گرم ہوگا کہ اس پر پاؤں رکھنے سے

پاؤں پگھل جائے گا۔ وہ پاؤں ہٹا لے گا ہاتھ رکھے گا تو ہاتھ پگھل جائے گا تو وہ ہاتھ کھینچ لے گا۔ فرشتے کہیں گے اس پر چڑھو۔

وہ کہے گا چڑھا نہیں جاتا۔

تو اس کی گردن میں طوق ڈال کر اوپر کھینچیں گے اس کا پورا جسم پگھل جائے گا۔ پھر بنے گا پھر پگھلے گا پھر بنے گا۔ جیسے آگ کی حرارت سے لوہا پگھلتا ہے۔ پھر اسے سانچہ میں ڈال کر بنایا جاتا ہے اسی طرح اس کا جسم پگھلے گا پھر بنے گا۔ ستر برس پہاڑ کی چڑھائی ہے۔ جس پر کھینچے ہوئے فرشتے اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جائیں گے۔ اوپر لے جا کر اسے چھوڑ دیں گے۔ مرد ہے یا عورت وہ اسی طرح پگھلتا ہوا بنتا ہوا دوبارہ نیچے آ کر جہنم میں گرے گا جہاں جہنم کے سانپ ایک دم پر ٹوٹ کر پڑیں گے۔ ایک ایک سانپ اور بچھو کا ایک دفعہ ڈسنا اسے چالیس چالیس برس تک تڑپاتا رہے گا اور اس کو کوئی چھڑوانے والا نہیں ہوگا۔

جنت کی نعمتیں

میرے بھائیو! اور بہنو! ہم اس آخرت کو سامنے رکھ کر چلنے والے بن جائیں جو ہمارا مقصود و مطلوب ہے اور جس کے لئے کامیابی کا فیصلہ ہوگا۔ اس کا اعلان ہوگا۔

فلان بن فلان

قد ثقلت موازينه وسعد سعادة لا يشقى بعدها ابدا.

فلاں فلاں کے بیٹے اور فلاں کی بیٹی کی نیکیاں بڑھ گئیں کامیابی کا پروانہ ملا۔ اب ناکام نہیں ہوگا ان کے لئے اللہ کا مہمان کانہ ہے جسے اللہ نے خود بنایا ہے۔ دنیا بنائی لیکن اسے مڑ کر دیکھا نہیں۔ جنت کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ ایک اینٹ موتی کی، ایک یاقوت کی۔ ایک زمرد کی۔ مشک کا گارا۔ زعفران کی گھاس۔ موتیوں کی چھپس، یاقوت اس کے پتھر، کافور کے ٹیلے اور اللہ کے عرش کی چھت۔ اس کے نیچے چشمے بہائے۔

يسقون من رحيق. رحیق کے چشمے

وكاس من معين. معین کے چشمے

مزاجه من تسنيم. تسنیم کے چشمے

عینا فیھا تسمی سلسبیلا. سلسبیل کے چشمے، معین کے چشمے، کافور کے چشمے، تسنیم کے چشمے اور تجری من تحتھم الانھر. ان موتیوں، یاقوت، زمرد، سونے اور چاندی کے گھروں کے نیچے اللہ نے پانی دودھ، شہد، شراب کی نہریں چلادیں۔

جنت کی تزئین

اور پھر دن میں اسے پانچ مرتبہ فرماتا ہے اے جنت میرے دوستوں کے لئے خوبصورت ہو جا...... اے جنت میرے آنے والے مہمانوں کے لئے خوبصورت ہو جا...... میرے بندوں اور بندیوں کے لئے اپنے آپ کو سجا ہے...... دن میں پانچ دفعہ اسے سجایا اور مہکایا جاتا ہے......

جس نے ایمان و عمل بنایا۔ تقویٰ اور توکل بنایا وہ اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہو کر جنت میں جا رہا ایمان والی عورتیں مردوں سے بھی پہلے جا رہی ہیں۔ اور حکم ہوگا اپنے خاوندوں کے استقبال کے لئے اپنے آپ کو جنت کے زیور سے سجاؤ۔

جنت کے زیورات

جنت میں ایک فرشتہ ہے جس کا صرف ایک ہی کام ہے۔ وہ سنار ہے۔ دنیا کے سنار تو کھوٹے سنار ہیں کوئی نہ کوئی تو ضرور ہی ملاوٹ کر دیتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی تو ضرور ہی کھوٹ ڈال دیں گے۔ اللہ جنت میں بھی ایک سنار بنایا ہے۔ جو زیور بنا رہا ہے اور جن سانچوں میں زیور بنا رہا ہے وہ سانچہ اگر سورج کو دکھائیں تو سورج اس کے سامنے نظر نہ آئے تو وہ زیور کیسا ہوگا جسے مرد بھی جنت میں پہنیں گے اور عورتیں بھی پہنیں گی۔

یحلون فیھا من اساور من ذھب.

سونے کے کنگن مردوں کے ہاتھ میں بھی اور عورتوں کے ہاتھ میں بھی۔

بعضوں کو چاندی کے اور بعضوں کو سونے کے۔ اپنے اپنے درجات کے مطابق اور ریشم کے سبز لباس، باریک ریشم اور موٹا ریشم، سر پر تاج اور تاج کا ادنیٰ موتی مغرب

ومشرق کو شرمائے۔

اور عورتوں کو ایسے خوبصورت بال عطا فرمائے گا کہ ان کے بالوں کا اگر ایک گچھا زمین پہ ڈال دیا جائے تو سارا جہاں اس سے روشن اور خوشبودار ہو جائے۔ معطر ہو جائے۔

ایماندار جنتی عورت کا حسن

اللہ ایسا حسن عطا فرمائے گا۔ بلکہ اپنے چہرے کے نور میں سے ان کے چہروں پر نور ڈالے گا۔ جنت میں جانے کے بعد ایمان والی عورت ہو یا جنت کی حور ہو۔ ان کے چہروں کا نور اللہ کے نور میں سے ہو گا۔

نور وجههن من نور الله تعالیٰ.

اور اللہ تعالیٰ جنت کی عورت کو جس کا قرآن اور حدیث ذکر کرتے ہیں کہ وہ یاقوت و مرجان کی طرح ہیں۔ موتی کی طرح ہیں۔ سفید انڈے کے چھلکے کی طرح ہے۔ ان کی جوانی کامل ہے۔ شباب کامل ہے۔ وہ اگر سورج کو انگلی دکھا دیں تو سورج اس کے سامنے نظر نہیں آئے گا۔ ایسی خوبصورت حور سے ایمان والی عورت ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورت ہو جائے گی۔ سات گنا نہیں ستر گنا نہیں سات سو نہیں بلکہ ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورت ہو جائے گی۔

افضلیت کی حامل کون؟

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نسآء الدنيا افضل ام نسآء الجنة.

دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا جنت کی حوریں۔

یہ سوال کیوں پیدا ہوا؟ اس لئے کہ دنیا کے مرد و عورت تو گارے مٹی سے بنے ہیں۔ پیشاب پاخانے سے بھرے ہوئے ہیں اور جنت کی حور کی مشک، زعفران، کافور، عنبر سے اللہ نے خود بخشا ہے اور یہ چاروں خوشبو ہیں اور پھر یہ دنیا میں صرف نام ہیں اس کی

حقیقت تو بالکل جدا ہے۔

یہ زعفران نہیں...... یہ مشک نہیں...... جو نافہ ہرن کا ہے نہیں نہیں بلکہ وہ تو کوئی اور ہی چیز ہوگی۔ جب جنت کے پانی کا جس میں ذاتی طور پر خوشبو نہیں ہے۔ حالانکہ وہ تو پانی ہے اور جنت کی خوشبو اس میں رچی ہوئی ہے۔ اس پانی کا ایک قطرہ دنیا میں نہیں بلکہ آسمان پر بیٹھ کر انگلی لگا کر نیچے کر دیا جائے تو سارے جہان میں خوشبو پھیل جائے گی۔

اور جو خود خوشبو ہے وہ تو بنی ہی مشک و عنبر کافور زعفران سے ہے اور ہم بنے ہیں گارے مٹی سے۔

حضرت ام سلمہ نے پوچھا کہ کون افضل ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بل نسآء الدنیا

اے ام سلمہ نہیں نہیں دنیا کی عورت افضل ہے۔

بم یا رسول اللہ. کیوں وہ کیسے۔

آپ نے فرمایا: لصلوٰتھن و صیامھن و عبادتھن للہ عزوجل ان کے نماز، روزہ اور عبادت کی وجہ سے۔

یہاں عبادت سے مراد صرف نماز روزہ نہیں۔ ہم تو نماز روزہ کو عبادت سمجھتے ہیں۔ عمرہ، حج، نفل، کو عبادت سمجھتے ہیں۔ عبادت سے مراد یہاں بندگی ہے کہ پوری زندگی اللہ کی بندگی میں ہو۔ اللہ کی اطاعت میں ہو۔ نبی کی اطاعت میں ہو۔ ان تین شرطوں کے ساتھ۔

بصلوتھن و صیامھن عبادتھن للہ عزوجل

نماز، روزہ اور اللہ کی اطاعت کی وجہ سے۔

الیس اللہ لھن النور	ان کے چہروں پر نور آئے گا۔
اکساھن الحریر.	جسم پر ریشم آئے گا۔
یضیء الوجوہ.	چہرے روشن
خضر الحلل	جس پر ریشمی جوڑے۔
صفر الحلی.	خالص سونے کا زیور

امشالهن الذهب. سونے کی کنگھیاں

مجامرهن اللولو. اوران کے سامنے انگیٹھیاں۔

ہمارے ہاں دستور نہیں عربوں میں بہت دستور ہے کبھی آپ نے بیت اللہ میں دیکھا ہوگا کہ وہ عود کی لکڑی ڈال کر دھونی دے رہے ہوتے ہیں۔ایک پیالہ سا ہوتا ہے۔ اسے مجمار کہتے ہیں۔اور بادشاہ اپنے محلات ، میں عنبر، عود، مشک وغیرہ رکھ کر جلاتے ہیں جس سے ان کا دھواں کمرے میں اٹھتا ہے اور سارے کمرے میں خوشبو پھیل جاتی ہے۔

تو اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہا ہے ان کی وہ جو انگیٹھیاں ہیں جن سے خوشبو کی مہک اٹھے گی وہ موتیوں کی بنی ہوئی ہیں لکڑی کی نہیں بنی ہوئی۔

حور اور جنتی عورت کا مکالمہ

جنت کی حور اور دنیا کی ایمان والی عورت کا آپس میں مناظرہ ہوگا۔جنت کی حور کہے گی۔

نحن الخالدات فلا نموت ابدا.

ہم نے موت کا ذائقہ ہی نہیں چکھا ہمیشہ زندگی رہی۔

نحن الناعمات فلا نفحث ابدا ......

ہم حسن و جمال والی ہیں اور ہمارے حسن و جمال کو کبھی بھی زوال نہیں ہوگا۔

نحن الراضيات فلا تسخط ابدا.......

ہم راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔

نحن المقيمات فلا نرحل ابدا.......

ہم تیرا ساتھ دیں گے اور کبھی تیرا ساتھ چھوڑ نہیں جائیں گی۔

نحن المحيات فلا نفير ابدا.......

ہم محبت کرنے والی ہیں کبھی بھی لڑائی نہیں کریں گی۔

ہماری محبت کامل حسن و جمال کامل، ہم راضی ہی راضی ناراضگی نہیں۔ہم ساتھ

دینے والی باوفا۔ بے وفائی نہیں۔

تو یہ چاروں عیب دنیا میں تو ہیں مردوں میں بھی اور عورتوں میں بھی ہم مرتے بھی ہیں ہم بوڑھے بھی ہوتے ہیں...... ہم ساتھ بھی چھوڑتے ہیں...... ہم لڑ بھی پڑتے ہیں...... اس حور کے جواب میں ایمان والی عورتیں کہیں گی۔

نحن المصليات فما صليتن......

ہم نے نماز پڑھی تم نے نماز نہیں پڑھی۔

نحن الصائمات فما صمتن......

ہم نے روزے رکھے تم نے روزے نہیں رکھے۔

نحن المتوضئات فما توضأتُنّ ......

ہم نے وضو کیے تم نے کبھی وضو کیا؟

نحن المتصدقات فما تصدقتن......

ہم نے ہمیشہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تم نے کبھی مال خرچ کیا ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں **فغلبنهن** تو وہ ان پر غالب آجائیں گی۔ میں یوں کہا کرتا ہوں دنیا میں بھی غالب رہتی ہیں اور آخرت میں بھی غالب آجائیں گی...... غالب آرہی ہیں ایمان کی وجہ سے...... عمل کی وجہ سے...... تقوے کی وجہ سے...... توکل کی وجہ سے...... پاکدامنی کی وجہ سے...... اللہ جنت کی حور کو خادم بنا کر کھڑا فرما رہا اور ایک جگہ پر آتا ہے کہ جنت کی حور کہے گی......

انت التی انشئت فی دار شدة

تو تو وہ ہے جو تنگ زندگی گزار کے آئی اور تو تو وہ ہے جس نے قبر کی اندھیر کوٹھری کو دیکھا اور مٹی میں مٹی ہوگئی۔

ونحن بنات الظل والشکل ولبقآء ومسکننا فی الفردوس قصرا مشید.

ہم وہ ہیں جو جنت الفردوس پر پروان چڑھی ہیں اور قصر خلد ہمارا گھر ہے تم مٹی

سے بنی، دنیا کی تنگی دیکھی، قبر کا اندھیرا دیکھا۔

فقال ان ربی اماتنی واسکننی ضیق القبر فللہ احمد.

اللہ ہی نے ہمیں مارا تم نے تو نہیں مارا اور اس نے ہمیں قبر کی تنگ جگہ میں جگہ عطا کی۔ ہم اللہ کی ہی حمد و ثناء کرتی ہیں۔

لیکن بات تو بتاؤ۔

الیس ابونا ادم سجدت لہ ملائکۃ الرحمن واللہ یشھد.

کیا ہمارا باپ آدم نہیں، جس کے سامنے سارے فرشتے سجدے میں پڑے اور اللہ بھی دیکھ رہا تھا اور ساری مخلوق بھی دیکھ رہی تھی کہ ہمارے باپ کے سامنے فرشتوں جیسی مخلوق نے سجدہ کیا۔

لقد کنت فی الدنیا اذا جنن الدجی جر دمعی لست فی ذاک ارکر.

جب رات اندھیرے ہوتی تھی ستارے ماند پڑتے تھے اس اندھیری رات میں وضو کر کے مصلے پر کھڑی ہوتی تھی اور اللہ کے سامنے روتی تھی اور میرے آنسوؤں کو میرا اللہ دیکھتا تھا۔ راتوں کے اٹھنے، رات کے نوافل اور رونے کی لذت کا تمہیں کیا پتہ۔ جنت کے میوؤں کی لذت تو الگ بات ہے۔ جو رات کو اٹھ کر رونے میں لذت ہے وہ جنت کے میوؤں میں بھی نہیں ہے۔ تم نے کیا دیکھا ہے۔

فنحن الاولی کنا نصلی لربنا فرائض فی الدنیا وایاہ نعبد.

ہم ہیں جنہوں نے اللہ کی بندگی کی اللہ کے فرائض ادا کیے۔

فمنا رسول اللہ صلی الھنا علیھا بالقرآن جاء محمد.

ہم وہ ہیں جن کی گود میں نبیوں نے پرورش پائی۔ اور ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہونے کی عزت پائی۔ منا رسول اللہ اللہ کا رسول بھی ہم سے پیدا ہوا۔ ہم میں سے آیا اور ہم نے اسے اپنی گود میں پالا اور وہ ہمارے پاس قرآن لے کر آیا۔ جنت کا راستہ لے کر آیا۔

فصدقھا الرحمن من فوق عرشہ.

اللہ تعالیٰ نے عرش کے اوپر سے فیصلہ سنایا کہ میں اپنی بندی کے حق میں فیصلہ دیتا ہوں۔

فقامت عروسا نحوھا تتو کد

وہ کھڑی ہوئی ہے اور اس کے چہرے کی چمک سورج کو بھی شرماتی ہے۔

یہ ہماری زندگی کی سعادت ہے کہ ہم اس طرف چلیں کیونکہ ہم دنیا میں رہنے نہیں آئے۔ چھوڑ جانا ہے۔ چلے جانا ہے، آگے زندگی ہے یہ دھوکا ہے وہ حقیقت ہے...... یہ فنا ہے...... اسے بقاء ہے...... یہ غرور ہے...... وہ حقیقت ہے۔

جنت تک پہنچنے کا راستہ

میرے بھائیو اور بہنو! اس تک پہنچنے کا جو راستہ ہے وہ اللہ کی اطاعت اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ہو کر جنت تک جاتا ہے۔ ہمیں اس کے لئے باہر کی ضرورت نہیں اس جسم کو اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقہ استعمال پر استعمال کریں۔ اور ہماری عورتیں بھی اسی طریقہ پر اپنے جسم کو استعمال کریں......

اس جسم سے اللہ کی بے فرمانی نہ ہو......

زبان سے بے فرمانی کا بول نہ نکلے......

آنکھ غلط نہ دیکھے......

کان غلط نہ سنیں......

ہاتھ غلط نہ پکڑے......

پاؤں غلط نہ چلے......

دماغ غلط نہ چلے......

دل میں غیر نہ آئے......

دل میں اللہ ہی ہو...... یہی ہماری زندگی کا مقصود ہے اپنے مقصود تک پہنچنے کے لئے ہمیں اللہ کو راضی کرنا ہے اور اللہ کا راضی ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہے۔

اللہ کے نبی نے اپنی امت پر وہ احسان کیا ہے جو کسی نبی نے نہیں کیا...... آپ امت کے

لئے اتنا روئے ہیں کوئی نبی اتنا نہیں رویا...... آپ امت کے لئے اتنا تڑپے ہیں کوئی نبی اتنا نہیں تڑپا...... آپ اتنے ستائے گئے ہیں کوئی نبی اتنا نہیں ستایا گیا...... آپ اتنے رلائے گئے ہیں کوئی نبی اتنا نہیں رلایا گیا......

طائف میں آپؐ پر ظلم وستم

طائف کی وادی میں آپ کو اتنا ستایا گیا کہ آپ میلوں میل دوڑ رہے ہیں اور پیچھے سے پتھر مارے جا رہے ہیں قدم اٹھتا ہے تو پتھر پڑتا ہے قدم نیچے آتا ہے تو پتھر پڑتا ہے۔ اور پنڈلیوں پر پتھر پڑنے سے جلدی خون نہیں نکلتا۔ پتھر پڑتے پڑتے پہلے کھال پنکی ہوتی ہے پھر پھٹتی ہے پھر رستی ہے پھر آہستہ آہستہ خون نکلتا ہے۔

میرے اور آپ کے نبی کو کتنے پتھر پڑے کہ پنڈلیوں سے خون کے فوارے چھوٹے اور یہاں تک کہ جوتا پاؤں سے چپک گیا جوتا اتارنا مشکل ہو گیا اور اتنے عظیم الشان اور عظیم المرتبت نبی کو اتنی تکلیف آئی کہ بے ہوش ہر کر گر پڑے۔ زید بن حارثہ غلام کندھے پر اٹھا کر پناہ لینے کے لئے دوڑے کافر کے باغ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے آپ کی اس حالت کو دیکھ کر عتبہ جو آپ کا جانی دشمن تھا اس کی آنکھوں میں بھی پانی آ گیا اور کہنے لگا ہائے ہائے۔ دیکھو عبدالمطلب کے بیٹے کا کیا حال ہے؟ دیکھو کس حال میں ہے؟

فتحرک له رحمها. ان ظالموں کا بھی اس وقت خون جوش میں آ گیا اور ان کی رشتہ داری نے بھی جوش مارا کیونکہ وہ آپ کا رشتہ دار تھا اور اپنے غلام عباس کو انگور کا ایک گچھہ دے کر بھیجا کہ جاؤ اس سے کہو دشمنی اپنی جگہ پر۔ رشتہ داری تو ہے انگور ضرور کھا لو۔

غلام کا قبول ایمان

جن کی تکلیفوں پر جانی دشمن بھی رحم کھا گئے اور آپ کا حال یہ ہے کہ اسے دیکھ کر اپنے زخم بھول گئے اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ہر ایک کو اللہ کی بات کرتے تھے۔ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ یہ سمجھدار ہے اس سے بات کروں اور یہ بے سمجھ ہے اسے چھوڑ دوں۔ سب سے بات کرتے۔

جب وہ غلام آیا تو آپؐ نے یہ نہیں سوچا کہ سرداروں نے تو مانا نہیں۔ غلام سے کیا بات کروں۔ بلکہ اس کو دعوت دینا شروع کر دی......

اس سے پوچھا تو کون ہے اور کہاں کا ہے؟......

اس نے کہا: نینوا کا ہوں......

فرمایا: یہ تو میرے بھائی یونسؑ کے شہر کا ہے......

اس نے کہا: آپ کو کس نے یونسؑ کا پتہ بتایا......

فرمایا: وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں اور اسے سورۂ یونس کی تلاوت سنائی۔ فوری پاؤں چومنے شروع کیے اور کلمہ پڑھ کر ایمان لے آیا...... یہ کچھ دیکھ کر عتبہ کہنے لگا ہمارا غلام بھی برباد ہو گیا......

جب وہ واپس آیا تو عتبہ اسے کہنے لگا عداس ہمارے پاؤں تو تو چومتا نہیں۔ اس کے پاؤں کیوں چومے؟......

تو اس نے کہا۔ واللہ! یہ اللہ کا سچا نبی ہے۔ اس کی ماننے اور پاؤں چومنے میں ہی نجات ہے اور جنت ہے۔

سنت نبوی کی اہمیت

میرے بھائیو اور بہنو! ہمیں زندگی گزارنے کے لئے کسی کو نہیں دیکھنا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو دیکھنا ہے کہ آپ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے کہ ہم آپؐ کے طریقے پر زندگی گزاریں گے پھر نہ ماحول دیکھیں...... نہ اپنے کو دیکھیں...... اور نہ غیر کو دیکھیں...... بلکہ یہ دیکھیں کہ میرا اللہ کیا چاہتا ہے؟ اور اللہ نے اپنی چاہت کو بتا دیا ہے کہ جو میرے نبیؐ نے کیا ہے تم کر کے دکھا دو میں تمہارا ہو جاؤں گا۔

کالا کرے یا گورا میں اس کا ہو جاؤں گا...... غیر کرے یا اپنا کرے میں اس کا ہو جاؤں گا...... لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ کے نبی کا طریقہ ہونا چاہیے...... جنت تک پہنچنے کے لئے اللہ، اللہ کو راضی کرنے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی راستہ ہے۔

ایک ایک سنت جنت کی قیمت ہے...... ایک روپیہ اگر گر جائے تو کوئی بھی نہیں

کہتا چھوڑ دو روپیہ ہی تو ہے...... اٹھا لو تو بھی ٹھیک ہے نہ اٹھاؤ تو بھی ٹھیک ہے۔......

ایک ووٹ کے لئے سیاستدان اپنی جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں...... کوئی بھی یہ نہیں کہتا ایک ووٹ ہی تو ہے مل جائے تو بھی ٹھیک ہے نہ ملے تو بھی ٹھیک ہے۔ بلکہ کہتے ہیں ایک ایک ووٹ پر ہار جیت ہوتی ہے۔

ایک ایک نمبر کے لئے طالب علم ساری ساری رات پڑھتا ہے اور کہتا ہے ایک نمبر پر پاس فیل کے فیصلے ہوتے ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہتا ایک نمبر ہی تو ہے ملے چاہے نہ ملے نہیں، نہیں ایک نمبر پر پاس فیل...... ایک ووٹ پر ہار جیت...... ایک ایک روپے سے خزانہ بنتا ہے...... ایسے ہی ایک ایک سنت اللہ کے قرب نصیب فرماتی ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ سنت ہے کر لو تو بھی ٹھیک ہے نہ کرو تو بھی ٹھیک ہے۔ کل قیامت کے دن مردود ہو جائیں گے اگر اللہ کے نبی کی سنت سے ہٹ کر اللہ کی بارگاہ میں پہنچے۔

آپ خود ہی سوچیں اگر کوئی پاکستان کا فوجی ہندوستان کے فوجی کی وردی پہن کر آجائے تو پاکستان والے اس کا کیا حشر کریں گے۔ اور خواہ وہ شور ہی مچاتا رہے کہ میرا دل دیکھو میں اندر سے بالکل صاف ہوں۔ میں اندر سے بالکل پاک ہوں۔ میرا اندر بالکل ٹھیک ہے۔ میں پاکستان کا وفادار ہوں تو سب کہیں گے تو بالکل جھوٹا ہے۔ کیونکہ تیرا ظاہر سارے کا سارا پاکستان کا غدار ہے ہم تیرے ظاہر کی وجہ سے ہی تجھے تختہ دار پر لٹکائیں گے۔

پہلے ظاہر کو درست کریں

ظاہر بھی بنانا پڑے گا نبیؐ کے طریقے میں اور باطن بھی بنانا پڑے گا نبیؐ کے طریقے میں۔ پہلے ظاہر بنتا ہے اور پھر باطن بنتا ہے۔ یہ شیطان کی بات ہے کہ اندر ٹھیک ہونا چاہئے باہر کی خیر ہے۔

اچھا آپ خود ہی سوچیں کہ کپڑا میلا ہو جاتا ہے تو ہم کیوں اتار دیتے ہیں پاک تو ہے ناپاک تو ہوا نہیں۔ اس لئے اتارا ہے کہ اس کی گندگی نے طبیعت کو پریشان کیا ہوا ہے لہٰذا اتار کر نیا کپڑا پہن لیتے ہیں۔

گندے برتن میں پانی نہیں پیتے گلاس کو اگر سالن لگا ہوا ہو تو پانی پینے کو جی نہیں

چاہتا۔ کہا جائے کہ بھائی پاک گلاس ہے پانی پی لو۔ وہ کہتا ہے نہیں جی نہیں چاہ رہا۔ کیا ہوا؟ گلاس کی ظاہری غلاظت نے اندر یہ اثر کیا قریب جانے کو جی نہیں چاہ رہا۔

بستر میلا ہو جائے تو کہتے ہیں چادر بدلو۔ کہا جائے ارے بھائی پاک چادر ہے سو جا۔ تو کہے گا نہیں جی نہیں چاہ رہا۔ کپڑے کی ظاہری گندگی نے اندر یہ اثر کیا۔ ایسے ہی صاف ستھرا لباس دیکھ کر طبیعت میں فرحت آتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس کے ظاہر نے اندر یہ اثر ڈالا ہے۔

خوبصورت لباس دیکھ کر طبیعت خوش ہوتی ہے...... خوبصورت کھانا دیکھ کر طبیعت خوش ہوتی ہے حالانکہ کھانا باہر ہے اور طبیعت اندر میں خوش ہو رہی ہے...... کمرہ خوبصورت دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے...... حالانکہ کمرہ باہر اور سکون اندر ہے...... وجہ یہ ہے کہ ظاہر کا اندر یہ اثر پڑتا ہے...... باہر اگر گندا ہوگا تو اندر کبھی صاف نہیں ہو سکتا۔...... باہر صحیح ہوگا تو اندر بھی صحیح ہو جائے گا۔

پہلے ظاہر بنتا ہے پھر باطن بنتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں پہلے باطن تو ٹھیک ہو جائے پھر ظاہر بھی ٹھیک ہو جائے گا حالانکہ پہلے شکل بنتی ہے پھر روح آتی ہے...... پہلے گھر بنتا ہے پھر Paintings ہوتی ہے...... پہلے گھر بنتا ہے پھر اس کا رنگ روغن ہوتا ہے...... پہلے گھر بنتا ہے پھر اس میں سامان رکھا جاتا ہے...... پہلے ظاہر بنتا ہے پھر باطن بنتا ہے اسی طرح نبی کا طرز پہلے ہمارے ظاہر پر آئے گا پھر ظاہر سے اندر میں جائے گا۔ جس طرح ہم گندا کپڑا اٹھا کر پھینک دیتے ہیں...... گندے برتن کو پھینک دیتے ہیں...... گندے بستر سے اٹھ جاتے ہیں...... ایسے ہی گندے دل کو اللہ اٹھا کر پھینک دیتا ہے...... ہم بھی کیسے ظالم ہیں کہ اپنے لئے صاف ستھرا کمرہ پسند کیا ہوا ہے...... اپنے لئے تو صاف ستھرا لباس پسند کیا ہوا ہے...... اپنے لئے تو روزانہ نہانا پسند کیا ہوا ہے...... اور اللہ نہ رنگ دیکھے...... نہ کپڑا دیکھے...... نہ کمرہ دیکھے...... اور نہ مکان دیکھے...... جہاں اللہ نے رہنا ہے وہ تو دل ہے اللہ فرماتا ہے۔ لا یرفع ارضی ولا سماءی۔ نہ میں زمین میں آتا ہوں اور نہ آسمان میں آتا ہوں میں تو اپنے بندے کے دل میں آتا ہوں۔

مجھے نہ زمین سہارتی ہے اور نہ آسمان سہارتا ہے بلکہ میرے بندے کا دل مجھے

سہارتا ہے۔ تو جس دل میں اللہ نے آنا تھا اس دل کو تو دنیا کی محبت سے گندا کر دیا...... مال کی محبت سے گندا کر دیا...... زیور کپڑے کی محبت سے گندا کر کے خراب کر کے برباد کر دیا...... ایسے دل کو اللہ دھتکار کر دیتا ہے...... اللہ سونے کو نہیں دیکھتا...... چاندی کو نہیں دیکھتا...... کپڑے کو نہیں دیکھتا...... حسن و جمال کو نہیں دیکھتا...... اندر کے پاخانے کو بھی دیکھ رہا ہے...... اندر پیشاب کو بھی دیکھ رہا ہے...... ہاں وہ تو صرف دل کو دیکھتا ہے کہ دل میں میں ہوں یا غیر ہے۔

شریک برداشت نہیں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کیا حضرت! اگر پردے کا حکم نہ ہوتا تو میں آپ کو اپنا چہرہ دکھاتی۔ لیکن اللہ نے چہرہ کھولنا حرام قرار دیا ہے اور اگر اجازت ہوتی تو میں آپ کو اپنا چہرہ دکھاتی کہ میں کتنی خوبصورت ہوں اس کے باوجود میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔

تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غش کھا کر گر گئے۔ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ ان کو کس بات پر غش آ گیا ہے ایک عورت اپنی غیرت کا تقاضا لے کر آئی اور یہاں غش پڑ رہے ہیں۔ جب ہوش میں آئے تو کہا ارے لوگو!

یہ مخلوق ہے جو محبت میں شریک برداشت نہیں کر رہی۔ اللہ اپنی محبت میں شریک کیسے برداشت کرے گا۔ اس دل میں کتنے بت بٹھائے ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اللہ کتنا کریم ہے کہ برداشت کر رہا ہے۔

یوسف علیہ السلام کو باپ سے کیوں جدا رکھا

یوسفؑ کو باپ سے چالیس برس جدا رکھا پھر ملایا۔ والد نے رو رو کر آنکھیں سفید کر دیں۔

وَابْيَضَّتْ عيناه من الحزن فهو كظيم.

جب مل گئے تو ایک دن اللہ نے فرمایا بتاؤں کیوں دور کیا تھا۔ عرض کیا بتاؤ کیوں

دور کیا تھا۔

فرمایا ایک دن تو نماز پڑھ رہا تھا۔ یوسف بچہ تھا جو تیرے پاس لیٹا ہوا تھا۔ نماز پڑھنے کے دوران وہ رونے لگا اور تیری توجہ مجھ سے ہٹ کر اس کی طرف چلی گئی اس غیرت میں جدا کیا تھا۔ کہ میرا نبی ہو کر نماز میں کھڑے ہو کر اپنے بچے کا سوچے۔

فرعون کی باندی کا قصہ

نبیؑ کے طریقے پر آنا ہے یہی ہماری معراج ہے اور یہی ہمارا مقصد ہے اس پر جان چلی جائے منظور ہے اور جان بچ جائے تو الحمدللہ فرعون کی ایک باندی تھی اس نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہوگئی ایمان نہیں چھپتا اور پیسہ بھی نہیں چھپتا۔ نہ مال چھپے اور نہ ایمان اس کے ایمان کا لگ گیا پتہ فرعون نے بلایا اس کی دو بیٹیاں تھیں ایک دودھ پیتی اور چلتی۔

اس نے تیل منگوایا۔ کڑاہا میں ڈالا اور اس کے نیچے آگ جلوادی۔ تیل کھولنے لگا تو دربار سجایا اور اسے بلوایا۔ اور کہنے لگا اختیار کرو۔ یہ تیل کا کھولتا ہولاوایا ملک و مال اور رزق و دولت سے تیرا منہ بھر دوں۔ یوں کیا بولتی ہے۔

مجھے مانے گی تو سب کچھ دوں گا۔ موسیٰ کے رب کو مانے گی تو اس کھولتے ہوئے تیل میں جانا پڑے گا اور پہلے تیری بچیوں کو ڈالوں گا اور پھر تجھے ڈالوں گا۔

اس نے کہا یہ تو میری دو ہیں اگر اور بھی ہوتیں تو وہ پھینک دیتی۔ تو فاقض ما انت قاض ۔تو کر جو کرنا چاہتا ہے۔ ہم یہ بات چاہتے ہیں کہ ہمارے مردوں اور عورتوں میں آجائے کہ اللہ کے حکم پر ہر چیز قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ حالانکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم تو غلط طریقے چھوڑنے کو بھی تیار نہیں ہیں۔

جان کہاں سے لگائیں گے اور کہتے ہیں کیا کریں برادری کا قصہ ہے۔ رشتہ دار نہیں مانتے۔ اللہ اکبر۔ یہ بھی سوچا کریں کہ اللہ اور اس کے رسول کو بھی تو منہ دکھانا ہے یہ بھی تو سوچو کہ اللہ اور اس کے رسول کیا کہے گا۔

جس نے اپنی اولاد پر امت کی خاطر چھریاں چلوادیں کیا ہماری اولاد ان سے زیادہ قیمتی ہے۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔

فرعون نے بڑی بچی کو اٹھوا کر آگ میں پھینک دیا۔ وہ ساری جل گئی اور ماں تو آخر ماں ہے وہ دھڑک گئی۔ میں یوں کہتا ہوں کہ اللہ نے اپنی محبت کو جو تشبیہ دی ہے وہ ماں کے ساتھ دی ہے باپ سے ساتھ نہیں۔ یہ نہیں کہا کہ باپ سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہوں۔ بلکہ کہا ماں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہوں۔ تو ماں کو باپ سے زیادہ پیار ہوتا ہے۔

جب اپنی بچی کو جلتے دیکھا تو اس کا کلیجہ ہل گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے رحم کھا کر آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا اور اس نے بچی کی روح کو نکلتے دیکھا اور اس نے آواز دی اماں! صبر، جنت تیار ہو چکی ہے۔

پھر دودھ پیتی بچی کو اٹھا کر پھینکا تو اس پر پہلے سے بھی زیادہ لرزہ طارہ ہوا لیکن اللہ نے پھر پردہ ہٹایا اور اس نے اس ننھی منی کی جان نکلتے دیکھا اس نے کہا اماں! صبر صبر جنت تیار ہو چکی ہے۔

اصبری یا ام فان لک من الاجر کذا و کذا.

پھر انہوں نے ماں کو بھی جلا دیا۔ تینوں جل گئیں۔ تو انہوں نے تینوں کی ہڈیوں کو زمین میں دبا دیا۔ اس قصے کے دو ہزار سال کے بعد سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں دو رکعت نفل ادا کر کے آسمان کی طرف جا رہے ہیں۔ جب آپ اوپر اٹھے تو نیچے سے جنت کی خوشبو آئی۔ تو آپ نے پوچھا: اشم رائحة الجنة میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خوشبو فرعون کی باندی کی قبر سے آ رہی ہے۔

آخرت کے لئے دنیا قربان کرو

یہ صفات اپنے اندر پیدا کرنی ہیں اور ان پر خود آنا ہے اور اس پر ساری دنیا کے مردوں اور عورتوں کو ان صفات پر لانا ہے۔ کہ وہ اللہ کے حکم اور نبی کے طریقے پر سب کچھ لٹا دیں۔ نبی کوئی نہیں آئے گا۔ آپ آخری نبی ہیں۔ یہ آخری امت ہے اس کے بعد کوئی امت نہیں۔

ہمارے ذمے ہے کہ دنیا کو رکھیں گزارے کی جگہ۔ عشرت کی جگہ نہ بنائیں......

آرام کی جگہ نہ بنائیں......

ضرورت کے لئے گھر بنائیں، زیبائش کے لئے نہیں......

ضرورت کے لئے کپڑا خریدیں، نمائش کے لئے نہیں......

ضرورت کے لئے برتن خریدیں زیبائش کے لئے نہیں...... کیونکہ نمائش اور زیبائش اللہ نے جنت میں رکھی ہے......

اللہ نے غریب کا اتنا خیال رکھا ہے کہ حکم دیا ہے یا تو غریب کو بھی پھل کھلایا پھر چھلکوں کو باہر نہ پھینک کہ کہیں غریب کے بچوں کا دل نہ خراب ہو۔

یہاں سادہ زندگی گزار اور جنت میں عالی شان زندگی لو کیونکہ جب محلات کی دوڑ لگے گی تو کام بھول جائے گا۔

تو ہمارے ذمے پورے دین پر چلنا اور پورے دین کو پھیلانا ہے یہ اللہ نے ہمارے ذمے کیا ہے کیونکہ نبی اب کوئی نہیں آئے گا مشرق سے لے کر مغرب تک انسان آباد ہیں بھلے بھی ہیں برے بھی ہیں......عرب بھی ہیں عجم بھی ہیں......مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں......آج کتنے مرد وعورت توبہ کئے بغیر مر کر جہنم میں چلے گئے......آج کتنے ہندو، سکھ، عیسائی، مشرک کفر پر مر کر ہمیشہ کے لئے جہنم میں چلے گئے۔

ہمارے ذمے اشاعت دین ہے

میرے بھائیو اور بہنو! پورے دین پر چلنا ہمارے ذمے ہے اور پورے دین کو پوری دنیا میں پھیلانا بھی ہمارے ذمے ہے۔ ساری دنیا میں مردوں کو عورتوں کو بوڑھوں کو بچوں کو یہ بات سمجھانا کہ دین پر چلو یہ اللہ نے ہمارے ذمے کیا ہے۔ جب یہ محنت موجود تھی اسلام پھیل رہا تھا۔ غیر بھی اسلام میں آرہے تھے۔ جب یہ محنت چھوڑی تو اپنے بھی دین سے نکلنے شروع ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل فرمایا۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا.

نا اعلان فرمایا کیا دین کامل ہو نہ پھر آپ نے منی میں اعلان فرمایا۔ الا فلیبلغ الشاهد الغائب. غائبین تک میرا پیغام پہنچادو۔ یہ تمہارے ذمے ہے۔ یہ نہ چلنے کی بات ہے...... نہ چار مہینے کی بات ہے ..... نہ تین دن کی بات ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ اگر دنیا میں کوئی کافر مر جائے اور اسے مسلمانوں نے اسلام کی بات نہ پہنچائی ہو تو اس کے کفر پر مرنے کا گناہ ساری امت کے ذمے ہے۔ اب چاہے وہ عابد الحرمین ہو۔ چاہے وہ مسجد کا کبوتر ہو اس پر گناہ ہے کہ اس نے اس کافر تک کلمہ کیوں نہ پہنچایا۔ جس کی وجہ سے وہ کفر پر مر گیا۔

حضرت ام حرامؓ اللہ کے راستے میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جذبہ ہماری طرف منتقل کیا تھا کہ ایک ایک آدمی ایک ایک مرد ایک ایک عورت جنت میں جانے والے بنیں۔ صحابہ نے اس درد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا۔ اور آپ کے پیغام کو لے کر پھرے وہ تو رضی اللہ عنہ اور ان کی عورتیں رضی اللہ عنہا تھیں۔

حضرت ام حرام بنت ملحانؓ انصاری عورت ہیں جنت کی بشارت ہے۔ ان کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آرام کیا اٹھے تو مسکرانے لگے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہوا؟ فرمایا اپنی امت کو دیکھا ہے سمندر پر بادشاہوں کی طرح جا رہی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے دعا کر دیں۔ کہ میں بھی ان میں سے ہوں۔ آپ نے دعا فرما دی حضرت معاویہؓ نے جب قبرص کی طرف سفر کیا اس میں یہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ گئیں اور وہیں انتقال ہوا اور قبرص میں آج بھی ان کی قبر موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پھیلانا مردوں نے اپنے ذمے لیا ہوا تھا۔ اور عورتوں نے اپنے ذمے کیا ہوا تھا۔ اور اپنا حق معاف کیا ہوا تھا۔

حضرت اسماءؓ کی قربانی اور صلہ ربانی

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حواری رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

یا طلحة ویا زبیر ان لکل نبی حواریا فی الجنة وانتما حواری فی الجنة.

اے طلحہ اے زبیر جنت میں ہر نبی کے دو حواری یعنی باڈی گارڈ ہوں گے میرے حواری تم دونوں ہو۔ جو ہر وقت میرے ساتھ چلو گے۔

اس حواری ہونے تک حضرت زبیر کا پہنچنا حضرت اسماء کی قربانی سے ہوا ہے کہ حضرت اسماء نے اپنا حق معاف کیا۔ اپنے حقوق معاف کیے اور کہا تم جاؤ۔ اللہ سے بدلہ لے لوں گی۔ پھر وہ حالات بھی آئے خود فرماتی ہیں کہ:

حضرت زبیر ہر وقت حضورؐ کے ساتھ رہتے تھے اور میرے گھر میں کچھ بھی نہیں تھا۔ کام بھی خود کرتی تھی۔ باہر کا بھی اور اندر کا بھی گھوڑے کا چارہ بھی لاتا اور اونٹوں کا چارہ بھی لاتا۔ گھر کا کام بھی کرنا، تین دن فاقہ آیا باپ بھی موجود لیکن شکایت نہیں کی...... رسول بھی موجود لیکن شکایت نہیں کی...... خاوند بھی موجود لیکن شکایت نہیں کی...... لڑائی نہیں کہ میرا حق ادا کرو۔ عورتیں تو جلدی سے کہہ دیتی ہیں میرا حق ادا کرو۔ اور جو بہن حق معاف کرے کہ جنت میں اکٹھا لے لوں گی۔ اس سے متعلق ایک اور حدیث سنا لوں۔

حق معاف کرنے کا بدلہ

قیامت کے دن ایک آدمی آ رہا ہے دوسرا اس کے پیچھے ہے۔ عرض کرتا ہے یا اللہ اس نے میرا حق مارا ہے میرا حق لے کر دو۔ اور وہ آدمی ایسا تھا جو دنیا میں اس کا حق دے نہ سکا مجبوری کی وجہ سے...... اللہ فرمائے گا کیا لے کر دوں اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے...... وہ کہے گا مجھے اس کی نیکیاں لے کر دے اور میرے گناہ اسے دے دے...... اللہ فرمائے گا اوپر دیکھ...... جب وہ اوپر دیکھے گا تو جنت نظر آئے گی عالیشان عظیم الشان، سونے چاندی کے محلات، تو وہ عرض کرے گا یا اللہ یہ کس نبی کی جنت ہے۔ کس صدیق و شہید کی جنت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو قیمت ادا کر دے اسی کی ہے...... وہ کہے گا یا اللہ! اس کی کیا قیمت ہے؟...... ارشاد ہوگا جو اپنا حق معاف کر دے اس کی ہے۔

وہ عرض کرے گا اچھا! تو اس سے نہیں لیتا بلکہ تجھ سے لیتا ہوں۔ تو جو عورتیں

اپنے خاوندوں کو دین کے لئے آگے بڑھائیں گی اور اپنا حق معاف کر دیں گی انہیں بدلہ اللہ اپنے خزانوں سے دے گا جیسے حضرت اسماء نے حق معاف کیا کہ بھوک آئی لیکن خاوند سے گلہ کیا نہ باپ سے شکایت اور نہ دربار رسالت میں شکوہ۔ خود سے کام لے رہی۔ حالانکہ عورت ذات کیا مرد بھی بھوک میں کمزور ہوتا ہے۔

پڑوسی ایک یہودی عورت نے بکری ذبح کی اور اس کا گوشت پکانا شروع کیا جب اس کی خوشبو اٹھی تو فرماتی ہیں میں بے تاب ہو گئی اور میں نے سوچا آگ لینے جاتی ہوں اس بہانے سے وہ ایک آدھ بوٹی مجھے بھی کھلا دے گی۔

کہتی ہیں میں آگ لینے گئی اس اللہ کی بندی نے کھانے کا پوچھا ہی نہیں آگ پکڑا دی۔ حالانکہ میرے گھر میں تو تنکا بھی پکانے کے لئے نہیں تھا۔ آگ کو کیا کرتی۔ میں نے آگ پھینک دی اور بیٹھ گئی۔

پھر بھی صبر نہیں آیا پھر آگ لینے گئی۔ اس نے آگ دے دی لیکن کھانے کا پوچھا بھی نہیں۔ میں نے آگ لا کر پھینک دی۔

لیکن پھر بھی صبر نہیں آیا۔ یہ منظر سارا اللہ دیکھ رہا ہے یہ چاہتی تو اپنے حق کا مطالبہ کر کے اپنے خاوند کو گھر میں بٹھا لیتی۔ نہیں بٹھایا تو نبی کا حواری بنا دیا اور نبی کے حواری کو جو جنت ملے گی اسماء بھی تو اس جنت میں جائے گی۔

اللہ اکبر کیسی عقلمند عورتیں تھیں اور کیا عقلمند مرد تھے۔ کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر اتنے بڑے سودے کر لئے۔

فرماتی ہیں میں تیسری دفعہ پھر گئی تو اس نے آگ تو دے دی لیکن پھر کھانے کا نہ پوچھا۔ میں آ کر بہت روئی اور عرض کیا۔ یا اللہ! میں کس سے کہوں۔ تو ہی ہے تو ہی مجھے دے۔ اب اللہ کو رحم آیا۔

یہودی آیا کھانا کھانے کے لئے۔ بیوی نے گوشت کا پیالہ سامنے رکھا تو اس نے پوچھا۔ آج بھر میں کوئی آیا تھا۔

اس نے کہا یہ پڑوسن عرب عورت آئی تھی دو تین مرتبہ آگ لینے کے لئے یہودی

نے کہا پہلے اتنا ہی پیالہ بھر کر اسے دے آؤ میں بعد میں کھاؤں گا۔ وہ پیالہ بھرا لے کر آئی اور میں اندر بیٹھی رو رہی اور اللہ سے عرض کر رہی کہ یا اللہ میں کیا کروں۔ فرماتی ہیں اس وقت یہ نعمت میرے لئے دنیا کی ساری نعمتوں سے افضل تھی۔

دین کے لئے قربانیاں پیش کی گئیں

دین ایسے نہیں نہیں پھیلا بلکہ اس کے پیچھے بہت قربانیاں ہیں۔ صحابہ کی مائیں اگر ہماری ماؤں کی طرح کرتیں اور کہتیں میری آنکھوں کے سامنے رہو۔ بیوی کہتی میرے حق ادا کرو۔ اگر صحابہ کی بیویاں بھی ایسی ہوتیں تو آج ہندوستان میں اسلام نہ ہوتا۔

محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے حصے میں ہندوستان، سندھ و پنجاب کا سارا اسلام، دیپالپور کشمیر تک پہنچے ہیں اور اپنی بیوی کے ساتھ کل چار مہینے رہے ہیں۔ چار مہینے کے بعد یہاں آگئے سوا دو سال یہاں رہے پھر شہید کر دیے گئے۔ لیکن کروڑوں انسانوں کا اسلام دونوں میاں بیوی کے کھاتے میں چلا گیا۔ قیامت کے دن دونوں میاں بیوی نبیوں کی شان کے ساتھ جنت میں جا رہے ہوں گے یہ کوئی انہوں نے چھوٹا سودا کیا ہے بلکہ بہت بڑا سودا کیا ہے۔

میرے بھائیو اور بہنو! دنیا کے انسانوں کو اس محنت پر لانا ہماری محنت کا مرکز ہے اور یہی ہمارا درد ہے اور یہی ہمارا غم ہے کہ کوئی دوزخ میں جانے نہ پائے۔ اس سوچ کے ساتھ چلیں کہ ایک ایک کے پیچھے ہماری محنت ہو؟ ہمارے ذمے کیوں ہے؟ ہمارے ذمے ختم نبوت کی وجہ سے ہے۔ ہم کہتے ہیں ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اچھا اگر نبی نہیں تو پھر عورتیں عورتوں کو دین سمجھائیں اور مرد مردوں کو سمجھائیں۔ صرف اپنے نماز روزے سے نجات ہونے کی نہیں ہے۔ ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں کہ کونے کونے میں بیٹھیں اللہ کریں اور بچ جائیں۔ ہمیں تو ساری دنیا میں پھرنا پڑے گا۔ اللہ کا پیغام سنانے کے لئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آپ ﷺ کا صبر اور اس کا صلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیکھیں کہ ایک ایک کے لئے کتنا غم اٹھایا۔ محبوب ترین چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کا قتل اور اس طرح قتل کیا کہ ناک کاٹ دیا گیا۔ کان کاٹ دیے گئے۔ سینہ چیر دیا

گیا۔ کلیجہ چبا دیا گیا۔ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی جگہ ہچکیاں مار کر رونا ثابت نہیں حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھ کر ہچکیاں بندھ گئیں۔ ایسی ہچکی بندھی کہ دور دور تک آپؐ کے رونے کی آواز سنائی دی۔ صحابہؓ بھی اکٹھے ہو کر رو رہے تھے۔

اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نے آ کر عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے آپ کا رونا ہمیں اچھا نہیں لگ رہا۔ آپؐ صبر کریں ہم نے آپؐ کے چچا کے لئے عرش پر لکھ دیا ہے۔

حمزة اسد الله واسد رسوله

حمزہ اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہے۔

ستر دفعہ نماز جنازہ پڑھی اور جب مدینے کی طرف بڑھے تو چونکہ آپ کے رشتہ داروں میں سے سوائے علیؓ، عقیلؓ، اور حمزہؓ کے کوئی بھی ہجرت کر کے نہیں آیا تھا۔ نہ عورتیں تھیں نہ مرد تھے، جب مدینے میں داخل ہوئے تو گھر گھر میں انصار کے مرد اور عورتیں رو رہے تھے۔

آپ کا دل پھر بھر آیا آنکھوں میں سے آنسو آ گئے اور فرمایا:

اما حمزة فلا بوا كي له.

سب کے رونے والے میرے چچا کو تو رونے والا ہی کوئی نہیں۔

آپ کو کتنا غم اور صدمہ اور کتنا غصہ آیا ہو گا اس کے قاتل پر لیکن اپنے چچا حمزہ کے قاتل کو بھی آپؐ نے فرمادیا وحشی اگر تو مسلمان ہو جائے تو بھی جنت میں چلا جائے گا۔

ہم تو گالی دینے والے کو قتل کرنے کے درپے ہوتے ہیں کتنی بڑی ہمت کی بات ہے کہ چچا کے قاتل کو بھی کہا جا رہا ہے کہ اگر تو بھی کلمہ پڑھ لے تو جنت میں چلا جائے گا۔

اس نے کہا، میں کیا کروں گا کلمہ پڑھ کر کہ میں نے اتنے گناہ کئے ہیں۔ آپؐ فرما رہے ہیں۔ تو ایمان قبول کر لے۔ توبہ کر لے۔ عمل اچھے نیک بنا لے۔

کہنے لگا: کوئی اور چیز بتاؤ توبہ، ایمان وعمل لمبا کام ہے۔

فرمایا: میرے رب نے کہا ہے شرک نہ کرو باقی معاف کر دوں گا جسے چاہوں گا۔

اس نے کہا جسے چاہے معاف کرے مجھے نہ کیا تو میں کیا کروں گا۔

تو پھر آپؐ نے آیت پڑھ کر سنائی کہ میرا رب کہتا ہے ﴿لا تقنطوا من رحمة الله﴾ میری رحمت سے ناامید نہ ہو توبہ کرو سب معاف کر دوں گا۔ کہنے لگا یہ ٹھیک ہے۔

یہ مکالمہ آمنے سامنے نہیں ہے بلکہ آپؐ نے سپیشل آدمی طائف بھیجا وحشی کے لئے کہ تو جنتی ہو سکتا ہے اگر میری مان لے۔ وہ وہاں سے چہرہ چھپا کر آیا آپ سرور کائنات چہرہ چھپا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی خیال میں اس نے برابر میں کھڑے ہو کر چہرے سے کپڑا اٹھا کر کہا:

اشهد ان لا اله الا الله انک رسول الله.

جب چہرے سے کپڑا اٹھا تو صحابہ نے تلواریں نکالیں اور اس کو قتل کرنے کیلئے آگئے۔ آپؐ نے نظر اٹھا کر دیکھا اور اس نے چونکہ کلمہ پڑھ لیا تو آپؐ نے فرمایا: پیچھے ہٹو۔ پیچھے ہٹو۔ ایک آدمی کا مسلمان ہو جانا میرے نزدیک ہزار کافروں کو مارنے سے زیادہ عزیز ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: ﴿ اَوحشی انت ﴾ کیا تو وحشی ہے؟

اس نے عرض کیا جی، میں ہی وحشی ہوں۔ فرمایا: میرے سامنے بیٹھ۔

وہ سامنے بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا ﴿ کیف قتلت حمزة ﴾ ارے تو نے میرے چچا کو قتل کیسے کیا تھا۔

سات سال گزر چکے ہیں لیکن زخم ابھی تک تازہ ہے۔ جب حضرت وحشیؓ نے قتل کا قصہ سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر رونے لگے اور آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہو گئیں پھر آپؐ نے فرمایا:

ويحک غيب عني وجهک

اے بھائی وحشی! مجھے چہرہ نہ دکھایا کر کیونکہ میرا غم تازہ ہو جاتا ہے۔

جس کا چہرہ دیکھنا مزاج پر شاق ہے اس کے لئے بھی جنت میں جانے کا سامان کر گئے۔ ہم بھی اس کی امت ہیں۔ اس لئے ہم بھی ایک ایک کے پیچھے پھر کر سب کو جنت کا راستہ دکھانے والے بنیں۔ مردوں میں اور عورتوں میں ایک محنت ہے وہ زندہ ہو گی تو سارے عالم میں دین پھیلے گا۔ ساری انسانیت میں دین زندہ ہو گا۔ اس کے ذمہ دار مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ہیں۔

امت کیلئے محبوب کبریا ﷺ کی فکر اور مصائب

آداب مجلس

میرے بھائیو اور دوستو! یہ ساری بھاگ دوڑ اسی کی ہے کہ اللہ جہنم سے بچالے۔ ساری امت بلکہ ساری دنیا کے انسان ایمان لا کر جنت میں جانے والے بن جائیں۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ بھائی مجلس کا شریک وہ ہوتا ہے کہ جو اول سے لے کر آخر تک بیٹھا رہے۔ وہ شریک مجلس کہلاتا ہے۔ درمیان میں اٹھنا کوئی بشری تقاضا پیشاب وغیرہ ہو تو وہ الگ چیز ہے۔ اس کے علاوہ اجتناب کرنا چاہئے۔ بیان کے ختم ہونے پر مجلس ختم نہیں ہوتی، کام تو چل رہا ہے۔ تشکیل کے ختم ہونے پر مجلس کا اختتام ہوتا ہے۔ اکثر مجمع نیا آیا ہوا ہے۔ ممکن ہے بعضوں کے لئے لفظ تشکیل ہی نیا ہو کہ یہ کیا مطلب، تشکیل کیا ہوتی ہے، لیکن بہر حال اتنی گزارش تو ہے بھائی کہ جب تک نام لکھنے کا عمل ہو رہا ہو تو سارے بھائی تشریف رکھیں، تو جب یہ مجلس ختم ہوتی ہے پھر فرشتہ کہتا ہے: قوموا مغفورالکم۔ اٹھو! تم سب کی بخشش ہوگئی۔ تو اس کے لئے گزارش ہے کہ مجلس سے پورا نفع اٹھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ آخر تک بیٹھا رہے۔ ٹھیک ہے ناں بھائی۔

خطبہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحیم. وکذالک جعلنکم امۃ

وسطا لتکونوا شهدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۳)

وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان للمسجد ارتادا الملائکة جلسائهم من غابوا افتقدوهم ان مرضوا عادوهم. ان کانوا فی حاجة اعانوهم ثم قال جلیس المسجد علیٰ ثلث خصال او مستفاد او کلمة حکمة او رحمةٌ منتظرة او کما قال. (رواہ احمد فی مسندہ)

خوش نصیبی:

میرے بھائیو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے نصیب جگا دیئے، ہماری لاٹری نکل آئی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کئے گئے۔ ھو اجتبٰکم. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے تمہیں چنا ہے۔ ہم بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں۔ جو الیکشن میں بلا مقابلہ منتخب ہوتا ہے، وہ بڑی عظمت سمجھی جاتی ہے۔ تو یہ سارے کا سارا مجمع اور قیامت تک آنے والی امت بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو بلا مقابلہ منتخب فرمایا ہے۔ ھو اجتبکم۔

انتخاب امت محمدیہ

اجتباء کی حسی مثال ایسے ہے کہ آپ نے کریٹ میں سے چن چن کے آم نکالنا شروع کئے۔ جو پسند آیا۔ آپ نے ترازو میں ڈالا جو نا پسند ہوا، واپس آپ نے کریٹ میں پھینک دیا۔ چاروں طرف سے دیکھا، جائزہ لیا، اچھا ہے، ادھر کرو۔ ٹھیک نہیں، چھوٹا ہے یہ پیلا نہیں ہے۔ یہ سخت ہے۔ واپس کرو۔ اس طرح چن چن کے دانے اکٹھے کرنا اپنی ذات کے لئے یہ ہے، اجتباء......

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی نسل کا کریٹ سارا کھولا۔ ولله المثل الاعلیٰ۔ (سورۃ النحل) اللہ اس بات سے پاک ہے۔ میں صرف اس بات کی وضاحت

کے لئے یہ مثال لایا ہوں۔ اللہ نے کریٹ کھولا سارا۔ پھر ایک ایک دانے کو اٹھا کے دیکھا۔ ایک ایک روح کو پرکیا۔ جو پسند آئی۔ ہاں!

یہ میرے حبیب کے معیار کا ہے۔ کہا اس کو ادھر کرو۔ ہاں! یہ عرب اسی معیار کے ہیں ادھر کرو۔ یہ اس معیار کے نہیں، نہیں یہ وہ معیار نہیں اسے واپس کرو۔

آدم علیہ السلام کے کریٹ میں واپس ڈالو۔ نوح علیہ السلام کی امت میں واپس ڈالو۔ ہود علیہ السلام کی امت میں واپس ڈالو۔ یحییٰ علیہ السلام کی امت میں ڈال دو۔ الیاس علیہ السلام کی امت میں ڈال دو۔

ہاں یہ صحیح ہے اس کو میرے محبوب کی امت میں ڈال دو۔ آپ سمجھے نہیں کہ ہمارا انتخاب کیسا عالیشان ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا انتخاب

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب ایسے کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان اللّٰہ تخیر القبائل...... اللہ نے ساری کائنات یعنی آدم علیہ السلام کی ساری نسل اور قبائل کو دیکھا۔ فاختار العرب اس میں سے عرب کو چھانٹا۔ تخیر فاختار کی وضاحت کے لئے میں ترجمہ یوں کرتا ہوں۔ کہ اللہ نے سارے آدم علیہ السلام کی نسل کو موٹی چھلنی میں ڈالا۔ ان کو چھانا تو اس میں سے قبیلہ عرب نیچے ٹپکا۔ باقی سارا اوپر رہ گیا۔

ثم تخیر العرب...... پھر اللہ نے عرب کو اس سے باریک چھلنی میں ڈالا۔ پھر اسے ہلایا۔ فاختار مضر اس میں سے قبیلہ مضر نیچے آیا۔ باقی عرب پیچھے پھینک دیئے گئے۔ تخیر مضر پھر اللہ نے مضر کو چھانا۔ چھانٹا۔ فاختار قریش اس میں سے قریش نیچے آئے۔ باقی مضر بھی پیچھے رہ گئے پھر اس سے باریک چھلنی میں قریش کو ڈالا گیا۔ تخیر قریش فاختار بنی ھاشم اس کو چھان، چھان، کے اس میں بنو ہاشم نکلے۔ قریش بھی پیچھے رہ گئے۔ پھر اللہ نے بنو ہاشم کو سب سے باریک چھلنی میں ڈالا۔ اور اسے خوب چھانا اور خوب چھانا اور اس ساری چھنائی میں اتنی باریک چھلنی تھی کہ بس ایک ہی قطرہ نیچے ٹپکا جس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ملا۔ فاختار نی اللہ نے مجھے چن لیا۔ انا خیرکم اہا

ونفسا میرے جیسا حسب ونسب میں کوئی نہیں ہے۔ تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے چنا ہوا۔

انتخاب کا مقصد

اور یہ امت بھی ایسی چنی ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ساری امتوں کا اسے سردار بنایا۔ ہمارے نبی کو سارے نبیوں کا سردار بنایا۔ یہ انتخاب کیوں ہے؟ یہ انبیاء کا الیکشن کیوں ہو رہا ہے؟ یہ کیوں منتخب ہو رہے ہیں؟ اسی کام کے لئے ہمارا بھی انتخاب ہوا، ہم کیوں منتخب ہوئے ہیں؟ وکذالک جعلنکم امة وسطا. (سورة البقرہ آیت نمبر ۱۴۳) جو منتخب ہوا تو اس کا اعزاز بڑھ جاتا ہے۔ کام بھی بڑھ جاتے ہیں۔ تو پہلے اللہ نے ہمیں اعزاز بخشا۔ میں نے تمہیں چنا ہے۔ تمہیں پتہ بھی ہے تم ہو کیا۔

امت وسط اور چکی کی مثال

تم امت وسط ہو، وسط ہو۔ درمیان کی امت ہو۔ درمیان کی کیل ہو قطب ہو قطب، عربی میں درمیان کے کیل کو کہتے ہیں۔ وہ چکی کا کیل جس کے گرد اوپر کا پاٹ گھومتا ہے اور نیچے کے پاٹ کو جماتا ہے اور پھر اوپر کی چکی چلتی ہے یہ جو درمیان والا کیل ہے۔ اس کو عربی میں قطب کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں یوں کہہ رہا ہے تم قطب ہو۔ امت وسط درمیان میں ہیں۔ تم زمین، آسمان کے درمیان کیل ہو۔ اس چکی کا ایک پاٹ زمین ہے۔ دوسرا آسمان ہے۔ درمیان میں تمہارا کیل ہے۔ جس دن یہ کیل نکلے گا۔ تو یہ زمین، آسمان آپس میں ٹکرا کر تباہ ہوں گے۔ جیسے چکی کا کیل نکلتا ہے تو اوپر کا پاٹ نیچے کے پاٹ پہ آ کے جم جاتا ہے اور چکی جام ہو جاتی ہے۔ کام تمام ہو جاتا ہے۔ ایسے

میرے بھائیو! یہ امت وسط ہے۔ یہ درمیان کی امت ہے یہ اگر نکل گئی، تو آسمان زمین پر گرے گا۔ زمین آسمان سے ٹکرائے گی۔ چاند ستاروں سے ٹکرائے گا۔ چاند سورج سے۔ ستارے سورج سے ٹکرائیں گے اور سارا زمین، آسمان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

یہ اتنی بڑی عظیم امت ہے

اور اگر یہ موجود تو رہے لیکن ٹیڑھے ہو گئے جیسے اگر کیل ٹیڑھا ہو جائے تو پھر چکی کا توازن بگڑتا ہے۔ پھر وہ صحیح نہیں چلتی۔ پھر وہ صحیح نہیں پستی۔ امت تو ہے پر ٹیڑھی ہو جیسے آج ہو گئی۔ نافرمان ہو گئی۔ جیسے آج ہیں تو پھر کیا ہو گا؟ زمین و آسمان کی گردش ٹیڑھی ہو جائے گی ہمارے خلاف ہو جائے گی۔

زمین بھی تیور بدل رہی ہے۔ فلک بھی آنکھیں دکھا رہا ہے۔ پھر یہ زمین کے تیور بدلیں گے۔ فلک کی آنکھیں بدلیں گی اور یہ زمین، آسمان کا نظام جن کے موافق میں چلا کرتا ہے یہ سارا نظام ان کے خلاف چلے گا۔ اگر یہ ٹیڑھے ہو جائیں سیدھے ہوں گے تو ساری کائنات ان کے گرد گھومے گی۔ اور اگر یہ ٹیڑھے ہوں گے تو سارا نظام ان کے خلاف ہوتا چلا جائے گا۔ جب یہ سیدھے ہیں تو کائناتی نظام اس طرح تابع ہو کے چل رہا ہے کہ آج تو بیٹا باپ کی نہیں مانتا۔

امت وسط کے لئے دنیا کی ہر چیز غلام بن جاتی ہے

عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ انیس صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تیونس کے دیس میں۔ اس لشکر میں انیس صحابہؓ تھے۔ قیروان کا شہر بنانا تھا۔ ٹیلے پہ سوار ہوئے اور انیس صحابہؓ کو ساتھ لیا اور جنگل میں اعلان کیا کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ تین دن کے اندر جنگل خالی کر دو اس کے بعد جو ملے اسے قتل کر دیا جائے گا۔ تین دن میں شیر بھاگ گئے۔ چیتے بھاگ گئے، ہاتھی بھاگ گئے، سانپ دوڑ گئے، بھیڑیئے دوڑ گئے۔ چالیس مربع میل میں پھیلا ہوا، جنگل ختم سارے کا سارا اس جنگل کے وحشی اور درندے بھاگ گئے۔ وہ عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کی بات سمجھ کر جا رہے ہے۔ ابھی بیٹا باپ کی بات نہیں سمجھتا، ادھر شیر سمجھ رہا تھا کہ درمیان میں کھڑے تھے۔ امۃ وسطا تھے امۃ وسطا درمیان میں کھڑے تھے۔ ناممکنات، ممکن بنتے چلے گئے۔ بھرے ہوئے سمندر میں گھوڑے ڈالے اور دوڑتے ہوئے پار چلے گئے۔

حضرت ام السائبؓ کے بیٹے کا زندہ ہونا

ام السائبؓ کا بیٹا مرا، کفن دے کے جنازے کا انتظار ہے۔ ماں کو پتہ چلا وہ آئی لاٹھی ٹیکتی۔ پاؤں کی طرف بیٹھ کر کہنے لگی۔ امنت بک طوعا وھاجرت الیک رغبة فلا تشمت بی الاعدا تیرے شوق میں کلمہ پڑھا۔ تیری محبت میں گھر چھوڑا۔ میرے دشمن مجھے طعنہ نہ دیں کہ دین چھوڑا تو بیٹا مر گیا۔ بس اتنی بات کی، یہ نہیں کہا، میرے بیٹے کو زندہ کر دے۔ بس یہ کہا: میرے دشمنوں کو مجھ پر بولنے کا موقع نہ دے۔ یہ الفاظ ختم ہوئے اور بیٹا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کفن ایسے چہرے سے اتار دیا اور اسی وقت بیٹھ کے سب کے ساتھ کھانا کھایا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شہید ہوا۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ امت وسط ہے درمیان میں کھڑی ہوئی ہے۔ درمیان میں۔ پانی راستہ دے رہے ہیں۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی کرامت

درندے رہبر بن رہے ہیں۔ زمین کی طنابیں ان کے لئے سکڑ رہی ہیں۔ ابوقر سافہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے واثلہ بن اسقع نام ہے۔ ابوقر سافہ کنیت ہے۔ ان کے بیٹے روم کی قید میں آ گئے۔ یہ عسقلان میں رہتے تھے۔ فجر کا وقت داخل ہوتا ہے تو یہ قلعہ کی دیوار پر عسقلان کے شہر کی دیوار پر چڑھ کر روم کی طرف منہ کر کے کہتے: بیٹا فجر کا وقت داخل ہو گیا ہے تو ان کے بیٹے روم کی قید میں باپ کی آواز سنتے تھے اور اٹھ کے فجر کی نیت باندھتے تھے۔ اور پھر جب ظہر کا وقت داخل ہو گیا ہے اور ہوا یہ پیغام وہاں پہنچاتی تھی۔ یہ خادم تھے۔ چونکہ یہ امت وسط تھے۔ درمیان میں کھڑے تھے۔ امة وسطا سارا غیبی نظام حرکت میں آیا ہوا تھا، ان کے لئے۔

امت مسلمہ کی فضیلت اور ذمہ داری

میرے بھائیو! یہ کام ان کے ذمے کیا ہے۔ ان کا انتخاب ہوا ہے؟ یہ امت وسط کیوں بنے ہیں ان کا مقام بلند ہوا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: یا اللہ! میری امت سے

اچھی امت بھی کوئی ہے۔ بادلوں کا سایہ کیا۔ من وسلویٰ کھلایا۔

اللہ نے فرمایا: تجھے خبر بھی ہے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ساری امتوں پر وہ عزت حاصل ہے جو مجھے اپنی مخلوقات پر حاصل ہے۔

موسیٰ علیہ السلام تو حیران ہو گئے۔ کہنے لگے: پھر وہ امت مجھے دے دے۔ کہا: نہیں۔ آپ کو نہیں دے سکتا۔ تو یہ اس اونچے مقام پہ کھڑا کیا ہمیں اللہ تعالیٰ نے میرے بھائیو!

ایک ذمہ داری عطا فرمائی ہے۔ ایک محنت ہمیں عطا فرمائی ہے۔ عدالتِ ربانی میں وکلا ربانی وشیطانی کے دلائل:

لتکونو شھدآء علی الناس یہ ہمارا کام ہے۔ لتکونو شھدآء علی الناس. (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۳)

یہ آیت چشم تصور میں ساری دنیا کو کمرۂ عدالت میں بدلتی ہے۔ کمرۂ عدالت ساری دنیا نظر آ رہی ہے اور عدالت کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ چھ ارب اعظم سامعین سے بھرے پڑے ہیں اور وکیل دونوں طرف دلائل دینے والے ہیں۔ ایک طرف اللہ کے وکیل کھڑے ہیں، سوا لاکھ نبی اور ان کے آخر میں یہ امت کھڑی ہوئی ہے۔

ایک طرف ابلیس کھڑا ہوا ہے اور اس کے وکیل کھڑے ہوئے ہیں، انسانوں میں سے بھی، جنات میں سے بھی اور مقدمہ بڑا گرما گرم چل رہا ہے۔ کیس بڑا کانٹے کا ہو چکا ہے۔ کیا ہے؟ اللہ کا دعویٰ ہے کہ "لا الہ الا اللہ" انبیا اس کے دلائل دے رہے ہیں۔ شیطان کا دعویٰ ہے، ہے ہی کوئی نہیں۔ ہے ہی کوئی نہیں۔ "ما یھلکنا الا الدھر" ہم تو نیچر Nature سے مر جاتے ہیں، اللہ کہاں سے مارنے والا۔ "وما نحن بمبعوثین" کوئی موت کے بعد زندگی نہیں۔

اس پر ابلیس آ کر اپنے دلائل پیش کرتا ہے۔ کچھ دلائل کو مزین کرتے ہیں، شیطان بھی۔ ڈارون جیسے آ کر، اس کے لئے فضاء ہموار کرتے ہیں کہ کوئی نہیں اللہ ہے ہی کوئی نہیں۔ یہ تو انسان کی فطرت ہے اور اس سے بنتا ہے بنتا انسان بن گیا۔ ایسے ہی یہ مر گیا۔

تو ایک کمرۂ عدالت ہے جس میں کھچا کھچ انسانیت کا ایک انبوہ کثیر ہے اور کھوے سے کھوم چل رہا ہے اور دلائل دونوں طرف کے چل رہے ہیں۔ دلائل مکمل ہو چکے ہیں۔ گواہی لگنے والی ہے۔ گواہ پیش ہونے والے ہیں اور فیصلہ گواہوں پر ہوتا ہے۔ اگر مدعی کے گواہ بھگت گئے تو فیصلہ اس کے حق میں، اگر مدعا علیہ کے گواہ سچے ثابت ہوئے تو فیصلہ اس کے حق میں ہے۔ سوا لاکھ وکلا کھڑے ہیں، اللہ کے اور کروڑ ہا کروڑ وکیل کھڑے ہیں، شیطان کے جن کی کوئی حد نہیں۔

اب یہ بھی اپنے دلائل دے رہے ہیں کہ اللہ ہے، وہ کہہ رہے ہیں کوئی نہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں جنت ہے، وہ کہہ رہے ہیں کوئی نہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں دوزخ ہے کہہ رہے ہیں کوئی نہیں۔

وہ کہہ رہے ہیں اسلام ہے، زندگی میں کامیابی کا راستہ وہ کہہ رہے ہیں اصل دنیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں موت کے بعد زندگی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں۔ "ءَ انا لمردودون فی الحافرۃ" اللہ نے شیطان کے دلائل بھی قرآن میں نقل کئے ہیں۔ شیطان کے شتونگڑے کہہ رہے ہیں۔ "ءَ اذ کنا عظاما نخرہ" ہڈیاں پرانی ہو گئیں، بوسیدہ ہو گئیں۔ "ءَ انا لمردودون فی الحافرۃ" ...... "ءَ اذا کنا عظاما نخرۃ" (سورۃ النازعات:۱) قبر سے اٹھو، اٹھ کے کوئی آیا۔ کسی نے کوئی بتایا قبر سے آ کر کچھ ہو رہا ہے، کچھ بھی نہیں۔

امت محمدیہ بطور گواہ

اب ضرورت پڑی گواہ کی۔ گواہی دو۔ گواہی کے لئے کس کو بلایا گیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گواہی کے لئے لائی جا رہی ہے۔ یہ آیت صرف آخرت کے لئے نہیں ہے کہ عام طور پر اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مشہور حدیث ہے کہ: "اللہ قیامت کے دن بلائے گا اور نبیوں سے کہے گا میرا پیغام پہنچایا؟ وہ کہیں گے پہنچایا۔ قوموں سے پوچھے گا پہنچایا۔ وہ کہیں گے: نہیں پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نبیوں سے کہیں گے یہ تو انکار کر رہے ہیں۔ گواہ پیش کرو۔ وہ کہیں گے تیرے نبی کی۔ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہماری گواہ ہے۔ تو وہ قومیں کہیں گی یہ تو موجود ہی نہیں تھے۔ یہ کیسے گواہی دے رہے ہیں؟ تو اللہ

کہیں گے بولو! یہ تو کہہ رہے ہیں تم تو موجود ہی نہیں تھے۔ تو وہ کہیں گے: یا اللہ! تیرا نبی آیا۔ قرآن لایا۔ اس نے خبر سنائی۔ تیرے قرآن نے خبر سنائی۔ کہ:

انا ارسلنا نوحا الی قومہ

ہم گواہی دیتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے دعوت پہنچائی تو یہ ہماری گواہی قبول ہوگی۔ (سورۃ نوح آیت نمبرا)

لفظ شہید کی وضاحت:

لیکن "شھدآ ءَ علی الناس" یہاں سے شروع ہو رہا ہے "شھدآ ءَ علی الناس" یہاں سے شروع ہو رہا ہے۔ ہم گواہ ہیں۔ دیکھو شہید کہتے ہیں بتانے والا۔ گواہ بھی آ کے بتاتا ہے ناں بتاتا ہے شہید کا اپنی اصل زبان میں ترجمہ ہے: بتانے والا، بتانے والا گواہی یا حق میں جائے گی یا خلاف میں جائے گی۔ کہ اب ہمیں بلایا جا رہا ہے کہ اے میرے محبوب کی امت تم میدان میں آؤ اور آ کر تم اپنی گواہی بھگتو تو چونکہ کمرۂ عدالت سارا عالم ہے اور ہماری گواہی پہ فیصلہ ہونا ہے تو گواہ کے ذمہ ہے کہ عدالت میں اپنی گواہی کھل کر کہے۔ تو یہ لفظ "شھدآءَ" ہمیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ سارے عالم کے انسانوں میں پھر کر اللہ کی گواہی دینا۔

بھائی! تبلیغ والے تھوڑا ہی کہہ رہے ہیں کہ چھوڑو۔ اس آیت میں غور کرو۔ اس آیت میں غور کرو۔ "شھدآءَ علی الناس" "علی الناس" ساری دنیا کے انسانوں کے لئے تم بتانے والے ہو۔ چونکہ عدالت میں فیصلہ تمہاری گواہی پر ہونا ہے اور حجت تب قائم ہوگی جب ساری کائنات سن لے اور سنانے کے لئے تمہیں جانا پڑے گا۔ کوئی پنڈی کی عدالت تو ہے نہیں کہ پچاس فٹ یا ساٹھ فٹ کا کمرہ ہے، جس میں تم نے جا کر گواہی پیش کرنی ہے۔

سارے عالم کے چھ براعظم ہیں اور اس میں آگے آنے والی نسلیں ہیں، ان کا بھی انتظام کر کے مرنا ہے تو تم اس طرح پھرو دنیا میں کہ اللہ کے کلمے کو بلند کر دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی:

ذرا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی سنو۔ اب میں ایک مثال لا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عدالت میں آکر گواہی دے رہے ہیں۔

"اللّٰهم فاطر السموت والارض عالم الغيب والشهادة فانی اشهدک وکفی بک شهيدا. انی اشهد ان لا اله الا انت وحدک لا شريک لک لک الملک ولک الحمد وانت علیٰ کل شیءٍ قدير واشهد ان محمدا عبدک ورسولک واشهد ان وعدک حق ولقائک حق، والجنة حق، والنار حق والساعة اٰتيةٌ لا ريب فيها وانک تبعث من فی القبور.

یہ ہمارا نبی گواہی دے رہا ہے۔ اے اللہ! زمین آسمان کے بنانے والے میں تجھے گواہ بناتا ہوں۔

اشهدک حملة عرشک وملائکتک وجميع عقک انک انت الله ......

ایک روایت میں یوں آرہا ہے:

یا اللہ! میں تیری ذات کو گواہ بناتا ہون، تیرے عرش کے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں۔ تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ تو ایک ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں، ملک تیرا حکومت تیری اور محمد تیرا رسول ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اپنے اوپر خود گواہی، میں محمد تیرا رسول ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری ملاقات حق ہے۔ جنت حق ہے۔ جہنم حق ہے۔ قیامت حق ہے۔ تجھ سے ملنا حق ہے۔ تیرا وعدہ سچ ہے۔

فريق فی الجنة وفريق فی السعير (سورۃ عسق آیت نمبر ۷) کچھ جنت میں جائیں گے۔ اور کچھ دوزخ میں جائیں گے اور یا اللہ! میں اس پر تیری ساری مخلوق کو گواہ

بنا تا ہوں۔ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی ہے۔

مشکل ترین کام

ساری دنیا کو ہم نے یہ پیغام بتانا، سنانا ہے۔ ہمارا کام بڑا مشکل ہے۔ تبلیغ آسان کام کوئی نہیں ہے مشکل کام ہے۔ چونکہ ہم اس کی گہرائی کو ہی نہیں سمجھتے۔ بہت آسان کام ہے۔ یہ آسان ہوتا تو نبیوں کو ملتا۔ دنیا کا مشکل ترین Subject تھا جو اللہ نے نبیوں کو دیا۔ ان دیکھے حقائق سے کام کرنا کوئی آسان کام ہے۔ اس گرمی سے بچنے کے لئے تو ائیر کنڈیشنر خریدیں گے۔ جہنم کی گرمی تو نظر نہیں آ رہی ہے۔ ہم کہہ رہے ہیں اس گرمی سے نہ گھبراؤ۔

مری کی ٹھنڈی ہوائیں لینے کے لئے اور اس کے مرغزار اور وادیاں دیکھنے کے لئے تو لوگ بھاگیں گے اور نبی کہہ رہا ہے جنت کی خوبصورت وادیوں کی دوڑ لگاؤ۔ وہ نظر نہیں آ رہا نہ وہ ہوائیں نظر آ رہی ہیں ٹھنڈی۔ نہ ادھر کی سمون نظر آ رہی نہ محسوس ہو رہی۔ تو ہم لوگوں کو ان دیکھے نغموں پر قربان کرنے کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ ان دیکھی مصیبت سے بچنے کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ ان دیکھی طاقت کے سامنے جھکنے کے لئے تیار کر رہے۔ تو انسان مشاہدے کی چیز ہے، غیب سے اثر بڑی مشکل سے لیتا ہے۔

اس لئے میرے بھائیو!

یہ کام بڑی جان مارنے کا ہے۔ بڑی جہد کا کام ہے۔ صرف جمعرات کو آٹھویں روز بیان سننے پر ختم نہیں ہوتا اور مسجد میں آدھا گھنٹہ دو گھنٹے دینے کا کام نہیں۔ یہ دنیا کا مشکل ترین سبق ہے اور ہمارے ذمے یہ لگا ہے کہ ساری دنیا مخلوق سے اثر لے چکی ہے کہ یہ بنی ہوئی چیزیں اصل ہیں۔ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بنانے والا اصل ہے۔

خالق ومخلوق اور عظمتِ باری تعالیٰ

"ان لھٰذا الخلق خالق" اس کائنات میں ہر چیز بنی ہے۔ بنانے والا اللہ ہے۔ ہر چیز یہاں عدم سے آئی ہے۔ ازل سے صرف اللہ ہے۔ ہر چیز یہاں ابتداء کے

ساتھ ہے اور انتہا کے ساتھ ہے۔ ایک اللہ ہے جو ابتداء سے بھی ہے، جو انتہاء سے پاک ہے۔ ہر چیز یہاں اپنی ذات میں کسی بنانے والے کے ہاتھوں سے بنی ہے۔ ایک اللہ ہے جسے کسی نے بنایا نہیں۔ ایک اللہ ہے جو کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ ایک اللہ ہے جس سے کوئی پیدا نہیں ہوا۔ ایک اللہ ہے جو کسی زمان کا پابند نہیں ایک اللہ ہے جو کسی مکان کا پابند نہیں ایک اللہ ہے جو کسی شرق وغرب کا پابند نہیں ایک اللہ ہے جو کسی شمال وجنوب کا پابند نہیں۔ ایک اللہ ہے جو کسی مخلوق کا محتاج نہیں۔ ایک اللہ ہے جو فرشتوں کا محتاج نہیں۔

ہوا اس کی ضرورت نہیں۔ پانی اس کی ضرورت نہیں۔ اولاد اس کی ضرورت نہیں۔ بیوی اس کی ضرورت نہیں۔

"ما اتخذ صاحبة ولا ولدا." نہ اس کی کوئی بیوی ہے۔ (سورۃ جن آیت نمبر۲) نہ اس کا کوئی بیٹا ہے۔

"لم یکن له شریک فی الملک" نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۱۱) نہ اس کا کوئی وزیر ہے۔ نہ اس کا کوئی مشیر ہے۔

"لا یستعین بالشی ء"...... نہ کسی سے مدد لیتا ہے۔

"لا یحتاج الیٰ شی ء"...... نہ کسی کا محتاج بنتا ہے۔

"لا یغلبه شی ء"......کوئی چیز اس پر غالب نہیں آتی۔

"لا یئودہ شی ء"...... کوئی چیز اسے تھکاتی نہیں۔

"لا یعذب عنه الشی ء"......کوئی چیز اس سے چھپ نہیں سکتی۔

"لا یخفیٰ علی اللہ من شیء"......اس کے لئے اندھیرا بھی برابر۔

"فی الارض ولا فی السماء" اجالا بھی برابر۔ (سورۃ ال عمران:۵)

خالقیتِ باری تعالیٰ

ماں کے پیٹ کے اندر تین اندھیروں میں ایک نطفے پر تجلی کو ڈالتا ہے۔ تین اندھیروں میں آنکھیں نکالتا ہے۔

منہ کو بناتا ہے۔ اس کی کھال کو بناتا ہے۔ اس کی پلک بناتا ہے بھنویں بناتا ہے۔

ناخن بناتا ہے۔ انگلیاں بناتا ہے۔ دل بناتا ہے۔ پھیپھڑے بناتا ہے۔ دماغ بناتا ہے۔

اور ایک وقت میں ایک بچہ نہیں بن رہا۔ ایک وقت میں کروڑوں ماؤں کے پیٹ میں بچے اور بچیاں بن رہے۔

کہیں نطفہ ٹھہر رہا۔ کہیں سے اگلی سطح۔ کہیں روح بن رہی۔ کہیں پیدائش کی دردیں چل رہی۔ کہیں پیدا ہو رہا ہے۔ کہیں پیدا ہو چکا ہے۔

کہیں ابھی وہ پانی کے اندر ماں کے پیٹ کے اندر کھیل رہا ہے۔

ابھی کسی کی آنکھ بن رہی ہے۔ کسی کا ماتھا بن رہا ہے کسی کی جنس بن رہی ہے۔ کوئی لڑکا بن رہا ہے۔ کوئی لڑکی بن رہی ہے۔

کروڑوں مادہ ہیں۔ کروڑوں عورتیں ہیں جن کے پیٹ میں مختلف ادوار میں، مختلف اطوار میں۔

مختلف شکلیں بن رہی ہیں اور ایک وقت میں ان سب کو اسی طرح بناتا ہے کہ آنکھ آنکھ سے نہ ملے۔ ہونٹ، ہونٹ سے نہ ملے۔ کان، کان سے نہ ملے۔ انگلی، انگلی سے نہ ملے۔ پورہ، پورے سے نہ ملے۔

پورہ تو بڑی چیز ہے، پورے کی لکریں دوسری لکیروں سے ملنے نہ پائیں اور بول، بول سے نہ ملے۔

آواز سے نہ ملے۔ انداز چال کا چال سے نہ ملے۔ عادت سے عادت نہ ملے۔ شکل شکل سے نہ ملے۔ رنگ، رنگ سے نہ ملے۔ بال، بال سے نہ ملے۔

ایک وقت میں ہر ماں کے پیٹ میں اتنی شکلیں بنانی ہیں اور اس طرح بنانی ہیں۔ یہ جو آنکھ کے اندر جال ہے، جال۔ یہ آنکھوں کے ڈاکٹروں سے پوچھو، ہر آدمی کے اندر آنکھوں میں جو رگوں کا جال ہیوہ بھی جدا جدا ہے۔ دل کے اندر جو رگوں کا جال ہے وہ بھی جدا، جدا ہے۔

میرا چھوٹا بھائی دل کا ڈاکٹر ہے مجھے بتانے لگا کہ ہر آدمی کے اندر وہ جو ای۔ سی جی کرتے ہیں انجیو گرافی کہ ہر آدمی کے اندر کا نقشہ دوسرے سے جدا ہے۔ سو فیصد بالکل جدا

ہے۔اتنی شکلیں بنانی ہیں۔

اتنے رنگ بنانے ہیں۔اتنی آنکھیں بنانی ہیں۔

ان کی عادات بنانی ہیں۔ان کی انگلیاں بنانی ہیں۔دیکھو یہ سانچہ ہے۔اب یہ سانچہ ہے۔یہ انگلی کا سانچہ کتنا چھوٹا ہے۔پانچ ارب انسان ہیں۔ان کی یہ پانچ ارب یہ ایک انگلی لےلو،ایک انگلی پانچ ارب انگلیوں کے لئے سانچہ اتنا ہے صرف اتنا وہ کتنی قدرت والا خالق ہے کہ اتنے سانچے میں شکلیں بدل کے دکھادیں۔پانچ ارب ایک انگلی دوسری سے نہیں مل سکتی۔

اللہ کی خطا سے پاکی

"ذالکم اللّٰہ ربکم الحق" یہ ہمارا خالق اللہ۔پھر تو یہ عورتیں ہیں پھر کتنی گائیں ہیں،ان کے پیٹ میں۔(سورۃ یونس) کتنی بھینسیں ان کے پیٹ میں کتنی گھوڑیاں، کتنی مادہ جو آگے چل رہے ہیں۔بکریاں،بھیڑیں،مرغیوں کے انڈے۔مچھروں کے انڈے،مچھلیوں کے انڈے۔پھر جنگل کے اندر سانپوں کے انڈے پھر شیرنی سے نکلنے والا بچہ۔مادہ چیتا سے نکلنے والا بچہ۔ساری کائنات کی مادہ،جاندار،بے جان،ہر پھول،مادہ پھول یہ ٹیک رہا ہے۔

پھر یہ سارے نظام کو آپ ایک سیکنڈ کے لئے سوچو کہ اللہ ایک وقت میں کتنی شکلوں کو وجود دے رہا۔مکمل کر رہا،ابتداء کر رہا،درمیان میں لا چکا،آخر میں فنشنگ (Finishing) کر چکا۔

پورا کر چکا،باہر لا چکا۔باہر لا کر اگلا نظام چلا چکا۔اسی کو اب نئے سرے بنانے کا حکم دے چکا۔اللہ کو اتنی خلقت میں ایک پل کے برابر خطا نہیں ہوتی۔

مالکیت وملکیتِ باری تعالیٰ

اللہ سے اثر لو بھائی!اللہ سب کچھ،اللہ کا سب کچھ۔اللہ کے ہاتھ میں،اللہ کے قبضے میں اللہ کے ارادے میں اللہ کی قدرت کے تحت آسمان کے نیچے اس کا،آسمان کے اوپر

اس کا۔

زمین کے نیچے اس کا، زمین کے اوپر اس کا، پانی کے اندر اس کا پانی کے اوپر اس کا، پانی کے اندر اس کا، پہاڑوں کے اندر اس کا۔ غاروں کے اندر اس کا، فضاؤں کے اندر اس کا۔ خلاء کے اندر اس کا، عرش کے اوپر اس کا، فرشتے اس کی ملک جنت اس کی ملک، جہنم کا وہ مالک، انسانوں کا وہ مالک حیوانوں کا وہ مالک چرپائیوں کا وہ مالک۔

بل کھاتا ہوا سانپ ہو، جھپٹتا عقاب ہو۔ بپھری ہوئی موج ہو اور طوفانی تند و تیز ہوائیں ہوں۔ ہمالیہ پہاڑ کی سربفلک چوٹیاں ہوں، زمین کے خزانے اور دفینے ہوں، سطح سمندر کی زمین کے ساتھ پیدا ہونے والا چھوٹا سا گھونگا ہو۔ یا کیڑا ہو یا مچھلی ہو۔

عدم غفلتِ باری تعالیٰ

میرا رب وہ رب ہے جو ادھر دیکھے تو ادھر سے غافل نہیں، ادھر دیکھے تو ادھر سے غافل نہیں۔ سمندر دیکھے تو خشکی سے غافل نہیں، خشکی دیکھے تو جنگل سے غافل نہیں۔ جنگل دیکھے تو پہاڑ سے غافل نہیں پہاڑ دیکھے تو دریا سے غافل نہیں۔ دریا دیکھے تو جنات سے غافل نہیں۔ جن دیکھے تو انسان سے غافل نہیں۔ انسان دیکھے تو جانور سے غافل نہیں۔ جانور دیکھے تو بچوں سے غافل نہیں۔ آسمان دیکھے تو زمین سے غافل نہیں۔ فرشتوں کو چلا کے پتنگوں سے غافل نہیں پتنگوں کو دیکھے تو ہاتھوں سے غافل نہیں۔ خلاء کو دیکھے تو فضاء سے غافل نہیں۔ فضاء کو دیکھے تو تحت الثریٰ سے غافل نہیں ماضی بھی دیکھے، حال بھی دیکھے، مستقبل بھی دیکھے۔

شرق بھی اس کا غرب بھی اس کا۔ شمال بھی اس کا جنوب بھی اس کا۔

الخلق والامر، واللیل والنھار وما سکن فیھما للّٰہ وحدہ

زمین اس کی، آسمان اس کا۔ مخلوق اس کی، حکومت اس کی۔

اللہ کا دعویٰ

الم نجعل الارض مھٰدا والجبال اوتادا، وخلقنکم ازواجا

وجعلنا نومکم سباتا وجعلنا النھار معاشا وبنینا فوقکم سبعا
شدادا وجعلنا سراجا وھاجا وانزلنا من المعصرات ماءً
ثجاجا لنخرج بہ حبا ونباتا وجنٰتٍ الفافا (سورۃ النباء)

اللہ کا دعویٰ سنو: ہے کوئی تیرے رب کے سوا، ہے کوئی تیرے رب کے سوا زمین بچھانے والا تمہیں جوڑا جوڑا بنانے والا، رات کو لانے والا، دن کو لانے والا۔ تمہیں مرد و عورت میں ڈھالنے والا۔ تمہارے اوپر سورج چمکانے والا، بارشوں کو برسانے والا۔ غلوں کا اگانے والا، پھلوں کو رس دینے والا۔ پنکھڑیوں اور پھولوں کو مہکانے والا۔ ہے کوئی تمہارے رب کے سواء الہ مع اللہ

ہے کوئی اللہ کے سوا، ہے کوئی اللہ کے سوا۔ جب ہم عاجز اور لاچار ہو کر کہتے ہیں کوئی نہیں ہے پھر اللہ گلہ کرتا ہے: بل ھم قوم یعدلون. پھر یہ پنڈی والے مجھے مان کے بھی میری نہیں مانتے۔ مجھے چھوڑ کے بھاگ جاتے ہیں۔ یہ کیا ہو گیا ان کو۔

اللہ کی بڑائی کی گواہی بزبان رسالت

یہ پہلا سبق ہے بھائیو! پہلا سبق ہے۔ یہ پہلی گواہی ہے۔ ساری دنیا کے انسانوں تک اللہ کی عظمت اور اللہ کا پیغام پہنچانا، اللہ کی عظمت اتارنا ہم غیروں کی عظمت سے متاثر ہیں۔ اس امت کے ذمے ہے گواہی دینا۔ کیا گواہی دینا......؟ کہ اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔

اللّٰھم احق من ذکر...... اللہ کوئی ہے ہی نہیں تیرے ساتھ جسے یاد کیا جائے۔

احق من عبد...... تو ہی تو ہے جس کی بندگی کی جائے۔

انصر من ابتغی...... تو ہی تو ہے مدد کرنے والا۔

ارئف من ملک...... تو ہی ہے بڑا مہربان۔

اجود من سئل...... تو ہی ہے بڑا سخی۔

انت الملک لا شریک لک...... تو وہ بادشاہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

والفرد لا ندلک...... تو ہی تو ہے جس کا کوئی مثل مثال، بدل شبیہ، نظیر کوئی

نہیں ہے، ہر چیز سے پاک ذات ہے۔

لا یصفه الواصفون...... تعریف کرنے والے اس کی تعریف نہیں کر سکتے۔

لا یغیره الحوادث...... حادثات سے نہیں ڈرتا۔

لا یخشی الدوائر...... انقلاب سے نہیں گھبراتا۔

صفات باری تعالیٰ

اپنی ذات میں فرد ہے، احد ہے، صمد ہے، تنہا ہے۔ نہ اس سے پہلے کچھ ہے، نہ اس کے بعد کچھ ہے۔ نہ اس کے اوپر کچھ ہے، نہ اس سے چھپا ہوا کچھ ہے۔ "الاول الاخر، الظاهر، الباطن" ساری کائنات کا خالق بھی، رازق بھی مالک بھی، ناصر بھی۔ حافظ بھی، مالک بھی۔ وکیل بھی، کفیل بھی۔ شہید بھی، رقیب بھی، مالک الملک بھی، مہیمن بھی، جبار بھی، عزیز بھی، متکبر بھی، خالق بھی، رازق بھی، فتاح بھی ہے۔ اور خافض بھی ہے، رافع بھی ہے، معز بھی ہے، مذل بھی ہے، سمیع بھی ہے، بصیر بھی ہے۔ حاکم بھی ہے، عادل بھی ہے۔

ہر زبان میں بیک وقت سننے والی ذات:

لو ان اولکم واخرکم وانسکم وجنکم وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم وصغیرکم وکبیرکم وذکرکم وانثاکم.

لو بھائی! سارے ہی اکٹھے کر دیئے۔ میرے بندو!

اول آخر، اگلے پچھلے، نئے پرانے، زندہ مردہ، بوڑھے جوان، خشک وتر، جن وانس، مرد وعورت کھڑے ہو جاؤ، پھر کیا کرو؟

فسئلونی...... مانگو۔ کیسے؟ اپنی اپنی زبان میں۔ پشتو میں، اردو میں، ہندی میں، سندھی میں، فارسی میں، انگریزی میں، فرانسیسی میں، اٹالین میں، ہاؤسہ میں، سنسکرات میں، پنجابی میں، بروہی میں، بلوچی میں، حبشی میں۔

ہسپانوی میں، اٹالین میں۔ ساری زبانوں میں اکٹھے بولو۔ الگ نہ بولنا۔ اکٹھے

بولو۔ بچے بھی بولو۔ بڑے بھی بولو تو ہمارے رب کا کیا دعویٰ ہے: یسمع و یجھم میں تمہارا رب، تم سب کی الگ الگ سمجھوں گا۔ کیسے سمجھوں گا؟

لا یشغلہ سمع عن سمع میرا سننا ایسا طاقتور ہے کہ تم سب کا اکٹھا بولنا تمہارے رب کو غلطی میں نہیں ڈال سکتا۔

کائنات میں قدرتِ باری کے عجائبات:

بھائیو! ساری دنیا کے انسانوں کے دلوں میں یہ بیج ہم نے ڈالا ہے۔ لا الہ الا اللہ۔

شمی	گویم	مسلمانم	بلرزم
کہ	دانم	مشکلات	لا الہٰ

اللہ ہی سب کچھ، اللہ سب کچھ۔ اللہ کے ہاتھ میں سب کچھ۔ مخلوق اللہ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی۔

اللہ سب کے بغیر سب کچھ کر سکتا ہے۔ بھڑکتی آگ پر بٹھائے اور بال نہ جلنے دے۔ تیز دھار چھری کے نیچے ڈالے اور کھال نہ کٹنے دے۔ بپھری موجوں کو چلائے اور راستے بنا کے دکھا دے۔

سنگلاخ چٹانوں پہ معصوم بچے کی ایڑھی سے وہ کام لے جو او جی ڈی سی والوں کا برما کام نہ کر سکے۔ وہ ایک اسماعیل کی معصوم ایڑھی سے کام کر کے دکھا دیا۔ چشمے پانی کے نکال دیئے۔

زمزم کے کنوئیں کو چلا دیا۔ ہزاروں برس گزر گئے پر اس کا پانی نہ نیچے اترا پاکستان کی زمینوں کا پانی نیچے اتر چکا ہے۔ بارشوں کی کمی نے ہمارے علاقے میں، دس فٹ پہ پانی ہوتا تھا۔ آج چالیس فٹ پانی جا چکا ہے۔ کوئی زمزم کے کنوئیں کو چلا کے دیکھے۔ ہزار برس چلاتا چلا جائے ایک قطرہ بھی کم ہو جائے تو مجھے آ کے پکڑ لے یہ معصوم ایڑھی کے نیچے اللہ کی قدرت ظاہر ہوئی۔

تیز دھار چھری چاہے دشمن کے ہاتھ میں ہو چاہے خلیل کے ہاتھ میں ہو۔ چھری

فرعون کے ہاتھ میں تھی، مجھے موسیٰ کو ذبح کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا نہیں ہوسکتا، نہ ہوسکا۔ پھر چھری خلیل اللہ کے ہاتھ میں آئی۔ اپنے محبوب کے ہاتھ میں آئی۔ مجھے اسماعیل ذبح کرنا ہے۔ اللہ نے کہا: نہیں ہوسکتا، نہ خلیل کا ہاتھ کچھ کر کے دکھا سکا۔ نہ فرعون کا ہاتھ کچھ کر کے دکھا سکا۔ کہ اللہ کا حفیظ ہونا سامنے آگیا۔

یہ وہ اللہ ہے، جب وہ کرتا ہے تو کوئی روکتا نہیں۔ جب وہ نہیں کرتا تو کوئی کرواتا نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عجیب خلقت:

یہ وہی اللہ ہے جس نے بن مرد کے، بن خاوند کے۔ پاک بندی، معصوم بچی مریم کو ہاتھ مرد کے چھوئے بغیر ایک پھونک کے ساتھ۔ فتمثل لھا بشرا سویا. یہ مریم، یہ جبرائیل انسانی شکل میں۔ (سورۃ مریم آیت نمبر ۱۷)

یہ پیچھے ہٹیں وہ آگے بڑھے۔ وہ گھبرائیں اللہ کی پناہ۔ وہ بولے نہ ڈر میں انسان نہیں۔

انما انا رسول ربک. فرشتہ ہوں، میرے پاس کیا کرنے آئے ہوئے ہو؟

لاھب لک غلاما زکیا...... تجھے اللہ بیٹا دے گا، توبہ، توبہ! مجھے بیٹا ہوسکتا ہے۔ میری شادی نہیں ہوئی۔ لم یمسسنی بشر دوسرا طریقہ حرام ہے، وہ میں کر نہیں سکتی۔ لم اک بغیا...... تو یہ بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟ پچھلی ساڑھے نو ہزار سال کی تاریخ بتا رہی ہے کہ مرد و عورت ملے بچے ہوئے۔ تو کیا کہہ رہا ہے؟ مجھے کیسے ہوگا؟ ابھی ہوگا۔ قال کذالک قال ربک ھو علی ھین...... ابھی ہوگا، کیسے ہوگا؟ وہ آگے بڑھے وہ پیچھے ہٹیں۔ کہا ڈرو نہیں۔ آگے آئے۔ آستین کو پکڑا، یہاں سے۔ یہ آستین پکڑی یہاں سے۔ جسم کو ہاتھ نہیں لگایا آستین پکڑی پھونک ماردی۔ آستین میں پھونک پڑی، نو مہینے کا حمل تیار ہوگیا۔ ذالکم اللہ ربکم الحق. (یونس: ۳۲)

نجات کا دوسرا نقش اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

یہ نقش "لا الہ الا اللہ" دلوں میں بٹھاتا ہے۔ یہ ہے ہماری ذمہ داری۔

لتکونو شھدآء علی الناس.

دوسرا نقش کیا ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہبر کامل، ہادی کامل، رہبر اکمل، ہادی اکمل، سید الرسل، سید البشر، سید الاولین والآخرین، سب کمالات کا مجموعہ، حسن میں باکمال، جمال میں باکمال، ہر چیز میں باکمال۔

وہ رہبر ہے، وہ ہادی ہے، وہ رسول ہے، وہ پیغمبر ہے، وہ پیغمبر ہے۔ جو اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے گا۔ اسے منزل ملے گی۔ جو اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دے گا وہ بھٹک جائے گا۔ صحرا بڑا پر پیچ ہے۔ وادیاں بڑی خطرناک ہیں۔

اندھیرا زبردست ہے اور سوائے رہبر کے کوئی نہیں جو منزل تک پہنچا سکے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج کے آخری رہبر۔ کامل رہبر، اکمل رہبر ہیں۔

جو ان ہاتھوں میں ہاتھ دے گا وہ پار ہو جائے گا، جو ان کے ہاتھوں سے ہاتھ چھڑائے گا وہ بھٹک جائے گا۔ برباد ہو جائے گا۔ گمراہ ہو جائے گا۔ ہلاک ہو جائے گا۔

چار دن دنیا میں ممکن ہے اللہ اسے چوپڑی کھلا دے لیکن موت کے بعد سوائے جہنم کی آگ کے کچھ نہیں ہے۔ یہی ہماری دوسری محنت ہے۔ اللہ ورسول کی تعریف کرو، یہ ہے تبلیغ کا کام۔

اللہ کی رحمت:

اللہ کی ہم اتنی تعریف کریں کہ ہمیں بھی اللہ سے پیار ہو جائے۔ لوگوں کو بھی اللہ سے پیار ہو جائے۔

اللہ کے رسول کی ایسی تعریف کریں کہ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دیوانے ہو جائیں۔ مرمٹیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو غالب رکھا، اپنے غضب کو مغلوب رکھا تاکہ لوگ اللہ کی طرف متوجہ رہیں۔ اپنی رحمت کو آگے رکھا، غصے کو پیچھے رکھا۔ عرش کے اوپر اللہ کیسے ہے، کوئی نہیں جانتا۔ ایک تختی ہے جس کی لمبائی، چوڑائی کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ نے اس تختی پہ لکھا ہے:

ان رحمتی سبقت غضبی

میری رحمت، میرے غصے سے آگے ہے۔

انسانوں کا نافرمانوں کے ساتھ سلوک

ایک مثال دوں کوئی بھی نافرمان اولاد کو محبت سے نہیں پکارتا، کوئی بھی مجرم کو محبت سے نہیں پکارتا۔ ماں بھی غصے میں آئے تو یہ اولاد کی نافرمانی پر...... او بدبخت! او ناہجار، او فلانے، او فلانے...... اور اگر دیہاتوں میں کیا کیا پھول کھل رہے ہیں۔ ذرا سنو کیا کیا القاب دیتے ہیں۔

پولیس والے چور پکڑیں گے اور اس کو دیں گالیاں سنا کے پھر اس کا نام بدلیں گے۔ چلو پولیس تو ایک الگ محکمہ ہے۔ سگی ماں، سگا باپ، نافرمان اولاد کو دیکھتے ہی ان کی نظروں میں غصہ، آواز میں قہر آ جاتا ہے۔

اللہ کی نافرمانی سب سے بڑی نافرمانی ہے:

اور یہی دستور ہے۔ نافرمان نوکر، نافرمان بیٹا مجرم کے لئے کسی بھی زبان سے نرم لفظ نہیں ادا ہو سکتا۔ جو سب سے بڑا بادشاہ ہے۔ جس کی کوئی ابتداء ہے نہ کوئی انتہا ہے۔

جس کا نہ اول ہے، نہ آخر ہے۔ نہ پہلا سرا نہ آخری سرا۔ جو غنی، صمد، جو نرا دھارا ہے، جو بے نیاز جو مالک الملک، جو رب العالمین۔ جو مہیمن و عزیز و جبار و متکبر۔ جب اس کی نافرمانی ہو تو اسے غصہ زیادہ آنا چاہئے۔ لیکن اس نے اپنے نافرمانوں کو پکارا تو کمال کر دیا۔ کمال کر دیا۔

اللہ کی اپنے نافرمانوں پر رحمت

وہ کیا کہہ رہا ہے۔ **یٰعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم**، واہ واہ! یہ لفظوں کا ترجمہ تو ہو سکتا ہے، لہجے کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں اس کی مثال دیتا ہوں۔ آپ سنیں جب ماں اپنے بیٹے کو پکارتی ہے تو کہتی ہے: ہائے میرا بچہ، میرا لعل۔ یہ آواز آگے منتقل کر رہا ہوں لیکن آپ جان رہے ہیں ناں۔ کہ ماں کے لہجے کی مٹھاس کو منتقل نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ مٹھاس صرف فرمانبردار بیٹے کے لئے ہے۔ نافرمان کے لئے نہیں ہے۔ دفعہ ہو جا۔ دور ہو جا اٹھ جا۔

نافرمان بیٹے اور باپ کا قصہ:

ابھی میرے یہاں آنے سے پہلے فیصل آباد میں ایک ڈاکٹر آئے۔ کہا: میں نے اپنے بیٹے کو گھر سے نکال دیا ہوا ہے۔ اب اسے داخل نہیں کرنا چاہتا۔ اتنے غصے میں...... وہ آوارہ ہو گیا اللہ پاک نے تبلیغ کو ذریعہ بنایا۔ تبلیغ والوں نے دوستی لگائی۔ اس کے چار مہینے لگ گئے۔ ساری زندگی بدل گئی۔ لیکن اس کا باپ میرے پاس آیا کہ اب بھی میں اسے اپنے گھر داخل نہیں کرنا چاہتا، میں اتنا اس سے دکھی ہوں۔

نافرمانوں کو خطابِ ربانی

تو اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہا ہے: **یٰعبادی الذین اسرفو علی انفسھم** (زمر:۵۳)

یہ اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہا ہے تو پہلے آپ یہ الفاظ سنیں، ماں کہہ رہی ہے۔ میرا لعل، ہائے میرا بچہ، میرا پیارا بچہ، ہائے میرا بچہ، یہ نہیں۔ ہمارے گھروں میں روز نہیں ہوتا۔ **یٰعبادی الذین اسرفو علی انفسھم** اللہ کیا کہہ رہا ہے:

اے میرے نافرمان بندو!

ہائے میرے نافرمان بندو! اس خوبصورت، اتنی مٹھاس سے، اتنے پیار سے اللہ نے نافرمانوں کو پکارا ہے۔ فرمانبرداروں کو وہ کیسے پکارے گا وہ **یٰعبادی الذین۔ یعبادی الذین** میں تو اس پر حیران ہوں کبھی کبھی تو میں بالکل گم ہو جاتا ہوں۔ **یٰعبادی۔**

اسرفوا کی وضاحت

یعنی جو بچہ نافرمان ہوتا ہے، ماں کہتی ہے تو میرا بیٹا ہی نہیں۔ باپ کہتا ہے یہ تو میرا تخم ہی نہیں۔ سنا نہیں لوگ کہتے ہیں جو: اسرفو علیٰ۔ علیٰ کا مطلب ہے یہاں کے نافرمان بندے، بندے جن کی زندگی میں نیکی کا کوئی جھونکا نہیں آیا۔ جن کی زندگی میں نیکی کا کوئی حرف نہیں لکھا گیا۔ علیٰ جن پر گناہ چڑھ گئے اور وہ اس میں دب گئے۔ ایسے مجرم ایسے نافرمان جن کی شکل دیکھنا گوارہ نہیں ہے۔ اللہ ان کو کہہ رہا ہے۔ یا عبادی۔

اے میرے بندو! سبحان اللہ

صرف جب کہتا ہے ناں یا عبادی۔ اس سے تو پتہ چلتا ہے آگے اللہ کہے گا: اے میرے متقی بندو! محدث بندو۔ مفسر بندو، تبلیغی بندو، مجاہد بندو، نمازی بندو، آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ جب اگلے جملے سے نقاب کشائی ہوتی ہے تو کیا لفظ نکل کے آتا ہے: اے میرے بندو جو نافرمان ہیں۔ اے میرے نافرمان بندو: لا تقنطوا من رحمة الله.

تمہیں کس نے کہہ دیا میں معاف نہیں کرتا۔ تم کیوں ناامید ہو گئے۔ تم کیوں حوصلے ہار گئے۔ میں کوئی دنیا کا بادشاہ ہوں کہ انتقام لئے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔

ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا. سارے ہی معاف کر دوں گا، سارے ہی معاف کر دوں گا لیکن میری ایک شرط ہے: وانیبوآ الیٰ ربکم ...... تم توبہ کرو مجھ سے معافی کا پروانہ لے لو۔

ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی بھول گیا، کام کیسے یاد رہے گا

بھائیو! لوگ اللہ کو بھولے پڑے ہیں۔ اللہ کو بھلائے پڑے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلائے پڑے ہیں، ہمارا ضلع ملتان ہے۔ نواں چوک شہر میں کھڑے ہو کر ہمارے ساتھی نے اکیس آدمیوں سے پوچھا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کیا ہے؟ دو نے بتایا، انیس نہیں بتا سکے کہ پتہ کوئی نہیں۔ سائیں، پتہ کوئی نہیں سائیں، پتہ کوئی نہیں۔

گنہگاروں کو خوشخبری سناؤ

بھائیو! امت تو نبی کا نام ہی بھول گئی، کام کیسے یاد رکھے گی۔ نام ہی بھول گئے تو اللہ سے وحشت پیدا ہو گئی۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ شھدآء علی الناس ...... کہ ہم لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت اتاریں، اللہ کی رحمت بتا کے۔ کرم بتا کر۔ فضل بتا کر اس کی بخشش بتا کے۔

یٰداؤد بشّر المذنبین. اے داؤد جا میرے نافرمانوں کو بشارتیں سنا۔ میں نافرمانوں کو کون بشارتیں سناتا ہے؟ یا اللہ نافرمانوں کو کیا بتاؤں؟ کہا: جا ان کو بتا: لا یتعاظم علیّ ذنب ان اغفرہ تمہارا بڑے سے بڑا گناہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا تم توبہ کرو میں

سارے معاف کردوں گا۔

اللہ کو نافرمان بندوں کے لوٹنے کا انتظار ہوتا ہے

تو بھائیو! ہم خود ہی توبہ کریں کہ اللہ سے کٹ گئے۔ بچہ ماں سے بچھڑ کر اتنا نہیں تڑپتا، جتنا اللہ سے بچھڑ کر انسانیت تڑپتی ہے اور ایک بات بتاؤں، ماں سے بچھڑ کر ماں کو بچے کے لوٹنے کا اتنا انتظار نہیں ہوتا جتنا اللہ کو اپنے نافرمان بندے کے لوٹنے کا انتظار رہتا ہے۔ ماں رات کو کنڈی نہیں لگاتی، در کھلا رکھتی ہے شاید، شاید...... رات کے کسی وقت میں آ جائے۔ وہ ہوا کے جھونکے کو بھی بیٹے کے قدم کی آہٹ سمجھ کر اٹھ بیٹھتی ہے۔ وہ ہر دستک میں اپنے بیٹے کی آواز سنتی ہے۔ اس سے زیادہ اللہ کو انتظار ہوتا ہے نافرمان بندے کا کہ آ جا میرا بندہ! آ جا۔ تیرے لئے راہیں کھلی ہیں، بازو پھیلے ہیں۔ دامن کشادہ ہے، تو آ تو سہی۔ توبہ تو کر۔ پھر دیکھ تیرا میرا تعلق بنتا کیسے ہے۔ سب سے بنا دیکھی اب اللہ سے بنا کے دیکھ لے۔ سارے ہی گھاٹ کا پانی پی لیا۔ اب نبوی گھاٹ کا پانی پی کر دیکھ لے۔ اب نبوی گھاٹ کا پانی پی کر دیکھ لے نظر اٹھانے کے مزے چکھ لئے نظر جھکانے کا بھی مزہ چکھ لے۔

گانے سننے کا مزہ چکھ لیا قرآن سننے کا مزہ بھی دیکھ لے۔ بیویوں کے پہلوؤں میں سونے کی لذتیں چکھ لیں اللہ کی راہ میں دربدر کی ٹھوکر کھانے کی لذت بھی چکھ لے۔

اللہ کا پسندیدہ عمل

بھائیو! یہ ہماری محنت کا، ہمارا کام ہے۔ اللہ! اللہ پکارو۔ پاگلوں کی طرح۔ اللہ بھی آپ سے پیار کرے گا۔ اللہ بھی آپ کو چاہ لے گا۔ سب سے زیادہ پسند اللہ کو اپنی تعریف ہے۔ قرآن کی ابتداء کی: الحمدُ لِلّٰہ رب العالمین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرو۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کی دعا

کعب بن زہیرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں شعر کہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی چادر عنایت فرمائی اور دعا دی۔ لا فض فوق ۔ اس کا ویسے مقصود تو

ہوتا ہے اللہ تیری فصاحت کو سلامت رکھے، تو بڑا فصیح آدمی ہے لیکن اس کا لفظی ترجمہ ہے:
''تیرے دانت نہ ٹوٹیں'' تیرے دانت نہ ٹوٹیں۔ یہ لفظ بھی اللہ نے ایسے قبول کیے کہ سو برس سے زیادہ عمر پائی۔ دانت سلامت تھے۔ جیسے بیس سال کے نوجوان کے ہوتے ہیں۔ چہرے پہ بڑھاپا نہیں آیا ان کے چہرہ جوان رہا۔ جسم ڈھل گیا، چہرہ جوان رہا۔

دربار رسالت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار

اور حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کھڑے ہو کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں تعریف کرتے تھے۔

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

چابی و تالا:

تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکروں کو زندہ کرنا ساری دنیا کے انسانوں کو اس رہبر کے پیچھے چلاؤ۔ جس کے پیچھے چل کے نجات ہے۔ سارے عالم کے رحمت کے خزانوں کی، دنیا اور آخرت کے خزانوں کی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چابی ہیں اور دنیا اور آخرت کے عذاب کے لئے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تالا ہیں۔

جنت کے لئے چابی ہیں، جہنم کے لئے تالا ہیں۔ رحمت کے لئے چابی ہیں، غضب کے لئے تالا ہیں۔ محبتوں کے لئے چابی ہیں، نفرتوں کے لئے تالا ہیں۔ امن کے لئے چابی ہیں، بدامنی کے لئے تالا ہیں۔ الفتوں کے لئے چابی ہیں، نفرتوں کے لئے تالا ہیں۔ کامیابیوں کے لئے چابی ہیں، ناکامیوں کے لئے تالا ہیں۔ بلندیوں کے لئے چابی ہیں، پستیوں کے لئے تالا ہیں۔ عزتوں کے لئے چابی ہیں، ذلتوں کے لئے تالا ہیں۔ برکتوں کے لئے چابی ہیں بے برکتوں کے لئے تالا ہیں۔ وقار اور ہیبت کے لئے چابی ہیں،

ذلت اور پستی اور دنیا کے مارے مارے دھکے کھانے اور ذلیل وخوار ہو کر گرنے ،ان ساری مصیبتوں کے لئے ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تالا ہے۔

ایک وقت میں دو کام:

ایک وقت میں دو کام کر رہا۔ رحمت کا در کھلواتا ہے، غضب کا در بند کرواتا ہے۔

یوں کرتا ہے تو جنت کھلتی ہے، یوں کرتا ہے تو جہنم بند ہو جاتی ہے۔ یوں کرتا ہے تو عزت کے در کھلتے ہیں، یوں کرتا ہے تو ذلت کے در بند ہو جاتے ہیں۔ یوں کرتا ہے تو محبتوں کے در کھلتے ہیں، یوں کرتا ہے تو نفرتوں کے در بند ہوتے ہیں۔

دین اسلام کے مراکز مشرق میں ہیں:

میرے بھائیو! ساری دنیا نے آج کی تہذیب کے پیچھے دوڑ لگائی۔ مغرب کی تہذیب کے پیچھے دوڑ لگائی۔ ہم یوں کہہ رہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پیچھے دوڑو۔

میں یوں کہا کرتا ہوں، مغرب میں تو سورج بھی ڈوب جاتا ہے۔ ہماری نسل پتہ نہیں مغرب کی تہذیب میں کونسی روشنی تلاش کرنا چاہتی ہے۔ آپ اللہ کے قانون میں کیوں نہیں غور کرتے۔ مغرب اندھیروں کی جگہ ہے، مشرق روشنیوں کی جگہ ہے۔ مغرب غروب کی جگہ ہے، مشرق طلوع کی جگہ ہے۔ مغرب میں اندھیرے ہیں، مشرق میں روشنیاں ہیں۔ مغرب میں زوال جا کر زوال ہے، مشرق میں عروج ہے، طلوع ہے۔

مغرب میں جا کر سورج جیسا چراغ شور مچاتا ہے، ادھر نہ آنا ادھر نہ آنا، ادھر میرے جیسا چراغ بجھ گیا۔ تم یہاں روشنی کہاں سے ڈھونڈو گے۔ مشرق کی طرف جاؤ، مشرق......

تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشرقِ وسطیٰ میں آیا۔ تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ مشرق وسطیٰ میں آیا۔ ہمارا مدینہ مشرقِ وسطیٰ میں، ہمارا بیت اللہ مشرق وسطیٰ میں۔

ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا، مشرق وسطیٰ میں۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے مشرق کے درمیان میں پیدا کیا۔ ایک مشرق۔ ایک مشرق کا درمیان۔ ہمارا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کے درمیان میں آیا۔ مغرب اندھیروں کی جگہ ہے۔ اندھوں کی جگہ ہے۔ اندھے کے پیچھے چلنے والے کو کبھی منزل نہیں ملتی۔ اندھیرے میں چلنے والے کو کبھی راستہ نہیں ملتا۔ ساری مغربی تہذیب اندھی ہے۔ اندھیروں سے نکلی ہے۔ اس کے پیچھے اگر نسل چل پڑی تو انہیں سوائے اندھیرون کے کچھ نہیں ملے گا۔

مغربی تہذیب اندھیر نگری ہے:

اندھیری رات کے مسافر کے لئے بھٹکنا طے ہو چکا ہے۔ اجالوں میں چلنے والوں کی منزلیں ہیں۔ اجالوں میں چلنے والوں کو راستے ملتے ہیں۔

اندھیری رات میں چلنے والوں کے لئے منزل کا نہ ملنا ہی مقدر ہے۔ مغرب اندھیری مقدر ہے۔ اندھیر تہذیب ہے، اندھی جگہ ہے۔ یہ نسل اگر ادھر گئی تو سوائے اندھیروں کے کچھ نہیں ملے گا۔

عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بھائیو! ایک ایک اپنے اندر اور ہر مسلمان کے اندر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بٹھاؤ۔ اللہ نے ویسے بھی بڑا خوبصورت بنایا ہے۔

نسب بھی اعلیٰ، حسب بھی اعلیٰ، شمائل بھی اعلیٰ، خصائل بھی اعلیٰ۔

حسن و جمال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام معبدؓ کے خیمے سے گزرے، دودھ پیا۔ بکری دوہی آگے چلے گئے۔ ابو معبدؓ آئے۔

کہا: یہ دودھ کہاں سے آیا؟

کہا: ایک نوجوان آیا تھا۔ اس نے بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا، دودھ سے بھر گئی۔

کہا: تو خشک بکری، کیسے دودھ سے بھر گئی؟

کہا: اس کے ہاتھ میں کوئی برکت تھی۔

کہا: تھا کیسا مجھے بتاؤ تو سہی!

توام معبدؓ بتانے لگی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بتانے لگی۔ "ظـــاهـــر الوضاء" بڑا خوبصورت، چمکتا رنگ تھا، صاف ستھرا تھا۔

صفائی ہونا ضروری ہے

صاف ستھرا۔ ہاں بھائی میلے کپڑے پہننا کوئی بزرگی نہیں۔ سفید ٹوپی کالی ہو رہی ہے۔ جی بڑے اللہ والے ہیں۔ ان کو تو کپڑوں کا بھی ہوش نہیں۔ سمجھو یہ کوئی بزرگی نہیں ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پرانے کپڑے ہوتے تھے۔ نیا کپڑا تو کبھی کبھی پہنا لیکن میلا نہیں ہوتا تھا۔ بدسلیقہ نہیں ہوتا تھا۔ بے ڈھنگا نہیں ہوتا تھا۔

ظاهر الوضاء...... کا لفظ بتا رہا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ظاہر تھا صاف ستھرا۔

ابلج الوجه ...... چمکتا رنگ

لم تبعه ثجلیٰ ...... موٹے نہیں ہوتے تھے۔

لم تضربه ثعلیٰ ...... گنجے نہیں تھے۔

وسیم اور قسیم کی وضاحت

وسیمٌ قسیمٌ...... وسیمٌ خوبصورت۔ قسیمٌ خوبصورت، پر ایک خاص نوعیت کے ساتھ وسیمٌ وہ خوبصورت جس کو جتنی دفعہ دیکھو، اتنی دفعہ ہی پہلے سے زیادہ خوبصورت نظر آئے۔ یہ صرف دنیا میں ایک آیا ہے اور اس کا نام ہے محمد رسول اللہ۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وسیم تھے۔ ایک دفعہ دیکھا حسین نظر آئے۔ دوبارہ دیکھا تو پہلے سے زیادہ نظر آئے۔ پھر دیکھا، پیاس نہ بجھی۔ پھر دیکھا، پھر آگ مزید بڑھی۔ اس کو کہتے ہیں: اس کو کہتے ہیں: وسیم یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

قسیمٌ قسیمٌ کسے کہتے ہیں۔ جدھر سے دیکھو حسین نظر آئے جس کا ہر عضو حسین نظر آئے۔ اسے کہتے ہیں قسیم جس کی ہر چیز جدا جدا آپ کہتے ہیں فلانے کی آنکھیں ماشاء اللہ بڑی خوبصورت ہیں۔ یہ لفظ بتا رہا ہے کہ جتنی آنکھیں خوبصورت ہیں، اتنا ماتھا نہیں، اتنا

ناک نہیں۔ اتنے ہونٹ نہیں۔ تقسیم کسے کہتے ہیں۔ جس کا ہر ہر عضو الگ الگ، خوبصورت نظر آئے۔

عظیم الهامه ...... بڑا سر تھا۔

رجل الشعر ...... گھنگریالے بال تھے۔

انفرقت عقيقته فرقها والا فلا ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے ہوئے مانگ نہیں نکالتے تھے۔ کبھی نکلتی تھی تو اسے خراب نہیں کرتے تھے۔ اسے مٹاتے نہیں تھے۔

• جب ہو نکلتی تھی تو درمیان سے نکلتی تھی۔ نہ دائیں سے نہ بائیں سے۔ درمیان سے نکلتی تھی اور اکثر ویسے ہی بالوں کو پیچھے کر لیا کرتے تھے۔ یجاوز شعرہ، شحمۃ اذنیہ الی دفر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کان کی لو تک تھے۔

واسع الجبين ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی بڑی کشادہ تھی۔

ازج الحواجب ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو کمان کی طرح مڑے ہوئے تھے، باریک تھے۔ لمبے تھے، مڑے ہوئے تھے۔

من غير قرن ...... درمیان میں بال نہیں تھے۔

اقنى العرنين ...... ناک ذرا بلند تھا لمبا نہیں تھا۔ ذرا بلند تھا۔

له نورٌ ليعلوه ...... اس کے نور کا ایک ہالہ جگمگ، جگمگ کرتا رہتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کی صفات:

ادعج فی عينه فی صوته سهل فی اشفاره وطف، فی عنقه سطح.

الفاظ ہیں کہ تیر ہیں، ان کا ترجمہ ہی ناممکن ہے۔ پتہ نہیں۔ وہ اماں کہاں الفاظ لے کر آئی تھی۔ کہا: کیا بتاؤں اس کی آواز میں ایک جادو تھا۔

اس کی آنکھوں میں ایک کشش تھی۔

اس کی آنکھ سرمئی، سرگیں، شرمیلی، لمبی، موٹی، سفید، کالی، سرخ ڈوروں کے

ساتھ۔ایک لفظ میں اتنے مطلب اس نے ٹھونس دیئے اور اس کی بھوئیں اور اس کی پلکیں دراز تھیں۔

فی اشفارہ وطف...... اس کی پلکیں دراز تھیں۔

اھدب، اشکل، ادعج، اکحل، احور...... پانچ صفتیں آنکھ لی دراز پلکیں، موٹی آنکھیں، لمبی آنکھیں، سرخ ڈوروں والی آنکھیں۔سفیدی، زبردست سفید۔سیاہی، زبردست سیاہ۔

وہ جب اٹھتی تھی تو ایسے اس میں سے بجلیاں کوندتی تھیں کہ بڑے سے بڑا آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنکھیں نہیں ڈال سکتا تھا۔یوں سر جھک جاتے تھے۔

تو بھائی! ہمارا کام کیا ہے؟ شھداء علی الناس ...... لوگوں میں گواہی دینا کس بات کی گواہی دینا۔اللہ بہت بڑا ہے۔اللہ کا رسول بہت بڑا ہے۔

اسی اللہ نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک چیز محفوظ رکھی۔ ادھو! بڑی دور چلے گئے بھائی۔

ضلیع الفم...... ہونٹ خوبصورت تھے۔تراشیدہ، چوڑے منہ کے ساتھ۔

اشنب: دانت باریک تھے۔

مفلج: چار دانت میں خلا تھا۔

بـراق الثـنـایـا: جب وہ مسکراتا تھا تو اس کے دانتوں سے نور کی شعائیں نکلتی تھیں۔حدیث میں آتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسکراتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں کا نور دیوار پہ پڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔دیوار پر پڑتا دکھائی دیتا تھا۔

مشرب اللون...... سرخ چمکتا رنگ۔

کث اللحیة...... ڈاڑھی گھنی، گھنی داڑھی، گھنگریالی، نیم گھنگریالی، گھنی سینے پر پھیلی ہوئی۔ایک مٹھ کے برابر، قدرتی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی قینچی نہیں لگائی۔کبھی قینچی نہیں لگائی۔قدرتی ایک مٹھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک تھی۔

بعید ما بین المنکبین...... دو کندھوں کے درمیان فاصلہ لمبا۔

عرض الصدر...... چھاتی چوڑی۔

طویل الزندین...... بازو لمبے۔

سائل الاطراف...... انگلیاں لمبی۔

رجب الرحہ...... ہتھیلی کشادہ تھی۔

خمصان الاخمصین...... پاؤں کے تلوے گہرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قد مبارک میں معجزۂ خداوندی:

سبط القص...... لمبا سیدھا قد، سیدھا قد، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد لمبا نہ تھا نہ چوڑا تھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا لمبے سے لمبا انسان جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قد اونچا ہو جاتا تھا اور اس کا نیچے ہو جاتا تھا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قد چھ فٹ سے زیادہ نہ ہوگا، میرا اندازہ ہے۔ "اطول من المربوع واقصر من المشذب" یہ لفظ بتاتا ہے کہ چھ فٹ سے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد ہونا چاہیے۔ الفاظ کی دلالت کوئی نہیں، میں قیاس کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کا اتنا بڑا تھا کہ جب وہ گھوڑے پر بیٹھتے تھے تو پاؤں زمین پر لگتے تھے۔ یہ عباس رضی اللہ عنہ چچا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قد اونچا ہو جاتا تھا اور ان کا نیچا نظر آتا تھا۔

اللہ کی مان اور اللہ سے مانگ:

یہ ہے ہمارا رہبر، یہ ہمارا ہادی، یہ ہمارا رسول، اس کے گن گانا، یہ ہے تبلیغ، بھائی! اللہ کا نبی بہت بڑا ہے۔ یہ ساری جو میں تفصیل کر رہا ہوں ایک جملے میں اس کا اجمال آ گیا۔ ایک جملے میں اجمال آ گیا۔

ساری آسمانی کتابوں کا خلاصہ قرآن۔ قرآن کا خلاصہ سورۃ فاتحہ۔ سورۃ فاتحہ کا خلاصہ "ایاک نعبد وایاک نستعین"

یہ سارا مجمع، یہ ایک جملہ رٹ لے۔ اللہ، اللہ کی مان اور اللہ سے مانگ۔ ''ایاک نعبد'' اللہ ہی کی بندگی، اللہ کی مان ''وایاک نستعین'' اور اللہ سے مانگ۔ یہ جملہ دن میں سو آدمیوں کو سنا دو تو آپ نے چار کتابوں کی تبلیغ کر دی۔ چار کتابوں کی۔

دعوت میں اجمال ہے تفصیل نہیں:

بھائی! تبلیغ کے لئے دو گھنٹے کا بیان ضروری نہیں بلکہ دعوت میں اصل اجمال ہے، تفصیل نہیں ہے۔

میں نے مولانا سعید خان صاحبؒ سے سنا تھا۔ جتنی تفصیل آئے گی۔ اختلاف بڑھتا جائے گا۔ جتنا اجمال ہوگا۔ دل جڑے رہیں گے۔ کام صحیح رہے گا۔ جتنی تفصیل آتی جائے گی ایک نماز کے مسئلے میں جو تفصیل چلی تو اللہ اکبر سے سلام پھیرنے تک کوئی دو سو جگہ پر علماء اور محدثین کا مسائل میں اختلاف چلا، دو سو جگہ پر صرف ایک رکعت پر تو تبلیغ میں اصل تو اجمال ہے۔ میں ایک جملہ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ ایک جملہ چار کتابوں کی دعوت ہے۔ چار کتابوں کی۔ چار کتابوں کی دعوت آپ نے دے دی۔

بھائی! صرف اللہ کی بندگی کر، صرف اللہ سے مانگ۔ یہاں بھی کامیاب، وہاں بھی کامیاب۔ جا اوروں کو بھی جا کر بتا۔ دو کام ہو گئے۔ دعوت بھی دے دی۔ ختم نبوت پہ کھڑا بھی کر دیا۔

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وصورت کی حفاظت:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور اللہ کی ذات جیسی شفیق کائنات میں کوئی نہیں۔ انہیں سے ہماری جفا چل رہی ہے۔ انہیں سے ہماری جفا چل رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو محفوظ رکھا تا کہ قیامت تک آنے والی نسلیں، ان کو یہ خطرہ ہے کہ یہاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تھا۔ یہاں کیا کیا تھا۔

دن میں کیا کرتے تھے۔ رات میں کیا کرتے تھے۔ گھر میں کیا کرتے تھے مسجد میں کیا کرتے تھے۔ بیوی کے ساتھ کیسے تھے۔ بھائیوں کے ساتھ کیسے تھے۔ دوستوں کے

ساتھ کیسے تھے۔ صحابہؓ کے ساتھ کیسے تھے۔ مسجد میں کیسے تھے۔

زندگی کی ہر چیز کو اللہ پاک نے کھول کھول کر بتا دیا۔ ہر ہر عمل کھول کھول کر بتایا۔ اس کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بٹھانا۔ یہ ہمارے ذمے ہے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے دل بھر جائیں۔ اللہ صحابہ کو جزائے خیر دے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک چیز ہم تک پہنچائی۔ دیکھو ایسی تفصیل کسی نبی کی نہیں ملتی جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر کے بتا دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر بالوں کی کیفیت:

دقیق المسربه دیکھنے والوں کی نظر دیکھو۔ کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر کوئی بال نہیں تھے۔ یہ سینے کے درمیان، پستانوں (چھاتی) کے درمیان سے بالوں کا ایک باریک خط چلتا تھا۔ ایک دھاری دار لکیر چلتی تھی۔ جو ناف پر آ کر ختم ہو جاتی تھی۔ بس یہ تھے جسم پر بال، باقی جسم پر بال نہیں تھے۔

ہاں اشعر الذراعين الصدر: کچھ کندھے پر، کچھ آگے سینے پر۔ باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم ایسے شیشے کی طرح صاف وشفاف۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ مبارک:

سواء البطن والصدر...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اور پیٹ برابر تھا۔ یہ نہیں کہ شیخ جی ادھر جا رہے پیٹ ادھر جا رہا۔

میاں جی ادھر جا رہے پیٹ ادھر جا رہا۔ وہ میں نے کچھ دن پہلے تھانیداروں میں بیان کیا۔ میں نے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا۔ میں نے ویسے ہی کہا کہ یہ نہیں کہا کہ تھانیدار ادھر جا رہا، پیٹ ادھر جا رہا۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو ایک تھانیدار واقعۃً ہی ایسا تھا۔ اس کا پیٹ ادھر جا رہا تھا وہ ادھر جا رہا تھا۔ میں نے پھر معافی مانگی۔ میں نے کہا بھائی معاف کرنا میں نے ویسے ہی مذاقاً ایسے کہا ہے۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ کوئی تھانیدار واقع ہی ایسے پیٹ والا بیٹھا ہے۔

سواء البطن والصدر...... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ پیٹ برابر تھا۔ ہم کو کام کرنے ہیں۔ موٹے پیٹ کے ساتھ کام ہوسکتا ہے۔

خصوصیتِ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ امت تو مجاہد امت ہے۔ اللہ کی راہ میں دھکے کھانے والی امت ہے۔ گرمی، سردی سہنے والی امت ہے۔ گھاٹ، گھاٹ کا پانی پینے والی امت ہے۔ اور روکھی سوکھی کھانے والی امت ہے۔

اب یہ کھا، کھا، کھا کھا کے پورے گنبد اوپر سجا رہے۔ او بھائی! موٹے آدمی ناراض نہ ہوں، معاف کردیں۔ ایسے ہی بات آگئی۔ ممکن ہے کوئی بھائی سمجھے ہم پہ چڑھائی کردی۔ نہیں بھائی! ویسے بات آگئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، تعریف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلانا یہ ہماری گواہی بنائی۔ ہمارے ذمے بنایا۔ ہمارے ذمے کردیا۔ جاؤ کرو، پھرو، سارے عالم کو بتاؤ۔

یہ ہے رہبر، یہ ہے ہادی، یہ ہے کامل، یہ ہے اکمل۔

اس کے ہاتھ میں ہے جنت کی چابی، جو اس کے قدم بقدم چلے گا جنت تک پہنچے گا۔ جو اس سے ہٹے گا دنیا اور آخرت میں ہلاک و برباد ہوگا۔ یہ سبق ساری دنیا کو سنانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریوں کے نام بھی سلامت رکھے ہیں۔ وہ بھی نہیں بھولنے دیئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بکریاں تھیں، جن کا دودھ دوہا جاتا تھا اور شام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پہنچایا جاتا تھا۔

عجوہ، اور سقہ، اور زمزم، اور برکہ، اور ورشہ، اور اطلال، اور اطراف، اور غیفہ اور عمرہ۔ یہ نو بکریاں تھیں۔ دسواں بکرا تھا۔ یمن جوان کے ساتھ رہتا تھا۔ نو بکریوں کا دودھ سر شام دودھ کے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پہنچایا جاتا تھا۔ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اس طرح محفوظ کیا کہ بکریوں کے نام بھی آج کھڑے ہوئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں، خچر، گدھا اور گھوڑوں کے نام

عضباء، شہبا، جدعا، قصواء۔ یہ وہ اونٹنیاں ہیں جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری فرمائی۔

دلدل عفیر. یہ وہ خچر ہیں جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری فرمائی۔

یعفور. یہ وہ گدھا ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری فرمائی۔

سکب، سبحہ، لحیف، طراز۔ یہ وہ گھوڑے ہیں جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری کرنے والے

پچاس آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے، اونٹ اور خچر اور گدھے کی سواری کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے۔ سب کے نام لکھے پڑے ہیں۔

فلاں موقعے پر فلاں ساتھ تھا۔ فلاں موقعے پر فلاں ساتھ تھا۔ فلاں موقعے پر فلاں ساتھ تھا۔

ایک ایک، ایک کا نام لکھا پڑا ہے۔ ایسی محفوظ، مکمل زندگی۔

حفاظت سلسلۂ نسب:

سلسلۂ نسب محفوظ پڑا ہے۔ سلسلۂ نسب آدم علیہ السلام تک اللہ نے محفوظ کر دیا اپنی حفاظت کی چھتری میں رکھا۔ میں حیران ہوں، دس ہزار سال میں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی ابن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (فہر وہ جس کو قریش کہا گیا) بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

اکیس باپ پر متفق علیہ ہیں ساری دنیا کے مؤرخین اور اہل علم اور اکیس دادیوں پر۔ ماں سے لے کر دادیوں تک سارے متفق علیہ ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا

نام آمنہ پھر حضرت عبداللہ کی والدہ کا نام فاطمہ، پھر عبدالمطلب کی والدہ کا نام سلمٰی پھر آگے عاتکہ پھر جبی، پھر فاطمہ، پھر ہند، پھر مخشیہ، پھر ماریہ، پھر عاتکہ، پھر لیلٰی، پھر جندلہ، پھر عکرشہ، پھر برہ، پھر عوانہ (کا نام ہند بھی ہے)، پھر سلمٰی، پھر لیلٰی (لیلٰی کا نام خندف بھی ہے)، پھر ربابہ، پھر سودہ، پھر معانہ، پھر مھدد، بیس دادیوں کے نام محفوظ ہیں۔

پھر عدنان سے آگے آدم علیہ السلام تک بعض اتفاق کرتے ہیں۔ اتفاق کرنے والوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں اور ابن اسحٰق بھی ہیں اور ابن جریر بھی ہیں۔ اتنے اساطین ہیں کہ آگے بولنے میں بھی کھٹکا نظر نہیں آتا، تو عدنان بن ادبن ہمیسع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن ابی بن عوام بن ناشد بن حزبن بلداس بن یدلاف بن طابخ بن جاتم بن ناحش بن ماخی بن عیفی بن عبقر بن عبید بن الدعا۔

الدعا وہ سردار ہے جس نے نیزے کا تعارف کروایا۔ عوام اور سلیمان علیہ السلام کا زمانہ ایک ہے۔

پھر الدعا بن حمدان بن سنمر بن یثربی بن یحزن بن یلحن بن ارعوی بن عیفی بن ذیشان بن عیصر بن افناد بن ایہام بن مقصر بن ناحث بن ذراح بن سمی بن مزی بن عوض بن عرام بن قیدار بن اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ اسلام بن آزر بن ناحور بن سروج بن رعو بن فالغ بن عابر بن ارفکشاد بن سام بن نوح علیہ السلام بن لاملک بن متوشالخ بن ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام بن یارو بن ملہل ایل بن قینان بن آنوش بن شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام، اسی باب ہیں جن کو دس ہزار سال کا عرصہ مٹا نہیں سکا۔

صفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین وان اللّٰہ بکل شیءٍ علیمًا۔ (الاحزاب:۴۰)

یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ومبشرا و نذیرا وداعیا الی اللّٰہ باذنہ وسراجا منیرا۔ (سورۃ الاحزاب)

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین. (الانبیاء:۱۷)

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا. (الفرقان:۱)

نٓ والقلم وما یسطرون مآ انت بنعمت ربک بمجنونٍ. (ن:۲)

والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غویٰ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ. علّمہٗ شدید القویٰ ذومرة فاستویٰ وھو بالافق الاعلٰی. ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ. (النجم:۹)

والضُّحی. والیل اذا سجی. ما ودّعک ربک وما قلٰی. وللاٰخرة خیرٌ لک من الاولٰی. ولسوف یعطیک ربک فترضٰی. الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک. (الم نشرح:۴)

انا اعطینک الکوثر. فصل لربک وانحر. ان شانئک ھو الابتر. (الکوثر:۱۔۲)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی ہے، قرآن پاک سے۔ وہ میں نے تفصیل بتائی، یہ اجمال ہے، ہم شہداء ہیں۔ میں یہ کام کر رہا ہوں، بیان بھی کام ہے۔ تشکیل بھی کام ہے۔ دونوں ہی کام ہیں۔ یہ کام کی بات نہیں ہو رہی۔ یہ کام ہو رہا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بٹھانا ہی تو کام ہے۔ نکالے گا تو اللہ ہم تو منت ہی کریں گے۔

میرے بھائیو! اور بتاؤں ابھی چند دن کی بات ہے، ہماری جماعت دیپال پور میں تھی۔ میں فجر پڑھ کے ٹہلنے نکلا۔ واپس آ رہا تھا ایک لڑکا کوئی چودہ سال چمٹا بجاتا جا رہا تھا۔ فقیروں کا سامنے جھگیاں تھیں۔ ایک زمیندار کے کھیت میں۔

میں نے پوچھا: اوکی ناں ہے تیرا۔

آکھدا جی، کیہڑ احیندی زمین وچہ اسیں بیٹھے ہوئے آں۔ جس زمیندار کی زمین پر انہوں نے جھونپڑیاں ڈالی تھیں۔ کہنے لگا: کیہڑ احیندی زمین تے اسیں آ بیٹھے ہوئے آں۔

میں آکھیا: تینوں نبی دا کوئی نہیں پتہ؟

اس نے کہا جی مینوں تاں کوئی نہیں پتہ۔ میں نے کہا: کلمہ آندا ای آکھے جیا؟ اس نے کہا ٹوٹا پھوٹا لا الہ الا اللہ محامد رسول اللہ۔

میں نے کہا: ایہہ محمد ﷺ کون ہے؟ آکھے جی مینوں تاں پتہ کوئی نہیں۔

جہالت کا سیلاب

بالکل نا آشنا ہو چکی ہے امت۔ میں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک چیز جتنی میرے بس میں ہے، میں مجمع کے سامنے لانے کی کوشش کرتا ہوں۔ کچھ پتہ نہیں مجمعے کو ہمارا رسول کون ہے؟ ہما اللہ کون ہے؟ ایسی نا آشنائی، صرف کانوں نے سنا ہے کہ محمد! بس وہ کون ہے؟ وہ کیا ہے؟ وہ کیسا ہے؟ اس کی قربانیاں اس کا درد امت کے لئے اس کا غم اس کی کڑھن اس کا پسینا، اس کا رونا، دھونا تو سامنے نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پہ رونا، یہ ہے کام۔ جب یہ بیٹھ جائے گی۔ اگلے کام جلدی ہو جائیں گے۔

جب پیسہ آجائے گا ناں پھر گاڑی خریدنا، سیاست کرنا جلدی جلدی ہو جاتا ہے۔ پیسہ آجائے گا۔ پہلے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی بنیاد بن جائے، پھر نماز کا، حسن پھر اخلاق، پھر علم، پھر ذکر، پھر اخلاص یہ ساری چیزیں پھر بڑی جلدی اندر اترتی چلی جاتی ہیں۔ ابتداء میں بنیاد بنانا ہی مشکل ہے۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کے اندر اور سارے انسانوں کے اندر ہم نے اس محنت کو لے کر پھرنا ہے۔

محنت کا مرکز مساجد ہیں

ساری امت کے ذمے ہے۔ بھائی! ہر محنت کا ایک مرکز ہوتا ہے۔ ہر محنت کا ایک سینٹر ہوتا ہے۔ ہر محنت کا ایک دفتر ہوتا ہے۔

اللہ کا کرم ہو اللہ پاک نے سارے عالم کے انسانوں کو اللہ کا پیغام پہنچانے،

منانے، بتانے، سمجھانے کے لئے نہ تو ہمیں عمارت کا مکلف بنایا۔ نہ دفتر کا مکلف بنایا۔ نہ سنٹر کا مکلف بنایا۔ ہمیں مسجد دے دی، یہ تمہارا مرکز ہے۔ یہ تمہارا دفتر ہے۔ یہ تمہارا سینٹر ہے۔ یہ تمہارا محکمہ ہے۔ یہی تمہارا سب کچھ ہے۔ مسجد ہماری محنت کا مرکز مسجد ہماری محنت کا دفتر مسجد ہماری محنت کا سینٹر مسجد ہماری محنت کی عمارت ہمارا کوئی دفتر نہیں، سوائے مسجد کے ہماری کوئی جگہ نہیں سوائے مسجد کے ساری اس محنت کا جو سرچشمہ ہے، جو منبع ہے، جہاں سے یہ چشمہ نکلتا اور ابلتا ہے وہ اللہ پاک نے مسجد کو بنایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں بیٹھ کر نظام چلایا۔ مسجد کے ساتھ اپنی امت کو جوڑا، مسجد کے ساتھ غریب کو جوڑا، مسجد کے ساتھ امیر کو جوڑا، مسجد کے ساتھ خواص کو جوڑا، مسجد کے ساتھ عوام کو جوڑا۔

اس وقت پچانوے فیصد طبقہ مسجد سے جڑا ہوا نہیں ہے۔ پچانوے فیصد تو نماز ہی نہیں پڑھتے پانچ فیصد جو نمازی ہیں ان میں سے تین فیصد تو گھروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ میرا اندازہ ہے، اللہ کرے غلط ہو۔ میں نے کونسا گنا ہے۔ اندازہ لگا رہا ہوں دو فیصد مشکل سے مسجد میں آ کے نماز پڑھتے ہیں۔

مساجد اللہ کا گھر ہے

میرے بھائیو!

جس سے تعلق بنانا ہو تو ٹیلی فون پہ گھنٹی کا تعلق بنے، ہمیشہ گھر جانا پڑتا ہے۔ جس کسی سے گہرا تعلق بنانا ہو تو صرف ہیلو، ہیلو کرتے ہیں ہاں جی! کیا حال ہے؟ ٹھیک ہیں؟ ٹھیک ہوں۔ اتنے سے تعلق بنتا ہے۔ گھر جانا پڑتا ہے۔ گھر آنے کا وزن ہوتا ہے۔ گھر آنے کا وزن ہوتا ہے۔ یہ مسجد کیا ہے؟ پتہ ہے آپ کہاں بیٹھے ہیں؟ کہ جی زکریا مسجد میں۔ نہیں، آپ کہاں بیٹھے ہیں:

بُیُوْتِیْ فِی الْاَرْضِ الْمَسَاجِدُ......

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں میرے بھی تو دنیا میں گھر ہیں عرشوں پہ تو ایک ہی گیا۔

سدرۃ المنتہیٰ سے پار تو ایک ہی گیا......

آگے نورانی پردے تو ان کے لئے ہی اٹھے......

ہم نے ملاقات کرنی ہو تو ہم کہاں جائیں؟

تو اللہ نے کہا:

بُیُوْتِیْ فِی الْاَرْضِ الْمَسَاجِدُ......

دنیا کی ہر مسجد میرا گھر ہے۔

میرا ہی گھر ہے۔ تو بھائی ہم کہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟......

زکریا مسجد تو نام ہے۔ نہیں، نہیں زکریا مسجد، مسجد میں نہیں بیٹھے ہوئے، ہم اللہ کے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ گھر آئے کو تو بخیل بھی پوچھ لیتا ہے۔ گھر آئے کو تو بخیل بھی پوچھ لیتا ہے۔ ہم کہاں بیٹھے ہوئے ہیں، جہاں سخاوتوں کی انتہا ہوتی ہے۔ جو دے تو خزانے کم نہ ہوں۔

جو مانگو تو سنتے ہوئے نہ تھکے......

جو پکارو تو جواب دیتے ہوئے نہ تھکے...... جو دینے پہ آئے تو ہماری خواہشیں ختم ہو جائیں اس کی عطا ختم نہ ہو۔

تعلق مع اللہ کا طریقہ و آدابِ ملاقات

بُیُوْتِیْ فِی الْاَرْضِ الْمَسَاجِدُ......

کہا: دنیا میں مسجد میرا گھر، میرا گھر......

صدر صاحب سے تعلق بنایا ہے تو صدارتی محل جاؤں۔ ٹیلی فون پہ تو ہیلو ہیلو ہو نہیں سکتی صدر سے تو

وزیر صاحب سے تعلق بنانا ہے تو اس کے گھر جاؤ۔

سیٹھ صاحب، ڈاکٹر صاحب سے تعلق بنانا ہے تو ان کے گھر جاؤ

سلام آہستہ کرو، تحفے پیش کرو، ہدیے پیش کرو......

پھر آہستہ آہستہ وہ متوجہ ہوں گے۔ پھر سلام دعا ہوگی، پھر تعلق بنے گا۔

مجھ سے تعلق بنانا ہو تو میرے گھر آؤ......

میں نے آپ سے تعلق بنانا ہو تو میں آپ کے گھر آؤں گا......

یہ آداب میں ہے چل کے جاؤ۔ چل کے جانے کا وزن ہوتا ہے۔

مولانا کا کمال باادب ہونا

ہمارے لاہور کے امیر ہیں بھائی شبیر صاحب۔ ہمارے بزرگوں میں سے ہیں۔ ان کو ملے ہوئے بہت دن ہو گئے تھے۔ میں ملا نہیں تھا۔ تو رائیونڈ میں تشریف لائے پیر کو۔ میں بھی رائیونڈ میں تھا۔ مجھے پتہ چلا، میں نہیں ملا حالانکہ سامنے کمرہ میں تھا۔ میں نہیں ملنے گیا۔ جب وہ واپس لاہور چلے گئے، تب میں نے گاڑی نکالی اور پہنچا بلال پارک۔ کہنے لگے: مولوی صاحب کیسے؟ میں نے کہا جی ملنے آیا ہوں۔ کہنے لگے: میں تو وہیں تھا۔ میں نے کہا: مجھے شرم آئی وہاں ملتے ہوئے کہ آپ کا حق یہ تھا میں آپ کو خود آ کے ملتا۔ وہ اتنے خوش ہوئے، وہ اتنے خوش ہوئے کہ میرے لئے گاؤ تکیہ لائے۔ ادھر بیٹھو۔ وہ پنجابی بولتے ہیں۔ "اتھے بیٹھو" میں نے کہا: نہیں۔ نہیں نہیں ادھر بیٹھو۔ اتنے خوش...... کیا ہوا؟ چل کے جانا میرا حق ہے۔ میرے ذمے ہے۔ چھوٹے کے ذمے ہے کہ بڑے کے پاس چل کے جائے تو اس کی شفقت و محبت متوجہ ہوتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ سے تعلق بنانے کیلئے اللہ نے کہا: یہ میرا گھر ہے، آ جاؤ یاری لگ جائے گی۔

بُيُوْتِيْ فِي الْاَرْضِ الْمَسَاجِدُ......

سارے عالم کی نقل و حرکت اس کے لئے کوئی ہمیں Building نہیں چاہئے، مسجد اور زکریا مسجد کی یہ سیدھی سادی چٹائی چاہئے، اور یہ حبس والا ہال چاہئے، جہاں پسینہ پسینہ ہو رہے ہے۔

مسجد میں جانے کی فضیلت

یہ ہم اللہ کے گھر میں آ گئے۔ جب اللہ کے گھر میں آ گیا تو اوپر سے نظام کیا چلا؟...... تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

طوبیٰ ، طوبیٰ...... ان سب کو مبارک باد دو۔ اللہ آپ سے کہہ رہا ہے۔ تمہیں مبارک ہو۔ سمجھ بھی رہے ہو کہ آپ کتنا بڑا کام کر رہے ہیں؟ اس وقت آسمانوں پہ ڈنکا بج رہا ہے۔ آپ ہزاروں کا مجمع بیٹھے ہوئے ہیں۔ بیٹھے، کھڑے، جوان، بوڑھے ممکن ہے کوئی کسی کو جانتا ہو۔ اللہ آپ سب کو جانتا ہے۔ اللہ آپ میں سے ایک ایک کو کہہ رہا ہے، طوبیٰ تمہیں مبارک ہو، طوبیٰ مبارک ہو......

طوبیٰ تمہیں مبارک ہو، مبارک ہو، کس کو مبارک ہو؟......

لمن تطھر فی ثم زارنی...... جو گھر سے وضو کر کے چلا اور مسجد کو آیا، مسجد کو آنا نہیں کہا اللہ نے، ہم آئے تو مسجد کو ہیں لیکن اللہ نے اس کو تعبیر کیا کس سے؟ ثُمَّ زَارَنِیْ...... مبارک ہو، مبارک ہو۔ یہ گھر سے وضو کر کے چلا، کہاں جا رہا ہے؟ اللہ فرما رہے ہیں، میری زیارت کو آ رہا ہے۔ میری زیارت کو آ رہا ہے۔

ملاقات وزیارت اور نورِ ربانی کا دیدار

ایک ہوتی ہے ملاقات۔ ایک ہوتی ہے زیارت۔ ملاقات تو یہ بھی ہے وہ اندر کمرے میں، میں باہر پردے میں۔ تو السلام علیکم، وعلیکم السلام۔ کیسے ہیں؟ ٹھیک ہوں۔ اس کو ملاقات کہتے ہیں اس کو زیارت نہیں کہتے۔

زیارت کسے کہتے ہیں؟...... آمنے سامنے بیٹھ کے جو ملاقات ہوتی ہے، اس کو زیارت کہتے ہیں۔ تو ہم تو اللہ کو دیکھ ہی نہیں سکتے ناں! کہاں عرشوں پر اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہا ہے۔ جو مسجد میں وضو کر کے آ گیا وہ میرا دیدار کر رہا ہے۔ وہ میرا دیدار کر رہا ہے۔ اگر اس کی آنکھیں حرام دیکھنے کی عادی نہ ہوتیں تو میں اسے نظر بھی آ جاتا۔ پر اس کی آنکھیں حرام دیکھتی ہیں اس لئے میں نظر نہیں آتا۔ یعنی وہ اپنی ذات کے لحاظ سے نہیں اپنی نشانیوں کے لحاظ سے، اپنی علامات کے لحاظ سے۔ وہ کہتا ہے پتے پتے میں میرا نور تمہیں نظر آ سکتا ہے۔ ان آنکھوں سے حرام نکال دو۔ اس میں ایسی سلائی لگاؤ جو کسی کی بیٹی کو نہ دیکھ سکے۔ تو پھر یہ وہ آنکھ ہوگی جو ذرے ذرے میں اللہ کا نور تمہیں دکھائے گی۔

محبت و پیار و اخلاص کا راز

پورے عالم میں اسلام پھیلانا ہے۔ دفتر بناؤ، بلڈنگ بناؤ، دس منزلہ، بیس منزلہ نہیں، نہیں بلکہ چھپر ڈالو بھائی بلکہ مرکزوں کا بڑا ہونا تو یہ نظروں میں آنے والی بات ہے۔

ایک آیت ہے، استنباط ہے میرا:

اما السفینة فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبھا وکان وراء ھم ملک یاخذ کل سفینةٍ غصبًا. (الکھف: ۷۹)

خضر علیہ السلام کہہ رہے ہیں میں کشتی توڑ دی۔ ارے بھائی کیوں توڑی؟ ڈبوے گا؟ یہی تو میں نے کہا تھا کہ تمہیں صبر نہیں ہوگا۔ اب جب سنانے لگے تمہیں پتہ بھی ہے میں نے کشتی کیوں توڑی..... میں نے جان بوجھ کے توڑ دی تا کہ ظالم کی نظر میں جچے ہی نہیں۔ یہ تو ٹوٹی ہے، چھوڑو، چھوڑو یہ تو ٹوٹی ہوئی ہے، چھوڑو، چھوڑو۔ وہ ان کشتیوں کو پکڑے گا جن کی نمائش ہوگی.....

زیبائش ہوگی.....

آرائش ہوگی.....

جن کا ظاہر ہوگا.....

جلوہ ہوگا، پکڑو، پکڑو.....

بھائی! جب چھپر تھے تبلیغ کا تو بڑا امن تھا۔ تبلیغ والوں میں بھی محبت تھی اور امن بھی تھا۔ جب مرکز بننے لگے بڑے بڑے، ضرورت کے تحت بنانے تو پڑے ہی ہیں۔ پر جب جیسے مال آتا ہے تو محبتیں لے جاتا ہے ایسے ہی عمارتیں بڑی ہوتی ہیں، مجمعے بڑے ہوتے ہیں، محبتیں بھی چلی جاتی ہیں۔

کیا ہوا، کشتی مزین ہوگئی، پہلے ٹوٹی کشتی تھی۔

کشتی شکستہ گان اے باد شر بر خیز
شاید کہ باز بینم آہیں ہر آشنا را

ٹوٹی کشتیوں کا ملاح سنبھل سنبھل کر چلاتا ہے۔ عام طور پر کنارے جا لگتا ہے۔

مضبوط کشتیوں کے ملاح کی نظر اور گردن ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے میری کشتی بڑی مضبوط ہے۔ اسی کے پیندے میں سوراخ ہوتے ہیں، وہی زیر زمین، زیر سمندر جا کر ڈوبتی ہیں۔

جن کے ملاح کی نظریں اٹھ جاتی ہیں، گردن ٹیڑھی ہو جاتی ہے، ٹوٹی کشتی والا تو یہی کہتا ہے: یا اللہ! تو ہی پار لگائے گا، یا اللہ تو ہی پار لگائے گا۔

انہوں نے کہا: میں نے خود توڑ دی تا کہ بادشاہ کی نظر میں بچے نہیں۔ غریب لوگ تھے، تبلیغ میں کوئی جھگڑا نہیں تھا۔

غریب تبلیغ کے اہل ہیں

میں جب پہلی دفعہ گیا ناں رائیونڈ ۱۹۷۱ء میں، سو ایک آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اکثر میواتی تھے۔ مشتاق صاحب ہدایت دے رہے تھے، پیچھے ڈاکٹر اسلم صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ جماعتیں روانہ کر رہے تھے۔ تین جماعتیں روانہ ہوئیں اس دن۔ پہلی جماعت میاں جی عمراؤ خان کی پکاری گئی۔ عمراؤ خان تو میاں جی کھڑا ہوا اور ساتھ کہا گیا امیر۔ میرے ذہن میں تو امیر کا کچھ اور مطلب تھا۔ کالج سے نکلا ہوا تھا۔ میں نے کہا یہ کوئی امیر ہے یا گنوار ہے۔ کہا: بھائی امیر کھڑے ہو جائیں۔ عمراؤ خان وہ ایسے ہی نہ اس کا رعب اور نہ لباس اس کا۔

جب فقیروں کا مجمع تھا تو اُلفتیں تھیں، محبتیں تھیں۔ جب بڑے لوگ آنے لگے تو دلوں میں دراڑیں پڑنا شروع ہو گئیں۔ اس لئے تو ہمارے بڑے کہتے ہیں۔ فقیروں میں کام کرو...... فقیروں میں کام کرو...... غریبوں میں کام کرو...... یہ بنیاد ہیں، بنیاد ہیں۔

جو اپنی طبیعت کے غلام نہیں ہوتے......

حالات کے مارے ہوتے ہیں......

زمانے کے ستائے ہوتے ہیں......

طبیعت کے غلام نہیں ہوتے......

مال دار تو غلام ہے، اسے آئس کریم بھی چاہئے......

اسے Pepsi بھی چاہئے......

اسے برگر بھی چاہئے......

اسے میکڈونلڈ بھی چاہئے......

اسے ایئر کنڈیشنڈ بھی چاہئے......

اسے گدے والا بستر بھی چاہئے......

پھر حضرت والا کچھ سوچیں گے کہ میں جاؤں کہ نہ جاؤں۔غریب نے ایک چادر اٹھائی، چل میرا بھائی مل گئی تو روزی نہ ملا تو روزہ۔

یہ ہیں تبلیغ کے کام کے اہل۔ میں کوئی بڑے لوگوں کی کمی بیان نہیں کر رہا ہوں۔ یہ ایک نظام ہے۔

فضائل امراء

عمرؓ مانگا گیا...... ادھر کے فضائل بھی سن لو تا کہ اعتدال رہے۔عمرؓ مانگا گیا......

صہیب نہیں مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے......

بلال نہیں مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے......

عمار نہیں مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ مانگا۔ یا اللہ! عمرؓ دے عمرؓ۔تو مالدار بھی خوش ہو گئے ناں بھائی! یا اللہ عمرؓ دے عمرؓ۔اور بتاؤں؟......

عشرہ مبشرہ امیر تھے

عشرہ مبشرہ امیر تھے۔ وہ دس جن کو بیک وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں کہا: ابوبکرؓ جنتی......عمرؓ جنتی......عثمانؓ جنتی......علیؓ جنتی......طلحہؓ جنتی...... زبیرؓ جنتی......سعدؓ جنتی...... ابوعبیدہؓ جنتی...... عبدالرحمٰنؓ جنتی...... ابوالاعور سعیدؓ جنتی......(رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ)

یہ وہ دس آدمی ہیں جن کو کہا جاتا ہے عشرہ مبشرہ۔ ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اتنی بندگی کرو کہ لکڑی کی طرح گڑ جاؤ......

اتنے روزے رکھو کہ سوکھ کے کانٹا بن جاؤ......

اتنے سجدے کرو کہ گھٹنوں اور ماتھے پر بکری کی طرح بڑے بڑے نشان پڑ جائیں اتنا کچھ کرو لیکن ان دس میں سے کسی ایک کے بارے میں اگر تم بغض لے کر مر گئے تو اللہ تمہیں ناک کے بل اٹھا کے جہنم پھینک دے گا۔ یہ وہ دس لوگ ہیں۔

ان دس آدمیوں میں غریب کوئی نہیں، فقیر کوئی بھی نہیں۔

ان میں انصاری کوئی نہیں......

ان میں غیر قریشی کوئی نہیں، دس کے دس قریشی ہیں۔

دس کے دس سردار ہیں......

دس کے دس فقیر کوئی نہیں۔ سب اونچے لوگ ہیں۔

ابو عبیدہؓ نے فقر اختیار کیا ہوا تھا۔ فقیر نہیں تھے۔ پورے شام کے گورنر تھے۔ فقیر کیسے تھے؟ خود اپنے اوپر فقر مسلط کیا ہوا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا ترکہ

اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ سرمایہ دار بھی تھے اور حکمران بھی تھے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو تین ارب دس کروڑ بیس لاکھ دینار کا ترکہ چھوڑا۔ دینار سکہ ساڑھے چار ماشے سونے کا ایک دینار تھا۔

ساڑھے چار ماشے سونے کا ایک دینار ہوتا تھا۔ تین ارب، دس کروڑ بیس لاکھ دینار۔ ایک ہزار اونٹ......

ایک ہزار گھوڑے......

دس ہزار بکریاں......اور کن میں سے ہیں؟ عشرہ مبشرہ......

تو میری بات کا کوئی مطلب غلط نہ لے لے کہ میں مال داروں کا درجہ نیچا کر رہا ہوں۔ وہ اپنی جگہ پہ مطلوب ہیں۔ لیکن بنیاد کا پتھر غریب بنے گا۔ یہ صاف بات ہے۔ بنیاد بوجھ اٹھاتی ہے، بوجھ غریب اٹھاتا ہے۔

اہمیت وفضیلتِ غرباء

عیینہ بن حصین۔ اقرع بن حابس۔ کہنے لگے ان کو اٹھادے تو ہم تیری بات سنتے ہیں۔ ان کو اٹھادے تو ہم تیری بات سنتے ہیں۔ کون؟ سلمانؓ، عمارؓ، صہیبؓ، بلالؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، واثلہ بن اسقعؓ، ان کو اٹھادے۔ اٹھادے پھر ہم تیری بات سنتے ہیں۔ یہ غریب لوگ ہیں ہم ان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! کوئی بات نہیں اٹھادیں۔ اپنے ہی ہیں۔ چلو اسی بہانے بات سن لیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا چلو ٹھیک ہے، میں اٹھادیتا ہوں۔

کہنے لگے نہیں، نہیں لکھ کر دو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: علی کو بلاو۔ علیؓ کو بلاو، کاتب تھے، علی قلم دوات سنبھالے ہوئے آرہے۔ علیؓ کے آنے سے پہلے جبرئیل آگئے:

لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. (الانعام: ۵۲)

ان غریبوں کو آپ نہیں اٹھا سکتے۔ آتے ہیں تو آئیں، نہیں آتے تو نہ آئیں۔ اگر آپ نے ان کو اٹھادیا تو آپ ظالم ہو جائیں گے۔

کتنی بڑی ڈانٹ آئی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو!!

کتنی بڑی تنبیہ آئی، ظالم کہا، کہا ظالم۔ آپ نے غریبوں کو اٹھادیا تو آپ ظلم کریں گے۔

پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا خطاب آیا۔ آپ نے کہا: بھائی آپ کی مرضی، آتے ہو تو آؤ نہیں آتے تو نہ آؤ۔ یہ ساری جب بات چلی تو ان کے دل پہ ضرور گزری کہ بھائی ہمارے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے؟...... ہمیں دور کیا جا رہا ہے...... ہمیں اٹھایا جا رہا ہے...... تو اب پہلے تو حکم تو یہ آیا کہ آپ ان کو اٹھا نہیں سکتے۔

دوسرا حکم ان کی دلجوئی کے لئے آیا، وہ کیا تھا؟......

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ. (الانعام: ۵۴)

دیکھو آدابِ مجلس یہ ہے کہ ہم بیٹھے ہوئے ہیں ابھی اگر کوئی آدمی اس دروازے سے اندر آئے تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ آ کر ہمیں سلام کرے۔ اللہ پاک نے یہاں قانون بدل دیا۔ کہا: اے میرے نبی! یہ لوگ، یہ فقیر بندے، جب تیری مجلس میں آئیں حکم تو یہ ہے کہ یہ سلام میں پہل کریں، پر ان کے لئے میں خصوصی طور پر آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ان کو سلام میں پہل کیا کریں۔ اور کہا کریں: سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ...... تو ہمارے نبی نے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِىْ اُمِرْتُ اَنْ اَبْدَءَ هُمْ بِالسَّلَامِ.

اللہ تیرا شکر ہے تو نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا کیے جنہیں سلام کرنے کا مجھے حکم دیا گیا۔

حضور ﷺ والی محنت کی ترتیب

تو آپ نے غریب کو مسجد میں جوڑا، امیر کو جوڑا......

غنی کو جوڑا، حاکم کو جوڑا......

محکوم کو جوڑا، غلام کو جوڑا......

آقا کو جوڑا، اعلیٰ کو جوڑا......

ادنیٰ کو جوڑا، مہتر کو، کہتر کو...... سب کو مسجد میں جوڑ دیا......

تو بھائی! تبلیغ کا کام بڑا آسان، چھپر۔ بات تو چھپر سے چلی تھی تو کہاں کہاں بھول بھلیاں میں گم ہو گئیں۔ جب چھپر تھے تو دل جڑے ہوئے تھے۔ جب لینٹر پڑے تو دل لینٹر کی طرح ہونے لگے۔ اللہ نہ کرے ہو جائیں، لیکن یہ نظام نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں ہم نے فقر کا تو امتحان پاس کیا پر غنا کا امتحان پاس نہ ہو سکا۔ جب صحابہؓ کا یہ مسئلہ ہے تو ہم کس کھیت کی مولی ہیں۔ کہیں وہ نہ ہو کہ ہمارے اندر بد دلی نہ پیدا ہو جائے۔ تو میں نے یہ بھی ساتھ وضاحت کر دی۔ بھائی! یہ تو نظامِ فطرت ہے۔ ہو ہی جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مسجد کا خوگر

بنایا۔ خود مسجد والے بن بیٹھے۔

اب اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں طوبیٰ۔ مبارک ہو۔ کس کو؟ جس نے وضو کیا......

کہاں گیا؟......

میرے گھر کو......

کس کے لئے آیا؟

ثم زارنی...... ملاقات؟ نہیں، کہا: میری زیارت کو آیا۔ پردے اٹھ گئے۔ اللہ سامنے...... پھر آگے کیا؟

فحق علی المزور ان یکرم زائرہ...... میرے بھی ذمے ہے زیارت کرنے والے کا اکرام کرو۔ تو اس وقت اللہ آپ کا اکرام کرر ہا ہے۔ آپ کا پسینہ بہتا دیکھ کر خوش ہور ہا ہے۔ آپ کو گرمی میں پھنسا ہوا دیکھ کر راضی ہور ہا ہے۔

شجرۂ طوبیٰ کی عظمت

اور طوبیٰ کا ایک اور مطلب بتا دوں، اسی کے ساتھ یاد آ گیا۔

طوبیٰ۔ ہاں بھائی ان کو طوبیٰ دے دو، طوبیٰ دے دو۔

ان کو دے دو۔ کیا ہے؟ طوبیٰ کیا ہے، جنت میں ایک درخت ہے۔ جس کا تنا موٹا ہے کہ اس تنے کے گرد پانچ سالہ اونٹ پہ بیٹھ کے دوڑنا شروع کرو، دوڑتے، دوڑتے، دوڑتے اونٹ بڈھا ہو جائے گا۔

تھک جائے گا......

پھر گر جائے گا......

پھر مر جائے گا......

لیکن اس کے تنے کے گرد چکر پورا نہیں کر سکے گا۔

طوبیٰ ان سب کو دے دو، یہ درخت ہے۔

اس کے نیچے تین چشمے...... معین سلسبیل اور رحیق یہ تین چشمے اس کے نیچے سے نکلتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے میرے ذمے ہے مسجد والے کا میں اکرام کروں۔ میں

عزت کروں۔ تو ہم اللہ پاک کے گھر میں، اللہ کے دربار میں

مسجد سے جڑو اور جوڑو

تو اس دعوت کی محنت کو ساری دنیا میں اسلام پھیلانا ہے۔ اب کیا کرو۔ مسجد سے جڑو۔ ساری امت کو مسجد سے جوڑو۔ ہم بھی مسجد سے جڑیں۔ امت کو بھی مسجد سے جوڑیں۔ پچانوے فیصد تو ویسے ہی مسجد سے دور ہو گئے۔

بھائیو! گھر جائے بغیر بھی تعلق بنا؟......

گھر جائے بغیر محبتیں پروان چڑھیں؟......

گھر جائے بغیر بھی کبھی شناسائیاں ہوئیں؟......

ٹیلی فون پر بھی کبھی گہرے تعلق بنے؟......

کہ ہر بندہ مسجد میں آئے...... ہر مرد مسجد میں آئے...... ہر بوڑھا، جوان مسجد میں آئے...... لائے گا کون؟...... جو پہلے مسجد میں آ رہے ہیں، ان کے ذمے ہے کہ ان کو لے کر آئیں، سب کو مسجد کے ساتھ جوڑیں۔

مسجد میں ایک عمل ہے......

مسجد میں ایک نظام ہے......

مسجد میں ایک محنت ہے......

مسجد میں ایک ترتیب ہے......

جس کو ایک حدیث پاک واضح کر رہی ہے اور میرے گمان کے مطابق یہ حدیث ہے سارے تبلیغ کے کام کی بنیاد۔

میرے بھائیو! ہمارے حضرات یہی کہہ رہے ہیں کہ ساری امت کو مسجد والا بناؤ۔ ساری امت میں کوئی بے نمازی نہ رہے......

کوئی مرد، کوئی عورت بے نمازی نہ رہے......

جمعہ کی نماز میں جو تعداد ہے ناں، فجر کی تعداد بھی وہی ہو جائے......

ہماری جماعت گئی تھی اُردن ۱۹۹۱ء میں، اسرائیل کے بارڈر کے ساتھ چلے تو

وہاں کے عربوں نے بتایا کہ یہ جو ہیں ناں یہودی، یہ ہم سے پوچھتے ہیں جمعہ میں کتنے نمازی ہوتے ہیں؟ پھر پوچھتے ہیں فجر میں کتنے ہوتے ہیں؟ تو ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ تحقیق کیوں کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہمارے علماء نے بتایا ہے کہ جس دن مسلمانوں کی جمعہ کی نماز اور فجر کی نماز کی تعداد برابر ہو جائے گی تو یہود دنیا سے مٹ جائیں گے۔ اس لئے ہمیں فکر رہتا ہے کہیں فجر میں نمازی تو نہیں بڑھ گئے۔

سب سے کم نفری فجر میں ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد والا بنایا۔ خود مسجد میں بیٹھے۔ مسجد میں آرام فرما رہے ہیں۔

حضرت عثمانؓ جیسا غنی خلیفہ مسجد میں آ کے آرام فرما رہے ہیں......

حضرت عمرؓ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں......

حضرت صدیقؓ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں......

حضرت علیؓ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔ ابو تراب کہاں سے لقب پڑا؟...... مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ مٹی لگ گئی تھی کمر کو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قم یا ابا تراب۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ اس طرح ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر۔ صحابی کہتے ہیں میں مسجد میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں لیٹے ہوئے تھے تو یہ ٹانگ کھڑی کی ہوئی اور گھٹنے پر دوسری ٹانگ یوں رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے یوں دراز تھے، مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔

مسجد کے کیل

اب مسجد کی ایک زندگی ہے۔ مسند احمد کی ایک روایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے ان للمسجد اوتاد، کچھ لوگ مسجد میں کیل ہیں، کیل۔ مسجد کے کیل۔ اوتاد: کیل۔ کیل کیوں کہا؟ مسجد کے نمازی کو کیل سے تشبیہ دی۔ کچھ لوگ مسجد میں کیل ہیں ارے بھائی! کیل کیسے ہیں؟......

یہ کیل گاڑ دیا اوپر سے ہتھوڑی سے ٹھونک دیا۔ اب یہ خود نہیں نکلے گا، کبھی بھی۔ اس کا نکالنا ہے تو کھینچو کسی پلاس کے ساتھ۔ کسی جمور کے ساتھ کھینچو۔ تب جا کر یہ

کھینچے گا۔ خود نہیں نکلے گا تو کچھ نمازی ایسے ہیں جو آتے ہی سجدہ پہ سجدہ ٹھاہ سجدہ اور جوتا اٹھایا اور وہ گئے یہ ہمارے جیسے۔

کچھ نمازی ایسے ہیں جو آتے ہیں تو کیل بن جاتے ہیں۔

ارے بھائی! کیل کیسے بناتے ہیں؟ کہ جب تک کوئی ان کو بلائے نہیں تو نہیں جاتے۔ تو چوبیس گھنٹے آبادی کا ثبوت ہو گیا؟ جب تک اشد تقاضا نہ ہو مسجد سے نہیں ہلتے۔

جب تک کوئی پیچھے سے ضرورت نہ کھینچے مسجد سے اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا۔

اِنَّ لِلْمَسْجِدِ اَوْتَادً، اِنَّ لِلْمَسْجِدِ اَوْتَادً،......

کچھ میری اُمت کے لوگ ایسے ہیں جو مسجدوں کے کیل ہیں۔

تو کیل دو گھنٹے کے لئے لگتا ہے؟......

کیل ڈھائی گھنٹے کے لئے لگایا جاتا ہے؟......

یہ Piller ڈھائی گھنٹے کے لئے لگایا جاتا ہے؟......

یہ آٹھ گھنٹے کے لئے ہے؟......

یہ بارہ گھنٹے کے لئے ہے؟......

یہ تو جب تک مسجد ہے، اس وقت کے لئے ہے۔

تو بھائی! ڈھائی گھنٹے کہاں سے آ گئے؟......

آٹھ گھنٹے کہاں سے آ گئے؟......

بارہ گھنٹے کہاں سے آ گئے؟......

یہ تو اپنی بنائی ہوئی ترتیب ہے۔ یہ ہے ”مری مری مرغی میاں جی کے نام“۔

ارے بھائی! نہیں دیتے تو اتنا تو دے دو، اتنا تو دے دو۔

اِنَّ لِلْمَسْجِدِ اَوْتَادً، مسجد کے کیل ہیں کیل۔

تو کیل دو گھنٹے کے لئے لگتا ہے؟......

کیل ڈھائی گھنٹے کے لئے لگتا ہے؟......

کیل آٹھ گھنٹے کے لئے لگتا ہے؟......

کیل بارہ گھنٹے کے لئے لگتا ہے؟......

یا کیل سدامدا...... جب تک مسجد بھی ہے، کیل بھی ہے۔

مسجدوں کو آباد کرنے والوں کے فضائل

تو بھائی! چوبیں گھنٹے مسجدیں آباد ہوں۔ ،لفظ اوتاد یہ بتا رہا ہے کہ مسجدوں میں کچھ لوگ ایسے ہونے چاہئیں جو چوبیں گھنٹے وہاں بیٹھے ہوئے ہوں، جم کے۔ سوائے اشد ضرورت کے باہر نہ نکلیں۔ جو یہ مسجدوں میں جم کر بیٹھیں گے، یہ اللہ کے ہاں کیسے مقرب ہوں گے؟......

اِنْ غَابُوْ اِفْتَقَدُوْهُمْ اَلْمَلَائِكَةُ جُلَسَاءَ هُمْ...... یہ ایسے مقدس ہوں گے کہ فرشتے ان کے ہم نشین ہوں گے۔ فرشتے ان کی صحبت میں بیٹھا کریں گے۔

اِنْ غَابُوْ اِفْتَقَدُوْهُمْ...... اگر یہ کہیں چلے جائیں گے، اگر یہ مسجد میں نہیں آئیں گے تو فرشتے ان کے لئے بے قرار ہوں گے۔، وصولی کی جماعت جائے گی، پتہ کرو وہ بھائی کیوں نہیں آ رہے؟ بھائی! چل زکریا مسجد کا سارا فرشتہ ان کی عیادت کو جا رہا۔

اِنْ مَرِضُوْا اَعَادُوْهُمْ......

اِنْ كَانُوْا فِيْ حَاجَةٍ اَعَانُوْهُمْ...... اگر وہ کسی حاجت میں ہیں، ان کو کام پڑ گیا تو چلو تم بھی ساتھ چلو۔ سارے فرشتے جا کر کام میں ان کے ہاتھ بٹاتے ہیں۔ جو مسجد میں جم کر بیٹھتے ہیں فرشتے ان کے ہم نشین

مسجد میں بیٹھنے والوں کی تین اقسام

اور یہ بیٹھنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں:

جَلِيْسُ الْمَسْجِدِ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ...... مسجد میں بیٹھنے والے تین قسموں کے ہوتے ہیں۔ اَخٌ مُسْتَفَادٌ، كَلِمَةٌ حِكْمَةٌ، رَحْمَةٌ مُنْتَظَرَةٌ......

اَخٌ مُسْتَفَادٌ، علم کا حلقہ......

كَلِمَةُ حِكْمَةٍ، فضائل کا حلقہ......

رَحْمَةٌ مُنْتَظِرَةٌ...... انفرادی حلقہ......

یہ تین بنیادیں ہیں ہمارے تین کاموں کی ہم فضائل کا حلقہ بھی لگاتے ہیں۔ ابھی ہم مسائل کا حلقہ نہیں لگاتے لیکن تمنا ہے کہ علماء مسجدوں میں آ کر بیٹھیں۔ علماء سے گزارش ہے کہ مسجدوں میں آ کر بیٹھیں اور مجمع آئے، کھنچے۔

بھائی ہم تو مسائل بتا نہیں سکتے، نہ ہمارے بس میں بتانا۔ ہم فضائل کا حلقہ لگا سکتے ہیں۔ فضائل کی حدیثیں پڑھ پڑھ کے سنا سکتے ہیں۔ مسائل کے حلقے تو علماء چلا سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں مسائل کا حلقہ لگا ہوا ہے......

فضائل کا حلقہ لگا ہوا ہے......

اور انفرادی عمل بھی چل رہا ہے۔

یہی مسجد کے عمل تین بنیادیں ہیں۔ اجتماعی کام

انفرادی کام......

فضائل کے حلقے......

مسائل کے حلقے......

فضائل حاصل کرنے والوں کے اصول وضوابط

ایک حلقہ مسائل کا لگا ہوا ہے۔ ایک بدو آتا ہے:

یا رسول اللہ ارید ان اکون اکرم الناس......

یا رسول اللہ! میں سب سے زیادہ عزت والا بننا چاہتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تشکوا من امرک شیئًا الی الخلق تکن اکرم الناس

اپنی حاجت کسی کو نہ بتا، سب سے زیادہ عزت والا بن جائے گا۔

یا رسول اللہ ارید ان اکون اعلم الناس قال اتق اللہ تکن اعلم الناس......

یا رسول اللہ! میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو سب سے بڑا عالم بن جائے گا۔

یا رسول الله ارید ان یوسع علی رزقی......

میں چاہتا ہوں میرا رزق کشادہ ہو جائے......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ادم علی الطهارة یوسع علیک رزقک......

باوضو رہا کر تیرا رزق کشادہ ہو جائے گا۔

یا رسول الله ارید ان تستجاب دعوتی......

میں چاہتا ہوں میری دعائیں قبول ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجتنب من اکل الحرام تستجب دعوتک......

حرام کھانے سے بچ مستجاب الدعوات بن جائے گا۔

یہ مسائل کا حلقہ لگا ہوا ہے۔

آدابِ تعلیم اور حلقہ تعلیم

ایک اور حلقہ لگا کے دکھایا۔ جبریل بتانے آرہے ہیں کہ تعلیم کا حلقہ لگے گا کیسے؟

ایک شخص آتا ہے، اس کے کپڑے سفید......

اس کا رنگ سفید......

اس کے بال سفید......

س کی ہیئت مقیمانہ......

اس کی شکل مسافرانہ......

لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرَ السَّفَرِ...... مقیمانہ

لَا یُعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ...... ہیئت مسافرانہ

مجلس...... بیٹھتا ہے، التحیات کی شکل میں۔ گھٹنے سے گھٹنے ملاتا ہے۔

یہ رسول اللہ ما الاسلام؟...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں
پوچھتا ہے ما الایمان؟...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں
پوچھتا ہے اخبرنی عن الساعة...... قیامت کب آئے گی؟
آپ ﷺ فرماتے ہیں: پوچھنے والا، بتانے والا برابر، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
وہ کہتا ہے مجھے اس کی نشانیاں بتائیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب ماں سے دیکھو نوکر جیسا سلوک کیا جائے، عربوں کو دیکھو لمبی لمبی بلڈنگیں بنائیں تو سمجھو قیامت کا صور پھونکے جانے کے قریب ہے۔ اب یہ جبرائیل...... یہ مسائل کا حلقہ لگا کے دکھا رہے ہیں کہ یوں مسجدوں میں سیکھنے سکھانے کا رواج ہے۔

فضائل کا حلقہ

ایک بدو آ کے سیکھ رہا ہے۔ آپ اس کو بتا رہے ہیں۔ یہ ہے اخ مستفاد، سیکھنے والا پوچھ رہا ہے، بتانے والا بتا رہا ہے۔
کلمة حکمة حکمت کا بول۔ بن پوچھے آپ خود شروع ہو جاتے تھے۔
فجر کی نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم چوکڑی مار کے بیٹھ جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجمع کی طرف منہ کر لیتے۔ پھر کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے بھائی! رات کسی نے خواب دیکھا؟ بتاتے، کوئی نہیں دیکھا۔
آپ کبھی خود سے بات شروع فرماتے۔
کبھی آخرت آتی......
کبھی جنت آتی......
کبھی جہنم آتی......
کبھی پہلی قوموں کے قصے آتے۔
الاھل مشمر للجنة...... ہے کوئی جنت کا خریدار
فان الجنة لا خطر لها...... وہ خوف کی جگہ نہیں۔

وھی ورب الکعبۃ نور یتلألأ ریحانۃ تحت قصرٍ مشید
نھر مطرب زوجۃ حصناً جمیلۃ حلو کثیرۃ فی مقام ادھنی
فی دار سلیمۃ وفاکھۃ وحبرہ ونعمۃ فی محلۃ عالیۃٍ بھینہ.

یہ فضائل کا حلقہ، ہے کوئی جنت کا چاہنے والا......

جنت میں خطرہ نہیں......

نور چمکتا ہوا......

نہر اُچھلتی مچلتی ہوئی......

پھل پکے ہوئے، جھکے ہوئے......

خوشے لٹکے ہوئے......

سائے پھیلے ہوئے......

جنت کی خوبصورت لڑکیاں نازوانداز سے چلتی ہوئی......

وہ سمندر میں تھوکیں تو میٹھے ہو جائیں......

مُردے سے بات کریں تو زندہ ہو جائیں......

زندہ کو جھلک دکھائیں تو کلیجے پھٹ جائیں......

خاوند کی طرف چل کر آئیں، ایک قدم رکھیں تو ایک لاکھ قسم کے نازوانداز دکھائیں۔

بات کریں تو ان کے دانتوں کے نور سے جنت جگمگاتی جائے۔ چمکتی چلی جائے۔

اب یہ فضائل کا حلقہ لگ رہا ہے۔ یہ کبھی پوچھتے تھے صحابہؓ۔ کبھی آپ بن پوچھے شروع ہو جاتے تھے۔

ان الجنۃ حوراء ......اب یہ بن پوچھے آپ شروع ہیں۔ جنت میں ایک حور ہے، یقال لھا العیناء ...... جس کا نام عیناء ہے۔ اور جب وہ چلتی ہے تو ستر ہزار نوکر دائیں طرف، ستر ہزار نوکر بائیں طرف......

موت کو موت نہ ہوتی تو اسے دیکھ کر سب مر جاتے...... وہ کہتی ہے:

این الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر......

کہاں ہیں بھلائیوں کے پھیلانے والے......

کہاں ہیں برائیوں کے مٹانے والے...... یہ فضائل لگ رہے ہیں۔

انفرادی اعمال

رحمة منتظرة...... یہ لفظ دلالت کررہا ہے انفرادی اعمال پر......

تسبیح میں لگے ہوئے......

تلاوت میں لگے ہوئے......

ذکر میں لگے ہوئے......

دعا میں لگے ہوئے......!!

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نماز

یہ عثمان آرہے ہیں، مسجد میں آرہے ہیں۔ اپنی انفرادی نماز کو آرہے ہیں، جوتا ادھر رکھا۔ اللہ اکبر کی نیت باندھی اور الـمّ سے نماز شروع کی۔ عبدالرحمٰن تیمیؒ پاس بیٹھے ہیں، وہ سننے لگ گئے کہ یہ الم سے شروع ہوگئے۔ ان کو تجسس ہوا۔ دیکھوں تو سہی بھلا کہاں رکوع کریں۔ بقرہ گزر گئی......

آل عمران گزر گئی......

النساء گزر گئی......

انعام گزر گئی......

اعراف گزر گئی......

دس پارے گزر گئے......

بیس پارے گزر گئے......

تیس پارے گزر گئے......

والناس پہ جا کے عثمان غنیؓ نے رکوع کیا۔

رحمة...... انفرادی اعمال کا حلقہ ہوا ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی عبادت کا حال

یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ہیں، کہہ رہے ہیں بھائی! آج رات میرے قیام کی ہے۔ اللہ اکبر! فجر کی اذان پہ جا کے رکوع ہوتا ہے۔

کہتے ہیں آج رات میری رکوع کی ہے، ساری رات رکوع میں کھڑے ہیں۔ فجر کی اذان پہ جا کے ختم ہوتا ہے۔

آج میری رات سجدے کی ہے، ساری رات سجدے میں ہیں۔ فجر کی اذان پہ جا کے سجدے سے سر اٹھایا جاتا ہے۔

یہ انفرادی اعمال کا حلقہ ہے......!!

مساجد کی آبادی

تو میرے بھائیو! مسجدوں کو آباد کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کے ساتھ، ہمارا مرکز مسجد، چھپر ہو، مضبوط ہو، کمزور ہو...... جس مسجد میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کے اعمال زندہ ہیں وہ مسجد مضبوط ہے...... آباد ہے...... شاد ہے...... نہال ہے......

جو مسجد خوبصورت، منقش، مرصع، مزین، سارا دن خالی...... وہ چھپر ہے...... وہ جھونپڑا ہے...... وہ بے آباد ہے......

اب ساری امت مسجد سے جڑے...... ہم مسجد سے جڑیں...... پھر ساری امت مسجد کا نور لے کر بازاروں میں جائے......

گھروں میں جائے......

دفتروں میں جائے......

مسجد کا نور لے کر سارے عالم میں پھرے...... اس کے لئے سارے عالم کی نقل و حرکت ہے۔ سال، سال کے لحاظ سے......

سات، سات مہینے کے لحاظ سے......

ساری دنیا کے انسانوں کا رُخ اللہ کی طرف پھرے...... مسلمان مسجدوں کو

دوڑیں، مسجدیں آباد ہو جائیں اور گھر گھر مسجد بن جائے...... عورتیں گھروں کو مسجد بنا لیں...... مرد مسجدوں کو آباد کریں...... اس کے لئے سال، سات مہینے کی نقل وحرکت سارے عالم کو سامنے رکھ کر ہے......

اپنے ملک میں......

ہر ہر صوبے میں......

ہر ہر شہر میں......

ہر ہر گاؤں میں......

ہر ہر بستی میں...... مسجدیں آباد ہوں۔ گھر مسجد بنے...... ہر مرد کا تعلق مسجد سے ہو...... عورت کا تعلق مصلے سے ہو...... اس کے لئے چار مہینے کی نقل وحرکت ہے۔

چلے کی نقل وحرکت ہے۔

پھر اپنے اپنے مقام پر ہر ہر مسلمان مسجد سے جڑے، اس کے لئے تین دن کی نقل وحرکت اور چوبیس گھنٹے مسجد کی آبادی ہے۔

بھائیو! مسجدوں سے جڑو۔

مسجدوں کو آباد کرو...... تبلیغ میں ایک دن چاہے نہیں دیا، چوبیس گھنٹے اپنے گھر کی مسجد کو دینا شروع کردو۔ یہ وہ بیج ہے جو لگ گیا تو ایسا درخت نکلے گا جو سارے عالم کو چھاؤں پہنچائے گا......

سایہ دے گا......

پھل بھی دے گا......

ٹھنڈی ہوا بھی دے گا......

خوشبودار پھول بھی دے گا......

تو بھائی! میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ تشکیل بھی کام کا حصہ ہے۔ یہ نہیں کہ بیان ہو گیا تو کام ہو گیا۔ سارا لب لباب تو اب شروع ہونے لگا ہے۔ ہم شهداء علی الناس ہیں۔ ہم نے عالم میں جانا ہے اور اللہ کے کلمے کو پھیلانا ہے۔ اس کے لئے ارادے فرمائیں۔

غفلت کی زندگی اور غفلت کی موت

چناب کلب فیصل آباد

دنیا کی حیثیت

میرے محترم بھائیو اور دوستو! جب سے اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ اس تگ و دو میں مسلسل چل رہا ہے کہ اس دنیا کو جنت بنا دے، اپنے خوابوں کی تعبیر دیکھنا چاہتا ہے، آنکھیں جو تصور میں دیکھتی ہیں اس کو حقیقت کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہے، جو خیالات جنم لیتے ہیں انہیں یہ اس دنیا میں عملی طور پر دیکھنے کے لیے بے قرار رہتا ہے، یہ اس کی کمزوری ہے۔ بیچ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے کہ خالق کائنات نے جس کو بنایا وہ اسے عارضی گھر کہتا ہے جبکہ میں اسے جنت بنانا چاہتا ہوں، وہ اسے گزرگاہ کہتا ہے اور میں اسے گھر بنانا چاہتا ہوں، وہ اسے نقلی گھر کہتا ہے میں اسے پائیدار بنانا چاہتا ہوں، وہ اسے بے حیثیت بتاتا ہے مگر میں اس کی قیمت لگانا چاہتا ہوں، بندے اور رب میں موافقت نہیں ہو رہی، دنیا جنت بن جائے، شاید بن جائے، یہ چناب کلب اسی لیے بنا، بڑے بڑے گھر لوگ اسی لیے بناتے ہیں کہ شاید ہمیں جنت مل جائے، شاید یہاں مل جائے۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ بھائیو! اگر کوئی جنت بنا بھی لے، فرض کرو حسن بن صباح کی طرح کوئی جنت بنا بھی لے تو موت کا کیا علاج...... اس لیے کیا تدبیر اختیار کریں؟

دنیا فانی ہے

ایک بادشاہ نے بڑا عالی شان گھر بنایا، یہ حدیث میں آپ کو عرض کر رہا ہوں، بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ نے ایک بڑا عالی شان گھر بنایا، پھر اس نے رعایا کو دعوت دی،

دیکھو کیسا ہے؟ سب نے بڑی تعریف کی کہ بہت اچھا ہے۔ دو درویش پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، ان سے پوچھا تم کو کیسا لگا یہ بتاؤ، تم نہیں بولے؟ کہنے لگے جتنی تعریف کی گئی ہے یہ محل اس سے زیادہ ہے لیکن اس میں دو بہت بڑے نقص ہیں، دو بڑے عیب ہیں۔ سارے چونک گئے، نظر بھی اٹھائی بھئی کیا، بھئی کیا عیب نظر آیا؟

انہوں نے کہا پہلا عیب تو یہ ہے کہ اس گھر کو بنانے والا ایک دن اس گھر کو چھوڑ کر مر جائے گا، دوسرا عیب یہ ہے کہ ایک دن یہ گھر اُجڑ جائے گا۔ یہ دو اس میں عیب ہیں، باقی خوبیاں ہیں۔ بادشاہ نے سر جھکا لیا اور کہنے لگا کوئی گھر ایسا ہے جس کا مالک نہ مرتا ہو؟ نہ وہ اجڑا ہو؟...... تو ان درویشوں نے کہا ہاں! ہے۔ کہاں ہے؟ یہاں نہیں ہے آگے ہے۔ موت کے بعد۔ اس کا نام جنت ہے، تم خوابوں کا تصور دیکھتے ہو مگر یہاں نہیں۔

تاریخ دنیا کا سب سے حسین گھر

دنیا کی تاریخ جو لکھی گئی ہے اس میں سب سے حسین گھر اور سب سے بڑا گھر جس شخص نے بنایا اس کا نام عبدالرحمٰن الناصر ہے، یہ تیسری صدی کا بادشاہ ہے، مسلمانوں میں ۱۳۲ھ میں جب بنو عباس غالب آئے بنو اُمیہ پر تو ایک شہزادہ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن عبدالملک بن مروان یہ بنو عباس کی تلوار سے بچا اور اسپین پہنچ گیا دھکے کھاتا ہوا۔ وہاں اس نے ۱۳۷ھ میں پھر بنو اُمیہ کی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ ۳۰۰ھ کے اختتام پر عبدالرحمٰن الناصر پھر اس کے پڑپوتے سے اگلی نسل چلی، وہ بات بتا رہا ہوں۔

اس کی ایک باندی تھی اس کا نام تھا زہرا، جو بڑی خوبصورت تھی، اس نے اس کے عشق میں ایک محل بنانے کا حکم دیا، پہاڑ کی ڈھلوان کو ہموار کیا گیا، چار میل لمبا اور تین میل چوڑا محل بنایا گیا، یہ مطلب نہیں کہ لان ملا کر بلکہ صرف چار میل لمبا محل گھر چھتا ہوا، تو ذرا آپ لوگ حساب لگاؤ پہاڑ پر گھر بنتا ہے، آٹھ سو سے ہزار روپے، جیسا گھر ویسی قیمت، ذرا آپ قیمت لگائیں چار میل لمبا اور تین میل چوڑا چار ہزار تین سو مرلہ اس کے ستون اور برج تھے اور اس میں سنگ مرمر کی ٹائل نہیں تھی۔ آپ لوگ تو ٹائلیں لگاتے ہیں نا! وہ پورا سنگ مرمر کا پہاڑ کاٹ کر گھر بنایا گیا اور چھ ہزار باندیاں اس کی زیب و زینت اور حسن کا

انتخاب کر کے وہاں رکھا گیا، تیرہ ہزار سات سو پچاس ملازم اس میں رکھے گئے، تین ہزار تین سو بیاسی غلام اس کے پہرے کے لیے رکھے گئے، ایک کھرب کی مالیت سے یہ گھر بنایا گیا، تیار ہوا، پچیس سال یہ گھر بنتا رہا، چار ہزار خچر پچیس برس سامان ڈھوتے رہے، دس ہزار مستری پچیس برس اس پر کام کرتے رہے۔

اور مصیبت یہ ہے کہ جنت بنی تو عارضی بنی، بنانے والے کو کتنا رہنا نصیب ہوا؟ ۳۲۵ھ میں یہ گھر مکمل ہوا اور ۳۵۰ھ میں ۷۲ سال کی عمر میں حسرت و یاس کی تصویر بنا ہوا عبدالرحمٰن ایک چھوٹے سے کالے گھر میں جا کر سو گیا۔

میں اپنے گاؤں میں تھا تو ہمارا ایک دوست ہے تبلیغی، وہ آیا کہنے لگا آج میں زمیندار سے ملا، اس کے ساتھ بڑوں کی واقفیت تھی، میری تو اتنی نہیں ہے، وہ کہنے لگا میں آج اس کو دعوت دے کر آیا ہوں اور میں نے اس سے کہا میاں صاحب! تیرا میرا رقبہ برابر ہے، تیری میری زمین برابر ہے، ایک دفعہ تو میں بھی حیران ہو گیا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے، وہ اتنا بڑا زمیندار یہ بالکل فقیر، تو اس نے پوچھا کیویں برابر؟ تو کہنے لگا تیری قبر دی چار ہتھ تے میری قبر وی چار ہتھ، اصل رقبہ تاں اوہ ہے جتھے جا کے قیامت تک سونڑاں اے، پچھلا توں ویں چھڈ جاونڑاں اے تے میں وی چھڈ جاونڑاں اے۔

چار میل لمبا تین میل چوڑا سنگ مرمر چمکتا اور ساری چھت کو سونے سے بھرا گیا، دنیا کے جواہرات، ہیرے موتی اور لعل لا کر اس میں سمائے گئے اور اس گھر کی عمر کیا تھی؟ پچیس سال تو مالک مکان اس میں سویا اور پھر جا کر قبر میں سو گیا اور پچاس برس کے بعد...... ٹھیک پچاس برس کے بعد یعنی ۳۷۵ھ میں آپس کی خانہ جنگی میں اس محل کو آگ لگائی گئی پھر وہ کھنڈر بن گیا، پھر وہ بے رحم ہواؤں کے تھپیڑوں کا شکار ہو گیا، شکار ہوتا ہوتا زیر زمین سو گیا...... کچھ عرصے پہلے اس کی کھدائی کی گئی تو سوائے ٹوٹی نالیوں کے کچھ نہ ملا۔ کچھ نہ بچا۔ سب چھوڑ چھاڑ کے چلے گئے:

قذاق   اجل   کا   لوٹے   ہے
دن   رات   بجا   کر   نقارہ

کیا بدھیا بھینسا بیل شتر
کیا گیہوں چاول مونگ مٹر
کیا آگ دھواں اور انگارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا
جب لاد چلے گا بنجارہ

اٹھ گئے جنازے...... میں کہا کرتا ہوں گانے نہ سنا کرو، رونے والیوں کے بین سنا کرو، تا کہ کچھ یاد رہے، کچھ احساس رہے، ناچ گانے کی محفلیں نہ دیکھا کرو، اُجڑے دیار دیکھو، کھنڈر دیکھو، ٹوٹی بستیاں دیکھو۔

دل کی زندگی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت لکھوائی، اس میں سے چند الفاظ میں بیان کرتا ہوں، ارشاد فرمایا: ''یبنی احی قلبک بالموعظۃ'' اے میرے بیٹے! دل کو زندہ رکھنا۔ یہ دل کیسے زندہ رہتا ہے؟ ہاں! یہ کشتیوں سے زندہ نہیں رہتا، اسے اللہ کی باتیں سنا سنا کے زندہ رکھو، جیسے گانوں سے دل مرتا ہے اللہ کی باتوں سے دل زندہ ہوتا ہے، اسے نبی علیہ السلام کی باتوں سے نورانی بنانا ''وقوہ بالزہد'' دنیا سے بے رغبتی کر کے اسے قوت دینا۔

جب دل مچلنے لگے تو موت کی یاد دلا کے اسے قابو رکھنا، مٹ جانے والا جہان ہے، اسے یاد دلانا کہ مٹ جانا ہے...... مٹ جانا ہے...... پچھلی قوموں کے قصے سنانا، ان کے ٹوٹے کھنڈروں میں چلے جانا، ہڑپہ چلے جاؤ، ٹوٹی دیواریں اور بھربھری اینٹیں اور وہ شکستہ محرابیں اور وہ اُجڑی بستیاں اور وہ ویرانے اور مکڑیوں کے جالے پکار کر کہیں گے:

اجل ہی نے چھوڑا نہ کسریٰ نہ دارا
اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارہ

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

موت سے مفر نہیں، جناب کلب نے کہا موت کوئی نہیں...... کوئی نہیں۔ نہیں!

میں مرتے مرتے بچا، میں کیا ہوں بچتے بچتے مرجاؤ گے، مرتے مرتے بچا، موت کے منہ سے نکلا نہیں! موت نے منہ کھولا ہی نہیں تھا، کبھی موت کے کھلے منہ سے کوئی بچ کے آیا؟ کوئی موت کے شکنجے سے نکل کر آیا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، کوئی ہے جو موت کو پچھاڑ سکے؟ مقابلہ کرو گے تو چیخ کے مارے گی۔ اس سے راہِ فرار اختیار کرو گے ہوائی جہازوں میں اڑ کر، لوہے کی دیواروں میں چھپ کر، زیرِ زمین جہاں بھی جاؤ گے تمہیں دبوچ لے گی، کوئی نہیں روک سکتا۔

ساری دنیا کو فتح کرنے کا خواب لے کر نکلا، سکندر۔ تیرہ جون تھی، جون کا مہینہ تھا، دھوپ آگ کی طرح برس رہی تھی، گرم دوپہر اور دنیا کو فتح کرنے والے پر موت حملہ کر چکی تھی اور صرف ۳۳ سال کی عمر تھی، ۳۵۲ قبل مسیح...... عیسیٰ علیہ السلام سے ۳۵۲ سال پہلے، عراق کے شہر بابل میں دنیا کے فتح کے خواب دیکھنے والا ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور یوں کہہ رہا ہے کوئی ہے...... کوئی ہے...... جو مجھ سے ساری مملکت لے لے اور مجھے مقدونیہ پہنچنے کی مہلت دے دے؟

اور اللہ نے دکھایا کہ نہیں نہیں! یہاں صرف اللہ کا راج ہے، اللہ کی مہلت کو لوگ طاقت سمجھ بیٹھے ہیں، اللہ کی قسم! اللہ کی خوشی کو لوگ اقتدار سمجھ بیٹھے ہیں، اللہ کی ڈھیل کو لوگ اپنی قوت سمجھ بیٹھے ہیں...... نہیں! اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا...... ساری طاقتیں اللہ کے ہاتھ

میں ہیں۔

دنیا کا فریب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول عرض کر رہا تھا، کہ میرے بیٹے! کبھی کبھی ٹوٹی ہوئی ویران بستیوں میں چلے جایا کرو اور قبرستان بھی چلے جایا کرو، پھر تمہیں احساس ہوگا پھران سے پوچھنا، اُنظُر فِی اٰثَارِھِم...... غور سے دیکھنا، توجہ سے دیکھنا...... پھران سے پوچھنا این حلوا...... یہاں زمزمے تھے، یہاں شور تھا، غل تھا، ہٹو بچو کی صدا تھی، آگے پیچھے پہرے دار تھے سب کہاں چلے گئے؟......

تو میرا بیٹا! تمہیں ایک ایک اینٹ پکار پکار کر جواب دے گی، شکستہ دیوار کہے گی ہم دھوکے باز تھے، ہم نے ان کو دھوکہ دے دیا، وہ ہمارے فریب میں آ گئے، ہمارا افراڈ چل گیا وہ ہمارے شکار ہوئے اور ہم نے انہیں مٹی کے گھر میں پھینک دیا اور دوسروں کو شکار کرنے کے لئے پھر اپنی باہوں کو پھیلا دیا، پھر دوبارہ بن سنور کے آ گئے، کوٹھے کی عورت کی طرح...... جو ہر آنے والے کے لیے بن سنور کر آتی ہے...... لٹنے والے لٹ کر چلے جاتے ہیں......اس کا کوٹھا اسی طرح آباد رہتا ہے۔

آخرت کا سودا نہ کرنا تو میرے بیٹے! تو دیکھے گا یہ تجھے بتائیں گے کہ ہمیں چھوڑ کر وہ مٹی کے ڈھیر میں کالے گھر میں جا کر سو گئے اور ایک دن میرا بیٹا! تو بھی ایسا ہی ہو جائے گا، تجھ پر بھی موت اپنا فیصلہ نافذ کرے گی، یہ وصیت یاد رکھنا اپنے باپ کی، جس کے قریب موت آ چکی ہے زندگی دور ہو چکی ہے...... کبھی آخرت کا سودا نہ کرنا...... بیچنا پڑے تو دنیا بیچ دینا آخرت نہ بیچنا کہ دنیا بہر حال چلی جائے گی، بچاؤ گے پھر بھی بیچو گے پھر بھی اور آخرت باقی رہے گی اور اگر آخرت کا سودا کر دیا تو نہ دنیا تیری رہے گی اور نہ آخرت تیری رہے گی...... اور آخرت کو بچا لیا تو دنیا تو چھوٹ ہی جانی ہے کہ آج ہم مر گئے تو کیا کل دوسرا نہ مرے گا؟ اگر آج ہم مٹی میں مل گئے تو کیا کل کوئی اور نہ مرے گا؟......

اللہ مالک ارض وسماء

میرے بھائیو! کائنات کا وحدہٗ لاشریک اللہ مالک ہے، وہ تھا اور کچھ نہ تھا، وہ تھا اور ابتداء کوئی نہ تھی اور وہ ہوگا اور انتہاء کوئی نہیں اس کی......

سبّحَ لِلّٰہ ما فی السموات والارض......

وہ اپنا تعارف کراتا ہے، کائنات میرے رب کی تسبیح پڑھتی ہے،

وھو العزیز الحکیم ...... وہی عزتوں کا مالک، حکمتوں کا مالک......

لہٗ مُلک السمٰوات والارض ...... زمین آسمان کا بادشاہ......

یحیی ویمیت ...... زندگی موت کا مالک

وھو علٰی کل شیءٍ قدیر...... ہر چیز پر قادر......

ھو الاوّل والاٰخر والظاھر والباطن وھو بکل شیءٍ علیم.

اول وہ...... آخر وہ...... ظاہر وہ...... باطن وہ......

اول ہے تو اس کا پہل کوئی نہیں...... وہ آخر ہے اور اس کی انتہا کوئی نہیں...... وہ بلند ہے اس سے بلند کوئی نہیں...... وہ چھپا ہوا ہے اس سے چھپا ہوا کوئی نہیں...... ہر چیز اس کے سامنے موجود عیاں ہے...... نہاں سب اس کے سامنے عیاں ہے...... رات کا اندھیرا اس سے کچھ چھپاتا نہیں، دن کا اُجالا اس پر کسی چیز کو واضح کرتا نہیں......

مشرق کو دیکھتے ہوئے مغرب سے غافل نہیں......

مغرب کو دیکھتے ہوئے شمال سے غافل نہیں......

انسانوں کو دیکھتے ہوئے جنات سے غافل نہیں......

سمندروں کو دیکھتے ہوئے دریاؤں سے غافل نہیں......

ہواؤں کو چلاتے ہوئے پانیوں سے غافل نہیں......

پہاڑوں کو گاڑتے ہوئے پرندوں کو اڑانے سے غافل نہیں......

عرش کو تھامتے ہوئے فرش سے غافل نہیں......

ثریٰ کو سنبھالتے ہوئے ثریا سے غافل نہیں......

چار پاؤں والے...... دو پاؤں والے...... رینگنے والے...... چلنے والے...... اڑنے والے سب پر اُس کی سلطنت، وحدہٗ لاشریک ابتدا سے پاک اللہ انتہاء سے پاک، اول بھی اللہ آخر بھی اللہ۔

کچھ نہ تھا اس نے کہا میں بناؤں، میں نے اپنا تعارف چاہا، میں نے کہا میری خلقت مجھے پہچانے، میری خلقت مجھے پہچانے، میں نے کائنات کو بنایا، کیوں بنایا؟...... اس لیے بنایا کہ اس پر گانا گایا جائے؟...... ظلم و ستم ہو؟...... جوا ہو؟...... اس لیے بنایا؟...... نہیں نہیں! کوئی چیز بے کار نہیں، نہ تم نہ کائنات، نہ زمین نہ آسمان...... افحسبتم انما خلقناکم عبثا یہ دل سے نکال دو کہ میں نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے...... اس نے بنایا

هو الذی جعل لکم الارض ذلولا...... زمین کا فرش

وجعلنا السماء سقفًا محفوظا...... آسمان کی چھت

الشمس والقمر دائبین...... سورج چاند کی بڑے بڑے گولے

الشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره...... چاند ستاروں، ستاروں تاروں پر حکم کو نافذ کیا

والجبال ارسٰها...... پہاڑوں کو گاڑا

فسالت اودیة بقدرها...... پانیوں کو بہایا

هو الذی سخر البحر...... سمندروں کو تابع کیا، اس کے اندر مچھلی کو بنایا تا کہ کھاؤ

فانبتنا فیها حبا وعنبا وقضباً وزیتونًا ونخلًا وحدائق غلبًا وفاکهةً وابا...... کہا تمہارے لیے پھل، غلے، پھول، تمہارے لیے جانور، جانوروں کے لیے چارہ سب کچھ بنایا۔

یہ سارا نظام بنا کر اللہ ہم سے کہتا ہے......

ء انتم تخلقونهٗ ام نحن الخالقون...... تم خالق ہو کہ رب خالق ہے؟

ء انتم تزرعونهٗ ام نحن الزارعون...... یہ تم کھیتیاں اُگاتے ہو کہ تمہارا اللہ اُگاتا ہے؟

ء انتم انشأتم شجرتها ام نحن المنشئون......

یہ آگ تم پیدا کرتے ہو کہ اللہ پیدا کرتا ہے؟

امن خلق السمٰوات والارض...... کس نے زمین آسمان بنائے؟

وانزل لکم من السماء ماءً ...... پانی کس نے اُتارا؟

فانبتنا بہٖ حدائق ذات بھجۃ...... اس میں سے اللہ نے باغ نکالے، اللہ کے سوا کس نے نکالے؟......

امن جعل الارض قرارًا...... زمین کو قرار کس نے بخشا؟

وجعل خللھا انھارًا...... اتنے دریا کس نے چلائے؟

وجعل لھا رواسی...... اتنے پہاڑوں کو کس نے گاڑا؟

وجعل بین البحرین حاجزًا...... کڑوے اور میٹھے پانی کو جدا کس نے کیا؟

ء الٰہ مع اللہ...... بولو بولو، دنیا کے انسانو! ہے کوئی اللہ کے سوا؟...... ہے کوئی اللہ کے سوا؟......

بل ھم قوم یعدلون...... اس کے باوجود کہ تم مجھے جانتے ہو،

قلیلًا ما تذکرون...... تھوڑے ہی ہیں جو مجھے یاد رکھتے ہیں......

قلیلٌ من عبادی الشکور...... پیسہ دیتا ہوں تو تکبر میں آتے ہو، فقر دیتا ہوں تو ناشکرے بن جاتے ہو اور جزع فزع کرتے ہو......!!

کائنات بحر و بر کا خالق اور مالک اللہ ہے، پیدا کیا، موت دیتا ہے، بنایا بھی اس نے، موت بھی اس کے ہاتھ میں۔

قدرتِ الٰہی

حضرت علی رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز پڑھ کے نکلے، دروازے پر پہرہ پایا۔ کہا بچو! کیا کر رہے ہو؟ کہا حضرت پہرہ دے رہے ہیں۔ کہا کس سے، زمین والوں سے آسمان والوں سے؟...... کہا جی زمین والوں سے، آسمان والوں سے کون پہرہ دے، تو کہا جاؤ سو جاؤ کہ زمین والوں میں سے کسی کے ہاتھ موت کا کام اللہ نے سپرد نہیں کیا اور جب وہ فیصلہ کرتا ہے تو تلواریں کند ہو جاتی ہیں، تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں۔ جاؤ سو جاؤ! مجھے تمہارے پہروں کی ضرورت نہیں ہے، یہ فیصلے آسمان سے اترتے ہیں۔

جب وہ بچانے پہ آتا ہے چھری خلیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو یا فرعون کے ہاتھ میں، تو اللہ کہہ کر دیتا ہے...... ایک چھری فرعون نے پکڑی موسیٰ علیہ السلام کو ذبح کرو، ستر ہزار بچے ذبح ہوئے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ چھری نہ چل سکی، چلو یہ تو دشمن تھا وہی چھری خلیل اللہ علیہ السلام نے پکڑی کہ اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرو، اللہ نے کہا نہیں نہیں! چھری چھری رہے گی۔ گردن گردن رہے گی اور تیرا رب بچا کر دکھائے گا، چھری نہ کند ہوئی، گردن نہ سخت ہوئی، پیچھے خلیل اللہ کا ہاتھ ہے اور اللہ نے بچا کر دکھایا۔

نصرتِ الٰہی

مچھلی کے پیٹ میں یونس علیہ السلام کو ڈالا اور موت سے بچا کر دکھایا، آگ کے ڈھیر پر خلیل اللہ کو بٹھایا اور موت سے بچا کر دکھایا اور کالے کنویں میں یوسف علیہ السلام کو پھینکا اور موت سے بچا کر دکھایا۔

اور جب حفاظت پر آیا تو مکڑی کے جالے سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر کے دکھا دی۔ غارِ ثور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے، اور کفارِ مکہ وہ قدموں کے نشان دیکھتے دیکھتے چل رہے ہیں اور ان کی آواز تھی، یارسول اللہ! پکڑے گئے، کہا نہیں نہیں ابوبکر! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

ان کے آنے سے پہلے پہلے ایک چھوٹی سی بیل اُگائی گئی، ایک مکڑی کو بھیجا گیا کیونکہ اتنے بڑے غار پر مکڑی تو جالا نہیں تن سکتی، ایک بیل اُگائی گئی، اس بیل نے یوں یوں کر کے غار کا دروازہ تقسیم کیا، مکڑی آئی اور اس نے سارا جالا تن دیا، ایک کبوتری کو دوڑایا گیا، اس نے انڈے دیئے، جب یہ اوپر پہنچے تو کھوجی نے کہا پیروں کے نشان یہاں ختم، اُمیہ بن خلف بولا یہ جالا تو محمد (ﷺ) کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے، تو ہمیں بدبخت کہاں لے کر آ گیا؟......

دیکھتے نہیں کوئی آدمی اندر جاتا تو یہ جالا کیسے ہوتا؟......

یہ کبوتری کے انڈے کیسے ہوتے؟......

جب بچانے پر آیا تو مکڑی کے جالے سے بچایا اور جب اٹھانے پر آتا ہے تو

آہنی دیواریں توڑ دیتا ہے...... آہنی نظام درہم برہم کر دیتا ہے...... جہاں بھی ہو...... اینما تکونوا یدرککم الموت......

غفلت چھوڑ دیجئے

میرے بھائیو! مر جانے والے ایسی زندگی نہیں گزارتے جیسے آپ اور میں گزار رہے ہیں، جن کے سر پر موت ہو وہ ایسے غافل نہیں چلتے جیسے آپ اور میں چلتے ہیں، جن پر موت منڈلا رہی ہو وہ موسیقی کی محفلیں نہیں سجاتے، وہ بیٹھ کر روتے دھوتے ہیں کہ پتہ نہیں کب بلاوا آ جائے، کب بلانے والا بلا لے اور میں غفلت میں چلا گیا تو اللہ کو کیا جواب دوں گا...... جن کو اللہ نے جنت دے دی، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے قریب کیا، پھر فرمایا علی! تو خوش ہے کہ تیرا گھر جنت میں میرے گھر کے سامنے ہے؟...... کتنا بڑا مقام ملا...... یہ فضیلت، یہ خوشخبری کسی اور صحابی کو نہیں سنائی کہ جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہے۔

یہ شخص تو لمبی تان کے سوتا...... کبھی گانے کی محفل سجاتا...... کبھی میراثیوں کو بلا کر لطیفے سناتا...... جنید نے کیوں توبہ کی؟...... اللہ نے جنت دے دی، ہم کیوں گلا پھاڑیں کہ اللہ جنت دے دے...... لیکن اللہ کی قسم! ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے کہ ہمارا یہ عمل قبول ہے یا مردود...... اور تو اُن کو تو پتہ چل گیا...... ہماری کیا مراد ہے کہ جنت مل جائے...... صرف جنت نہیں ملی بلکہ آمنے سامنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ملا تو یہ تو لمبی تان کے سوتا...... نمازوں کی چھٹی...... روزے کی بھی چھٹی...... لیکن یہاں کیا ہو رہا ہے؟......

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تڑپ

ایک صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آج بھی میرے کانوں میں علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ گونج رہے ہیں اور وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے، میں چشمِ تصور سے دیکھ رہا ہوں "یتململ تململ السلیم"...... رات تھک چکی ہوتی تھی اور وہ ایسے ایسے بل کھاتا تھا، لہراتا تھا، تڑپتا تھا جیسے سانپ نے ڈس لیا

ہو......**ویبکی بکاء الحزین**...... اور وہ ایسے روتا تھا جیسے غم کا مارا روتا ہو۔

ارے! کیوں رو رہے ہو؟ کیسے دیوانے ہیں جنت تو مل گئی، اب کیوں روتے ہو؟......ارے! انہوں نے اللہ کو پہچانا تو وہ اس لیے روتے تھے، میں نے اللہ کو نہیں پہچانا، ہم نے اللہ کو نہیں پہچانا اس لیے ہم محفلِ موسیقی سے دل کو بہلاتے ہیں، وہ اللہ کو پہچان گئے تھے کہ بے نیاز ہے غنی ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں۔

اور پھر کیا کہہ رہا ہے ہائے میرے رب...... ہائے میرے رب...... ہائے میرے رب! من قلۃ الزاد و بعد السفر و وحشۃ الطریق...... میرے مولا! سفر بڑا لمبا ہے اور عمل بہت تھوڑا ہے اور اکیلے جانا ہے......اے اللہ! میرا کیا بنے گا؟ ارے! تیرا تو سب کچھ بن چکا ہے تو کیوں روتا ہے؟......سب کچھ بن گیا۔ تیرے بچوں کا بھی بن گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: حسنؓ، حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، فاطمہؓ میری بیٹی جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ تیرا تو سب کچھ بن گیا لمبی تان کے سوتا مگر کیوں تڑپا...... کیوں رویا...... کیوں مچلا؟...... ساری رات اسی طرح روتے روتے گزر جاتی، جب صبح اٹھتے تو آنسوؤں کے نشان پڑے ہوتے تھے گالوں پر، ان کو رونے کی کیا ضرورت تھی؟ اس لیے تھی کہ وہ اللہ کو جان گئے تھے، جانتے نہیں ہیں۔ ہم پہچانتے نہیں ہیں۔ جیسے بچہ ننگی تار کی طرف دوڑتا ہے، اسے پتہ کوئی نہیں، وہ پکڑنے جا رہا ہے، پیچھے ماں چلاتی ہے ہائے! میں مر گئی۔ اس کو تو پتہ نہیں، وہ آرام سے پکڑ رہا ہے جیسے کھیلنے کی چیز ہو، ماں کہتی ہے ہلاکت ہے میرا بچہ ہلاکت ہے، اسے تو خبر کوئی نہیں ہے، وہ لپکا، ماں نے کھینچا۔

ساری دنیا کی نافرمانیاں وہ بجلی کا ننگا تار ہے...... جدھر ہم لپکتے ہیں اور اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کھینچتا ہے کہ آ جاؤ! کہاں جا رہے ہو؟...... قرآن پکارا **فاین تذھبون** میرے بندو! کہاں جا رہے ہو؟...... **فَاَنّٰی توفکون**...... **فَاَنّٰی تصرفون**...... کہاں جا رہے ہو، کبھی رب کو چھوڑ کر بھی کسی نے فلاح پائی ہے؟ کبھی اللہ سے تعلق توڑ کر بھی کسی نے اللہ کے بغیر اپنے دل کی دنیا کو چین دیا؟...... کبھی اللہ کو بھلا کر بھی کسی کے من کی دنیا آباد ہوئی؟...... نہیں نہیں ہرگز نہیں...... **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**...... اللہ کا اعلان

ہے چیلنج ہے ساری دنیا پھرو...... سارے ساز اکٹھے کرو...... سارے حسن کے جلوے آمنے سامنے اپنے سامنے حاضر کرو، اگر تمہارا دل کسی ایک سے بھی مطمئن ہو جائے تو پھر مجھے رب کہنا چھوڑ دینا...... **الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب**...... یہاں صرف تیرے رب کا پہرہ ہے اسے اللہ کا نام دو گے تو یہ آباد ہو جائے گا ورنہ یہ گھر سنسان سنسان ہو گا۔

میری جنید سے پہلی ملاقات ہوئی میں اس نوجوان کو نہیں جانتا تھا یہ کون ہے، ایک لڑکا لے کر میرے پاس آیا کراچی کے اجتماع میں، تو اس نے اپنا تعارف کرایا، مجھے کیا خبر یہ کیا ہے۔ میں نے کہا کرتے کیا ہو؟...... کہنے لگا میرا موسیقی سے تعلق ہے۔ پھر اس نے ایک بات کی اس نے کہا ایک پاکستانی نوجوان جس کا خواب دیکھتا ہے جن رعنائیوں کے خواب دیکھتا ہے وہ مجھے حقیقت میں حاصل ہیں، میرے چاروں طرف زندگی رقص کر رہی ہے لیکن اس کے باوجود میرے اندر اندھیرا ہے کہ میں یوں سمجھتا ہوں کہ میں وہ کشتی ہوں جس کا کوئی ساحل نہیں...... یہ کیوں ہے؟

میں نے کہا یہ اس لئے ہے کہ درد دائیں گھٹنے پر ہے تم دوا بائیں گھٹنے پر لگا رہے ہو، یہ ویرانیاں دل میں ہیں اور تم راحت اپنے نفس کو دے رہے ہو، نفس کی دنیا اور ہے دل کی دنیا اور ہے، دل کی دنیا میں عورت کا گزر نہیں، موسیقی کا گزر نہیں، ساغر و مئے کا گزر نہیں، تاش کے پتوں کا گزر نہیں، رونقوں کی محفلوں کا گزر نہیں، دل کی دنیا اللہ کے لیے ہے جب اللہ کا گزر رہو گا تو آباد ہو گی، اللہ کو تم نے اپنے دلوں میں نہ لیا تو حسرتوں میں مر جاؤ گے...... کبھی سکھ چین نہ پاؤ گے!!

قیامت کا ہولناک منظر

میرے بھائیو! مرنے والوں کے یہ انداز نہیں ہوتے۔ آؤ! ہم توبہ کریں، اپنے اللہ کو منا کر اس زندگی کی ابتداء کریں جس پر وہ راضی ہو جائے، جس پر وہ خوش ہوتا ہے کہ یہ جہاں وہ توڑے گا "**یحیی ویمیت**" توڑے گا، وہ شہنشاہ ہے...... موت سے پاک ہے...... زمین کپکپائے گی...... **اذا زلزلت الارض زلزالھا**...... انسانیت کے کلیجے پھٹیں گے اور انسانیت **کالفراش المبثوث** اڑتے پتنگوں کی طرح ہو جائے گی۔ یہ پہاڑ

ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

اذا دکت الارض دکا دکا ...... یہ زمین ریزہ ریزہ ہو جائے گی

فقل ینسفھا ربی نسفا ...... یہ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح دھن دیے جائیں گے......

واذا البحار فجرت...... سمندروں میں آگ لگادی جائے گی

واذا الجبال سیّرت...... پہاڑوں کو ریت بنا کر اُڑا دیا جائے گا

اذا السماء انفطرت...... آسمان جھول جائے گا، ٹوٹ جائے گا

اذا الشمس کورت......سورج اندھا ہو جائے گا......

اذا الکواکب انتثرت......ستارے جھڑ جائیں گے

وانشق القمر ...... چاند ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا

آ ی ایک جو چلتی جائے گی...... چلتی جائے گی...... چلتی جائے گی اور گھر ہلتے جائیں گے، ٹوٹتے جائیں گے، پھر وہ تیز ہو گی...... اور تیز ہو گی...... اور تیز ہو گی اور ایسی خوفناک ہو گی کہ مائیں اپنے بچے کو یوں اچھال کے پھینکیں گی جیسے روئی کی ٹوکری میں پھینکا جاتا ہے...... **یوم ترونھا تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت** ...... مائیں بچوں کو اٹھا پھینکیں گی کہ یہ مرے اور میں بچ جاؤں، پر آج کوئی نہیں بچ سکتا۔ آج صرف اللہ بچے گا، باقی کوئی نہیں بچ سکتا...... چاروں طرف موت حملہ کرے گی۔

اوہو! دلہن سہرے بھولے گی......

میراثی ڈھول بھولیں گے......

باراتی دولہا بھولیں گے......

دولہا دلہن بھولے گا......

بادشاہ محل بھولے گا......

وزیر وزارت بھولے گا......

آٹھ بازاروں والے دکانیں بھولیں گے......

ملوں والوں کو راہیں بھول جائیں گی.......

شیر دھاڑنا بھولے گا.......

ہاتھی چنگھاڑنا بھولے گا اور شہباز جھپٹنا بھولے گا.......

سانپ پھنکارنا بھولے گا.......

اور پانی بہنا بھولے گا.......

پہاڑ سختی بھولیں گے.......

ہیرا چمک بھولے گا.......

درخت پھل دینا بھول جائیں گے.......

بلبل گانا بھولے گی.......

کوئل اپنا نغمہ بھولے گی.......!

کائنات پر ایک آواز ہو گی جو کلیجے کو پھاڑ رہی ہو گی.......

آسمان و زمین درہم برہم، پہلے آسمان کے فرشتے مرے.......

دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے، ساتویں آسمان کے فرشتے مرے.......

پھر اللہ کہے گا عرش کے فرشتو! مر جاؤ تو دھڑام سے گر کر مریں گے.......

اللہ کہے گا جبرائیل مر جائے.......

میکائیل مر جائے.......

تو اللہ کا عرش ہاتھ جوڑے گا یا اللہ جبرائیل کو بچا لو، میکائیل کو بچا لو.......

تو اللہ فرمائیں گے:

اسکت فقد کتبت الموت علی من کان تحت عرشی.

میرے عرش کے نیچے موت ہے.......

آج دیکھو! جبرائیل بھی مرا پڑا ہے....... میکائیل بھی مرا....... پھر اسرافیل بھی مرا....... پھر اللہ کہے گا کون باقی؟....... تو عزرائیل کو پتا چل جائے گا کہ اب میرا نمبر لگ گیا....... سب کو پیالے پلانے والا آج خود پیے گا....... کون باقی ہے؟ کہے گا یا اللہ! اوپر تو

نیچے میں......تو اللہ کہے گا اے ملک الموت! تو بھی مر جا تو بھی میری ایک مخلوق ہے......پھر وہ مرا۔

پھر اللہ اعلان کرے گا کوئی میرا شریک ہے تو میرے سامنے آئے، پھر اللہ کہے گا:

من کان لی شریکا فلیات...... کوئی میرا شریک ہے تو سامنے آؤ......

پھر اللہ کہے گا: **این الملوک**...... کہاں گئے بادشاہ

این الجبارون...... ظالم کہاں ہیں؟......

این المتکبرون ...... تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟

لمن الملک الیوم ...... آج کون بادشاہ ہے......کوئی ہو تو جواب دے......

پھر اللہ کہے گا **لِلّٰه الواحد القھار**...... اکیلے اللہ کی بادشاہی ہے۔

میرے بندو! میں نے تمہیں بنایا، پھر مٹایا، انتظار کرو تمہیں دوبارہ اٹھایا جائے گا......**فریق فی الجنة وفریق فی السعیر**...... کچھ کی جنت کا فیصلہ، کچھ کی آگ اور جہنم کا فیصلہ، میرے بھائیو! پتہ نہیں وہ وقت کہاں چھپا ہو، کب وار کر جائے اور کب آدمی غفلت کی موت مر جائے۔

ذریعۂ نجات

تو میرے بھائیو! مرنے والوں کا یہ انداز نہیں ہوتا جس پر ہمارے بازار چل رہے ہیں، جس پر ہمارا گھر چل رہا ہے، جس پر ہماری معیشت چل رہی ہے، جس پر ہماری معاشرت چل رہی ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی ہی ذریعہ ہے آخرت میں نجات کا، جس خواب کو ہم دنیا میں زندہ کرنا چاہتے ہیں دیکھو یہ نہیں ہو سکے گا، یہاں گزارہ کرنا پڑے گا، بنا لو گے تو مر کے چلے جاؤ گے، اس کا کیا علاج؟ عبدالرحمٰن جو چلا گیا چار میل لمبا، تین میل چوڑا گھر بنا کر چلا گیا، نہ اس کی قبر کا پتہ، نہ اس کے محل کا پتہ، وہ جو زندگی ہم خواب میں دیکھتے ہیں وہ آگے آ رہی ہے، وہ اللہ نے بنائی ہے۔

دخولِ جنت کے وقت اعلان

ہم چاہتے ہیں زندہ رہیں موت نہ آئے، تو جب آپ جنت کے دروازے پر

پہنچو گے تو پہلے ایک اعلان سنو گے۔

اِنّ لکم ان تحیوا فلا تموتوا ابدًا......

سنو اللہ کے بندو! آج کے بعد زندگی ہے موت کوئی نہیں، لمبی زندگی میں بڑھاپا تو بڑی مصیبت ہے، تو اس کو اللہ کاٹے گا

اِنّ لکم ان تنعموا فلا تبئسوا ابدًا ......

ہمیشہ جوانی ملے گی بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا،

لیکن جوانی کے ساتھ اگر بیماری آگئی تو پھر کیا بنے گا؟......تو تیسرا اعلان:

ان لکم ان تصحّوا فلا تسقموا ابدًا......

ہمیشہ صحت مندر ہو گے کبھی بیماری نہیں آئے گی......

جوانی ہو، صحت بھی ہو، زندگی بھی ہو، پیسہ نہ ہو تو پھر سب کس کام کا؟......خالی ٹوکریاں ڈھوئیاں جاکے، فیر مارے گئے......تو اللہ تعالیٰ اعلان کرے گا:

ان لکم ان تموتوا فلا تبعثوا ابدا...... جاؤ میری طرف سے تمہیں شہنشاہی دی جارہی ہے، بادشاہی میں دے رہا ہوں و اذا رأیت ثم رأیت نعیمًا و ملکا کبیرا، میرے بندے! اب میں تجھے ملک دوں گا، میں تجھے بادشاہ بناؤں گا۔

سب سے آخری جنتی

سب سے چھوٹا جنتی اس دنیا سے دس گنا بڑی جنت لے گا۔اس شخص کا نام جہینہ ہے اس کا قبیلہ بھی جہینہ، عرب کا قبیلہ خالد بن جہنی بڑے صحابی ہیں، جہینہ قبیلے کا آخری انسان ہوگا جو جہنم سے نکلے گا، جنت میں جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا چل میرا بندہ! تیرے گناہوں کی سزا کے بعداب میں تمہیں اس دھرتی سے جو میں نے بنائی تھی دس گنا بڑی جنت دینے لگا ہوں، وہ یقین نہیں کرے گا، اللہ کہے گا جا! میں نے دے دی......

یہ جنت کے دروازے پر اعلان ہورہا ہے جاؤ، زندہ......موت نہیں۔

جوانی ہے بڑھاپا نہیں......

صحت ہے بیماری نہیں......

ملک و مال ہے فقر و مصیبت نہیں......

اور اگر آپس میں لڑائیاں شروع ہو گئیں تو پھر کیا ہوگا؟...... **فلو بھم قلب رجل واحد**...... نہیں نہیں! آج کے بعد سب لڑائیاں ختم، وہ کیسے؟ جب جنت کے دروازہ پر آئیں گے تو دو چشمے جاری ہوں گے، ایک سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوگا پانی پیو تو جا کے پانی پئیں گے جونہی پہلا گھونٹ جائے گا تو ساری بیماریاں جو یہاں ہوتی ہیں، بغض، حسد اور نفرت، کینہ اور اندر کا نظام یہ سارا یہ جگہ ہے تو یہ پاک...... پانی اس کو دھو دے گا...... پھر نیچے جائے گا معدہ میں پہنچے گا تو اگلی مصیبت ہے پیشاب پاخانہ، تو یہ پانی پیٹ کا پاخانہ دھو دے گا، مثانہ کا پیشاب دھوئے گا...... اب پیے گا تو پیشاب نہیں، کھائے گا تو پاخانہ نہیں اور سب جنتی مل کر رہیں گے نہ لڑائی ہے نہ جھگڑا ہے، نہ فتنہ ہے نہ فساد ہے، نہ دنگا نہ دھینگا ہے بلکہ ہر آدمی اپنی اپنی جگہ سلامت ہے۔

اہلِ جنت کی جسمانی حالت

حسن و جمال...... **تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم**...... یوسف علیہ السلام کا حسن...... قامۃ آدم اور آدم علیہ السلام کا قد ایک سو پچیس فٹ کے برابر اور ایوب علیہ السلام کا صابر دل اور داؤد علیہ السلام کی شیریں زبان اور عیسیٰ علیہ السلام کی ۳۳ سال اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی اخلاق اور بیض سرخ سفید جرد سارے جسم سے بال غائب، سر کے بال، پلکوں کے بال، بھنوؤں کے بال، مونچھیں باقی سارے بال غائب، مرد چہرے سے داڑھی غائب۔

سارا جسم شیشے کی طرح چمکا کر، مہکا کر پھر اللہ تعالیٰ جنت کی طرف توجہ فرمائے گا اور کہے گا جاؤ جاؤ! وہ جنت جو تم چناب کلب میں بنانا چاہتے تھے پر بن نہ سکی، آؤ! اب میں تمہیں دیتا ہوں۔ تم تو پیشاب پاخانہ کے بنے ہوئے، تم نے کون سی جنت بنانی تھی...... تمہاری عقل ناقص، سوچ ناقص، فہم ناقص، مٹی سے بناتے ہو، مٹی تو بھر بھری ہے وہ بھر جاتی ہے، کیا کریں وہ ٹوٹ جاتی ہے، وہ گر جاتی ہے، وہ مڑ جاتی ہے، وہ جل جاتی ہے، وہ ہوا بن کے ہوا میں اڑ جاتی ہے۔

جنت کی سجاوٹ

لہٰذا اب آؤ، اب تمہارے رب کی کاریگری ہے، دنیا چھ دن میں بنائی اس کے بعد کبھی مڑ کے اسے دیکھا نہیں، جنت کو جس دن بنایا اس دن سے آج تک اللہ تعالیٰ روزانہ پانچ بار جنت کو سجاتا ہے، مہکاتا ہے، بڑھاتا ہے۔

ایک ایک چیز کے حسن کو دن میں پانچ مرتبہ بڑھایا جائے اور اس میں مٹی، نہ پتھر، نہ چونا، نہ گچ اس میں ادنیٰ چیز سونا، چاندی، زمرد، یاقوت، ہیرے جواہر، لعل اور موتی، ایک اینٹ یاقوت کی، ایک زمرد کی، ایک موتی کی، ایک سونے کی، ایک چاندی کی، اس میں مشک کا گارا اس میں زعفران کی گھاس اور اس میں جو لیسٹر بنایا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی عرش کو جنت کے گھروں کا لینٹر بنایا ہے اور اللہ کی مخلوقات میں سب سے حسین اس کا عرش ہے اس کو یوں اوپر لگا دے گا اور زمین سے لے کر چھت تک ایک لاکھ ہاتھ تقریباً سوا دو لاکھ فٹ کی اونچائی پر اللہ تعالیٰ چھت ڈالے گا اس کی اور اس کو پلروں پر کھڑا کرے گا۔

پھر کچھ گھر ایسے بنائے ہیں...... **لیس لھا عماد من فوقھا ولا عماد من تحتھا**...... اللہ نے کچھ محل ایسے بنائے ہیں نیچے پلر کوئی نہیں اور زنجیر نے اسے پکڑا ہوا کوئی نہیں جیسے بادل اڑتے ہیں پورا محل اڑتا ہوا جا رہا ہوگا۔

دخولِ جنت کی صورت

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا **کیف یدخلونھا**...... یا رسول اللہ! داخلے کی کیا صورت ہوگی اس میں؟ تو آپ نے فرمایا جیسے پرندہ زمین سے اڑتا ہوا گھونسلے میں چلا جاتا ہے ایسے ہی اس گھر کا مالک اڑتا ہوا اس گھر میں چلا جائے گا، اڑتا ہوا نیچے آ جائے گا اور سارا محل گھوم رہا ہے، صرف جہاز نہیں، کوئی اس کا پائلٹ نہیں، اس میں انجن نہیں، کوئی پیٹرول نہیں، پورا گھر بمع حشم، بمع اہل وعیال، بمع نوکر چاکر پورے گھر کو اللہ تعالیٰ نے گھمایا اور یوں وہ ساری جنت میں اڑتا ہوا پھر رہا ہے، جو تم چاہتے ہو اس میں اللہ نے چھپا کر رکھ دیا ہے۔ پھر اس کا حسن بڑھتا ہے۔

دنیوی حسن واقعۂ ماضی ہے

دنیا بننے کے بعد حسن گھٹتا ہے، ایک جوانی آتی ہے پھر بڑھاپا آتا ہے، وہ عورت جو اپنے چہرے کو گھنٹوں دیکھتی ہے چند سال گزرنے کے بعد شیشہ دیکھنے کی اس میں ہمت نہیں ہوتی، جیسے جھریوں نے تانا بانا تن دیا ہو، وہ جوان جو اکڑ اکڑ کر چلتا ہے شیشہ میں اپنا چہرہ دیکھتا ہے کبھی ایک کندھا دیکھتا ہے کبھی دوسرا کندھا دیکھتا ہے، چند سال بعد جب اس کے چہرے پر بڑھاپا حملہ کرتا ہے اور اپنی لکڑیوں کو چھوڑتا ہے اور آ کر جلدی جلدی تانا بانا بُن دیتے ہیں اور اوپر سے ضرب لگا کر اس کو اوندھا کر دیتا ہے، کمر خمیدہ ہو جاتی ہے، ہاتھ میں کھونڈی آ جاتی ہے۔

رستم مرحوم بھولو رشید احمد اکھاڑے میں اُتر کر یوں ہاتھ کھڑا کرتا تھا اس ہاتھ کو ساری دنیا میں کوئی نیچا نہ کر سکا...... یہ رُخ بھی ہم نے دیکھا وہ پہلوان تھا، اس وقت میں لاہور میں پڑھتا تھا تو ہم نے اس کے بڑے اکھاڑے دیکھے...... پھر اس کو میں نے رائیونڈ میں دیکھا...... وہ رائیونڈ میں آیا تھا، نہ وہ اٹھ سکتا تھا اور نہ وہ بیٹھ سکتا تھا، بڑھاپے کا ایک تھپڑ نہ سہہ سکا، ساری دنیا کے پہلوانوں کو زیر کرنے والا چپ کر کے بڑھاپے کے ہاتھوں ڈھیر ہو گیا اور موت کے ہاتھوں وہ عدم کا شکار ہو گیا۔

جنت کی شراب

میرے بھائیو! جنت کا حسن بڑھتا جاتا ہے...... بڑھتا جاتا ہے...... یہاں تو لوگ چھپ کے پیتے ہیں، کوئی کہیں پیتا ہے کوئی کہیں پیتا ہے، وہاں اللہ خود پلا رہا ہے۔ ایک درجہ پینے والوں کا ہے ان الابرار یشربون من کاسٍ کان مزاجھا کافورًا...... نچلے درجہ کے ڈال کر پی رہے ہوں گے اس کافوری شراب سے جو گھٹیا شراب ہے، اس میں انگلی ڈبوئے اور باہر نکالی اور دیکھا کہ تری لگ گئی ہے، اس تری کو آسمان پر بیٹھ کر نیچے کر دے تو ساری کائنات میں اس کی خوشبو پھیل جائے گی، یہ سب سے گھٹیا شراب ہے یہ خود پینے والے ہیں، ایک درجہ اس سے اوپر ہے ویسقون فیھا کاسًا کان مزاجھا

زنجبیلا...... جہاں ان کو پیش کرنے والے غلام ہوں گے۔ بیویاں ہوں گی۔ حوریں ہوں گی اور جنت کے غلمان کے ساتھ فرشتے ہوں گے جو ان کو پیش کریں گے۔

ایک درجہ اس سے اوپر ہے جہاں اللہ خود ساقی محفل بن کر آئے گا وسقٰہم ربہم شرابا طہورا...... اللہ اپنے ہاتھوں سے اپنے بندوں اور بندیوں کو پیش کرے گا۔ یہ وی آئی پی لوگ ہوں گے جیسے جناب کلب ہے، پانچ لاکھ خرچ کرلے تو اندر داخل ہوگا، اوپر کے وی آئی پی یہ اکثر ریڑھی والے ہوں گے، جن کو ہم انسان نہیں سمجھتے۔ جو آپ کی نظروں میں انسان بھی نہیں ہیں، یہ جنت کے عالی شان درجات پر ہوں گے۔

دنیا سے دس گنا بڑی جنت سب سے چھوٹے آدمی کو ملے گی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جس کو مار مار کر حلیہ بگاڑ دیا جاتا تھا، آپ علیہ السلام نے زندگی میں فرمایا بلال! تو کیا چیز ہے؟ جب بھی جنت میں جاتا ہوں تیرے قدموں کی چاپ اپنے آگے آگے سنتا ہوں۔ کس چیز سے اتنا بڑا مقام مل گیا؟

آپ علیہ السلام جنت میں گئے، قرآن کی تلاوت سنی، کہا یہ کون قرآن پڑھ رہا ہے؟...... کہا جی! آپ کے غلام حارثہ بن نعمان (رضی اللہ عنہ) پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا یہ درجہ اس کو کیسے ملا؟...... کہا ماں کی بڑی خدمت کرتے تھے، اس پر درجہ ملا ہے۔ وہ گھر ابدالآباد کا گھر ہے، پینے کی محفل ہے، اللہ تعالیٰ تختوں کو بچھا کر میاں بیوی کو بٹھا کر اور ساری دنیا کی نعمتیں تو اس کے آگے میں ہیں۔

اس دنیا سے دس گنا بڑی جنت سب سے چھوٹے آدمی کو ملے گی اور اس کو اسی ہزار نوکر دیے جائیں گے، وہ مار کھاتا، پٹتا ہوا جنت میں داخل ہوگا...... ایک نوکر دروازہ کھولے گا، وہ اس کے سامنے آداب بجالائے گا۔

اسے کہے گا تم کیا کر رہے ہو؟ وہ کہے گا تم فرشتہ ہو؟

وہ کہے گا نہیں میں آپ کا نوکر ہوں، فرشتہ نہیں نوکر ہوں۔

پھر وہ آگے چلے گا تو ایک نور کی چمک اٹھے گی، ایک دم دھڑام سجدہ میں جائے گا۔

وہ کہے گا کس کو سجدہ کیا؟......

وہ کہے گا یہ جو نور ہے۔

کس کا نور ہے؟......

یہ تو اللہ کا نور ہے۔

وہ کہے گا اللہ کا نور نہیں تیرے گھر کی روشنیاں ہیں۔ وہ آگے چلے گا تو اسی ہزار نوکر اس کا استقبال کریں گے۔ یہ سب سے چھوٹا جنتی ہے۔ دائیں بائیں کھڑے ہو کر اور اس کے لیے کارپٹیں ہوں گی، ان کے لیے وہ قالین بچھائے جائیں گے جن پر چالیس سال چلتا جائے تب جا کر ختم ہو، اس کی لمبائی اور دائیں بائیں دورویہ کھڑے ہو کر کہیں گے اَمَا اٰن یا سیدنا ان نزورک...... ہمارے آقا! آپ بڑی دیر سے آئے، وہ کہے گا تم شکر کرو میں آ گیا، کی پتہ کیڈے لتر پئے ہن!

اور آگے جائے گا تو ایک بہت خوبصورت میدان، اس کے بیچ میں تخت، اس پر براجمان ہر نوکر کے ہاتھ میں گلاس، ایک ہاتھ میں کھانے کا برتن ہوگا، یوں پیش کریں گے، اَسیہز ار قسم کے کھانے اور مشروب، وہ کھائے گا، ہر کھانے کی لذت پہلے سے بڑھ جائے گی۔ وہ پئے گا ہر گھونٹ کی لذت پہلے سے بڑھ جائے گی۔ دنیا میں برعکس ہے، پہلا گھونٹ بہت لذیذ اور آخری گھونٹ بہت مصیبت...... پہلا لقمہ بڑا مزیدار آخری لقمہ بڑی مصیبت...... یہاں ہر گھونٹ ہر لقمے کی لذت بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہنچ جائے گی۔ جب وہ کھا لے گا، پی لے گا تو اس کے نوکر کہیں گے، چھوڑو اپنے گھر والوں سے ملاؤ اس کو، تو سارے نوکر غائب ہو جائیں گے۔ سامنے سے پردہ ہٹے گا تو جنت کی لڑکی تخت پر بیٹھے ہوئے سو جوڑوں میں سجی ہوئی، ہر جوڑے میں ایک رنگ آ رہا ہوگا ایک جا رہا ہوگا...... سر پر وہ تاج، تاج کا سب سے چھوٹا موتی مشرق اور مغرب کو چمکا رہا ہوگا...... سر کے بال کھلے ہوئے ایڑیوں تک پھیلے ہوئے ہوں گے...... جب اس پر پہلی نظر پڑے گی تو ایک نظر لمبی ہو کر چالیس برس میں تبدیل ہو جائے گی۔ چالیس سال بیٹھا دیکھتا رہے گا، نہ آنکھ جھپکے گی، نہ دائیں دیکھ سکے گا نہ بائیں دیکھ سکے گا۔ بس دیکھتا جا رہا...... جو دوزخ کے کالے کالے فرشتے دیکھ کے آیا، اچانک جنت کی حور پر نظر پڑی تو اس کا تو یہی حال ہونا ہے...... وہ بیٹھا

بیٹھا چالیس سال گزر جائیں گے، آخر وہ کہے گی: یا ولی اللہ امالک فینا رغبۃ...... بس آپ دیکھتے ہی رہیں گے میرے پاس نہیں آئیں گے؟...... پھر اس کو ہوش آئے گا میں کہاں بیٹھا ہوں۔ پھر پوچھے گا تو کون ہے؟...... وہ کہے گی میں تیری بیوی تیرے نکاح میں ہوں، میرے اللہ نے مجھے تیرے لیے بنا رکھا ہے۔

میرے بھائیو! یہ ادنیٰ جنتی ہے باقی سے اعلیٰ اور افضل برتر ہر چیز کو کمال تک پہنچا کر اور اللہ نے موت کو ہٹا دیا، بڑھاپے کو ہٹا دیا، بیماری کو ہٹا دیا، جب جنتی اپنے اپنے مقام پر پہنچ جائیں گے......

پھر اللہ کہیں گے میرے بندو! خوش ہو، راضی ہو؟......

کہیں گے یا اللہ! بالکل راضی خوش ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ کہیں گے اب میں تمہیں جنت سے اعلیٰ چیز عطا کروں؟......

کہیں گے یا اللہ جنت سے اعلیٰ چیز کیا ہو سکتی ہے؟......

تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ میں تم پر راضی ہو گیا اور آج کے بعد کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

کیا نادان انسانیت ہے

پھر اللہ تعالیٰ بلائے گا آؤ میرے بندو! ہمارے دیدار کو آؤ، پر اعلان ہو گا وہ لوگ آئیں گے جو دنیا میں گانے نہیں سنتے تھے، دیکھو بھائی گانے والے توبہ کر گئے سننے والے بھی توبہ کر لو۔ اس سے بڑا گانے والا کہاں سے لاؤ گے؟...... یہ توبہ کر لے، آپ بھی توبہ کر لو۔ اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کب تک اپنے کانوں میں زہر گھولو گے؟ کیا نادان انسانیت ہے جو زہر ہلاہل کو تریاق سمجھ کر پی رہی ہے، جو اندھیروں کو اُجالا سمجھیں، جو تباہی کو تعظیم سمجھیں، جو ناچ گانے کو ثقافت سمجھیں، اس سے بڑی بھی کوئی اندھیر نگری ہوئی؟ حیا کونوں میں بیٹھ کر رو رہا ہو، مائیں سسک رہی ہوں، بوڑھے باپ تڑپ رہے ہیں اور جوان اولاد کو نہ ماں کا پتہ ہو اور نہ باپ کا پتہ ہو، نہ ان کو اپنی عزتِ نفس کا پتہ ہو۔

میرے بھائیو! چپڑی کھا لینا کامیابی نہیں ہے اور دنیا میں نام کما لینا کامیابی نہیں

ہے، یہ فریب، یہ دھوکا ہے جس سے اللہ راضی ہوا ہو وہ کامیاب اور جس سے اللہ ناراض ہو وہ ناکام ہے، ہماری ہار میدان جنگ کی ہار نہیں ہوتی...... اللہ ناراض ہے تو ہم ہار گئے اور اللہ راضی ہے تو ہم جیت گئے...... اللہ کو راضی کرلو بھائیو! اپنے مالک کو راضی کرلو بھائیو!

جنت کی موسیقی

آؤ میرے بندو! یہاں تمہیں جنت کی موسیقی سنائیں، جنت کا موسیقار ہے، ہوا اس کا نام ہے، جو مثیرہ اور اس کے سازندے ہیں درخت اور گانے والی ہیں جنت کی لڑکیاں، مجھے جنید نے بتایا ہمارا گانا ہوتا ہے ساڑھے تین منٹ کا، ان کا ایک گانا دس منٹ کا اور لوگ سنیں تو دس منٹ اور دس منٹ کے بعد ٹون بدلنی پڑتی ہے کہ اس سے زیادہ سننے کی تاب نہیں، تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی لڑکی جب گائے گی تو پہلا گانا ستر سال کی مسافت کا ہوگا، پھر اللہ کہیں گے بولو کبھی ایسا سنا ہے؟ کہیں گے نہیں کبھی نہیں سنا۔ یہ کن کو سنایا جائے گا؟ جو دنیا میں موسیقی نہیں سنتے تھے یہ ان کو سنایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کہیں گے اس سے اچھا سنو، اس سے اچھا کیا ہے؟ وہ بھی ہے۔ داؤد علیہ السلام کو اللہ نے دنیا میں ایسی آواز دی تھی کہ وہ زبور پڑھتے تھے تو پہاڑ ہلنے لگ جاتے تھے۔ پہاڑ ہلتے تھے۔ یاجبال اوّبی معہٗ ...... قرآن اس کی طرف اشارہ کررہا ہے اور جنگل کے جانور باہر نکل کر بیٹھ کر سنتے تھے۔ تو وہ کہیں گے یا اللہ میری آواز تو دنیا میں تھی۔

اللہ کہے گا میں نے کئی گنا کرکے واپس کردی آؤ تو سہی۔

پھر ایک آواز ہوگی اور ایسا سماں ہوگا کہ سب جنتیوں پر کیف طاری ہو جائے گا اور وہ اپنا آپ بھی بھول جائیں گے کہ ہم کہاں بیٹھے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بولو کبھی ایسا سنا؟ کہیں گے نہیں سنا۔

اللہ تعالیٰ کہیں گے اب اس سے اچھا سنو...... کہیں گے اس سے اچھا کیا ہوگا؟

کہا وہ بھی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کہیں گے یا حبیبی یا محمد ...... اے میرے حبیب! آ اب تیری باری، ہے اب تو ان کو سنا، یہ فیصل آباد میں نہیں سنتے تھے، آج میں ان کو سنا رہا ہوں۔

دیوانی دنیا تھی جو اللہ پر قربان ہوتی چلی گئی

دیکھو جی اللہ بڑا غفور اے رحیم اے اُس آپے ای معاف کر دیونڑاں اے اور اگر رات کے گانے والے اور رات کے رونے والے میں کوئی فرق باقی نہ رہا اور اگر رات کو ناچنے والی اور رات کو مصلے پر تڑپنے والی میں کوئی فرق باقی نہ رہا، رات کو جوا کھیلنے والے میں اور رات کو قرآن پڑھنے والے میں اگر کوئی فرق نہیں ہے...... رات کو شراب پینے والے اور رات کو آنسوؤں کے جام زمین کو پلانے والے میں اگر کوئی فرق نہیں ہے...... تو پاگل ہیں عشق والے کہ ساری اولاد سمیت دیوانے تھے...... پاگل تھے، اس کے پاس سے سب کچھ چھین لیا گیا، اس نے کیوں نہ چناب کلب والوں کا کلمہ پڑھ لیا...... اس نے کیوں نہ فیصل آباد والوں کا اسلام قبول کر لیا...... اللہ بڑا غفور تے رحیم اے آپے ای معاف کر دیسی...... پھر تو ابن زیاد اور حسین رضی اللہ عنہ کا فرق ہی مٹ گیا...... دیوانی دنیا تھی جو اللہ پر قربان ہوتی چلی گئی؟؟

فرمانبرداری میں مر جانا نافرمانی کی زندگی سے بہتر ہے

آپ نے فرمایا، دیکھو دیکھو اللہ کے نافرمان نہ بننا، نافرمانی کی زندگی نہ گزارنا، تم سے پہلے لوگوں کو سولیوں پر لٹکایا گیا......

آروں سے چیر دیا گیا......

آگ میں ڈال دیا گیا......

ہڈیوں سے گوشت کو ادھیڑ دیا گیا......

پر نافرمانی پر قدم نہ اٹھا سکے۔ میرے اس رب کی قسم جو میری جان کا مالک ہے، فرمانبرداری میں مر جانا، نافرمانی کی زندگی سے بہتر ہے۔ کیڑے مکوڑوں کی طرح مت زندہ رہو...... اللہ کے بندوں والی زندگی گزارو...... جس کو مرنا نہیں آتا، اللہ کی قسم! وہ زندگی کا مزہ نہیں لے سکتا۔ جو جینے کے لئے جیتے نہیں وہ روز مرتے ہیں۔ جو مرنے کے لئے جیتے ہیں انہیں موت آتی ہی کوئی نہیں۔

جب ابن زیاد نے کہا ہم تمہیں ختم کر دیں گے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے

فرمایا اوالموت تخوفنی ...... ارے پاگل! تو مجھے موت سے ڈرا رہا ہے؟...... میں تو اپنے باپ سے مل جاؤں گا۔ اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاؤں گا تو مجھے موت سے ڈرا رہا ہے...... پاگل ہے...... دیوانہ ہے...... تو اُس دن سے ڈر جس دن موت تیرے اوپر اپنا فیصلہ نافذ کرے گی۔

اللہ کا ترازو ٹیڑھا نہیں ہے

ہائے ہائے میرے بھائیو! واقعی اللہ بڑا غفور ورحیم ہے، اور اللہ ظالم نہیں ہے، اللہ کا ترازو ٹیڑھا نہیں ہے، ایک آدمی کو تنخواہ ملی روٹی پوری نہیں ہوئی، ایس ایس پی میرا دوست کہنے لگا پندرہ دن کے بعد مجھے زکوٰۃ لگتی ہے کہ میری تنخواہ ختم ہو چکی ہے۔ ایک ایس ایس پی ہو کر ایسی زندگی گزار رہا ہے کہ پندرہ دن پورے قرضے پر گزار لے پھر تنخواہ آئے تو اگلا خرچہ چلائے اور ایک گھر بھی بھر رہا ہو، باہر بھی پیسہ ہو اندر بھی پیسہ ہو، تو اللہ کا ترازو اتنا ٹیڑھا ہے کہ دونوں کو ایک جیسا تول کے رکھ دے گا؟...... ایک بے پردہ عورت ہے ایک باپردہ عورت ہے...... ایک کا بال نظر نہیں آتا اور ایک زینتِ محفل ہے...... کیا دونوں برابر ہو جائیں گی؟...... نہیں نہیں...... نہیں نہیں! ہم غلط سمجھے ہیں......۔

اللہ کی نافرمانی کی زندگی کوئی عزت نہیں

میرے بھائیو! میری بات کو تقریر کے عنوان سے نہ سننا...... اسے صدا سمجھنا...... ایک دُکھ بھری فریاد ہے...... یہ مجمعے روز کہاں ملتے ہیں؟...... ایک درد بھری فریاد ہے، ایک اللہ کی نافرمانی کی زندگی کوئی عزت نہیں...... چناب کلب کا ممبر بن جانا یہ کوئی عزت نہیں ہے...... ہمارے لاشعور میں یہ بات ہے کہ ہم چناب کلب کے ممبر ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ دو ٹکے کی چیز نہیں ہے...... ایک سجدہ کے سامنے ساتوں زمین آسمان کوئی چیز نہیں ہے...... تمہارے پاس ہے کیا؟ تم کون سی دنیا کے مالک ہو؟...... تم کس دنیا پہ فخر کرتے ہو؟...... جسے چھوڑ کر مر جاؤ گے۔ کندھوں پر اٹھائے جاؤ گے؟...... زیر زمین پہنچائے جاؤ گے...... عزت کے فیصلے قبر سے شروع ہوتے ہیں، محشر کے میدان میں ہوں گے فیصلے۔

تو اپنے اللہ کو راضی کرنا اپنی زندگی کا موضوع بناؤ، میں تو کہتا ہوں ان کلبوں میں بھی اللہ اللہ کر دو...... یہاں بھی نافرمانی کے طریقے مٹا دو...... کوئی ناچ گانا ہماری تہذیب نہیں...... کوئی جوا ہماری تہذیب نہیں...... ہم بکے ہوئے غلام ہیں ہم نوکر ہیں...... ہمیں اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر چلنا ہے، جب موت آئے مر جاؤ، مٹ جاؤ ایک بول پر......

اتنی سیاست بھی نہ آئی

امام حسین رضی اللہ عنہ سب کچھ بچا سکتے تھے، اتنی بھی سیاست وہ نہیں جانتے تھے کہ ایک بول بول کر پیچھے جا کر دو نفل پڑھ کر توبہ کر لیتے یا اللہ! معاف کر دے ظالم کی ہاں میں ہاں ملا دی...... توں ہن جاندی کر، معاف کر دے تے پچھے تیری من کے رنی اے...... ارے! ایک بول پہ جس شخص کی ساری نسل بچ سکتی ہو اور نسل بھی آلِ رسول ہو، جس کا خون زمین آسمانوں سے قیمتی ہو اور اس میں سے سولہ افراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل کے سولہ افراد ذبح کر دیے جائیں...... اتنی سیاست بھی نہ آئی؟......

تو بھائیو! اللہ کے لیے جینا، اللہ کے لیے مرنا...... یہ ہے لا الٰہ الا اللہ...... محمدی سانچے میں ڈھل کر چلنا، یہ ہے محمد رسول اللہ...... سانچہ نبوت میں ڈھلنا۔

جاؤ! اللہ سنائے گا، ہاں بھئی میرے بندو! بولو یہ گانا کیا ہوگا؟...... اللہ کی حمد ہو گی۔ اللہ کی حمد کو گایا جائے گا تو کیا ہوگا، ساری جنت بھی وجد میں ہو گی۔ انسان بھی، فرشتے بھی، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ایسا کبھی سنا؟...... کہیں گے کبھی نہیں تو اللہ کہیں گے اس سے اچھا سنو...... کہیں گے اس سے اچھا کیا ہے؟...... اللہ کہے گا، ہے۔ تمہارا رب جو تمہیں خود سنائے گا پھر پردے اٹھ جائیں گے۔ جن آنکھوں نے غیر کو نہ دیکھا، جن آنکھوں نے اوروں کی بیٹیوں کو نہ دیکھا، جن کانوں نے دنیا میں گانا نہ سنا، مبارک ہو ان آنکھوں کو آج یہ اللہ کا دیدار کریں گی...... مبارک ہو ان کانوں کو، آج یہ اللہ کا کلام اس کی زبان سے سنیں گے...... اللہ قرآن سنائے گا۔

دیدارِ الٰہی

ایسا سماں بنے گا میرے بھائیو! کہ بس بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے...... اللہ کو دیکھ دیکھ مست ہوں گے۔

یوسف علیہ السلام کو بنانے والا کیسا حسین ہوگا؟......

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن دینے والا کیسا اپنی ذات میں حسین ہوگا؟...... جمیل ہوگا...... جنت کو حسن دینے والا وہ کیسا حسین ہوگا؟...... جب اللہ پردہ گرائے گا کہیں گے یا اللہ! نہیں نہیں اور دکھاؤ اور دکھاؤ...... کہیں گے بس بس واپس جاؤ...... کہا نہیں ہم نہیں جاتے...... کہا تمہاری بیویاں اداس ہیں مراد حوریں ہیں...... کیونکہ ایمان والی عورتیں تو خود یہاں موجود ہوں گی...... عورتیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اور مرد سارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ...... تو وہ کہیں گے یا اللہ! ہمیں واپسی نہیں چاہیے...... وہ کہیں گے ہمیں حور نہیں چاہیے ہمیں دیدار چاہیے...... کہا اچھا تم چلو، جمعہ جمعہ آ جایا کرو...... جمعہ کو ہم تمہیں دیدار کرادیا کریں گے۔

اور جو جنت الفردوس والے ہیں ان کو دن میں دو دفعہ دیدار کرایا جائے گا۔ صبح بھی، شام بھی اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ دنیا اور جنت والوں کو دیدار عام کرائے گا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیدارِ خاص کرائے گا، نبیوں کے بعد اللہ تعالیٰ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیدارِ خاص کرائے گا۔

چاروں طرف خزاں ہی خزاں ہے

تو میرے بھائیو! آج میں چاہتا ہوں تم توبہ کر کے اٹھو، کتنے سال ہو گئے من کی دنیا کو اُجاڑے ہوئے اور نفس کی دنیا کو آباد کیے ہوئے، زمیندار کا بیٹا ہوں ایک بوٹا خراب ہو جائے تو ہمیں بخار ہو جاتا ہے۔ ارے! جس کی ساری فصل کو سنڈی کھا جائے تو اس کے اندر کا کیا حال ہوگا۔ کبھی من کی دنیا میں جھانکو تو سہی تمہاری فصلیں اُجڑ گئیں، باغ پر خزاں ہے، بہار کے جھونکے کو ترس گئے، آنکھیں ترس گئیں پر کیا کریں چاروں طرف خزاں ہی

خزاں ہے۔

بھائیو! چاروں طرف نافرمانی کی سزائیں ہیں، چاروں طرف حکمِ الٰہی ٹوٹتے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ٹوٹتی ہے کسی کو بھی دُکھ درد نہیں ہوتا۔ چار آنے ریٹ نیچے چلا جائے تو منڈی والوں کو نیند نہیں آتی، ہماری فصل خراب ہو جائے ہماری نیندیں گئیں، یہاں آندھی آئی، پریشانی مجھے، گھر فون کیا بچاؤ تو ہو گیا، تب جان میں جان آئی۔

تمہیں پناہ اللہ ہی کے دامن میں ملے گی

تو میرے بھائیو! ادھر تو دیکھو ادھر تو بوٹا ہی ہوا لے گئی، ادھر تو نشان بھی کہیں نہیں، یہ روشنیاں تمہیں اندھا کر دیں گی، یہ بڑا فریب ہے، دھوکہ ہے، یہ ناگن ہے جس نے بہت ساروں کو ڈس لیا، میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں اس کے زہر سے بچ جاؤ، اللہ بھی فرما رہا ہے "فاین تذھبون" کہاں جا رہے ہو؟...... آؤ آؤ تمہیں پناہ اللہ ہی کے دامن میں ملے گی، آ جا میرا بندہ میں تو تیرے انتظار میں ہوں۔

زمین کپکپاتی ہے جب اس پر زنا ہوتا ہے، جب اس پر شراب پی جاتی ہے، جب جوا کھیلا جاتا ہے، زمین کہتی ہے یا اللہ مجھے اجازت دے میں پھٹ جاؤں، آسمان کے فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! اجازت دے ہم اُتر جائیں، سمندر کی موجیں کہتی ہیں یا اللہ! اجازت دے ہم چڑھ جائیں، میں اس رب پہ قربان جاؤں جس کی نافرمانی ہو رہی ہے، وہ کہتا ہے چلو چلو اپنا کام کرو، میں اپنے بندے کی توبہ کا انتظار کر رہا ہوں، جب توبہ کرے گا ہمارا در کھلا پائے گا۔ کوئی عمر کی قید نہیں، کوئی وقت کی قید نہیں، جس عمر میں توبہ کرو گے مجھے منتظر پاؤ گے۔

اور میرے بھائیو! چھوڑتی ہمیشہ اولاد ہے، اولاد ہی ماں باپ کو چھوڑ کر جاتی ہے ماں باپ نے کبھی اولاد کو نہیں چھوڑا، بچے روٹھ کر رات کو نکل جائیں مائیں کنڈی نہیں لگاتیں، پتہ نہیں رات کب واپس آ جائے۔ جتنا ماں کو انتظار ہوتا ہے بچے کے لوٹنے کا اس سے کروڑوں زیادہ انتظار اللہ کو ہے اپنے بندے کا اس کی طرف لوٹ آنے کا۔

تبلیغ کا یہ کام زخموں کے لئے مرہم ہے

اپنی عزتوں کے معیار بدلو میرے بھائیو! چناب کلب کو عزت نہ سمجھو، مل بیٹھنے کی ایک جگہ ہے مال داروں نے اپنی جگہ بنائی، غریبوں نے چوپال بنالی، مال داروں نے چناب کلب بنالیا پر میں کیا کروں غریبوں کی چوپال پر بھی حکم ٹوٹ رہے ہیں، چناب کلب میں بھی حکم ٹوٹ رہے ہیں، آج کا غریب بھی ظالم ہے...... آج کا مال دار بھی ظالم ہے......
اس نے کبھی ریڑھی پر کیسٹ لگائی ہوتی ہے گانوں کی...... اوپر بیٹھ کر وہ آم اور سیب بیچ رہا ہوتا ہے۔ جانور پر بھی ظلم کر رہا ہے، اپنے آپ پر بھی ظلم کر رہا ہے۔

آج چپڑاسی سے لے کر بادشاہ سب پر رونے کی ضرورت ہے...... سب کے لئے آنسو بہانے کی ضرورت ہے...... بُرے کو بُرا کہنا آسان ہوتا ہے...... بُرے کو بُرا کہنا آسان ہوتا ہے...... بُرے کے لئے رونا مشکل ہوتا ہے...... بُرے کو دھکا دینا آسان ہوتا ہے...... بُرے کو سینے سے لگانا مشکل ہوتا ہے۔ تبلیغ کا یہ کام زخموں پر مرہم ہے، یہ بُروں کو سینے سے لگانے کا کام ہے۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ منتظر ہے کہ میرے بندے توبہ کریں۔ توبہ کا مطلب ہے لوٹ آنا، معافی مانگنا اس سے مراد لیا جاتا ہے، معافی مانگنا کتنا خوبصورت لفظ ہے، اللہ کہہ رہا ہے میری طرف لوٹ آؤ جب تم لوٹو گے تو کیا کرو گے۔

ماں ناراض ہو اور منانے جائیں تو صلواتیں سنائے گی، باپ ناراض ہو تو ممکن ہے وہ ہاتھ ہی اٹھائے، بھائی ناراض ہو تو ممکن ہے وہ دروازہ نہیں کھولے گا، ناک رگڑوائے گا پھر جا کر معاف کرے گا اور اگر اللہ ناراض ہو جائے اور اس کو منانے جاؤ تو کتنے ہی گناہ کر کے جاؤ اللہ کہہ رہا ہے گناہ کر اور ساری دھرتی کو بھر دے، آسمان تک ڈھیر لگا کر لے آ۔
آدم علیہ السلام کی نسل اکٹھی ہو جائے اور جنات بھی اکٹھے ہو جائیں اور قیامت تک گناہ کرتے رہیں تو بھی اللہ کی قسم آسمان تک نہیں جا سکتے، میرا اللہ کہہ رہا ہے ایک فیصل آباد کا مرد ایک عورت گناہ کرو، اتنے کرو کہ زمین بھر و خلاء بھرو، چاند تاروں کو سیاہ کرو اور آسمان کی چھت کے ساتھ اپنے گناہوں کو جوڑ دو پھر صرف ایک دفعہ کہہ دینا یا اللہ! میں توبہ کو

آ رہا ہوں تو میں عرشوں سے نیچے اُتر کر تیرا انتظار کروں گا، میں آگے بڑھ کر تیرا انتظار کروں گا اور جو منہ موڑے گا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے کہوں گا میرا بندہ کہاں جا رہا ہے؟ اللہ کہے گا کیا میرے سوا کوئی اور تیرا رب ہے، کوئی پناہ دے سکے گا؟...... آ جاؤ آ جاؤ!!

تو میرے بھائیو! میں آج آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں یہ کوئی تبلیغی جماعت کا مطالبہ نہیں توبہ کرو یہ میرے اللہ کا مطالبہ ہے، کیا ہی خوبصورت خطاب ہے، اللہ نے قرآن میں ننانوے دفعہ ہمیں خطاب کا شرف بخشا ہے۔ اللہ تعالیٰ کافروں سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے: یا ایھا الذین کفروا...... اللہ عیسائیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے: یا اھل الکتاب...... اللہ تعالیٰ ساری دنیا سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے: یا ایھا الناس...... اللہ جب ہم سے بات کرتا ہے، ہم گندے مندے اور اللہ ہمیں کہتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا...... اے ایمان والو! کیا خوبصورت خطاب ہے۔ اللہ نے ننانوے دفعہ قرآن میں کہا ہے۔ پہلے پارے سے شروع ہوتا ہے اٹھائیسویں پارے میں آخری کلام ہے یا ایھا الذین اٰمنوا، اس میں اللہ نے آخری مطالبہ جو رکھا ہے توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا لوٹ آؤ اپنے رب کی طرف توبہ کرلو، میں تمہارے سارے گناہ معاف کردوں گا اور جب تمہاری توبہ پکی ہو جائے گی، پھر کیا کرے گا؟...... فاولٰئک یبدل اللہ سیئٰتھم حسنات تمہاری ساری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کردوں گا۔ اب بتاؤ ایسا مولا کوئی کہاں سے لائے گا؟؟؟

آج توبہ کرو میرے بھائیو! اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، یہ کوئی میرا مطالبہ ہے یا ناجائز بات ہے؟ کیا خیال ہے توبہ کرنی چاہئے کہ نہیں؟ ایک دفعہ زبان سے کہنے کی ہمت کرو گے "یا اللہ میری توبہ"...... ارے کہہ تو دو، کیا پتہ اللہ کو پسند آ جائے اور زندگی بدل جائے۔

ایک بات بتاؤں جن بھائیوں نے سچی توبہ کی، جنہوں نے سچے دل سے کہا یا اللہ میری توبہ، مجھے اُس رب کی قسم جس نے ہمیں یہاں جمع کیا ہے انہیں مبارک ہو ان کے سب گناہ معاف ہو گئے، معاف ہونے کا کیا مطلب حقوق العباد جو ضائع کئے وہ گناہ معاف ہو گیا البتہ حقوق کی ادائیگی باقی ہے، جو نماز روزہ زکوۃ تو ضائع کیا وہ معاف ہو گیا،

اس کی ادائیگی باقی ہے۔ نماز نہیں پڑھی، معاف ہو گیا قضا دو، زکوٰۃ نہیں دی معاف ہو گیا، قضا دو۔

انگلینڈ میں ایک آدمی ہم سے ملے پتہ نہیں کتنا رزق تھا اس کے پاس، ۱۹۸۲ء کی بات ہے دو انگوٹھیاں ایک آٹھ لاکھ کی ایک سات لاکھ کی، یہ حال تھا اور مسجد میں کیسے لائے؟ یہ الگ کہانی ہے تین دن کی منتیں کر کے جب وہ مسجد میں آیا تو کہنے لگا آج میں نے ستائیس سال کے بعد نماز پڑھی ہے، اُس نے تو ستائیس سال کے بعد نماز پڑھی۔

اکبر صاحب کے سینما میں مَیں نے بیان کیا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے آج زندگی کی پہلی نماز پڑھی ہے، کم از کم چالیس سال سے اوپر اُس کی عمر ہو گی، کہنے لگا میں نے آج زندگی کی پہلی نماز پڑھی ہے تو اس آدمی نے تین دن ہمارے ساتھ لگائے، تین دن میں اللہ نے جو اس کو بدلا ایک ہفتے میں ستائیس سال کی زکوٰۃ ادا کی، پاکستان آیا اور اپنے غریب رشتہ داروں میں ستائیس سال کی زکوٰۃ دی اور وہ دن اور آج کا دن، نہ اس کی تہجد قضا ہوئی نہ نماز قضا ہوئی۔

تو میرے بھائیو! توبہ پر پکے رہو، اگر ٹوٹ گئی تو کیا ہمارا پاکستانی حکومت سے واسطہ ٹوٹ جائے گا؟ اللہ سے واسطہ ہے تو توڑ کے آ، میں پھر جوڑ دوں گا اور تیرے جوڑ میں تو نظر آتا ہے میں جو توبہ کا جوڑ جوڑوں گا اس میں کچھ فرق نظر نہیں آئے گا، فرشتوں کو بھی پتہ نہیں چلے گا، انسانوں کو پتہ نہیں چلے گا مگر تو کر تو سہی!

آنحضرت ﷺ کا طرزِ معاشرت اپناؤ

تو میرے بھائیو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کو اپنا نصب العین بناؤ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی موجود ہے محفوظ ہے، مسجد کی عبادت محفوظ ہے...... گھر کی زندگی موجود ہے...... بیٹیوں کی شادیاں کر کے بتایا کہ یوں رخصتی کی جاتی ہے...... دامادوں سے حسنِ سلوک کر کے بتایا کہ یوں معاف کیا جاتا ہے...... حاکم بن کر دکھایا...... امام بن کر دکھایا اور میدانِ جنگ کا سپاہی بن کر دکھایا...... رات کی عبادت دکھائی دن کا کام بھی سمجھایا...... تجارت کر کے دکھائی...... اپنے گھر کا کام خود کرتے تھے...... اپنے کپڑے خود

دھوتے تھے...... آٹا خود گوندھتے تھے...... اپنے اونٹ کا چارہ خود سر پر رکھ کے لاتے اور خود ہی اسے ڈالتے تھے...... اپنے جوتے کو خود ہی لیتے تھے...... یہ گھر کی زندگی سمجھائی ہے...... یہ گھر کی معاشرت سمجھائی ہے...... گھر میں محبت کرنے والے، مسکرانے والے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پانی پیتیں جہاں ان کے ہونٹ لگتے وہاں پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہونٹ لگا کر پانی نوش فرماتے...... یہ محبت کے انداز سکھائے...... یہ گھر کی زندگی سمجھائی۔

ایک جہاد سے واپس آرہے ہیں...... صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا آگے چلے جاؤ، تو وہ چلے گئے...... یہاں تک کہ وہ نظروں سے دور ہو گئے تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے ساتھ دوڑ لگاؤ گی؟...... کہا لگاؤں گی۔ دوڑ لگائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں، حضور علیہ السلام پیچھے رہ گئے۔ کچھ عرصہ گزرا، پھر آپ ایک جہاد سے واپس آرہے تھے تو کہا میرے ساتھ دوڑ لگاؤ گی؟ کہا لگاؤں گی...... صحابہ کو آگے کر دیا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان دنوں میں ذرا بھاری ہو گئی تھی، تو حضور علیہ السلام آگے بڑھ گئے میں پیچھے رہ گئی۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ ادلے کا بدلہ ہو گیا، یہ گھر کی زندگی بتائی، یہ گھر کی معاشرت بتائی۔

تجارت کر کے بتایا، اب لوگ تو اکثر تاجر ہیں، پھر عملی طور پر آپ نے تجارت کو کیا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے اگر اللہ تعالیٰ جنت میں تجارت کی اجازت دیتا تو لوگ یا تو کپڑے کی تجارت کرتے یا عطر کی تجارت کرتے۔ میں نے کہا فیصل آباد والے تو پھر سب سے آگے ہوں گے۔

تو تجارت خود آپ علیہ السلام نے کر کے دکھائی، عہد و پیمان کر کے بتایا، زراعت کی زندگی سمجھائی...... تجارت کی سمجھائی...... معاشرت کی سمجھائی...... قاضی بن کے دکھایا...... نمازی بن کے دکھایا...... رات کو رونا دکھایا...... شادیاں دکھائیں...... ایک ایک چیز بتائی۔

مالداروں کی رعایت

اور بتاؤں مال داروں کے لیے بھی گنجائش کی ہے۔ ایک دفعہ آپ علیہ السلام

نے بڑا قیمتی جوڑا پہنا، وہ سنت نہیں ہے وہ اجازت ہے، پہنا پھر اُتار دیا کیونکہ پتہ تھا میں آنے والی اُمت کہاں موتا پہنے گی۔ تو مال داروں کو گنجائش دے دی۔ آپ علیہ السلام نے ایک جوڑا پہنا جس کی قیمت ستائیس اونٹ تھی، ستائیس اونٹ میں وہ جوڑا خریدا گیا، آپ نے زیب تن فرمایا اور پھر اُتار دیا، آپ نے لوگوں کو گنجائش دے دی، گنجائش ہے سنت نہیں ہے۔

سنجار ابستی تھی، وہاں سے بڑا عالی شان کپڑا آتا تھا، وہ سرخ دھاری دار ہوتا تھا۔ اس میں سرخ سفید، کالے ڈورے ہوتے تھے۔ کبھی کبھی آپ علیہ السلام وہ زیب تن فرماتے تھے۔ وہ بہت حسین تھا۔ ایک دفعہ رات کو چودہویں کا چاند تھا۔ نیچے آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے، آپ کے وہ حلہ زیب تن تھا۔ تو جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کبھی میں چاند کو دیکھتا کبھی آپ کو دیکھتا، تو آپ مجھے چاند سے زیادہ حسین نظر آتے تھے۔

غریبوں کی رعایت

آپ علیہ السلام نے گدھے پر سواری فرمائی، غریبوں کے لیے گنجائش...... خچر پر سواری فرمائی...... ہمارے نبی نے گھوڑے پر سواری فرمائی اور آپ کے لیے راستہ کھول دیا کہ اجازت ہے، سنت نہیں ہے۔ گناہ نہیں ہوگا اگر حلال ہے۔ اگر حرام ہے تو پھر کھوتی پر بھی وبال ہے، خریدے گا تو پکڑا جائے گا۔ رشوت کے پیسے سے روکھی روٹی کھائے تو بھی آگ ہے اور اگر تر کھائے تو آگ ہے۔ حلال سے گنجائش کی اجازت دے دی، سہولت تک اجازت دے دی، آپ غریبوں کے بھی نبی، مالداروں کے بھی نبی، بادشاہوں کے بھی نبی، وزیروں کے بھی نبی، عورتوں کے بھی مردوں کے بھی۔

عورتوں کے لئے گیارہ ڈیزائن

آپ علیہ السلام نے گیارہ شادیاں کیں، عورتوں کو چوائس دے دیا، مرد کیونکہ مضبوط ہوتا ہے اس کا نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، عورتوں کو نمونہ کے لئے گیارہ ڈیزائن دے دیے کہ کمزور درجہ کی عورت بھی ہے، مضبوط بھی ہے......

کوئی اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے چلے......

کوئی اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے چلے......

کوئی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے چلے......

کوئی جویریہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے چلے......

کوئی صفیہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے چلے......

کوئی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پیچھے چلے......

کوئی زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے چلے......

کوئی اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے......

......یہ سارے چوائس دے دیے ہیں، ورنہ آپ تو سوچیں ایک آدمی کی عمر ہے پچیس سال اور ایسا حسین ہے کہ حسن خود اس پر فدا ہے اور وہ شادی کرتا ہے، چالیس سال کی عورت کے ساتھ، کوئی سمجھ میں آنے والی بات ہے؟......اور ایسی عورت جو پہلے دو نکاح کر چکی ہے، ہر نکاح سے اولاد ہے۔

سیرتِ طیبہ کی جھلک

جب کوئی آپ کو بلاتا تھا دائیں بائیں سے تو اس کی طرف کبھی نظر نہیں گھمائی، اس کی طرف سارے پھر جاتے تھے اور فرماتے او جی فرمایئے! کبھی گردن ٹیڑھی نہیں کی، جب کوئی بلاتا تو آپ اس کی طرف پورے متوجہ ہو جاتے تھے، کبھی آپ نے کسی کے عیب کو نہیں اُچھالا......کبھی کسی کو منبر پر نام لے کر رسوا نہیں کیا......کبھی کسی کی بُرائی کو بیان نہیں کیا......کسی میں اگر کوئی کمی دیکھی تو یہ نہیں فرمایا تُو یوں کرتا ہے، فرماتے کہ کچھ لوگ یوں کرتے ہیں، صرف اُسی کو پتہ چلتا تھا جو کرتا تھا باقی کسی کو نہیں پتہ چلتا تھا۔

آپ علیہ السلام نے اپنی امت کے گناہوں کو یوں چھپا لیا اپنی چادر میں......

والضُّحٰی والیل اذا سجٰی...... اس کا مشہور ترجمہ "مجھے قسم ہے دن کی" دوسرا ترجمہ وہ بھی مشہور ہے "مجھے قسم ہے تیرے روشن چہرے کی" اور تیری سیاہ زلفوں کی ایک اور ترجمہ بتا رہا ہوں جو عام طور پر نہ لوگوں کو پتہ ہے نہ اُس طرف کسی کی نظر جاتی ہے۔

امام رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں یہ ترجمہ لکھا ہے: وَالضُّحٰی مجھے قسم ہے تیرے نورانی علم کی واللیل اذا سجی مجھے قسم ہے تیری ستاری کی چادر کی جس کے اندر تو اپنی امت۔ کے گناہوں کو چھپالیتا ہے...... پروپیگنڈے نہیں کرتا...... ڈھول نہیں بجاتا...... کسی کی کمی ہاتھ میں آ جائے سہی اور خاص طور پر کسی ایک آدمی کی، اسیں جانڑدے ہائیں، اسیں سارے تبلیغ آلے ویکھے ہوئے ہن، انہاں مولویاں نوں اسیں جانڑدے ہیں، ویکھے ہوئے ہن، کبھی اپنے آپ کو بھی دیکھ لیا کرو بھائی۔

دھن رے دھنیے اپنی دھن
پرائی دھنی کا پاپ نہ پن
تیری روئی میں چار بنولے
سب سے پہلے ان کو چن

اوروں کی کمیاں دیکھتے دیکھتے مر گئے تو برباد ہو گئے۔ اپنی کمیاں دیکھو گے تو زندگی جنت بن جائے گی، اوروں کی کمیاں دیکھو گے، غیبت کرو گے، زندگی تلخ ہو جائے گی، آگ لگ جائے گی گھروں کے گھر لٹ گئے...... اس کی اس کو سنائی، اس کو اس کو سنائی، ساس کی بہو کو، بہو کی ساس کو سنائی...... خاوند کی بیوی کو بیوی کی خاوند کو سنائی اور آپس میں لڑا کر خوش بیٹھے ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں کپڑا سی رہی تھی، سوئی ہاتھ سے گر گئی، گھر میں چراغ تو ہے نہیں ڈھونڈ رہی ہوں، تو اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے، آپ کے چہرے کے نور سے سوئی چمکنے لگی...... یہ حسن وجمال اس کے ساتھ نبوت کا تاج، اللہ نے انوکھا بنایا، نرالا بنایا، پھر وہ چالیس سال کی عورت سے شادی کرے، کیوں؟...... جوانی کی ساری عمر ایک بوڑھی کے ساتھ گزار دی۔

۶۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں، اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچاس سال تھی، ۵۱ سال کی عمر میں دوسری شادی کی، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے اور نکاح کیا حفصہ، عائشہ رضی اللہ عنہما سے۔ مدینے تشریف لے گئے تو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی، اس کے بعد اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی، ۶۳ سال میں آپ نے نو نکاح کیے، بڑھاپے میں شادیوں کا شوق ہو گیا تھا؟...... جبکہ حدیث میں آتا ہے مجھے عورتوں کی خواہش نہیں ہے تو یہ شادیاں کیوں کیں؟......

ایک تو عورتوں کو دین سکھانے کے لیے کیونکہ عورتیں سامنے آ کر شرم محسوس کرتی ہیں، عورتیں زیادہ ہیں مرد تھوڑے ہیں، نو معلمات بٹھا دی گئیں، ان کے گھروں میں ہر وقت سکھایا جا رہا ہے...... سکھایا جا رہا ہے...... نو معلمات بٹھا دی گئیں...... گیارہ ڈیزائن دے دیے گئے اور چار بیٹیاں دیں اللہ تعالیٰ نے، چاروں بیٹیاں نمونہ بنا دیں تو گیارہ اور چار پندرہ...... پندرہ نمونے سامنے کھڑے کر دیے ان کے پیچھے چلنے والی کامیاب ہو گی۔

مغرب زدہ عورت اور مغربی تہذیب کے نقصانات

عورت اگر مغرب کی بیٹی بن کے مرگئی تو ہلاک ہو گئی...... مغرب کی بیٹی نہ بناؤ اپنی بچیوں کو...... ہائے! ایک دن میں بہت رویا، ایک سکول کے سامنے سے گزرا تو ایک دس گیارہ سال کی بچی ماں خود چھوڑنے آئی ہوئی ہے...... سر سے ننگی اور فراک گھٹنوں تک، پوری پنڈلیاں ننگی اور سکول پڑھنے جا رہی ہے...... ہائے میں ماں کو روؤں کہ بچی کو روؤں...... انگریزی پڑھانی چاہئے، دنیاوی علوم ضرور پڑھانے ہیں لیکن کیا دنیاوی علوم پڑھانے میں یہ شامل ہے کہ چار سال کے بچے کو ٹائی پہناؤ؟......

بھئی! اگر ٹائی پہناؤ گے تو کل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دل میں کیسے آئے گی؟...... جب اس معصوم بچے نے ٹائی پہن کر سکول جانا ہے تو اس کے اندر قرآن کا نقش کہاں بیٹھے گا؟...... اللہ و رسول کی محبت کہاں بٹھائیں گے؟...... میں نہیں کہتا کہ سائنس نہ پڑھو، لیکن تہذیب تو اپنی رکھو۔ مشرق کی تہذیب اپنانے میں ہمیں کون سی مصیبت ہے؟

وہ تقی امیر محمد خان مرحوم...... میں اس وقت لاہور میں پڑھتا تھا سکول میں، ایک غلام علی چشتی مرحوم ہوتا تھا، ان کی بڑی یاری تھی۔ اس کا لڑکا میرا کلاس فیلو تھا۔ ہماری گہری دوستی تھی۔ وہ بیچارہ انتقال کر گیا، تو اس کی وساطت سے امیر محمد خان کی باتیں بھی معلوم ہوتی رہتی تھیں، جب اس نے گورنری چھوڑی تو اس نے کہا انہاں لوکاں نوں پتہ لگ گیا ناں کہ

شلوار چولے نال وی حکومت ہوسکدی اے...... ہر وقت سر پہ کلاہ رکھا، ایسی حکومت کر کے گیا چاروں صوبوں کو اس نے سیدھا کر کے رکھا ہوا تھا اور اب یہ چار صوبے گورنروں کی فوج صدر کی فوج۔

اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی......

ہم خود تراشتے ہیں منازل کے سنگ میل
ہم وہ نہیں جن کو زمانہ بنا گیا

ہماری بیٹیوں کے لئے نمونہ ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا اور رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا...... ہماری ماؤں کے لئے نمونہ ہیں خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا، اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا...... یہ ہمارے لیے نمونہ ہیں، مغرب کی بیٹی ہمارے لیے نمونہ نہیں ہے۔

آپ دیکھتے ہیں مغرب میں تو سورج بھی ڈوب کر اعلان کرتا ہے کہ مغرب اندھیروں کی جگہ ہے اگر روشنیاں چاہتے ہو تو مشرق کی طرف لوٹو، مجھے بھی وہیں سے نور ملتا ہے تمہیں بھی وہیں سے نور ملے گا...... تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشرقِ وسطیٰ میں آیا، تمہارا بیت اللہ مشرق وسطیٰ میں ہے، تمہارا مدینہ مشرقِ وسطیٰ میں ہے، تمہارا پرانا قبلہ بھی ادھر ہے، تم پاگل دیوانے ہو جو مغرب کی تہذیب کے پیچھے دوڑ رہے ہو، دیواروں سے سر ٹکرانے والے جب خون نکلے سر پھوٹے تو اوروں کا گلہ کیوں کرتے ہیں، سب کے پیچھے دوڑنے والوں کے پاس سر پھوڑنے کے سوا کچھ نہیں ہے، اندھیروں میں جانے والوں کے لیے گڑھوں میں گرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی کافر کے علم کو رہبر نہ بنانا...... سائنس کافر کا علم نہیں، سائنس کو کائنات کا علم ہے جو قوم سیکھے گی اللہ اسے سکھا دے گا، سائنس کوئی مغرب کا علم نہیں، ٹیکنالوجی مغرب کا علم نہیں، کمپیوٹر مغرب کا علم نہیں یہ کائناتی علم ہے، ہم دیانتداری سے کام کریں گے، ہم بن جائیں گے۔

امریکہ کی باگ ڈور

اور بتاؤں ستر فیصد امریکہ تو ایشیا چلا رہا ہے، سینٹ کلا رائس ہم جماعت کے ساتھ گئے جہاں دنیا کا سب سے بڑا کمپیوٹر بن رہا ہے، ستر فیصد سائنسدان ایشیا کے ہیں اور مسلمان ہیں، ان کی نسل تو شراب اور زنا پر لگ گئی، موسیقی پر لگ گئی اور اوپر سے انہوں نے خاندانی منصوبہ بندی کر دی ہے کوئی بچہ جننے کے لیے تیار نہیں، وہ عیاشی کے لیے ہے اور دوسری اس کی مجبوری ہے خاوند نہیں ملتا، خاوند ماں بہن ساس دادی نانی کوئی نہیں۔

ہماری عورت تو شہزادی ہے۔ ماں باپ کے سائے تلے پروان چڑھتی ہے۔ بھائیوں کے حصار میں اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہے۔ ماں باپ خود پریشان ہو ہو کر دعائیں مانگ مانگ کر اس کے دن طے کرتے ہیں، اپنے ہاتھوں سے اس کی ڈولی اٹھاتے ہیں، باعزت طریقے سے کسی کے حوالے کرتے ہیں، وہ اس کو اپنی عزت سمجھتا ہے اس کی طرف کسی کی آنکھ اٹھنا پسند نہیں کرتا۔ سارا دن خاک چھانتا ہے اس کو روٹی کھلاتا ہے، اس کو گھر لا کر کھلاتا ہے۔

مہر کا مقصد

مہر کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، تو مہر کا کیا مطلب؟ کسی کی بیٹی کی قیمت ایک لاکھ روپیہ ہے؟...... ارے میرے بھائیو! ریڑھی والے کی بیٹی کی قیمت لگاؤ تو زمین آسمان کسی کی بیٹیوں کی قیمت نہیں بن سکتے۔ تو یہ مہر کس لیے ہے؟...... یہ مہر علامت ہے کہ میاں مرتے دم تک اس پر خرچ کرتا ہے، یہ ایک نشانی ہے عہد و پیمان ہے، اس کی دلیل ...... کہ ہاں جی! میں خرچ کروں گا۔

فخر و مباحات سے احتراز

اور مزے کی بات سنو! اس کا حساب نہیں جو آدمی اپنے بیوی اور بچوں پر خرچ کرتا ہے اسراف کے بغیر، یہ نہیں کہ "میرا پتر آہدا ہے کہ لینڈ کروزر لیتی ہے"...... جس دیس میں لوگ بھوکے سوئیں اس دیس کے مال دار کو روا نہیں۔ اگر ذاتی پیسہ ہے تو جائز ہے پر جہاں

معصوم بچے ماں کی چھاتیوں میں تلاش کرتے کرتے بلک بلک کر سو جائیں اور اگلے دن پہاڑ جیسے دن ہوں اور ماں کے پاس دانہ نہ ہو اور قطرہ دودھ نہ ہو پلانے کے لئے تو اس کے مال داروں کو زیبا نہیں ہے کہ مال کی نمائش کرے اور اس پر فخر کرے...... باعزت طریقے کی سواری رکھنا چاہتے ہو لاکھ لو، اللہ میاں نے جائز کہا ہے، گھوڑے بھی بتائے۔

لیکن بھائیو! ان پر فخر کرنا، ان کو اپنی عزت کا معیار بنانا ٹھیک نہیں۔ یہ وہ وقت نہیں ہے جب چنی تار تار ہو...... آنچل پھٹ چکا ہو...... گھروں میں بیٹھ کر عزتیں لٹ رہی ہوں...... چولہے ٹھنڈے ہو چکے ہوں...... وہ وقت نہیں ہے میرے بھائیو! کہ جوئے کھیلے جائیں اور کروڑوں کی گاڑیاں خریدی جائیں...... جب اللہ تعالیٰ خوشحالی کر دے تو شوق پورے کر لینا، سینے میں رہ گئے تو اللہ تعالیٰ تو جنت میں پورے کر دے گا...... ہمارے لیے کون سا مسئلہ ہے؟...... ہمارے لیے تو مرنا اپنے گھر پہنچنا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم الشان قربانی

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا بیٹا! تجھے ذبح کرنا ہے......

کہنے لگے جلدی کرو......

کہتے ہیں تو کس بات پر جلدی کہہ رہا ہے؟......

کہا، کیوں نہ جلدی کہوں آپ مجھے ذبح کریں گے مجھے جنت مل جائے گی۔

دنیا کے بدلے میں جنت ملے گی تو جنت دنیا سے اچھی اور آپ کے بدلے میں اللہ مل جائے گا، اللہ آپ سے اچھا...... پھر گھاٹا کس بات کا ہے؟......

البتہ میری ماں کا مجھے غم ہے، اپنا کرتہ اتار کر کہا یہ کرتہ میری ماں کو دے دینا، جب اسے میری یاد آئے گی تو کرتہ دیکھ لیا کرے گی اور آپ اپنے کرتے میں مجھے دفن کر دینا، میرا کفن دے دینا۔ جس امت کی بنیاد یہاں سے اٹھی ہو، اس امت کے لیے کیا باتیں ہیں جو ہو رہی ہیں......

مجھے سمجھا دیا خود سمجھو......

مجھے دیوانہ سمجھو یا پھر خود کو پاگل کہو......

باپ بیٹے میں مکالمے ہو رہے ہیں۔ منیٰ کے پہاڑ ہل گئے۔ آسمان کے فرشتے چیخ اُٹھے۔ جب ہاتھ باندھے بیٹے کے تو فرشتوں پر سکتہ طاری، پہاڑ دم بخود، ہوا تھم گئی، کائنات رک گئی اور بیٹے کے ہاتھ باندھے۔

چھیاسی برس کی عمر میں بیٹا ملا اور بانوے سال کی عمر میں ذبح کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے...... بانوے سال کے بوڑھے کے ہاتھ میں چھری ہو اور آگے بکرا بھی نہیں بیٹا ہے...... اسی سال دعائیں مانگیں بچہ دے...... بچہ دے...... جب ملا تو کہا ذبح کر...... لٹایا اور ایسے سر کو پکڑا جیسے بکرے کے سر کو پکڑتے ہیں اور چھری کو پکڑا اور پھر کہا میرے مولا! اگر تو مجھ پر ناراض ہو گیا تھا کہ اسماعیل کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی تھی یا تو میرا امتحان لینا چاہتا تھا تو آج اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پر راضی ہو جا......اور اگر امتحان ہے تو مجھے اس میں پاس کر دے۔ یہ کہہ کر چھری چلا دی۔

میں کب کہہ رہا ہوں جناب کلب نہ آؤ...... دنیا نہ کماؤ...... گھر نہ بناؤ...... تجارت نہ کرو...... میں کہہ رہا ہوں وہ نہ کرو اللہ نے جس سے روکا ہے، وہ کرو اللہ جو کہتا ہے۔ آگے زندگی آ رہی ہے، اس کو اپنانا ہے۔

تبلیغ کی ابتدا

ہم کوئی فرقہ نہیں......

۱۹۲۶ء میں تبلیغ کا کام شروع ہوا اور آج ۲۰۰۵ء ہے، کوئی نہ کوئی تو تنگ میں بھی مار جاتا...... یہ تبلیغ کا حسن ہے کہ اللہ و رسول کی بات میں چلتے ہوئے آج اس نے چھ براعظموں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، مجھے اللہ نے خود چھ براعظموں میں پھرایا ہے۔

اگر اس کا نام آزادی ہے تو مجھے آزادی نہیں چاہیئے

میرے بھائیو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک پاکیزہ زندگی لے کر آئے، اس میں ڈھلو، اس میں پھرو، اس میں چلو، یہ اللہ نے ہمیں زندگی دی ہے۔

ارے! فاطمہ کی بیٹی بنو مغرب کی بیٹی نہ بنو...... اس نے ننگے ہو کر بڑا دُکھ پایا ہے تمہیں بھی دُکھ جھیلنے پڑیں گے۔ پردہ اتار کے دیکھو! خربوزہ چھری پر یا چھری خربوزہ پر گرے کٹنا خربوزے کا مقدر ہے...... عورت کمزور ذات ہے اگر یہ بات آئی تو تباہ اسے ہی ہونا پڑے گا......

عورت کی یہ قدر ہے کہ ننگا کر کے ڈبل روٹی بیچی جائے؟......

اسے ننگا کر کے موٹر سائیکل بیچا جائے؟......

کپڑا بیچا جائے؟......

اس کا نام آزادی ہے؟

اگر اس کا نام آزادی ہے تو مجھے آزادی نہیں چاہئے غلام ہی رہنے دو مجھے۔ چودہ صدیاں پیچھے دھکا دے دو، میں اس کو آزادی کہنے کو تیار نہیں یہ فریب ہے...... فراڈ ہے...... عزت کی دھجیاں اڑ گئیں...... عصمت تار تار ہو گئی...... اس کا نام تہذیب نہیں!!

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی بنو

تقدس جا کر قبر میں سو گیا...... شرافت یہ نہیں ہے۔ پیچھے مڑو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کا وقت ہے اور علی رضی اللہ عنہ قسمت کی بات کہیں باہر چلے گئے، اپنی خادمہ سے کہا پانی رکھو غسل کا پانی، غسل کا پانی رکھا گیا، خود غسل فرمایا، کہا فلاں کپڑے نکالو، کپڑے پہنے، پھر فرمایا میری چارپائی کمرے کے بیچ کرو، بیچ کر دی...... اس پر لیٹ گئیں۔ قبلہ کی طرف منہ فرمایا، کہا علی رضی اللہ عنہ کو بتا دینا میرا غسل ہو چکا ہے، کوئی میرا ستر نہ کھولے، میں مر رہی ہوں، میں جا رہی ہوں یہ کہہ کر چلی گئیں، دنیا کی واحد میت ہے جسے غسل نہیں دیا گیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، یا شہید کو نہیں دیا جاتا، ان کی الگ خصوصیت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے دیکھا تو قیامت ٹوٹ چکی تھی......

تاریکی ہو چکی تھی......

خادمہ نے بتایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ کوئی نہ دیکھے گا۔ پھر اللہ کی شان موت رات کے وقت ہوئی۔ اندھیرا، چند لوگوں کو لے گئے اور دفنا

دیا...... ہاں اس کی بیٹی بنو، جب یہ پل صراط سے گزرے گی تو محشر میں اعلان ہوگا نظر جھکا لو، فاطمہ کی سواری آرہی ہے!!

تمہارا گریبان پکڑا جائے گا

تم مغرب کے پیچھے جا کر کیا کرو گے؟...... تمہارے انگریزی سکول سلاٹر ہاؤس ہیں جہاں نسل ذبح ہو رہی اور ماں باپ خود ذبح کر رہے ہیں بڑے بڑے چھرے لے کر، میں کہتا ہوں پہلے انہیں بیٹا بننا سکھاؤ، بیٹی بننا سکھاؤ پھر انہیں دنیا بھی پڑھاؤ...... دنیا سکھا دی اور بیٹی نہ بنایا اور بیٹا نہ بنایا تو سب سے پہلے تمہارا ہی گریبان پکڑا جائے گا، پھر بانہوں میں بانہیں ڈال کر میاں بیوی روئیں گے اور اولاد کو فرصت نہ ہوگی غم بانٹنے میں۔ ہمارے لیے مغرب نہیں ہے...... ہمارے لیے مدینہ ہے، مدینہ کی زندگی ہے ہمارے لیے وہاں کی عورت تو برباد ہوگئی۔

ایک ڈرامہ نگار سے ملاقات

میں نے اشفاق احمد سے ملاقات کی جو ڈرامے لکھتا ہے، کہتا ہے میں تبلیغ کے کام کا قائل ہوں۔ میں ایڈنبرا میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک جماعت آئی، انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی، ادھر لڑکیاں اکٹھی ہوگئیں اور دیکھنے لگیں۔ نماز ختم ہوئی تو لڑکی آگے بڑھی بات کرنے کے لئے، میں نے اپنی بیوی سے کہا بانو آؤ، سنیں یہ کیا کہتے ہیں۔ لڑکی نے کہا کیا آپ کو انگریزی آتی ہے؟ ہاں! کہا یہ کیا کیا ہے تم نے؟ کہا ہم نے عبادت کی ہے۔

اس نے کہا آج تو اتوار نہیں ہے۔

تو اس نے کہا یہ تو بہت زیادہ ہے اس نے سمجھایا تو اس نے کہا بہت مہربانی۔ ہاتھ بڑھایا ملانے کے لئے تو نوجوان نے کہا سوری میں آپ کو ہاتھ نہیں دے سکتا۔ کیوں؟......

کہا یہ ہاتھ میری بیوی کی امانت ہے۔ اس کے سوا کسی اور کو نہیں دوں گا۔

تو لڑکی کھڑی تھی اس کی ہائے نکلی اور زمین پر گر گئی اور کہنے لگی وہ لڑکی کتنی خوش قسمت ہے جس کا تو خاوند ہے۔ کاش! یورپ کے مرد بھی ایسے ہوتے۔ یہ کہہ کر آنسو پونچھتے

ہوئے اٹھ کر چلی گئی۔ تو اپنی بیوی سے کہنے لگے بانو آج وہ تبلیغ ہوئی ہے کہ لاکھوں کتابیں بھی چھپ جائیں تو وہ کام نہ ہوتا جو یہ نوجوان اپنے عمل سے کر کے دکھا گیا ہے۔

آزادی کا نعرہ

۱۷۹۲ء میں لندن میں ایک عورت تھی اس کا نام تھا میری والزٹون کاز، اس نے سب سے پہلے آزادی کا نعرہ لگایا تھا، سب سے پہلے عورتوں کی آزادی پر کتاب لکھی گئی تھی، پھر اُسی انگلینڈ میں ۱۹۹۸ء میں سروے ہوا، عورتوں سے پوچھا گیا گھر کی زندگی چاہتی ہو یا یہی بازاروالی زندگی؟...... ۹۸ فیصد عورتوں نے کہا ہم گھر چاہتی ہیں لیکن ہمیں مرد کوئی نہیں ملتا، بوائے فرینڈ ہیں جب چاہتے ہیں دھکا دے دیتے ہیں۔

ہاں لوٹ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام!

آپ علیہ السلام کی ہر ادا محفوظ ہے

تو بھائیو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک پاکیزہ ہستی بن کر آئے، پاک زندگی لے کر آئے، پوری معاشرت لے کر آئے، آپ کی زندگی کی ہر ادا محفوظ، ان کی بکریوں کے نام جن کا دودھ دوہ کر ان کے گھر بھیجا جاتا تھا، ایک کا نام عجوہ تھا، ایک کا سقیہ، ایک کا زم زم، ایک کا برکہ، ایک کا نام ورسر، ایک کا اطلال، ایک کا اطراق، ایک کا غیثہ، ایک کا قمرات...... نو بکریاں آپ کے مِلک تھیں، ان کا دودھ دوہنے والی اُم ایمن تھیں، ان میں دسواں بکرا تھا جس کا نام یمن تھا، ان میں سے قمرا بکری آپ علیہ السلام کی زندگی میں مرگئی تھی۔

جو نبی ﷺ اتنی تفصیل چھوڑ گیا ہو پھر ہم دھکے کھاتے پھر رہے ہوں تو ہم سے بڑا دیوانہ کون ہوگا؟...... یہ دیکھو قسمت کے کھیل، کسی نبی کا نسب محفوظ نہیں، کسی نبی کی تاریخ پیدائش محفوظ نہیں، مجھے اپنی تاریخ پیدائش تو یاد ہے، سن تو یاد ہے لیکن دن یاد کوئی نہیں، وقت گھنٹہ یاد کوئی نہیں۔ لیکن مجھے اپنے نبی ﷺ کی تاریخ پیدائش یاد ہے۔ کتابوں میں موجود ہے، محفوظ ہے۔ ۲۲ اپریل ۵۷۱ عیسوی اور یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی اور اصحاب فیل والا سال تھا، ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی، پیر کی صبح تھی، چار بج کر ۲۰ منٹ پر آپ دنیا میں تشریف لائے،

مجھے اپنا نسب یاد نہیں صرف چار پشتوں تک یاد ہے۔ پنجواں کیہڑا اے، مینوں کوئی نئیں پتہ، کتھے جمیا کتھے مریا مینوں کوئی نئیں پتہ...... لیکن مجھے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب یاد ہے۔ عبداللہ سے آدم علیہ السلام تک، ۸۰ دادے یاد ہیں۔ اب تم چناب کلب والوں کی مرضی ہے کہ محمدی بنو یا فیصل آبادی بنو تمہاری مرضی ہے۔

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

تبلیغ غلامی رسول کا پیغام ہے

تبلیغ یہ پیغام ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غلامی میں آؤ، مال دار بھی آئیں، غریب بھی آئیں، عورتیں بھی آئیں، چلنا پھرنا سراپا...... جیسے سپاہی دور سے نظر آتا ہے، یہ پولیس میں ہے، ایسے چلتے ہوئے نظر آؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی جارہی ہے، اتنی پہچان ضرور اپنی پیدا کرلو کہ نظر آؤ یہ محمدی ہے۔

اس کو ہم سیکھ رہے ہیں، کسی کی دعوت دے رہے ہیں، ہم کہہ رہے ہیں چناب کلب کو محمدی کلب بنادو، اس میں کوئی ناجائز مطالبہ ہے اس کو سیکھنے کیلئے وقت مانگا جاتا ہے، ہم کوئی تبلیغی جماعت کے لئے وقت نہیں مانگتے۔

ہم نے کون سا حکومت میں آنا ہے، ہم سیاست کے راستے سے دین آنے پر یقین ہی نہیں رکھتے، نہ یہ خوف ہے کہ ہم سیاست میں آئیں گے تو گرفتار ہو جائیں گے، نہ اسی وجہ سے چھوڑا کہ ہم تھوڑے ہیں۔ اب تو تبلیغ والے اتنے ہیں اگر ایک دفعہ کوئی نعرہ لگا دے کہ ہم بھی سیاست میں ہیں تو اللہ کے فضل سے دنیا کا رخ پھر جائے لیکن اس راستے سے دین کے آنے کے قائل نہیں ہیں، ڈنڈے کا دین جنت میں نہیں پہنچاتا، ڈنڈے کا دین تو دنیا ٹھیک نہیں کرسکتا جنت کہاں ٹھیک کرے گا!!

ہم ایسا اسلام نہیں چاہتے

سنٹرل ماڈل سکول سے میٹرک کیا ہے میں نے، ہمارے ایک وارڈن تھے مرحوم

بہت نیک اس وقت وہ جب تشریف لاتے اور مغرب اور عشاء کی نماز میں حاضری ہوتی تھی، فجر ظہر عصر میں حاضری نہیں ہوئی تھی، مغرب عشاء میں حاضری ہوتی تھی۔اب مغرب عشاء ہر کوئی بھاگ کے پڑھتا تھا تو عشاء کی نماز کھڑی تھی اور سردیوں کے دن تھے، میں سب سے آخری صف میں تھا، مریدکے کا ایک لڑکا میرا روم میٹ بھی تھا، وہ میرے پاس آ کے کھڑا ہوا اور اس نے عشاء کی نماز کی نیت باندھی، چار رکعت نماز عشاء واسطے طالب حسین دے...... اللہ اکبر!!

حکومت ایسا اسلام لاتی ہے بھائی...... ہم ایسا اسلام نہیں لانا چاہتے...... قائل نہیں ہیں۔ بہار اندر سے پھوٹتی ہے، سرخی لالی اندر سے آتی ہے، میک اپ کی سرخی تو ایک چھینٹے کی مار ہے اور پسینے کی ایک لکیر کی مار ہے، اور اندر کی سرخی وہ نہ پسینہ بہا سکے نہ پانی بہا سکے نہ ساون کی گھٹائیں، وہ تو گھٹاؤں میں اور نکھر آئے۔

تبلیغ ایک خاموش انقلاب ہے

تو میرے بھائیو! ایمان اندر پھوٹتا ہے، اندر سے جنم لیتا ہے اور تبلیغ اس کو سیکھنے کی محنت ہے، اس کے لیے پھرنا، در در پھرنا، نگر نگر پھرنا اس کی صدا لگانا میں آج اپنے گھر میں لیٹا ہوا سوچ رہا تھا کہ ایک وقت تھا جب لوگ کہتے تھے تبلیغ کا نتیجہ کیا ہے، اس سے کیا ہوا میں نے کہا تبلیغ کا کام جھونپڑوں سے چلا چلتے چلتے چناب کلب تک پہنچ گیا کیویں نہ کیویں وڑ ہی گئے، ہائیں بھانویں دو جھی واری آ ونڑ دیو یا نہ آونڑ دیو وہک واری تاں وڑ گئے ہائیں۔

یہ خاموش انقلاب ہے وہ جو عمر شریف اور نعیم بٹ کہہ رہے تھے کہ میں نے اسی سٹیج پر ڈرامہ کیا وہ بڑا لمبا ڈرامہ تھا، آج وہ یہاں اللہ کی بات کر رہے ہیں۔ میں نے اسی لیے انہیں یہاں بلایا، یہ جنید کراچی سے آیا، میں نے کہا تو نے بہت کچھ نجاست پھیلائی ہے کچھ طہارت بھی پھیلا دو۔ پہلے ہم خانیوال میں تھے، ہماری جماعت چلّہ لگانے گئی تھی تو خانیوال میرا ہوم ڈسٹرکٹ تھا، وہاں اس نے پروگرام کیا تھا یہاں تو نے گانا گیا تھا آج اللہ کا نام بھی لے۔ یہاں کچھ تو صفائی دھلائی ہو جائے اور نعیم بٹ کو اس لیے بلایا کہ اس نے یہاں ڈرامہ کیا تھا تو پھر نعیم بٹ کو دیکھ کر سعید نے کہا میں بھی آ جاتا ہوں۔

یہ تو وہ لوگ ہیں نا جو آپ کو رونق بخشنے والے تھے، یہ خود توبہ کر گئے تو آپ بھی توبہ کر لو بھئی! یہ کھوکھلی زندگی ہے، کاغذات کے پھول ہیں، ربڑ کے درخت ہیں، ان میں کوئی بہار نہیں ہے، کوئی چاشنی نہیں ہے، کوئی مٹھاس نہیں ہے، یہ نظر کا فریب ہے۔

تو بھائیو! یہ تبلیغ کا کام زندگی کو بدلنے کی محنت ہے جو مثبت کام ہوتے ہیں وہ چپکے سے بڑھتے ہیں ہلہ گلہ نہیں ہوتا، روزانہ درخت بڑھتا ہے کبھی شور سنائی دیا؟ روزانہ بچہ بڑھتا ہے کبھی شور سنائی دیا؟ دیوار کے بننے کا شور نہیں ہوتا دیوار کے گرنے کا شور ہوتا ہے، درخت کے بڑھنے کا شور نہیں ہوتا درخت کاٹنے کا شور ہوتا ہے، تبلیغ مثبت کام ہے، یہ چپ کر کے بڑھتا ہے جیسے درخت بڑھتا ہے، اپنی جڑیں پھیلاتا چلا جاتا ہے، محبت کا پیغام ہے جو اوروں تک پہنچانا ہے۔

یہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری اُمت ہے۔ ان کے ذمے ہے ساری دنیا کو اللہ کا پیغام سنانا بھی اور پہنچانا بھی اور اللہ کے فضل سے یہ پیدل جماعتیں جو سال سال کی چلیں، لاکھوں انسان لوٹ کر اسلام میں آئے، مرتد ہونے والے افریقہ کے قبائل لوٹ کر ایک دن میں ساٹھ ہزار قبیلے کے لوگ مسلمان ہوئے، پیدل جماعت وہاں چلی ساٹھ ہزار کا قبیلہ ایک دن میں مسلمان ہوا، ہم چونکہ اخبار میں نہیں دیتے، میڈیا میں نہیں دیتے، میں آپ کو کہہ رہا ہوں میں چھ براعظموں کا چشم دید گواہ ہوں اور مسلک سے بالاتر ہو کر ہر مسلمان نے اس کو پانی پلایا، تو یہ سیاست نہیں ہے کہ ہم آپ کو تبلیغی جماعت میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ سے جڑ جاؤ

بھائیو! اپنے اللہ سے جڑ جاؤ، اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجاؤ، تبلیغ اس کو سیکھنے کی محنت ہے، مثبت انداز سے، تین تین دن ہر مہینے لگاؤ، آپ جہاں ہو نماز کو زندہ کرو، یہ چھوٹی سی مسجد بتا رہی ہے کہ یہاں نمازی ہیں برائے نام، اس کو شہید کرو اس کو بڑا کرو، جس میں 20 آدمی کھڑے ہوئے وہ مسجد بھر گئی تو اس کا کون متولی ہوگا، کون سیکرٹری ہوگا، سارے بیٹھ کر سوچو کہ جناب کلب کا ایک ممبر بھی بے نمازی نہ رہے۔ یہاں کوئی چیز

اللہ کے حکم کے خلاف نہ ہو۔

اسلام کوئی رہبانیت کا دین تو ہے نہیں

حبشی کھیل رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، یا رسول اللہ! میں نے دیکھنا ہے۔ آپ نے فرمایا دیکھنا ہے؟ کہا ہاں جی! دیکھنا ہے۔ تو آپ دروازے میں کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیچھے کھڑا کیا تو انہوں نے ٹھوڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک پر رکھی اور اوٹ بنا کر پردے سے آپ دیکھتی رہیں، تو جائز تفریح تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دکھائی، خود آپ اونٹ کی دوڑ خود آپ گھوڑوں کی دوڑ میں شریک ہوتے تھے۔

آپ کی ایک اونٹنی جس کا نام قصویٰ تھا وہ بہت تیز تھی کوئی اس سے آگے نہ نکل سکا۔ ایک دن آپ علیہ السلام نے کہا، ہے کوئی جو میرے ساتھ دوڑ لگائے؟ تو ایک بدو نے کہا میں لگاتا ہوں۔ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جائز تفریح کو مہیا کیا تو پھر جب آپ لشکر سے واپس آتے تھے تو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، وہ تیز دوڑتے تھے تو کہتے کوئی دوڑ لگائے گا؟ آپ کی موجودگی میں ویسے دوڑوں گا تو وہ گھوڑوں کو بھی کاٹ کر نکل جاتے تھے۔ اتنا تیز دوڑتے تھے۔

اسلام کوئی رہبانیت کا دین تو ہے نہیں وکان بین ذالک قواما..... تو پھر اور بتاؤں جو کچھ ہنسانے والے بھی تھے، ایک کا نام ہے سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ، ایک کا نام عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ، یہ ایسے لطیفے سناتے تھے حضور علیہ السلام کو تو اپنی ذات پر قابو تھا تو آپ مسکراتے تھے، تو باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو جاتے تھے، آپ کی محفل میں یہ ہوتا تھا، یہ پہلو نہ کوئی بتاتا ہے نہ کوئی سناتا ہے۔

اسلام اعتدال کی زندگی کا نام ہے

لہذا بھائیو! اعتدال کی زندگی کا نام اسلام ہے، تبلیغ اس کو سیکھنے کی محنت ہے، جناب کلب کا کوممبر بے نمازی نہ ہو، کوئی فیملی بے نمازی نہ ہو، یہاں بے پردگی کا رواج نہ ہو، عورتیں

الگ ہوں، مرد الگ ہوں اور مہینے میں تین تین دن جماعت میں جاؤ...... مرکز میں آؤ۔

ارے بھائیو! تنِ تنہا اللہ ہی ہے جو سب کچھ کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہو رہے ہیں، دس ہزار کا لشکر ساتھ ہے، دس ہزار کا لشکر ہے۔ ابوسفیانؓ اوپر کھڑا دیکھ رہا ہے۔ لشکروں پر لشکر گزر رہے ہیں، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرتے ہیں، مسلمانوں کا لشکر لے کر تکبیر پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں...... زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں...... ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں...... اور بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں...... اور کعب بن جصاصی رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور مزینہ قبیلہ آتا ہے نعمان ابن مقرن کی سرکردگی میں اور لشکر کو لے کر نکل رہا ہے...... لشکروں پر لشکر چل رہے ہیں اور ابوسفیان حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں۔ اتنے میں آواز آتی ہے اور ساری گرد و غبار اُٹھتی ہے اور وہ کہنے لگا:

مَا هٰذَا، یہ کیا ہے؟......

حضرت عباس ﷺ فرماتے ہیں:

هٰذا رسولُ اللّٰه بين المهاجرين والانصارِ

یہ اللہ کا رسول ﷺ ہے جو مہاجرین وانصار میں آ رہا ہے۔

جب وہ اٹھا ہوا لشکر سامنے آتا ہے تو ایک آدمی کی آواز ہے، ولہٗ زعلّ، اس میں کڑک دار آواز ہے۔ ابوسفیان کہتا ہے یہ کس کی کڑک دار آواز ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ خطاب کا بیٹا عمر ﷺ ہے، جس کی تم کڑک دار آواز سن رہے ہو۔ انہوں نے کہا واہ واہ،

واللّٰه کعب ابن عدیٌّ بعد واللّٰه ذالّت وقلّت......

ارے! اللہ کی قسم، یہ بنو عدی ذلت اور قلت کے بعد آج بڑی عزت والے ہو گئے۔

تو عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے، ابوسفیان! عزت وذلت یہاں قبیلوں پر نہیں، عزت وذلت یہاں اسلام پر ہے اور اسلام نے عمر ﷺ کو اونچا کیا ہے۔ عمر ﷺ اونچا نہیں

تھا، اسلام نے عمرؓ کو اونچا کیا ہے اور پھر اس پر کہنے لگا، ارے عباس:

کَبُرَ مُلْکُ ابنِ اخیک......

تیرے بھتیجے کا ملک تو بہت بڑا ہو گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں نہیں یہ ملک نہیں ہے، اِنَّمَا هٰذا النُّبوة، یہ شانِ نبوت ہے۔ بادشاہ ایسے نہیں ہوا کرتے، دس ہزار کا لشکر ہے اور آپ کا ماتھا اونٹنی کے پالان کے ساتھ ٹکا ہوا ہے۔ سر اونچا نہیں جھکا ہوا، پالان پر ٹکا ہوا اور زبان پر الفاظ "لا الٰہ اِلّا اللّٰہ وحدہٗ"...... کا ورد اور اللہ اکیلا تنِ تنہا...... لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ وحدہٗ...... کا ورد، اور اللہ اکیلا تنِ تنہا...... کسی دس ہزار پر نظر نہیں ہے، اللہ کی ذاتِ عالی پر نظر ہے۔

اے میرے بندے! مایوس نہ ہو، اگر تیرے گناہ زمین کو بھر دیں اور اوپر اٹھتے چلے جائیں اور خلا کو بھر دیں اور خلا سے نکل کر آسمان کے کناروں تک چلے جائیں ہماری کائنات تیرے گناہوں سے بھر کر اور تیرے گناہوں سے بھر کر اور تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تجھے ندامت آجائے اور تیرے آنسو نکل جائیں اور تو توبہ کیلئے ہاتھ اٹھائے،...... میں ایسا کریم میں ایسا سخی میں ایسا رحیم کہ تیرے سارے گناہوں پر قلم پھیر دوں گا۔ اور مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا! کیا؟...... مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا! میں تیری توبہ کا منتظر ہوں کہ تو میری طرف کو جھکے، میری طرف کو آئے۔ ماں سے زیادہ محبت کرنے والا کوئی نہیں، سب سے رحیم ذات سب سے کریم ذات اور سب سے مہربان ذات اللہ پاک کی ذات عالی ہے۔ اللہ جل جلالہٗ کی ذات عالی اور اللہ پاک جیسی رحیم و کریم ذات، اے میرے بندے میں تیرے سے محبت کرتا ہوں، تجھے میری طرف کو آنا ہے۔ میری طرف کو آ...... نبیوں کا سلسلہ چلایا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو بھیجا کہ جاؤ میرے بھٹکے ہوئے بندوں کو میرے سے جوڑو، یہ میرے سے جڑیں۔ میں انہیں سب سے زیادہ سب سے بڑی قدرت اللہ پاک کی انسان کی تخلیق میں استعمال ہوئی ہے۔ زمین و آسمان کو بہت بڑی قدرت کے ساتھ پیدا کیا۔ ٹپکتی ہوئی کھنکتی ہوئی مٹی مرد عورت کا پانی، کیا تو ایک ٹپکتی ہوئی مٹی کا قطرہ نہیں ہے؟...... کیا تو ذلیل پانی سے نہیں بنا؟...... گندا، ناپاک

پانی تمہیں کھنکتی مٹی سے بنایا اور بنا کر کہاں سے وجود دیا؟ ماں کے پیٹ کو تیرے لئے قرار بنایا۔ اے میرے بندے! ماں کے پیٹ میں تجھے مضبوط جگہ عطا فرمائی اور تجھے پردوں میں لپیٹا کہ ماں کے پیٹ میں تجھے اندھیرے سے خوف محسوس نہ ہو، ماں کے پیٹ کے اندر کے اندھیروں سے تجھے خوف محسوس نہ ہو، میں نے تجھے پردوں میں لپیٹا۔ تین پردے چہرے کو تیری ماں کی پشت کی طرف پھیر دیا۔ تاکہ اندر کھانے کی گندگی سے تجھے تکلیف نہ ہو اور میرا نظام فرعون کے لئے بھی چل رہا ہے اور یہ میرا نظام میرے موسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی چل رہا ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ پیٹ میں بننے والا فرعون بنے گا، یہ پیٹ میں بننے والا شداد بنے گا اور یہ پیٹ میں بننے والا کیا کچھ بنے گا......!!

اللہ نے فرمایا، میری قدرت میری محبت اور میری رحمت ہے کہ میں تجھے اسی طرح سے پالتا ہوں کہ جیسے میں نبیوں کا نظام چلاتا ہوں۔ نہ خود بچہ اپنی طاقت سے نیچے کو ہوتا ہے اور نہ بچہ اپنی طاقت سے وجود میں آتا ہے۔ اللہ کا غیبی نظام ہے جو اس پر اُتر رہا ہے۔ اے میرے بندے! آج تو روزی کی خاطر اور ان کے رزق کی خاطر تو نے میرے دین کی محنت کو چھوڑا، یہ بتا کہ تجھے ماں کے پیٹ میں روزی کس نے پہنچائی تھی؟ جب تو ماں کے پیٹ میں تھا وہاں کونسا نظام تھا؟ دوکان کونسی، کونسی تجارت تھی کون سی حکومت تھی، کون سی زراعت تھی، کون سا نقشہ تھا، کوئی نہیں تھا، میرا نظام تھا!!

میری تدبیر تیرے لئے چلتی رہی، تجھے پروان چڑھاتی رہی، جسے توڑنا چاہتا ہوں فرشتوں کو کہتا ہوں میں نے اسے پروان نہیں چڑھانا، اسے ختم کر دیا جاتا ہے اور جسے میں نے پروان چڑھایا، اسے میں وجود دے کر کہتا ہوں اسے پیدا کیا جائے گا، تیری قبر کی مٹی کو لا کر تیرے نطفے میں گوندھ کر ماں کے رِحم میں رکھ دیا جاتا ہے اور تجھے وہیں دفن ہونا ہوگا جہاں سے تیری مٹی کو اٹھا کر تیرے نطفے میں ڈالا گیا۔

ایسا قوی نظام ہے تیرے دانے دانے پر میں نے مہر لگا دی، تیرے آنے سے پہلے اور جب تیرا ماں کے پیٹ میں رہنے کا زمانہ پورا ہو گیا، میں نے اس فرشتے کو بھیجا جس

کے ذمے میں نے کام ہی یہی لگایا ہے کہ ماں کے پیٹ سے بچے کو باہر لاؤ، اس فرشتے نے تمہیں اپنے پَر کے اوپر باہر نکالا۔ میں ہی ہوں جو تیرے دنیا میں آنے کے راستے کو آسان کرتا ہوں۔ راستہ آسان کیا...... ماں کے پیٹ سے باہر نکالا...... ماں کے پیٹ سے گود میں آیا......اس حال میں آیا تیرے منہ میں دانت نہیں کسی چیز کو کاٹ سکے، ہاتھ میں طاقت نہیں کسی چیز کو پکڑ سکے۔

آج جوانی پر ناز کرتا ہے، اپنی جوانی پہ مستی کرتا ہے اور وہ وقت بھول گیا جب اس میں اتنی بھی تمیز نہیں تھی کہ پیشاب اور پاخانے میں لتھڑا ہوا ہے۔ آج اپنی عقل پر مست ہوتا ہے، اپنے علم پر ناز کرتا ہے اور اپنی قوت پہ ناز کرتا ہے کہ میں......مَیں......مَیں......ارے بھائیو! تن تنہا ایک اللہ ہی ہے جو سب کچھ کرتا ہے۔
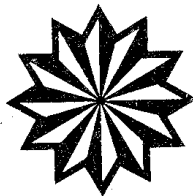
فحاشی اور عریانی کا زہر

الحمد لله الذی لم یزل ولا یزال حی قیوم، الحمدلله الذی بیده الملک وهو علی کل شیء قدیر، لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر، واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان سیدنا ومولنا محمدا عبده ورسوله ارسله بالحق شاهدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا، صلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ اله وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا. اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم، بسم الله الرحمن الرحیم. ان الدین عندالله الاسلام. الحمد لله الذی بیده الملک وهو علی کل شیء قدیر. هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو علی کل شیء قدیر ......

موتی، لعل، ہیرا، زمرد اور یاقوت خود بخود نہیں بنے!

محترم بھائیو اور دوستو!

اس جہان میں اور اس جہان میں یعنی دنیا اور آخرت میں جو کچھ بنا ہے یا آئندہ بنے گا یہ سب اللہ کی قدرت اور تخلیق کا شاہکار ہے۔ اس میں جو نفع ہیں وہ بھی اللہ نے رکھے ہیں اور جو نقصان نہیں وہ بھی اللہ نے رکھے ہیں۔ سانپ میں طاقت نہیں ہے کہ زہر

خود بنائے، ہرن میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ مشک پیدا کر دے، مچھلی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ عنبر بنائے، صدف میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ موتی بنائے، کوئلے میں اپنی طاقت نہیں ہے کہ وہ ہیرا بن جائے، پتھر میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ لعل بن جائے اور وہ زمرد بن جائے، یاقوت بن جائے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے کسی پر نظر کی اور اسے رنگ دیا، اسے شکل دی، اسے صفات دیں، اسے مہلت دی، اس کو وقت دیا، اس کو زندگی دی۔

سانپ کا زہر تو نظر آتا ہے جھوٹ کا زہر نظر نہیں آتا

تو اسی طرح اللہ نے خیر اور شر میں نفع اور نقصان رکھے ہیں۔ نیکی اور بدی میں نفع اور نقصان رکھے ہیں۔ اچھائی اور برائی میں نفع اور نقصان ہیں۔ سانپ کا زہر تو نظر آتا ہے لیکن جھوٹ کا زہر نظر نہیں آتا۔ آم کی مٹھاس تو محسوس ہوتی ہے لیکن سچ کی مٹھاس محسوس نہیں ہوتی۔ چونکہ اللہ نے اسے امتحان میں رکھ دیا ہے۔ چیزوں کے نفع دکھائے اور چیزوں کے نقصان دکھائے۔ عمل کا نفع بھی چھپا دیا اور نافرمانی کا نقصان بھی چھپا دیا۔

ڈاکٹر مفید و مضر تو بتا سکتے ہیں مگر حلال و حرام نہیں بتا سکتے

اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا عمل کرو، فربکم اعلم بمن هو اهدی سبیلا میں جانتا ہوں کون صحیح راستے پہ ہے اور کون خطا پہ ہے۔ انسان کے پاس ایسا علم نہیں ہے کہ وہ جان سکے کہ اچھائی میں نفع کیا ہے؟ برائی میں نقصان کیا ہے؟ وہ اس جانچنے کے عمل سے قاصر ہے۔ یہاں آ کر سارے ڈاکٹروں کا علم فیل ہو جاتا ہے۔ ہاں اب وہ غذا کو دیکھ کر بتا سکتے ہیں کہ اس میں مفید اور مضر کیا کیا چیزیں ہیں لیکن وہ حرام کی پکی ہوئی غذا میں کچھ نہیں دکھا سکتے کہ اس میں جہنم کی آگ جل رہی ہے، اور وہ حلال کی پکی ہوئی روٹی میں نہیں دکھا سکتے کہ اس میں جنت کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ وہ ایک کان کے پردے کا میل تو دیکھ سکیں گے، کان کے پردے پہ آئی ہوئی بیماری تو دیکھ سکے گا لیکن اس کے اندر موسیقی نے جو گند گھولا ہے اس کے لئے کسی بھی ڈاکٹر کے پاس ایسا آلہ نہیں کہ وہ دیکھ کر یہ بتا سکے کہ اس کے کانوں میں موسیقی کا زہر پھیل چکا ہے اور یہ بہت خطرناک ہے اور اس کا علاج بہت

ضروری ہے۔ ایک آئی سپیشلسٹ (آنکھوں کا ڈاکٹر) ایک آلے کے ذریعے یہ تو بتائے گا کہ آپ کی آنکھ کمزور ہو چکی ہے، وہ ٹیسٹ کر کے بتائے گا کہ اتنے نمبر کا شیشہ لگے گا اور فلاں بیماری لگ چکی ہے لیکن یہ آنکھ حرام دیکھتی ہے اس کو دیکھنے کے لئے کسی آئی سپیشلسٹ کے پاس کوئی آلہ نہیں ہے۔ جو آنکھ دیکھنے کے لحاظ سے صحیح ہو گی اس کو وہ کہے گا ٹھیک ہے۔ ممکن ہے وہ اللہ کی نظر میں اندھی آنکھ ہو اور جو آنکھ دیکھنے کے لحاظ سے کمزور ہو گی اور اس کو وہ کہے گا کمزور آنکھ ہے۔ ممکن ہے وہ آنکھ اللہ کی نظر میں سورج سے زیادہ تیز ہو۔

ڈاکٹر دل کی روحانی کیفیت نہیں بتا سکتے

ایک ڈاکٹر دل کی رگوں کو دیکھ کر بتا دے گا کہ اتنی رگیں بند ہو چکی ہیں۔ ایک بند ہے، دو بند ہیں یا تینوں بند ہیں۔ فوری آپریشن کی ضرورت ہے لیکن ایسا کوئی آلہ ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے جو دل کو دیکھ کر بتا سکے کہ اس میں اللہ نہیں ہے، اس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے۔ اس کی تینوں رگوں میں دنیا بھر چکی ہے۔ اس کی تینوں رگیں بلاک ہو چکی ہیں۔ ممکن ہے ایک دل والے ڈاکٹر کی نظر میں وہ دل سو فیصد ٹھیک ہو اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ پورے کا پورا بلاک (بند) ہو چکا ہو، بیمار ہو چکا ہو۔ جبکہ دوسری طرف ڈاکٹر کی نظر میں ایک دل انتہائی کمزور ہو اور مرنے کے قریب ہو لیکن اللہ کی نظر میں انتہائی صحت مند ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ”اگر تمہارے جسم مضبوط ہو گئے اور دل بیمار ہو گئے تو تم اللہ کی نظر میں گندگی سے زیادہ ذلیل ہو جاؤ گے۔“ تو دل کی بیماری سے مراد یہاں رگوں کا بند ہونا نہیں بلکہ دل کا اللہ کو نہ چاہنا، اس کے محبوب کی محبت سے خالی ہو جانا، سینے کا دین کے جذبوں سے ٹھنڈا ہو جانا، اندر کے چمن کا اجڑ جانا، یہ دل کی بیماری کسی ڈاکٹر کو نظر نہیں آئے گی۔ اندر میں صحراؤں کا وجود پکڑ جانا، یہ دل کی بیماری کسی ڈاکٹر کو نظر نہیں آئے گی۔

میرا چھوٹا بھائی ڈاکٹر ہے۔ کبھی ملنے کیلئے جاتا ہوں تو انجیو گرافی (angiography) کر رہا ہوتا ہے۔ تو میں انتظار میں باہر بیٹھ جاتا ہوں۔ ٹی وی چل رہا ہوتا ہے جس میں دل

دھڑکتا ہوا اور رگیں چلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مجھے کچھ سمجھ میں تو نہیں آتا لیکن وہ رگیں نظر آتی ہیں۔ عام آدمی بھی دیکھ سکتا ہے۔ یہ سارا عمل کئی دفعہ آنکھوں سے دیکھا۔ ایک ڈاکٹر یہ تو دیکھ لے گا کہ یہاں رگ بند ہے۔ یہاں آلہ ڈالو کہ یہ کھل جائے لیکن وہ یہ کہاں سے دیکھے گا کہ ساری رگوں سے اللہ نکل چکا ہے؟

دل کی بیماری کے متعلق کوئی روحانی ڈاکٹر ہی بتا سکتا ہے

ساری رگیں بند ہو چکی ہیں، اب دنیا کی ساری غلاظتوں نے دل کی تمام رگوں کو بند کر دیا ہے۔ اگر یہ اس حال میں مر گیا تو یہ برباد ہو گیا کیونکہ اس دل میں درد نہیں اٹھتا، اس میں ہارٹ اٹیک نہیں ہوتا۔ ہاں وہ روح پہ اٹیک ہوتا ہے کہ روحیں ویران ہو جاتی ہیں، سینے خالی ہو جاتے ہیں، زندگی بے مقصد ہو جاتی ہے، منزل گم ہو جاتی ہے اور سوائے پیسے کی کھنک کے کچھ نہیں سنائی دیتا اور سوائے اپنی لذتوں کے اسے کچھ نہیں سنائی دیتا اور سوائے پیٹ کی پوجا کے کوئی اس کا معبود نہیں رہتا اور سوائے اپنے نفس کے کوئی اس کا قبلہ نہیں رہتا۔ اس کے قبلے بدل جاتے ہیں، اس کے رخ بدل جاتے ہیں، اس کے اطوار و ترجیحات بدل جاتی ہیں۔ ان علامتوں سے پتہ چلتا ہے کہ دل مرا ہوا ہے۔ اس لئے ابن مسعودؓ نے فرمایا اگر تیرا دل بیمار ہو گیا ہے تو تین جگہ دیکھو:

(۱) دیکھو تیرا دل قرآن میں لگتا ہے کہ نہیں لگتا؟

(۲) دیکھو تیرا دل اللہ کے ذکر کی مجلسوں میں لگتا ہے کہ نہیں لگتا؟

(۳) دیکھو تمہارا دل تنہائی میں اللہ کے لئے تڑپتا ہے کہ نہیں تڑپتا؟

اگر تیرا دل قرآن میں نہ لگے، اللہ کے ذکر میں نہ لگے، تنہائی میں اللہ کی یاد میں نہ لگے تو مانگ اللہ سے کہ اللہ تجھے دل عطا فرمائے کہ تیرا دل مر چکا ہے۔ اس کا آپریشن کروالو کہ دل کے مرض میں تو بخشش ہوتی ہے اور وہ دل جو روح کا لطیفہ ہے اگر وہ بیمار ہو گیا تو تباہی اور بربادی کے دہانے کھل جائیں گے۔

دل کا اٹھا ہوا درد گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ پیٹ کا اٹھا ہوا درد گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ ایک دن بخار ہو جائے تو ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ایک دن میں سر درد ہو جائے تو ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اللہ کے احکامات پر عمل سے خالی جسم مردہ ہے

لیکن بھائیو! اگر وہ دل جو روح کو دھڑ کا تا ہے، جو روح کو سپلائی دیتا ہے اگر وہ بیمار ہو گیا تو یہ اللہ کی نظر میں گندگی کے کیڑے سے زیادہ حقیر ہو جائے گا۔ تم گندگی کے کیڑوں سے زیادہ ذلیل ہو جاؤ گے۔ جو آنکھ کو نہیں پہچانتی، جو کان اللہ کی آواز کو نہیں سنتے، جو دل اللہ کی محبت میں نہیں دھڑکتا، جو سینہ اس کے دین کے درد سے خالی ہے، وہ اللہ کے نزدیک مردہ جسم ہے۔ جن کو دفن کرنے کا انتظام کرنا تھا ان کو جب بازاروں میں چھوڑا تو بازاروں میں بدبو پھیل گئی......

جب ان کو گھروں میں چھوڑا تو گھر گندے ہو گئے......

جب ان کو دفتروں میں چھوڑا تو دفتر گندے ہو گئے......

جب ان کو عدالتوں میں چھوڑا تو عدالتیں خود ظالم ہو گئیں......

جب ان کو حکومت کے ایوانوں میں چھوڑا تو ایوان خون سے رنگین ہو گئے......

جب ان کو سیاست میں چھوڑا تو سیاست ظلم وستم کی نئی داستانیں لکھنے لگ گئی اور

جب اس کو معاشرت کے میدان میں چھوڑا تو ساری معاشرت عدم توازن کا شکار ہو گئی۔

وہ باپ کے روپ میں ابھرا تو نافرمان......

وہ بھائی کے روپ میں ابھرا تو نافرمان......

وہ بیٹے کے روپ میں ابھرا تو نافرمان......

وہ بیوی کے روپ میں آئی تو نافرمان......

بیٹی کے روپ میں آئی تو نافرمان......

اس کا گندا وجود، اس کا گندا سانچہ جس جس وجود میں ڈھلتا گیا، وہیں گند پھیلتا چلا گیا، کہ گندگی کا کیڑا جدھر بھی جاتا ہے گند ہی پھیلاتا ہے۔

گندگی کے کیڑے سے تشبیہ دینے میں یہ خوبصورت اشارہ ہے کہ چیزیں گندی نہیں ہوتیں۔ بہت تھوڑی چیزیں ہیں جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ بہت تھوڑے شعبے

ہیں جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ باقی انسان ہی گندا ہوتا ہے کہ جدھر جاتا ہے وہاں گند پھیل جاتا ہے، جدھر جاتا ہے تعفن پھیل جاتا ہے، جدھر جاتا ہے وہاں نفرتوں کی آگ پھیل جاتی ہے، جدھر جاتا ہے محبتیں، رشتے ناتے ٹوٹتے چلے جاتے ہیں۔

وہ کیسے اعضاء و جوارح ہیں جو اللہ کو نہ پہنچانیں

تو میرے بھائیو! وہ آنکھ آنکھ نہیں جو اللہ کی کائنات پر غور و فکر کر کے اس کو نہ پہچانے، وہ کان کان نہیں جو بلبل کا نغمہ سن کر، ہواؤں کی سنسناہٹ کو سن کر، برستی بارشوں کے نغمے سن کر اللہ کو نہ پہچانے۔

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت......

کبھی اونٹ کو نہیں دیکھتے، کیا یہ نہیں بتاتا کہ خالق ہے۔

والی السمآء کیف رفعت......

بلند آسمان کی چھت کو دیکھا کیوں نہیں سوچتے ہو کہ کوئی اس کا خالق ہے۔

والی الجبال کیف نصبت......

یہ گڑے ہوئے بلند و بالا پہاڑ اور سر بفلک چوٹیاں، برف پوش، سبز پوش، سیاہ پوش، سفید برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑیاں اور اوپر سے گرتے ہوئے جھرنوں سے پانیوں کے چشموں کا اک سیل رواں، کیا یہ نہیں بتاتا کہ کوئی خالق ہے......!

والی الارض کیف سطحت

یہ بچھا ہوا زمین کا فرش۔ اللہ نے کس طرح ایک زمین پہ اپنی نشانیوں کو بتایا۔ مجھے قسم ہے زمین کی اور اس کے بچھانے والے کی کہ میں نے زمین کا فرش بچھایا۔

الم نجعل الارض مھدا......

کوئی ہے تیرے رب کے سوا جو یہ فرش بچھا کے دکھا دے......

والارض فرشنھا......

تیرے رب نے، ہم نے زمین کا فرش بچھایا......

فنعم الماھدون......کوئی ہے میرے جیسا کہ ایسا فرش بنا کے دکھا دے۔

کوئی ہے کوئی ہے جو ایسا فرش بنادے کہ مٹی کا ایک ڈھیلا نہ تھا۔ غبار کا ایک ذرہ نہ تھا، ریت کا ایک ذرہ نہ تھا اور پہاڑ کا ایک سنگریزہ نہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا زمین کا فرش بچھایا، ریت سے اسے ڈھکا، پہاڑوں سے اسے ڈھکا، پانیوں سے سجایا، جنگلوں سے سجایا......

والی الارض کیف سطحت......

یہ زمین اس لئے تو نہیں بچھائی تھی کہ تم اس پہ زنا کرو......

اس لئے تو یہ زمین نہیں بچھائی تھی کہ تم اس پر ناچو اور گاؤ......

اور اس لئے تو یہ زمین نہیں بچھائی تھی کہ تم اس پہ جواء کھیلو......

اس لئے تو یہ زمین نہیں بچھائی گئی تھی کہ تم اس پر قتل کرو......

اس لئے تو یہ زمین نہیں بچھائی تھی کہ تم اس پر ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرو......

ماؤں کو جھڑک کے بٹھادو......

باپ کے گریبان میں ہاتھ ڈال دو اور اس سے کہو کہ تم نے میرے لئے کیا بنایا ہے؟ بیٹا باپ سے کہہ رہا ہے کہ تو نے میرے لئے آج تک کیا کیا ہے؟ یہ اولاد اپنے باپ سے خطاب کر رہی ہے۔

یہ زمین تیرے رب نے اس لئے تو نہیں بچھائی تھی کہ اس پر گناہ کرے!!

کیا یہ زمین نافرمانیوں کے لئے بچھائی گئی تھی!

میرے بندے تو یقین والا دل لے آ تو زمین کا ذرہ ذرہ تمہیں لا الہ الا اللہ پکارتا سنائی دے گا۔ آنکھ لے آ جو کسی کی بیٹی کو نہ دیکھتی ہو تو پتے پتے میں تجھے اپنے رب کی قدرت نظر آئے گی، پہاڑوں کی چوٹیاں تمہیں پکارتی سنائی دیں گی اور ان کا ایک ایک پتھر تمہیں بولتا سنائی دے گا اور ایک ایک ہوا کا جھونکا، پانی کی ہر موج اور بارش کا ہر قطرہ اور سمندر کی ہر طغیانی اور صدف کا چھپا ہوا موتی اور مچھلی کا چھپا ہوا امبر اور نافے میں چھپے ہوا مشک اور گلستان میں وہ پنکھڑی بن کے کھل جانے والی چنبیلی اور سرخ جوڑا پہننے والا گلاب اور لٹکے ہوئے پھل اور پکے ہوئے خوشے اور جھرنوں سے گرتا ہوا پانی اور آبشاروں سے بہتا

ہوا رواں دریا، ایک ایک چیز تمہیں دکھائی دے گی تمہیں سنائی دے گی اور وہ کہے گی کہ ہمارا مالک اللہ ہے، ہمارا رب اللہ ہے۔ ان ربکم اللہ تمہارا رب اللہ ہے ان فی خلق السموات والارض زمین و آسمان کو دیکھتے کیوں نہیں ہو، کیسے بن گئے؟ کس نے بنایا واختلاف الیل والنھار دن کہاں سے آگیا؟ رات کہاں سے آتی ہے؟ دن کہا چلا جاتا ہے؟ رات کیوں کالے ناگن کی طرح چھا جاتی ہے؟ دن کیوں چمکتا ہوا سامنے آجاتا ہے؟ واختلاف الیل یہ دن کہاں سے آیا؟ رات کہاں سے آئی؟ سات سمندر کے سینوں کو چیرتے ہوئے تمہارے چھوٹے چھوٹے جہاز کیسے کراچی سے چلتے ہیں اور برازیل پہنچ جاتے ہیں۔ کراچی سے چلتے ہیں اور کیپ ٹاؤن پہنچ جاتے ہیں، جدہ نیویارک لندن کیسے پہنچ جاتے ہیں؟ اتنے بڑے بڑے سمندروں کو کس نے لگام دے دی کہ تمہارے جہازوں کو گزرنے دیں اور کوئی موج کوئی موج کیا، ایک مچھلی ٹکر مار دے تو جہاز کو الٹانے کے لئے کافی ہے۔ وہ کون ہے جو سمندر کی لگاموں کو روک لیتا ہے اور تمہاری کشتیوں کو چلنے دیتا ہے

والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السمآء من مآء فا حیاء بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دآبۃ وتصریف الریح والسحاب المسخر بین السماء والارض لایت لقوم یعقلون

آسمان سے برستا پانی تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟ اس کی آواز تمہیں سنائی نہیں دیتی؟ ٹپ ٹپ گرتے ہوئے قطرے تمہیں کہہ نہیں رہے کہ اللہ ایک ہی اللہ ہے، ایک ہی اللہ ہے، جس نے ان بادلوں کو وجود بخشا، سمندروں سے پانی کو اٹھایا، ایک سیکنڈ میں سولہ ملین ٹن پانی بخارات بن کر ہوا میں اڑ جاتا ہے؟ پھر تیرا رب اسے آسمان اور زمین کے درمیان پھیلاتا ہے، جیسے وہ چاہتا ہے فیصیب بھا من یشآء کہیں کہتا ہے برس جا، کہیں کہتا ہے ہٹ جا، کہیں کہتا ہے دہانے کھول دو، کہیں کہتا ہے بند کر دو، اب ہم نے بارش بند کر دی ہے تو تم بارش اتار کے دکھاؤ۔ ہم بارش اتار رہے ہیں تو تم اس کو روک کے دکھاؤ، اس کی گرج کو بند کر کے دکھاؤ۔ ایک کالے بادل میں تین لاکھ ٹن پانی ہوتا ہے۔ ایک برس جائے تو پورے

پاکستان کو کافی ہے۔

پاکیزہ آنکھ ہی اللہ کی نشانیوں کو دیکھ سکتی ہے

ان ساری نشانیوں میں اللہ اس آنکھ کو نظر آتا ہے جو کسی کی بیٹی کو نہ دیکھتی ہو، اللہ کے نغمے سنائی دیتے ہیں ان ہی کانوں کو جو موسیقی کے زہر سے آلودہ ہوں اور اللہ ان کو عبرت کی نظر دیتا ہے اور ان کو اپنی یاد والا دل دیتا ہے

جن کے منہ میں حرام کے لقمے نہ جاتے ہوں......

جن کی زبان گالی سے پاک ہو......

جن کی زبان غیبت سے پاک ہو......

جن کی زبان جھوٹ سے پاک ہو......

جن کی زبان مسلمان کی دل آزاری سے پاک ہو......

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے دلوں کو اللہ اپنا عرش بنا دیتا ہے۔اس کے عرش پروہ تجلیات ظاہر نہیں ہوتیں جو اس کے بندے کے دل پر ظاہر ہوتی ہیں۔

جس کا پیٹ حرام لقمے سے پاک ہو جائے......

جس کی نظر حرام دیکھنے سے پاک ہو جائے......

جس کے کان حرام سننے سے پاک ہو جائیں......

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں......

میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں......

میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں......

اس کی رگ رگ میں اللہ کی محبت اس طرح دوڑتی ہے کہ خون تو پھر بھی بڑھاپے میں سست ہو جاتا ہے، لیکن جوں جوں عمر گزرتی ہے اللہ کی محبت کا بہتا ہوا دریا اور تیز ہوتا جاتا ہے، وہ تیز ہوتا جاتا ہے، وہ بڑھتا چلا جاتا ہے، وہ آتش بھڑکتی چلی جاتی ہے، وہ رگ رگ میں ایک نور کا سیلاب ہوتا ہے۔جس کو وہ یوں کہتا ہے کہ اے اللہ! میری آنکھ میں نور ڈال دے، میری کانوں میں نور ڈال دے، میرے گوشت میں نور ڈال دے، میرے خون میں

نور ڈال دے، میری کھال میں نور ڈال دے، میرے بالوں میں نور ڈال دے، اے اللہ
مجھے سراپاء نور بنا دے۔

جو آنکھیں غلط دیکھنے سے بچ جائیں، جو کان غلط سننے سے بچ جائیں، جو ہاتھ ظلم سے
رک جائیں، جو پاؤں غلط نقشوں پہ چلنے سے رک جائیں، جو زبان گالی گلوچ سے رک جائے، جو
پیٹ حرام کھانے سے رک جائے تو یہ دیکھنے میں سر سے لے کر پاؤں تک مٹی کا تودا ہے، ایک مرد
اور عورت ہے لیکن آسمان والے کی نظر میں یہ سر سے لے کر پاؤں تک نور ہی نور ہے۔

یہ وہ آگئے جن کا تم مذاق اڑاتے تھے

انتظار کرو انتظار کرو جس دن یہ قبر سے اٹھے گا یا اٹھے گی۔ آؤ آؤ آج میں تمہیں
دکھاؤں، اللہ کہہ رہا ہے آؤ آؤ آج میں تمہیں دکھاؤں، تمہیں اپنے بندوں اور بندیوں کا نور
دکھاؤں جن کے آگے بھی نور، پیچھے بھی نور، جن کے دائیں بھی نور، جن کے بائیں بھی نور،
جن کے اوپر بھی نور، جن کے نیچے بھی نور۔ بین ایدیھم و بایمانھم قرآن نے صرف دو
جگہ ذکر کیا ہے کہ یہ سر سے لے کر پاؤں تک نور ہوں گے، آگے نور ہوگا، پیچھے نور ہوگا، دائیں
نور ہوگا، بائیں نور ہوگا، اوپر نور ہوگا اور جہاں جہاں پاؤں رکھے گا وہاں بھی نور ہوگا اور لوگ
انہیں حیران ہو کر دیکھیں گے کہ یہ کون آگئے؟ ہاں! یہ ہو آگئے جن کا تم مذاق اڑاتے تھے۔ یہ
وہ آگئے جن کو تم گری پڑی نظروں سے دیکھتے تھے۔ یہ وہ آگئے جن کو تم جاہل کہتے تھے، گنوار
کہتے تھے، اجڈ کہتے تھے، جن کو تم پست کہتے تھے، پست ذہن کہتے تھے، جنہیں تم غیر ترقی
یافتہ کہتے تھے۔ آج دیکھو تو سہی آج بلال رضی اللہ عنہ کا نور دیکھو، آج سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا نور تو دیکھو۔

بڑے بڑے لعل اور گوہر جو تہہ خاک ہوئے سوئے ہیں

قبروں میں سو گئے۔ نام تو چند ایک کے تاریخ نے محفوظ رکھے لیکن اس زمین نے
بڑے بڑے ہیروں کو اپنے اندر چھپایا ہوا ہے۔ بڑے بڑے لعل اور گوہر ہیں جو تہہ خاک
سوئے ہوئے ہیں۔ جس دن قبریں پھٹیں گی تو تم دیکھو گے کہ کچھ قبروں سے ایسے نکلیں گے
جیسے سورج نکل رہا ہے۔

تھکے ہوئے ویران چہروں پر مٹی لگی ہوئی

اور کچھ ایسے نکلیں گے کہ کالی رات بھی ان سے شرما کے کہیں دائیں بائیں دبکنا چاہے گی کہ یہ کون سی سیاہی آ رہی ہے کہ جس نے مجھے بھی مات دے دی۔ ساری دنیا کی سیاہیاں ان کے چہروں کی سیاہی سے کم ہوں گی۔ ساری دنیا کی ویرانیاں ان کے چہروں کی ویرانیوں سے تھوڑی ہوں گی۔ سارے سمندر کی کڑواہٹ ان کی کڑواہٹ سے کم ہوگی۔ تم قیامت کے دن دو نظارے دیکھو گے، کچھ اٹھ رہے ہیں تھکے ہوئے ویران چہروں پہ مٹی لگی ہوئی، مٹی کے اوپر تارکول لگا ہوا کانما اغشیت وجوھھم قطعا من الیل مظلما یوں لگے گا جیسے کالی رات کو پینٹ کر دیا گیا ہو۔ ایک رات نہیں بلکہ قطعا من الیل مظلما بے شمار سیاہیوں کے پرے کے پرے باندھ کر ان کے چہروں پہ لگا دیے گئے، ان کے چہروں پہ مل دیئے گئے اور ان کے جسم پہ بدبو ہوگی۔ جب دیکھو گے کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں بندھی ہوئی ہیں۔ وہ کہیں گے یا ویلنا ہائے ہم مر گئے من بعثنا من مرقدنا ہمیں قبر سے کیوں اٹھا دیا گیا؟ ہمیں قبر میں سے کس نے اٹھا دیا؟

سورج سے تشبیہ دینا بھی ان کے نور کی توہین ہے

ایک اور نظارہ ہوگا کہ قبروں سے سورج طلوع ہوتے دکھائی دیں گے۔ آج چودھویں کے چاند سے تشبیہ مت دو، آج سورج سے تشبیہ دینا بھی ان کے نور کی توہین ہے۔ آج سورج سے تشبیہ دینا بھی ان کی شان میں کمی ہے۔ لیکن ہمارے پاس سورج سے زیادہ روشن اور کوئی ستارہ نہیں اور کوئی روشن سیارہ نہیں جس کی ہم تشبیہ دے سکیں لہٰذا ہمارا علم سورج پہ آ کے ٹک جاتا ہے اور اس دن سورج بے چارا ایسا عاجز اور مسکین ہوگا کہ ایمان والے کی ایک انگلی بھی اگر اس کی طرف ہو جائے تو اس کا چہرہ نظر نہ آئے گا۔ تو جب پورا وجود اس کے سامنے آئے گا تو کیا ہو جائے گا؟ چہرہ جس کو اللہ یوں کہہ رہا ہو وجوہ یومئذ ناضرۃ اللہ صرف چہرے کا حسن بتا رہا ہے۔ اس کے بعد کہہ رہا ہے وجزھم بما صبروا جنتو حریرا ان کو جنت ملی، ان کو ریشم ملا۔

بڑھاپے کی مکڑی چہرے پہ تانا بانا بنتی ہے

دیکھو دیکھو! آج مرد بھی میک اپ کر رہے ہیں اور عورتیں بھی میک اپ کر رہی ہیں کہ ہم اچھے نظر آئیں۔ ہائے میں کیا کروں اس بڑھاپے کا؟ آئے ہائے ہم مکڑی کا جالا تو ہٹا دیتے ہیں پر جو بڑھاپے کی مکڑی چہرے پہ تانا بانا بنتی ہے اس کو کون ہٹائے گا؟ کوئی پلاسٹک سرجری کب تک کرے گا؟ کتنا کوئی کھال کھینچے گا؟ پھر کھال مزید کھینچنے سے انکار کر دے گی کہ اب مجھ میں مزید کھینچنے کی طاقت نہیں ہے۔ پھر بڑھاپے کا خوفناک مکڑا آئے گا اور اس کے چہرے پہ ایسا تانا بانا بنے گا کہ ساری دنیا کے ڈاکٹر ہاتھ کھڑے کر جائیں گے کہ اب اس بدصورتی کو حسین بنانے کا ہمارے پاس کوئی نسخہ نہیں ہے۔ یہ تناور قد و قامت اور ایک تنے کی طرح اور یہ سرو قد، جن کو سرو قد سے تشبیہات دی گئیں اور جن کو لمبے تنے سے تشبیہ دی گئی ان کو دیکھو، آج بڑھاپے نے ان کو کمان بنا دیا ہے۔ وہ جھکی ہوئی کمان ہیں۔ آج لاٹھی سہارا نہیں دے رہی، آج وہیل چیئر ان کا بوجھ نہیں اٹھا رہی، وہ چارپائیوں پہ پڑے عبرت کا نشان بنے ہوئے ہیں۔

رستم زمانہ بھولو پہلوان کا آخری وقت

وہ بھولو مرحوم جو 60 کی دہائی میں اکھاڑے میں کھڑے ہو کر پر جوش ہاتھ لہراتا تھا۔ جب ہم سکول پڑھا کرتے تھے تو اس کا ڈنکا بجتا تھا اور اس کو تاج پہنایا گیا تھا۔ رستم زماں نے لندن میں ساری دنیا کے پہلوانوں کو چیلنج کیا تھا۔ کوئی اس کو نہ گرا سکا پھر میں نے انہی آنکھوں سے اس کو دیکھا، نہ وہ اٹھ سکتا تھا، نہ وہ بیٹھ سکتا تھا، نہ وہ کروٹ بدلنے کے قابل تھا۔ چہرے سے مکھی نہیں اڑا سکتا تھا۔ ہاتھ میں سکت نہیں تھی کہ خود اپنے ہاتھ سے مکھی ہٹا سکے۔ اب اس کا کون علاج کرے۔

حقیقی اولاد والدین کی موت کے لئے دعا کر رہی ہیں

بڑھاپا آیا اور اس نے خیمے گاڑھ دیے۔ یہ خیمے اکھڑنے کے لئے نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ ارے! میں جسے جوانی دیتا ہوں، اسے بڑھاپا بھی دیتا ہوں۔ تم دیکھتے

نہیں ہو کہ اس کی کمر کو جھکا دیتا ہوں۔ اس کی آنکھوں پہ چشمے لگوا دیتا ہوں۔ اس کے کانوں میں آلے لگوا دیتا ہوں۔ اس کے گھٹنوں میں دردوں کے ڈیرے جما دیتا ہوں۔ ڈاکٹر عاجز بیٹھے ہیں کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا، اب صبر ہی کریں۔ اب تو بس زندگی کے دن یونہی کٹیں گے۔ وہیل چیئر تھک جاتی ہے۔ اولادیں دعائیں مانگتی ہیں کہ دعا کرو ابا جی کے لئے آسانی ہو جائے۔ کیا مطلب؟ یعنی مر جائے۔ ابا جی کے لئے آسانی ہو جائے یعنی ہماری جان چھوڑ جائیں۔ ہماری کمائیوں پہ فرق آ رہا ہے۔ ہم اپنے بچوں کو وقت نہیں دے پا رہے۔ اماں کے لئے دعا کر دو۔ جن ماؤں نے جنا تھا ان کے لئے، پیٹ سے نکلی ہوئی اولادیں، چھاتی کا دودھ پینے والی اولادیں، کہتی ہیں یا اللہ اماں جی کے لئے آسانی کر دے۔ اماں جی کو موت دے دے تاکہ ہماری جان چھوٹ جائے۔ ہم اپنے بچوں کو سنبھالیں کہ اپنی ماں کو سنبھالیں؟ یا اپنے باپ کو سنبھالیں؟

گزرا ہوا لمحہ بھی کبھی لوٹ کے آیا؟

یہ دھوکے کا گھر ہے، یہ مچھر کا پر ہے، یہ مکڑی کا جالا ہے۔ جس نے کسی سے وفا کی ہے، نہ کر رہا ہے، نہ کرے گا۔ اس کا آخر انجام ہلاکت، اس کا آخر انجام موت، اس کا آخر انجام حسرت، اس کا آخر انجام یاس، اس کا آخر انجام مایوسیاں، اس کا آخر انجام اندھیرے، اس کا آخر انجام آہیں ہیں، سسکیاں ہیں، رونا ہے، تنہائیاں ہیں، در و دیوار سے لپٹ کر رونا ہے۔ بلاؤ بلاؤ عمر رفتہ کو، کبھی عمرِ رفتہ بھی لوٹ کے آئی؟ گیا ہوا لمحہ بھی کوئی بھی لوٹ کے آیا؟ گیا ہوا پیسہ تو واپس آ جاتا ہے لیکن گیا ہوا لمحہ کون لائے گا؟

بھائیو! اس دھوکے کے گھر میں، اس مچھر کے پر میں اس مکڑی کے جالے سے جی لگا کر اللہ سے غافل نہ ہونا، اللہ کے محبوبؐ سے غافل نہ ہونا۔

اس حرص ہوس کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قذاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کے نقارا
کیا بدیا، بھینسا، بیل، شتر کیا گونی پلا سر بھارا
کیا گیہوں، چاول، موٹھ، مٹر کیا آگ، دھواں اور انگارا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

دنیا کی ملکیت بطورِ استحقاق نہیں بطور امتحان ہے!

کوئی نہیں ساتھ دے گا۔ یہ دنیا دھوکہ ہے، فریب ہے، سراب ہے، یہ مکڑی کا جالا ہے، یہ ریت کا پانی، یہ مچھر کا پر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا ہے۔ یہ ہماری ملکیت دنیا کی اشیاء میں، یاد رکھنا، بطور استحقاق کے نہیں ہماری ملکیت بطور امتحان کے ہے۔ میرے پاس چار ٹکڑے زمین ہے یہ بطور استحقاق کے نہیں ملکیت بطور امتحان کے ہے۔ میں ڈاکٹر ہوں تو بطور استحقاق کے نہیں بلکہ امتحان ہوں۔ میں بادشاہ ہوں تو بطور استحقاق نہیں بطور امتحان ہوں۔ میں ریڑھی والا ہوں، میں جوتے پالش کرنے والا ہوں، میں تانگہ چلانے والا ہوں، میں رکشہ چلانے والا ہوں، ان ساری شکلوں میں میرا اللہ میرا اور آپ کا امتحان لے رہا ہے۔ فینظر کیف تعملون وہ دیکھے گا کیا کرتے ہو۔

قبروں سے اٹھنا حق ہے

اور ایک دن آئے گا۔ وہ دن آئے گا، وہ آئے گا۔ قل ای وربی انہ لحق ان سے کہہ دو مجھے میرے رب کی قسم وہ دن حق ہے ان وعد اللہ حق ان سے کہہ دو میرے رب کا وعدہ حق ہے ان الجنۃ حق ان سے کہہ دو جنت حق ہے والنار حق ان سے کہہ دو جہنم حق ہے اور آخرت حق ہے، قبروں سے اٹھنا حق ہے۔ یوم یات وہ آ گیا لا تکلم نفس الا باذنہ آج کوئی بول کے دکھائے، آج کوئی بول کے دکھائے، ممبر پہ پھدکنا بڑا آسان تھا۔ آج کوئی بولے لا تکلم نفس الا باذنہ آج کوئی نہیں بول سکتا۔

بدبخت اور خوش بخت کون ہیں؟

فمنھم شقی وسعید کچھ خوش بخت، کچھ بدبخت، بدبخت کون ہیں؟

فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر وشھیق ......

جن کو آگ کھا گئی وہ بدبخت ہیں۔

خوش بخت کون ہیں؟

واما الذین سعدوا ففی الجنة ......

جنہیں جنت مل گئی۔ وہ خوش بخت ہیں۔

بد بخت وہ ہیں جو جہنم کا شکار ہوئے۔ جن کے کرتے آگ، جن کی ٹوپیاں آگ، جن کی شلواریں آگ، جن کے بستر آگ، جن کی چادریں آگ، جن کے کمرے آگ ہیں۔ بستر لاؤ، بستر آگ کے چادریں لاؤ **ومن فوقهم غواش** ان پہ چادریں آگ کی، کرتے لاؤ **قطعت لهم ثياب من نار** ان کے کرتے اور شلواریں آگ کی، **وتغشى وجوههم النار** ان کے چہروں کے اوپر آگ، ان کی ہڈیوں کے اندر آگ، پاؤں کے تلوے سے آگ داخل ہوگی اور ہڈیوں کے گودے سے گزرتی ہوئی، پیٹ کو چیرتی ہوئی، گردن سے گزرتی ہوئی کھوپڑی کو چیرتی ہوئی، شعلہ بن کے سر پر بھڑ کنے لگ جائے گی۔

میرے بھائیو! ڈرو اس دن سے، کوئی اس دھوکے میں نہ آئے یہاں کی ہر خوشی عارضی ہے۔ ہر راج مٹ جاتا ہے۔ یہاں کی بلندیاں پستیوں میں بدل جاتی ہیں، یہاں کے عروج کو زوال نگل جاتا ہے، یہاں کی عزت کو ذلتیں کھا جاتی ہیں، یہاں کی جوانی کو بڑھاپا مٹا دیتا ہے اور یہاں کی محبتیں نفرتوں میں بدل جاتی ہیں۔ دیکھتے نہیں ہو کتنے انسان تھے جن کے ڈنکے بجتے تھے ہٹو بچو کے شور تھے۔ آج ان کی کھوپڑیاں کہہ رہی ہیں میں کبھی کسی کے سر کا غرور تھا۔ ان کی قبروں کے نشان مٹ گئے، ہواؤں نے اڑا دیا۔

قبر کا منظر

میرے اور آپ کے اوپر ایک وقت آئے گا کہ یہ بولتی زبان بند، آنکھوں کے کیمرے خاموش، آنکھوں کی شمعیں گل جائیں گی، کانوں کے ٹیلی فون کی تاریں کٹ جائیں گی اور یہ وجود خاک ہو جائے گا۔ اپنے اٹھا کر منوں مٹی کی نیچے دبا دیں گے۔ اوپر سے منو مٹی ڈالیں گے۔ کہیں سے ہوا اندر نہ جائے گی، کہیں سے روشنی اندر نہ جائے گی۔ یہ زمین کی تپش مجھے آپ کو پگھلا دے گی۔ جوڑ جدا کر دے گی، گوشت گلا دے گی۔ اس پر کیڑوں کے حملے ہوں گے۔ اسے اپنی غذا بنائیں گے، ان کیڑوں کو اور کیڑے کھا جائیں گے۔ ان کیڑوں کو قبر کی تپش جلا دی گی۔ پھر ایک دن آئے گا کہ گرمی میری ہڈیوں کو پگھلا کر

سرمہ بنادے گی۔ پھر تند و تیز چلنے والی ہوا، وہ تو اوپر کا نظام بدلتی ہے پھر ایک دن زمین کو غصہ آئے گا، وہ کروٹ بدلے گی اور نیچے کا اوپر کردے گی، اوپر کا نیچے کردے گی، اوپر مست ہوائیں ہونگی جو میری راکھ کو اڑائیں گی، میری خاک کو اڑائیں گی، میری ہڈیاں چورا چورا، میرا وجود چورا چورا۔ وہ آنکھیں جن پہ کبھی ناز تھا، وہ وجود جس پہ کبھی ناز تھا، وہ مال جس کا کبھی غرور تھا، وہ طاقت جس کا کبھی نشہ تھا وہ اس طرح بے نشان ہو جائے گی جس طرح پہلے کبھی ہم بے نشان تھے۔

اسماء الحسنٰی

وہ دن یاد کرو جب ہم کچھ نہ تھے پھر اس پہ قیاس کر کے وہ دن یاد کرو جب ہم کچھ نہ رہیں گے۔ اللہ باقی، اللہ دائم، اللہ ابدی، اللہ ازلی، اللہ شہنشاہ، اللہ مالک، اللہ بادشاہ، اللہ جبار، اللہ جابر، اللہ قہار، اللہ قاہر، اللہ مالک، اللہ ملیک، اللہ مقتدر، اللہ علام، اللہ عالم، اللہ ذوالجلال والاکرام، اللہ قدوس، اللہ السلام، اللہ مھیمن، اللہ العزیز، اللہ جبار، اللہ المتکبر، اللہ خالق، اللہ الباری، اللہ مصور، اللہ القہار، اللہ قہار، اللہ الوھاب، اللہ فتاح، اللہ العلیم اللہ قابض، اللہ الباسط، اللہ خافض، اللہ الرافع، اللہ المعز، اللہ المزل، اللہ سمیع، اللہ البصیر، اللہ حکم، اللہ العدل، اللہ لطیف، اللہ الخبیر، اللہ حلیم، اللہ الکریم، اللہ غفور، اللہ الشکور، اللہ العلی، اللہ الکبیر، اللہ حسیب، اللہ الجلیل، اللہ کریم، اللہ الرقیب، اللہ مجیب، اللہ الواسع، اللہ مجید، اللہ الحق، اللہ دافع، اللہ الشھید، اللہ حق، اللہ الوکیل، اللہ قوی، اللہ المتین، اللہ الحمید، اللہ المحصی، اللہ المبدی، اللہ المعید، اللہ محی، اللہ الممیت، اللہ الحی، اللہ القیوم، اللہ واجد، اللہ ماجد، اللہ احد، اللہ صمد، اللہ قادر، اللہ مقتدر، اللہ مقدم، اللہ موخر، اللہ اول، اللہ آخر، اللہ ظاہر، اللہ باطن، اللہ المتعال، اللہ بر، اللہ التواب اللہ منتقم، اللہ الرئوف، اللہ الرحیم، اللہ مالک، اللہ

الملک، اللہ ذوالجلال ولاکرام، اللہ مقسط، اللہ الجامع، اللہ غنی، اللہ المغنی، اللہ نافع، اللہ النور، اللہ ھادی، اللہ البدیع، اللہ وارث اللہ رشید، اللہ الصبور، اللہ حنان، اللہ منان، اللہ رحمن، اللہ الظاھر، اللہ منتقم، لہ الاسماء الحسنیٰ اللہ اپنی تمام صفات کے ساتھ اللہ، اپنی ساری قوت کے ساتھ، اللہ اپنی ساری شہنشاہی کے ساتھ دائم رہے گا۔ ابدی رہے گا، باقی رہے گا، ازلی رہے گا باقی سب موت کے ہاتھوں شکست کھا کے بے نشان ہو جائیں گے، مٹ جائیں گے، نادان پاگل لوگ ہیں جو اس مٹ جانے والے جہان کے پیچھے اتنے بڑے اللہ کو ناراض کر کے زندگی گزار رہے ہیں۔

حاکم کا پتہ نہ ہو تو حکم کون مانتا ہے

میرے بھائیو! کل ایک میرے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ بسنت کے خلاف بولو۔ میں نے کہا کیا بولوں؟ جو اللہ ہی کو نہیں جانتے ہیں، ان کے سامنے کیا بولوں؟ میری سب سے بڑی مجبوری یہ ہے کہ میں جس کے حلال وحرام سنا رہا ہوں اس کو لوگوں نے پہچاننا چھوڑ دیا ہے اور حاکم کا پتہ نہ ہو تو حکم کون مانتا ہے۔ طاقت کا پتہ نہ ہو تو طاقت ور کون مانتا ہے؟ میری قوم نے، میں نے، میں اپنے آپ کو نکال کر نہیں کہہ رہا ہوں، میں نے، آپ نے اور پوری امت نے آج اللہ کو بھلا دیا۔

جب کوئی قوم اللہ کو بھلا دے

اور جب کوئی قوم اللہ کو بھلا دے تو پھر ان کی حالت اسی رات والی پتنگ کی طرح ہوتی ہے جس کی ڈور کٹ جاتی ہے اور اس کو پتہ نہیں کہ میں نے کہاں پھنسنا ہے، کہاں اٹکنا ہے، کہاں پھٹنا ہے، کس ٹائر کے نیچے آؤں گی، کس بچے کے ہاتھ میں آؤں گی، کس تار میں الجھنا میرا مقدر ہے، کس جھاڑی میں پھنسنا میرا مقدر ہے۔ جب امت کا رشتہ لا الہ الا اللہ سے کمزور ہو جاتا ہے۔ جب امت کا رشتہ محمد رسول اللہ سے کمزور ہو جاتا ہے تو پہلے انہیں اللہ کا بتاؤ کہ اللہ کون ہے۔ پہلے انہیں یہ تو بتاؤ کہ تم کس کے ماننے والے ہو۔ محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ جو تمہیں روک رہے ہیں۔ روکنے والے کا پتہ نہ ہوتو کون رکتا ہے۔ کہنے والے کا پتہ نہ ہوتو کون مانتا ہے۔ ایک سانپ کی پھنکار لوگوں کو پیچھے ہٹا دیتی ہے۔ ایک شیر کی دھاڑ پہ جنگل لرزتا ہے۔ قبر کی پھنکار، قبر کے سانپوں کی پھنکار کا پتہ ہوتا تو لوگ پتنگیں اڑاتے؟ لوگ ناچتے؟ لوگ گاتے؟ لوگ گانے سنتے؟

میرے بھائیو! یہ اگلی باتیں ہیں کہ اس کے خلاف بولو، اس کے خلاف بولو۔ ہم تو اس سے پہلے میں اٹکے ہوئے ہیں کہ لوگوں کو اللہ ہی کا پتہ نہیں تو اللہ کے حلال کی کیا خبر؟ اللہ کے حرام کی کیا خبر؟ اللہ کی جنت کا پتہ نہیں جس کی وجہ سے فیصل آباد کو جنت بنانا چاہتے ہیں۔ اللہ کی جہنم کا پتہ نہیں جس کی وجہ سے دنیا کی دھوپ سے بچنا چاہتے ہیں اور دنیا کی تلخیوں سے بچنا چاہتے ہیں لہٰذا حلال وحرام ان لوگوں کے لئے ہوتا ہے جو اللہ کو پہچانتے ہوں وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہوں۔ جو نہ اللہ کو جانے اس کو اگلی باتیں کیا بتائیں۔

جہالت کا نشہ اور دنیا کی محبت کا نشہ

ایک حدیث آ گئی کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرتا رہے گا، اللہ کی کھلی نشانیاں دیکھتے رہو گے جب تک دو نشے تم میں پیدا نہ ہو جائیں۔ ایک جہالت کا نشہ دوسرا دنیا کی محبت کا نشہ۔ ارے شراب کا نشہ ایسا نشہ ہے کہ اس حال میں لوگ اس سے بات کریں تو اسے سمجھ میں نہیں آئے گا۔ شراب کا نشہ ایسا نشہ ہے کہ کتنی بڑی بات کرو اس کے سر کے اوپر سے گزر جاتی ہے۔ شراب کا نشہ تو اتر جاتا ہے لیکن جہالت کا نشہ اترتا نہیں، دنیا کا نشہ اترتا نہیں۔ نشے میں ڈوبی ہوئی قوم کو میں کیا سناؤں۔ پہلے رو رو کے جگاؤں تو سہی، پہلے رو رو کے بیدار تو کروں پھر انہیں کہوں یہ حلال ہے، یہ حرام ہے، یہ صحیح ہے، یہ غلط ہے۔ یہاں جہالت سے مراد اللہ کی یاد سے جاہل ہو جانا ہے۔ اللہ کا پتہ ہی نہیں رہے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جاہل ہو جائیں گے ان کا پتہ ہی نہیں رہے گا۔ جنت سے جاہل، دوزخ سے جاہل، قبر سے جاہل، قبر کی پکڑ سے جاہل، قبر کے شکنجے سے جاہل، جنت کے نغموں سے جاہل، دوزخ کی بھیانک آوازوں سے جاہل، جنت کی حوروں سے جاہل اور جہنم کی خونخوار [illegible] جاہل، اللہ کے حسن وجمال سے جاہل، اس کے قہر سے جاہل، ان ﷺ کے

آنسوؤں سے جاہل، ان ﷺ کے دانتوں کے ٹوٹنے سے جاہل، ان ﷺ کی اولاد کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے جاہل، ان ﷺ کے پیٹ پہ پتھر بندھنے سے جاہل، ان ﷺ کے پیوند لگے کپڑے پہننے سے جاہل، ان ﷺ کے تیئس برس تڑپنے سے جاہل، ان ﷺ کے راتوں کے بلکنے سے جاہل، ان ﷺ کے سسکنے سے جاہل، ان ﷺ نے عرفات کے میدان میں چھ گھنٹے تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ لیکن احسانات کو کون یاد کرتا ہے۔ جب جہالت کا نشہ ہوگا اور اوپر سے دنیا کا نشہ تو کہاں بات کی سمجھ آئے گی۔ ہماری مثال ہے کہ ایک سانپ اڑ کے کاٹتا ہے۔ اس کا زہر بہت شدید ہوتا ہے۔ تو جہاں بات سنگین ہو جائے وہاں کہتے ہیں اک سپ گیا اڈنا (ایک سانپ اڑتا گیا) یہاں تو ایک جہالت کا نشہ اور دوسرا دنیا کا نشہ، او دو نشے چڑھ گئے میں کیتھوں لاواں، میں کیہڑی بین وجاواں، میں کیہڑا ساز ہلاواں میرے تے مضراب ہی ٹٹ گئے۔ (دو نشے چڑھ گئے، میں کہاں سے لاؤں، میں کون سے بین بجاؤں، میں کونسا ساز ہلاؤں میرے تو مضراب (ستار بجانے والا چھلا) ہی ٹوٹ گئے ہیں۔

شمع پہ فدا ہونے کی قیمت جل جانا

تو بھائیو! پہلے ہوش میں آؤ، کوئی ہوش میں تو آئے۔ کسی کو پتہ ہو کہ کہنے والا اللہ کون ہے۔ کسی کو پتہ ہو کہ اللہ کون ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری اور تمہاری مثال ایسے ہے کہ مثلھم کمثل الذی استوقد نارا ایک آدمی نے آگ جلائی چاروں طرف سے پروانے اور پتنگے اڑ اڑ کے آ رہے ہیں۔ انہیں نہیں پتہ کہ ہم جل کے راکھ ہو جائیں گے۔ پروانے کو پتہ ہوتا کہ شمع پہ فدا ہونے کی قیمت جل جانا ہے تو شاید وہ پھڑ پھڑا کے نہ اڑتا۔ وہیں دبک کے بیٹھا رہتا۔

میرے بھائیو! اسی طرح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خوبصورت مثال دے کر سمجھایا کہ جہنم کی آگ بھڑک رہی ہے اور تم پروانوں کی طرح گر رہے ہو، میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کے پیچھے کو کھینچ رہا ہوں۔ آپ عین الیقین لے کر آئے، حق الیقین لے کر آئے، علم الیقین لے کر آئے۔ پھر کہا بچ جاؤ، پھر کہا بچ جاؤ، بچ جاؤ بچ جاؤ جہنم سے بچو۔ مدینے کا پہلا خطبہ، پہلا جمعہ پڑھایا تو یہ جملہ ادا فرمایا اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ چاہے ایک چھوٹے

سے چھوٹا عمل کیوں نہ ہو۔ بچو بچو، ہر گناہ سے بچو، ہر نیکی کو کرو جو تمہیں جنت میں لے جائے۔ ہر اس گناہ سے بچو جو تمہیں جہنم کی طرف لے جائے۔

اور میرے بھائیو! جب نہ جنت کا پتہ ہو، نہ جہنم کا پتہ ہو، نہ اللہ کا پتہ ہو، نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ ہو، تو میں کیا بین بجاؤں۔ مردہ سانپ پہ کون سپیرا بین بجاتا ہے۔ مردہ دلوں کو تو اللہ ہی زندہ کرے۔ اللہ ہی دل کی کھڑکیاں کھولے۔ ہم تو کان تک آواز پہنچا سکتے ہیں لیکن دل کی گہرائیوں میں اتارنے کا آلہ اللہ نے کسی کو نہیں دیا۔ دل کی گہرائیوں تک آواز کو پہچانے والا آلہ اس اللہ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔

کیا یہ اللہ کی ناراضگی کی نشانی نہیں

وہ ناراض ہے، ناراض ہے۔ کسی کو احساس ہی نہیں کہ اللہ کو راضی کرلیں۔ کسی کو احساس ہی نہیں کہ اللہ کو خوش کرلیں۔ ہدایت کے دروازے بند اور گمراہی کے دروازے کھلے ہوئے۔ کیا یہ اللہ کی ناراضگی کی نشانی نہیں ہے؟ ماؤں کی قدر اٹھ جانا، باپ کا احترام اٹھ جانا، خون سفید ہو جانا، رشتے ناتوں کا ٹوٹ جانا کیا یہ اللہ کی ناراضگی کی نشانی نہیں ہے؟ بارشوں کا بے وقت ہونا، ظالموں کا حکمران ہونا، سود کے بازار گرم ہو جانا، ناچ رنگ کی محفلوں کا آباد ہو جانا، یہ میرے رب کی ناراضگی کی کھلی نشانیاں ہیں۔

میں تو ہر جمعے میں پتہ نہیں کیا کیا کہہ دیتا ہوں۔ ایک تو مجھے پڑھنے کا موقع نہیں ملتا اور نہ سفر جان چھوڑتا ہے، نہ لوگوں سے جان چھوٹتی ہے پھر بھی میں کچھ نہ کچھ سوچ کے آتا ہوں کہ آج یہ بات کروں گا پھر ہر شے بھول جاتی ہے۔ اجڑے چمن کو دیکھ کر کون سی بلبل ہے جو باغ میں جائے، کون سا مالی ہے جو گیت گائے گا۔ اجڑے چمن پہ عندلیب اور مالی مل کے رویا کرتے ہیں۔ اجڑے چمن پہ کبھی کوئی مسکرایا نہیں کرتا۔ دیکھنے والے کو بھی ترس آجاتا ہے تو باغبان کا کیا حال ہوگا۔ اس چمن کی بلبل کا کیا حال ہوگا جس کی ساری ڈالیاں اجڑ چکی ہوں، گر چکی ہوں اور سارے درخت سوکھ چکے ہوں۔

شاید اللہ پاک کی رحمت کا نظام چل جاتا

ہمارا باغ آباد ہے۔ایک ہوا چلنے سے جل گیا تھا۔ ہمارے باغ کو جلے تو دوسو سال ہونے کو ہیں، دو صدیاں ہونے کو ہیں کوئی رونے والے ہوتے، کوئی اللہ کو منانے والے ہوتے، اس کے در پہ آہ زاری کرنے والے ہوتے تو شاید اللہ پاک کی رحمت کا نظام چل جاتا۔لیکن بھائیو! امت کا اجتماعی درد گیا۔ادھر بسنت والوں پہ غصہ تو سب کو چڑھا ہوا ہے لیکن رحم کسی کو نہیں آرہا۔غصہ سب کو آرہا ہے رحم کسی کو نہیں آرہا کہ انہوں نے پیسہ بھی ضائع کیا، وقت بھی ضائع کیا اور جہنم بھی خرید لی۔تو آؤ ان پہ بیٹھ کے ہم روئیں نہ کہ غصہ کریں۔ یہ میرا جرم ہے، یہ ان نمازیوں کا جرم ہے جو صرف اپنی نماز پڑھ کے خوش ہو کر چلے جاتے ہیں کہ ہم نے اپنی پڑھ لی ہے ہم نے کوئی کسی کی قبر میں جانا ہے؟

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ

وہ موسیقی پہ بک گئے، وہ شکلوں پہ بک گئے

یہ ایسے ہی تبلیغ ہمارے ذمے لگا رہے ہیں، تو میرے بھائیو! باطل نے تو ہمارے گھر گھر سے ہماری تہذیب کو چھین لیا، ہمارے دامن کو تار تار کر دیا، ہماری نسل کو آوارہ کر دیا اور انہیں کوڑیوں کے بھاؤ بیچ دیا۔وہ موسیقی پہ بک گئے۔وہ شکلوں پہ بک گئے۔وہ عورت پہ بک گئے۔وہ پیسے پہ بک گئے۔وہ کرسی پہ فروخت ہو گئے۔جب منڈیوں میں چیزوں کے دام لگتے ہیں جیسے بکریوں کے دام لگتے ہیں اور جیسے کپڑوں کے دام لگتے ہیں ایسے ہمارے دام لگ گئے، بولیاں لگ گئیں۔

ارے میرے بھائیو! کبھی مسلمان بھی آخرت پہ بکا کرتا تھا؟ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ سے فرمایا تھا میرے بیٹو! جب کبھی دنیا اور آخرت میں ٹکر ہو تو دنیا کو چھوڑ دینا اور آخرت نہ چھوڑنا، دنیا بیچ دینا اور آخر نہ بیچنا کہ دنیا خریدو گے بھی تو ایک دن تمہارے ہاتھ سے چلی جائے گی اور آخرت کو فروخت بھی کرو گے تو ایک دن آخرت میں جانا پڑے گا۔آخرت بچالینا چاہے دنیا چھوڑنی پڑے تو چھوڑ دینا، دنیا ٹھکرانی پڑے تو ٹھکرا

دینا۔ تو یہ ہمارے لئے زندگی کا دستور حیات ہے۔

اپنوں کو پیغام پہنچانا اور اپنوں کو سنوارنا چھوڑ دیا

تو بھائیو! پہلے تو ہم توبہ کریں، کہ اپنے بھائیوں کو سمجھا نہیں پا رہے، جوان کے لئے آنسو نہیں بہا رہے، جو ان کے لئے دعا نہیں کر رہے، جو ان کے لئے بددعائیں کرنے کو شیر ہوئے پڑے ہیں۔ کوئی ان کے لئے روتا تو سہی، کوئی اللہ کے سامنے گڑگڑاتا تو سہی کہ یا اللہ تو ہدایت کا در کھول دے۔ یا اللہ تو ہدایت کی ہوا چلا دے۔ لیکن یہ درد ماحول سے پیدا ہوتا ہے اور ماحول ہے کوئی نہیں۔ تو اس لئے میرے بھائیو! آؤ ہم اجتماعی توبہ کریں۔ اپنی ذات سے بھی توبہ کریں کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو چھوڑا اور ان کے حق کو گنوایا۔ ان کے احسانات سے منہ موڑا اور اجتماعی توبہ بھی کریں کہ ہم نے کہاں تو ساری دنیا کے کافروں کو پیغام پہنچانا تھا، اپنوں کو بھی پہنچانا چھوڑ دیا۔ اپنوں کو بھی سنوارنا چھوڑ دیا۔ ایسی بے حسی آگئی کہ جس کے بیان کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں......
ہونا تو چاہئے تھا کہ:

خنجر لگے کسی کو تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

یہ امت اس شعر کا مصداق تھی، پوری دنیا میں، جہاں اللہ کی نافرمانی ہو اور ہمارا جگر کٹے، عمرؓ کہہ رہے ہیں کہ دجلہ کے کنارے کتا بھی پیاسا مر گیا تو پوچھ عمرؓ سے ہوگی۔ وہ تو کتے کہ پیاسا مرنے پہ بھی آنسو بہا رہے ہیں، اتنا درد اندر اتر چکا ہو۔

ایک آدمی تھا جبلہ بن اہثم لمبا قد ہے، گھڑی بھی آگے جا چکی ہے، آخر میں مرتد ہو کے قیصر کے شہر استنبول چلا گیا۔ عمرؓ فاروق کا وفد وہاں گیا، اس سے ملا، کہنے لگے تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ وہ کہنے لگا میں نے اتنا بڑا جرم کیا ہے، کیا میری توبہ ہے؟ انہوں نے کہا بالکل توبہ ہے، بس تو مسلمان ہو جا، توبہ قبول ہو جائے گی، اس نے کہا میری دو شرطیں ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا شرطیں ہیں؟ اس نے کہا کہ پہلے تو عمر فاروقؓ (امیر المؤمنین) میرے نکاح میں اپنی بیٹی دے دیں، دوسرا خلافت میرے نام لکھ کے دیں تو میں مسلمان ہو

جاتا ہوں۔تو انہوں نے کہا جہاں تک ان کی بیٹی کا معاملہ ہے تو ان کی بیٹی تمہارے نکاح میں ہم لے کر دیں گے لیکن خلافت ایک اجتماعی چیز ہے۔اس کا ہم وعدہ نہیں کر سکتے۔حضرت عمرؓ کے پاس جب یہ وفد واپس آیا اور قصہ سنایا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اللہ کے بندو! تم خلافت کا وعدہ بھی کر دیتے تا کہ وہ جہنم سے تو بچ جاتا۔اگر جبلہ ایمان نہ لاتا، نہ لایا تو عمرؓ کی شان میں کوئی فرق نہ آنا تھا لیکن اس درد وغم کی وجہ سے ان کو یہ شان ملی کہ ان کے اندر نبوت والا درد اٹھا، نبوت والا غم اٹھا۔بے قرار ہو کے پھر ایک دفعہ دوبارہ وفد بھیجا اور فرمایا کہ جبلہ سے ملنا اور کہنا کہ تو آجا، عمرؓ کہہ رہا ہے کہ بیٹی بھی دے دوں گا اور حکومت بھی دے دوں گا بس تو مسلمان ہو جا اور آجا، جب یہ وفد گیا اور شہر میں داخل ہوا تو سامنے سے ایک جنازہ آرہا تھا۔انہوں نے پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے؟ جواب ملا یہ جبلہ بن ایہم، عرب سردار کا جنازہ ہے۔دنیا سے اٹھ گیا۔وہ بڑے جرم کر کے نکلا تھا اس کے باوجود حضرت عمرؓ آخرت کو سامنے رکھ کر اس پہ اتنے شفیق ہو رہے ہیں کہ تو آجا تجھے حکومت بھی دے دوں گا اور تجھے لڑکی بھی دے دوں گا۔جتنے تو نے مسلمان قتل کیے، سارے معاف کر دوں گا، بس تو کلمہ پڑھ لے۔

نبوت کا غم اور نبوت کا درد

ان کے ہاں ایک آدمی کا مسلمان ہونا اتنی قیمت رکھتا تھا اور ہم اپنوں کو بد دعائیں دے رہے ہیں، حکومت کو بد دعائیں دے رہے ہیں، کوئی فوج کو بد دعائیں دے رہا ہے، کوئی پولیس کو، کوئی سیاستدانوں کو، کوئی کسی کو، ہم سارے ہی ایک دوسرے کیلئے بد دعائیں کر رہے ہیں۔ بھائیو! ساری امت کے لئے روتے رہو، یہ نبوت کا غم ہے۔یہ نبوت کا درد ہے۔

حضرت حمزہؓ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر ہیں

وحشیؓ جس نے جب حضرت حمزہؓ کو شہید کیا۔ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ہچکیوں کے ساتھ نہیں روئے۔لیکن جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہؓ کی نعش پہ آئے تو اپنے چچا کی لاش کو دیکھ کر آپ کو ہچکی لگ گئی۔ناک کٹا ہوا، کان کٹے ہوئے، سینہ چیرا

ہوا، آنکھیں نکالی ہوئیں، کلیجہ کاٹا ہوا، چبا چبا کے وہاں تھوکا ہوا، تو آپ کو ہچکیاں لگ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے جبرائیل کو اتارا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ آپؐ اتنا غم نہ کریں۔ ہم نے عرش پہ لکھا ہے والحمزۃ اسد اللہ واسد رسولہ حمزہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شہداء کی سرداری دے دی۔ شہداء کا سردار بنا دیا۔ قیامت تک اس امت میں جتنے شہید ہوں گے، سب کا جھنڈا حضرت حمزہؓ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور سارے شہداء ان کے پیچھے ہوں گے۔ سید الشھدآء آپؐ نے ستر دفعہ ان کی جنازہ پڑھی۔ آج کسی نبی علیہ السلام کا جنازہ بھی کسی نے اتنی بار نہیں پڑھا لیکن ایک شخص دنیا میں ایسا آیا ہے جس کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر مرتبہ پڑھا۔ جنازے لائے جاتے، ستر شہید ہوئے تھے، جنازے اٹھائے جاتے، حضرت حمزہؓ کا جنازہ رکھا رہتا تھا، دوسرا جنازہ اٹھا دیا جاتا، حضرت حمزہؓ کا رکھا رہتا تھا، پھر قبر میں اتارا۔

پھر ایسا غم کہ جب مدینے کو لوٹے تو چاروں طرف سے رونے والیوں کی آوازیں سنیں، نوحے سنے تو آپؐ پر رقت طاری ہوگئی کہا آج سب کے رونے والے ہیں۔ میرے چچا پہ رونے والا کوئی نہیں۔ حضرت سعدؓ بن عبادہؓ کو پتہ چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو انہوں نے انصاری عورتوں کو بھیجا۔ انصار کی عورتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پہ بیٹھ کے رونے کے لئے مل کر آئیں۔ ابھی نوحہ بند نہیں ہوا تھا، اس کے بعد زور زور سے چلانا بند ہوا ہے، تو جب آپؐ نے باہر آواز سنی دیکھا تو عورتیں جمع ہیں۔ پوچھا کیوں آئی ہو؟ انہوں نے کہا کہ حمزہؓ پہ رونے آئی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا چلی جاؤ اللہ تمہیں جزا دے۔

ایک کافر کا کلمہ پڑھ لینا ہزار کافروں کے قتل سے زیادہ محبوب ہے

اس قاتل سے آپؐ نے کتنا دکھ اٹھایا تھا لہٰذا آپؐ نے فرمایا جہاں وحشیؓ ملے اسے قتل کردیا جائے۔ وحشیؓ کو پتہ چلا تو وہ بھاگ کر طائف چلا گیا۔ اس کو کسی نے کہا کہیں بھی تمہیں زمین پناہ نہ دے گی البتہ خود ان کے پاس چلا جا، جو چلا جائے اس کو معاف کردیتے ہیں چاہے کتنا بڑا مجرم کیوں نہ ہو، تو تو کلمہ پڑھ لے۔ وہ مسجد نبویؐ میں آیا، منہ چھپایا ہوا کہ

کہیں پہچانا نہ جاؤں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایسے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ قریب آیا اور ایسے منہ سے کپڑا ہٹایا کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ آپؐ اسے نہیں پہچان رہے۔ ایک دم صحابہ کرامؓ اٹھے اور تلواروں کی آواز آئی۔ آپؐ نے کہا کیا ہوا؟ کہا یارسول اللہ یہ وحشی ہے۔ ہر ایک کی تمنا تھی کہ میں آگے بڑھ کے قتل کر دوں تو آپؐ نے کہا پیچھے ہٹ جاؤ۔ ایک آدمی کا کلمہ پڑھ لینا مجھے ہزار کافروں کو قتل کر دینے سے زیادہ محبوب ہے۔

وہ شیر تیرے ہاتھوں کیسے قتل ہو گیا؟

تو آپؐ اس کی طرف ایسے دیکھتے رہے، دیکھتے رہے، پھر آپؐ نے کہا تو ہی وحشی ہے؟ انہوں نے جواباً کہا جی۔ آپؐ نے سامنے بٹھایا پھر آپؐ نے فرمایا میرا چچا تو شیروں جیسا تھا، تیرے ہاتھوں وہ قتل کیسے ہو گیا؟ تو نے کیسے قتل کیا تھا؟ اس نے کہا یارسول اللہؐ میں زبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ حضرت حمزہؓ نے بدر میں اس کے چچا عدی کو قتل کیا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ یا آپؐ تینوں میں سے کسی ایک کو قتل کر دے گا تو میں تجھے آزاد کر دوں گا۔ تو میں حضرت حمزہؓ سے تو اتنا ڈرتا تھا کہ میں سوچتا تھا کہ سویا ہوا بھی ہو گا تو میں اس پہ وار نہیں کر سکتا۔ تو آپؐ کے بارے میں پتہ تھا کہ آپ پہ پہرہ ہو گا، اس لئے آپ پہ بھی وار نہیں کر سکتا تھا۔ میں تو علیؓ کو قتل کرنے نکلا تھا۔ میں چونکہ چھپ کے وار کرتا ہوں اس لئے میں نے دیکھا کہ وہ لڑتے ہوئے چوکنا تھے۔ چاروں طرف ان کی نظر تھی۔ تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ ان پہ میرا وار نہیں چل سکتا۔ پھر میں حمزہؓ کو ڈھونڈنے نکلا تو میں نے دیکھا کہ ان کے دونوں ہاتھوں میں تلوار تھی اور وہ گھما رہے تھے لیکن دائیں اور بائیں سے غافل تھے۔ میں نے کہا یہ میری زد میں آسکتے ہیں۔ تو میں ایک پتھر کے پیچھے انتظار میں چھپ کے بیٹھ گیا کہ جب یہ میرے سامنے آئیں گے تو میں ان پر وار کر دوں گا۔ مکے کا ایک عرب کہہ رہا تھا کہ یہ وہ وقت تھا جب شکست ہو چکی تھی۔ کفار کہہ رہے تھے کہ باندھ باندھ کے مارو، باندھ باندھ کے مارو۔ حضرت حمزہؓ کہہ رہے تھے کہ ختنہ کرنے والی کے بیٹے، میری طرف آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ کیسے، باندھ کے مارا جاتا ہے۔ اس نے حمزہؓ کو دیکھا تو پیچھے ہٹا۔ اب

حضرت حمزہؓ آگے بڑھے۔ تو جب وہ آگے بڑھے تو میرے برچھے کی زد میں آگئے۔ قبل اس کے کہ میں برچھا پھینکتا انہوں نے اتنی تیزی سے تلوار گھمائی کہ اس کافر کے سر سے یوں پار ہوگئی کہ تلوار کو خون بھی نہ لگا اور اس کی گردن وہ جا پڑی اور اس طرح وہ میری زد میں آگئے۔ میں نے اپنے برچھے کو اٹھایا اور ان کی طرف پھینکا تو ان کے سیدھے ناک پہ لگا اور آنکھوں کو چیرتا ہوا پار نکل گیا۔ تو میری طرف جو انہوں نے دیکھا تو مجھے یوں لگا کہ خوف سے میری جان نکل جائے گی۔ میں سرپٹ بھاگا، اتنے میں وہ گرے۔ میں نے آواز سنی ابوعمارہ شہید ابوعمارہ گئے۔ حضرت حمزہؓ کی کنیت ابوعمارہ تھی۔

وحشی سامنے نہ بیٹھا کر چچا کا غم تازہ ہو جاتا ہے

اس واقعہ کو سات برس گزر چکے ہیں پھر بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، وہ رو رہے تھے، رو رہے تھے، رو رہے تھے، اتنی بڑی تکلیف دینے والے کے لئے بھی اتنا بڑا ظرف۔ پھر آپؐ نے فرمایا وحشی!...... اللہ تیرا بھلا کرے تو میرے سامنے نہ بیٹھا کر، میرے چچا کا غم تازہ ہو جاتا ہے۔ جس کو دیکھنا بھی طبیعت گوارا نہ کرتی تھی اس کو بھی معاف کرنے کا ظرف لے کر آئے اور صرف معاف نہ کیا بلکہ جنت کے راستوں پہ ڈال دیا۔ وحشی کو رضی اللہ عنہ بنا دیا۔ ہر صحابی کو رضی اللہ عنہ بنا دیا۔ چچا کا خون معاف کیا۔ ہمیں ہر نافرمانی پہ بددعاؤں کے سوا سوجھتا ہی کچھ نہیں۔

یہ سودا اسی (تبلیغی) بازار میں ملا ہے

اے بھائیو! کہیں سے نبوت والا درد لاؤ اور یہ بتا دوں کہ تبلیغ میں پھرے بغیر یہ درد نہ ملے گا یہ اسی بازار کی دوا ہے۔ سارا جہاں پھرا، ساری دینی محفلوں میں پھرے ہیں۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے اور یہ سودا اسی (تبلیغی) بازار میں ملا ہے۔ اللہ کی قسم کسی بازار میں یہ سودا نظر نہیں آیا۔ تو ساری دنیا کا درد لے کر دیا جا رہا ہو اور ان کی ہدایت کی دعائیں مانگی جا رہی ہوں۔ وہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درد و غم دے کر گیا وہ بھی وحشی جیسوں کو معافی کے راستے دکھا گیا۔

جو پانی کناروں کا پابند نہیں وہی سیلاب بنا کرتا ہے

عرفات میں چھ گھنٹے دعا کی کہ اللہ میری امت کو معاف کر دے۔ معاف کر دے، معاف کر دے، مغرب تک اس کا تکرار لگایا۔ تو اللہ نے کہا اچھا معاف کرتا ہوں لیکن ظالم کو نہیں بخشوں گا، ظالم کو نہیں بخشوں گا۔ پھر آپ مزدلفہ میں آئے اور کہا یا اللہ ظالم کو بھی معاف کر دے، ظالم کو بھی معاف کر دے۔ مظلوم کو اپنی طرف سے بدلہ دے دے، میری امت کے ظالم کو بھی معاف کر دے۔ ان کی بھی بخشش کروائی۔ اللہ نے کہا اچھا چلو تیرے طفیل ان کو بھی معاف کیا۔ جو اتنے درد سہہ کے گیا اسی سے بغاوت، ہائے بغاوت نہ کرے تو کیا کرے کیونکہ جانتے ہی نہیں۔ جو پانی کناروں کا پابند نہیں ہوتا وہی سیلاب بنا کرتا ہے۔ وہی گھروں کو ڈھاتا ہے، وہی چوٹیوں کو بہاتا ہے، وہی بستیوں کو اجاڑتا ہے۔ جو پانی کناروں کا پابند ہوتا ہے، وہی شادابی لاتا ہے۔ وہی فصلوں کے لہلہانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

میرے بھائیو! **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** دو کنارے تھے جن کے اندر مسلمان کی زندگی تھی۔ یہ ہم نے خود توڑ دیے ہیں۔ اب کہتے ہیں امریکہ ایسا ہے، یہودی ایسے ہیں، عیسائی ایسے ہیں، ارے ان کو کیوں کوستے ہو۔ حکومت نے کہا تھا کہ تم پتنگیں اڑاؤ؟ حکومت نے کہا ہے کہ بنکوں میں سود بھرو؟ حکومت نے کہا ہے کہ ماؤں کے گریبان پکڑ لو؟ یہودیوں نے کہا ہے کہ باپ کا گریبان پکڑ کے پوچھو کہ تم نے میرے لئے کیا کیا ہے؟ جو اپنے گناہ ہیں یہ یہودیوں کی سازش ہے؟ جو اپنے گناہ ہیں یہ امریکہ کی سازش ہے؟ جو اپنے گناہ ہیں یہ یورپ کی سازش ہے؟ کچھ اپنے ذمے بھی تو لو! حکومت بری بدمعاش ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سارے نیک و پاک ہیں اور سارا قصور حکومت کا ہے۔

ہم سب نے مل کر اس گلشن کو اجاڑا ہے

نہیں...... کشتی ایک پھٹے کے ٹوٹنے سے نہیں ڈوبا کرتی۔ کشتی ایک تختے کے نکل جانے سے نہیں ڈوبا کرتی کیا تاجروں نے ناپ تول کی کمی نہیں کی ہے؟ کیا نوجوانوں میں

آوارگی نہیں ہے؟ کیا بیٹیوں کے آنچل اتر نہیں گئے؟ کیا گھر گھر سے گانے کی آوازیں نہیں آرہیں؟ کیا یہ گلستان کالونی کے بنکوں میں سیونگ اکاؤنٹ آپ لوگوں نے نہیں کھولے ہوئے؟ کیا ماؤں کو جھڑکنا اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا ہماری اولاد کی عادت نہیں بن گئی؟ کیا یہ گھروں میں نہیں ہورہا ہے؟ ہم سب نے، ہم سب نے پھٹے توڑے ہیں۔ ہم سب نے مل کر اس گلشن کو اجاڑا ہے۔ ہم سب نے مل کر اس چمن کے پھولوں کو نوچا ہے۔ ہم سب نے مل کر اس خرمن کو آگ لگائی ہے۔ ہم سب مجرم ہیں۔ ہم سب کو توبہ کی ضرورت ہے۔ ہمدردی کے جذبے رکھو۔ امام حسن بصریؒ کا فرمان ہے اگر تمہارا دشمن اللہ کا نافرمان ہے تو آرام سے گھر بیٹھ جاؤ، وہ خود بدلے لے گا۔

فرشتوں کی ایک ڈانٹ ساری دنیا کے نغمے بھلا دے گی

میرے بھائیو! نافرمانوں پہ رحم کھاؤ، رحم کھاؤ۔ اگر اس سال میں مر گئے تو برباد ہو گئے۔ قبر کا ایک جھٹکا، وہ تو بڑی دور ہے۔ موت کا پہلا جھٹکا انہیں ساری دنیا کے عیش بھلا دے گا۔ قبر کی ایک تاریک رات انہیں ساری دنیا کی روشنیاں بھلا دے گی۔ دوزخ کے پانی کا ایک کڑوا گھونٹ انہیں ساری زندگی ساغر اور مینا بھلا دے گا۔ دوزخ کی ایک کڑک انہیں ساری زندگی کے گھنگھروں کی چھن چھن اور مائل کی جھنکار بھلا دے گی۔ فرشتوں کی ایک ڈانٹ انہیں ساری دنیا کے نغمے بھلا دے گی۔

تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے

اور جنت کا ایک گیت، ایک سر، ایک ساز، ایک آواز، دنیا کے دکھ درد کی دوا بن جائے گی۔ اور وہ کیا عالم ہوگا جب اللہ خود عرشوں کے پردے ہٹا کر سامنے آکر کہے گا سلم قولا من رب رحیم میرے بندو! تمہارا رب تمہیں سلام کرنے آیا ہے۔ ہماری نسل جانتی ہی نہیں۔ توبہ کرو، اپنے انفرادی جرموں پہ بھی توبہ کرو، ہم توبہ کریں اور اگر امت کا درد ہم نے اپنا درد نہ بنایا، پیغام حق کو لے کر پھرنا اپنا کام نہ بنایا تو ہم برباد ہو جائیں گے۔ جس کام کی وجہ سے امت کی شناخت ہوئی، جس کام سے ہم خیر امت بنے وہ تو اخرجت للناس یعنی

گھروں سے نکل جانا تھا۔ اللہ کے پیغام کو لے کر پھرنا ہی ہمارا کام تھا کہ یہی تبلیغ ہمارا کام ہے۔ کہتے ہیں کہ کہاں لکھا ہوا ہے؟ میں یوں کہتا ہوں کہ جہاں لکھا ہے وہاں تم پڑھتے نہیں اور جہاں پڑھتے ہیں وہاں لکھا ہوا کوئی نہیں۔ میں کیسے سمجھاؤں میں کیسے بتاؤں۔

مدت ہوئی صیاد نے چھوڑا بھی تو کیا

تاب پرواز نہیں رہی ہے چمن یاد نہیں

امت اپنی بلند پرواز بھول گئی

زمانہ گزرا دنیا کے پنجرے میں، فیصل آباد کے بازاروں کے پنجرے میں، گلستان کالونی کے گھروں کے پنجرے میں، نوکری نے، چاکری نے، زراعت نے، تجارت نے، حکومت نے، سیاست نے، مال نے، ملک نے، عزت نے، جاہ نے اتنے پنجرے اکٹھے کیے کہ ہم ایک کو توڑنے کی سکت نہ رکھتے تھے۔ ہم پہ تو لاکھوں قفس، لاکھوں پنجرے لگا دیے گئے ہمیں باندھ دیا گیا۔ پھڑ پھڑانے کی جرأت نہ رہی، اڑنے کی ادائیں تو بڑی دور کی بات تھی پرندہ پھڑ پھڑانا ہی بھول گیا۔ ایک دن صیاد کو رحم آیا اس نے پنجرہ کھولا کہ جا بچہ اڑ جا، تو آگے پرندہ کہتا ہے میں تو اڑنا ہی بھول گیا۔ میں تو چھوٹا سا تھا جب تم مجھے پکڑ کے لائے تھے اور تم نے پنجرے میں بند کیا تھا۔ میں تو اڑنا ہی بھول چکا ہوں اور اگر میں اڑ بھی جاؤں تو مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ میرا گھر کہاں ہے۔ میں بس پیسے کمانا جانتا ہوں، گھر سے دکان، دکان سے گھر، بس گھر سے ہسپتال، ہسپتال سے گھر، گھر سے زمین، زمین سے گھر، مجھے اس کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔ تم کیا کہہ رہے ہو، بلندیاں، آزادیاں، پرواز یہ کیا الفاظ ہیں؟ میرے کان نا آشنا ہیں۔ آشیاں کسے کہتے ہیں؟ میں تو اسی کو سمجھتا ہوں۔ آزادی کسے کہتے ہیں؟ میں تو اسی قفس کو آزادی کہتا ہوں۔ وہ پرندہ آج میں ہوں، وہ پرندہ آج آپ ہیں، وہ پرندہ آج ساری کلمہ گو امت ہے۔ جو پرواز بھولے، توحید و رسالت کا نغمہ بھولے، آزادی کا چمن بھولے اپنا گھونسلہ اور آشیاں بھولے، جنہیں صرف زبان کے چسکے اور دورانوں کی شہوت کے سوا کچھ یاد نہ رہا۔

سال کا آخر ہے، جو ہو گیا اللہ سے توبہ کرو

بھائیو! آؤ ہم توبہ کریں۔ اپنے اللہ کو منائیں۔ نئے سال کی آمد آمد ہے۔ ہمارا سال تو محرم سے شروع ہوتا ہے ناں! ایک آدھ دن کے بعد شروع ہو جائے گا۔ یہ سال اپنے دامن میں بڑی غم بھری داستانیں سمیٹے ہوئے جا رہا ہے اور اپنے چہرے پہ ان گنت داغ سجائے ہوئے جا رہا ہے۔ ہم سے رخصت ہو رہا ہے۔ قیامت کے دن اللہ ضرور کھولے گا، ایک ایک دن کھولے گا، ایک ایک ہفتہ کھولے گا، ہر مہینہ، ہر ماہ و سال کھلتے چلے جائیں گے۔ صدیاں کھلیں گی، تو اللہ کہے گا دیکھو یہ تم پھر رہے ہو! یہ تم نے کیا ہے! یہ کیا! یہ کیا! سال کا آخر ہے جو ہو گیا اللہ سے معافی مانگو، اللہ کے دربار میں توبہ کرلیں اور نئے سال کی ابتداء اپنے اللہ کی اطاعت سے کریں۔ جنہوں نے سال نافرمانی میں گزارا ان کے لئے بھی توبہ کریں اور جو ہم نے نافرمانیاں کیں اس پہ بھی توبہ کریں اور اس دعوت کو اپنا فریضہ سمجھ کے پھرو۔

امت میں آج اس سے بڑا نغمہ کوئی نہیں، اس سے بڑا پیغام کوئی نہیں۔ اس سے بڑا کام کوئی نہیں، اس سے بڑی نیکی میدان میں کوئی نہیں ہے، اللہ کے لئے پھرنا اور لوگوں کے آگے ہاتھ جوڑ کر انہیں مسجد سے جوڑنا، اس سے بڑا اس وقت دنیا میں کوئی کام نہیں۔ اگر آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم آتے تو وہ یہی کام کرتے۔ میں اب نوح علیہ السلام کو کہاں سے لاؤں؟ میں صدیق اکبرؓ و عمر فاروقؓ کو کہاں سے لاؤں؟ وہ تو چلے گئے واپس نہیں آئیں گے؟ لوٹ کر جانے والے لوٹ کے نہیں آیا کرتے۔ یہاں کی ریت اٹھ جانا ہے۔ یہاں کی ریت چلے جانا ہے۔ لوٹ آنا یہاں کی ریت نہیں ہے۔ جو موت کے دروازے سے گزر گیا اس کی واپسی ہمیشہ کے لئے دربند ہو گئے۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

بھائیو! کوئی دو چار آنسو لاؤ اور اللہ کو دکھاؤ، اس دہکتی زمین کو ٹھنڈا کرو جو ہماری نافرمانیوں سے جل اٹھی ہے۔ کلیجہ اس کا تپ نہیں رہا اس کا کلیجہ بھڑک رہا ہے۔ اس کا جگر جل رہا ہے۔ اس کی ہڈیاں خاکستر ہو رہی ہیں۔ کیونکہ یہ آگ آسمان کا پانی نہیں بجھا سکتا، یہ آگ سمندر کے پانی نہیں بجھا سکتے، یہ آگ ستلج، بیاس، راوی، چناب نہیں بجھا سکتے، وہ تو پہلے ہی خشک ہو چکے ہیں۔ ہمارے تو دریا بھی سو گئے، امت تو سوئی ہی تھی لیکن ہمارے تو

دریا بھی سو گئے۔

گناہوں سے توبہ اور ہدایت کی فکر کرو

اور میرے بھائیو! پانچ دریا، میں تو پانچ لاکھ دریا بھی کھینچ کے لے آؤں، میں فرہاد بن جاؤں اور اپنی محبت کے جذبے سے پہاڑوں میں سوراخ کردوں، میں ندیوں کے بہاؤ کا رخ پاکستان کی طرف کردوں، ساری امت کی طرف کردوں، لیکن جو آگ میرے گناہوں نے لگائی ہے انہیں سات سمندر کا پانی بھی نہیں بجھا سکتا۔ کچھ رونے والے ڈھونڈو، کچھ رونے والیاں ڈھونڈو، کچھ تڑپنے والے ڈھونڈو، کچھ تڑپنے والیاں ڈھونڈو، جو اللہ کے سامنے مچل جائیں اس بچے کی طرح جو ماں کے سامنے لوٹ پوٹ ہو کے اپنی ساری ضدیں منوالیتا ہے۔ کچھ ایسے لاؤ جو اللہ کے سامنے رو دھو کے اللہ کو منالیں کہ یا اللہ تو بس کر دے۔ بس کر دے اور کوئی ایسا آنسو جو دھرتی پہ گرے تو اس کے کلیجے کو ٹھنڈا کر دے۔ پھر یہ زمین بھی دعاؤں میں لگ جائے، یا اللہ تو ہدایت کا فیصلہ کر دے۔

ہم آج بھوکے ہیں، بے شک پیٹ بھی ہمارے بھوکے ہیں، تن ہمارے ننگے ہیں، تو اللہ کی قسم! اس سے زیادہ آج ہدایت کی بھوک ہے۔ آج ہدایت کی پیاس ہے کہ خلقت کی خلقت ہے جو ننگے ہیں۔ تن پہ ہدایت کی تار نہیں ایک تار نہیں، ایک قطرہ ہدایت کا اندر نہیں ہے۔ ان کے لئے روؤ، آنسو بہاؤ، پتہ نہیں کس کا آنسو میرے رب کو پسند آئے تو سب کی ہدایت کا فیصلہ ہو۔ آج بیٹھنے کے دن نہیں ہیں۔ آج گھروں میں بیٹھنے کے دن نہیں ہیں۔ نکلو اللہ کی راہوں میں پھرتے جاؤ۔ ضرورت کا کماؤ، باقی بند دروازوں پہ دستک دو، صدائیں دو، قبل اس کے کہ زمین کے تیور جو بدلے ہوئے ہیں وہ کھل کے سامنے آئیں۔ قبل اس کے کہ فلق کی گردش جو خلاف ہو چکی ہے وہ کھل کے سامنے آئے۔ قبل اس کے کہ ہواؤں کے جھونکے جو پہلے ہی ہمارے لئے بگولے بن چکے ہیں وہ ہمارے سامنے آئیں۔ قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا کڑکتا ہوا کوئی شعلہ ہم پہ گرے۔ قبل اس کے کہ زمین ہمیں نگل لے۔ قبل اس کے کہ آسمان سے بجلیاں کوندیں۔ قبل اس کے کہ فرشتے کوڑے برساتے ہوئے آئیں۔ ہم یونس علیہ السلام کی قوم کی طرح گر جائیں۔ ہم رو دیں، ہم آنسو بہا دیں۔

اسے توبہ سے زیادہ کوئی عمل پسند نہیں۔ اسے ندامت کے آنسوؤں سے بڑھ کر کوئی عمل پسند نہیں۔ لاکھوں برس کی عبادت سے بعض اوقات ندامت کا ایک آنسو آگے بڑھ جاتا ہے۔ روؤ، روؤ، آج رونے کے دن ہیں۔ رونے کا زمانہ ہے۔ ہماری اوپر شنوائی ہوگئی تو نیچے سارے مسئلے ٹھیک ہو جائیں گے۔ اوپر والے کو سناؤ وہ تو سننے کو تیار ہے۔ لیکن کوئی سنانے والا لاؤ۔

امت کے لئے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے والے درکار ہیں

بھائیو! اور مصیبت یہ ہے کہ یہ مانگی تانگی کا کام نہیں ہے۔ یہ پیسے سے ہوتا نہیں ہے۔ یہ تو حقیقت کے آنسو چاہیں۔ منبر پہ بیٹھنے والے کے آنسوؤں کا اعتبار نہیں ہے۔ وہ تو جذبات سے بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ تنہائیاں جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو پھر ایک ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہو، ایک اللہ سے لو لگا رہا ہو کہ یا اللہ تو مان جا! یا اللہ تو مان جا! یا اللہ تو مان جا! جو اس طرح اللہ کو منا رہا ہو، ایسے کوئی چند دیوانے پیدا ہو گئے، کوئی چند دیوانیاں پیدا ہو گئیں تو شاید ساری کشتی منجدھار سے نکل کر، ان طوفانوں سے نکل کر اور اس بھنور سے نکل کر کنارے آ لگے۔

شاید کہ اللہ کسی کا رونا پسند کر کے ہدایت کی ہوا چلادے

تو توبہ کرتے ہو کہ نہیں۔ میرا تو ہر بیان آخر میں یہیں آ کے ختم ہوتا ہے۔ ارے تم توبہ کرتے ہو؟ توبہ کر کے جاؤ۔ ایک دفعہ تو کہہ دو یا اللہ میری توبہ۔ چاہے جھوٹ موٹ سے کہو، کہو تو سہی یا اللہ میری توبہ، یا اللہ ہمیں معاف کر دے۔ اس توبہ پہ پکے رہو، اوروں کو پکا کرو۔ اس کے لئے گھر گھر، در در اور ملک ملک نکلنا اور پھرنا کہ اللہ تعالیٰ کسی کا رونا پسند کر کے ہدایت کی ہوا چلا دے۔ اس کی نیت کرو۔ میں کہتا ہوں کہ کم از کم مہینے میں تین دن تو لگا لیا کرو۔ یہ گلستان کالونی والے تو میری مانتے نہیں تم باہر سے آئے ہوئے تم ہی مان لو۔ ارے تم مان لو، یہ تو نہیں مانتے، تم مان جاؤ، ہر مہینے کم از کم تین دن لگایا کرو۔ چند مہینوں میں زندگی میں انقلاب دیکھو گے۔ دل کی شمعیں جلتی دیکھو گے۔ اندر کی ویرانیوں میں بہار آتے خود محسوس کرو گے۔ ان شاء اللہ، کچھ کرو گے تو پاؤ گے۔

طلباء سے خطاب

ایک بڑے محدث گزرے ہیں ابواسحاق البیری رحمۃ اللہ علیہ۔انہوں نے اپنے بیٹے ابوبکر کو نصیحت کی' اسی نصیحت کے چند جملے میں آپ کو سناتا ہوں۔

جہالت کا اندھیرا اور علم کا نور

طالب علموں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

آج دیکھو! اندھیرا ہے اور اندھیرا ڈنڈے سے نہیں دور ہوتا۔اندھیرا اُجالے سے دور ہوتا ہے' اندھیرا روشنیوں سے دور ہوتا ہے۔اندھیرے کو طاقت کے زور پر پیسے کے زور پر چالبازی کے زور پر جادو کے زور پر نہیں دور کیا جاسکتا۔وہ روشنی سے دور ہوتا ہے۔ایک مادی اندھیرا۔ہے اس کے لیے سورج نکلتا ہے۔ایک ہے روحانی اندھیرا کہ آج مسلمان بھی اللہ کو نہیں جانتا' مسلمان نسل اللہ کے نبی ﷺ کا نام نہیں جانتی۔

اس کے لیے وحی والا علم سورج ہے۔اس کی روشنی آئے گی تو باطل کے اندھیرے چھٹیں گے اور روحانی اندھیرے چھٹیں گے' روح پر آئی ہوئی رات پر صبح آئے گی۔دلوں پر چھائی ہوئی تاریکی پر صبح صادق نمودار ہوگی اور روح پر آئی جو خزاں ہے اس میں بھی ہولے ہولے بادِ نسیم داخل ہوگی۔

رواجی تعلیم

اس کے لیے علم پر محنت کرنا اس وقت سب سے بڑا فرض ہے۔رواجی پڑھنا نہ پڑھو۔کتاب آئی' آئی نہیں آئی۔آگے آج کا سبق پڑھ لیا' نہیں آتا' اگلا پھر سبق۔یہ کتاب

سمجھے بغیر پڑھ لی' اگلی کتاب۔ اس رواجی پڑھنے سے توبہ کرو۔ اس پڑھنے کا ثواب تو ہے' فائدہ کوئی نہیں۔

اس پڑھنے سے اخلاص ہے تو اجر ہے' فائدہ کوئی نہیں۔ اس کو پڑھنے والا اندھیرا دور نہیں کر سکتا۔ اس پڑھنے والے سے اندھیرا دور نہیں ہوگا۔ یہ علم ہے' نور ہے۔

اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض ، مثل نورہٖ کمشکوٰۃٍ فیھا مصباح ط المصباح فی زجاجۃ ط الزُّجاجۃ کانّھا کوکبٌ دُرِّیٌّ یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃٍ لا شَرقِیَّۃٍ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیئُ ولَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نورٌ علٰی نورٍ ط یھدی اللّٰہُ لِنُورِہٖ من یشاء.

یہ تو نور ہے وہ نور ہے جو روحانی اندھیروں کو بھگائے گا' اس لیے میرے عزیزو! علم پر محنت کرو۔ یہ رواج چھوڑ دو کہ بس خامسہ ہوگئی' سادسہ میں جانا ہے۔ خامسہ آتا ہے یا نہیں آتا۔ یہ رواج چھوڑ دو۔ سلفؒ والی پڑھائی پڑھو۔

ایک' ایک فن پر زندگیاں کھپا دیں۔ ایک ایک حدیث پر سال' سال کے سفر لگا دیئے۔ ایک عدیث کو حاصل کرنے کے لیے ایک سال روزے رکھے...... ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لیے ایک سال کے روزے رکھے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہم اتنے بڑے مجاہدے کر سکتے ہیں لیکن اتنا ضرور کرو کہ آج کے اندھیرے روشنیوں میں بدل سکیں۔ یہ جو آج کا رواجی پڑھنا ہے اور جو آپ جامعہ اشرفیہ سے سند لے لیتے ہیں' اس سے یہ اندھیرا دور نہیں ہوگا۔ یہاں سے چراغ جلیں گے' جن کے دل میں بھی علم کی شمع روشن ہو جائے جن کا اندر علم سے روشن ہو جائے' جن کے روئیں روئیں میں' رگ رگ میں' بوٹی بوٹی میں' ریشے ریشے میں' علم کی شعاعیں پھوٹنے لگیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم و حکمت

حضرت علیؓ کی سنو!

یتفجر العلم من جوانبہ

وتنطبق الحكمة من نواحيه
يستوحش من الدنيا وزهرتها
ويستانس بالليل و ظلمته

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آرہا ہے: ان کی رگ رگ سے علم کے چشمے نکلتے تھے، چشمے...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رگ رگ سے علم کے چشمے نکلتے تھے۔ حکمتوں سے بھرا بھرا وجود تھا۔ رگ رگ علم کا دریا اور چشمہ تھا۔ اس کے قریب ہونے کی کوشش کرو ورنہ جو ہمارے پاس کمزور بنیاد ہے علم کی یہ آج کے باطل سے ٹکر نہیں لے سکتی۔ ہے یہی علم جو زمین کے پھیلے ہوئے ہر باطل کو پارا پار کر سکتا ہے۔ کہیں سے وہ علم لاؤ' ڈھونڈو وہ گم ہوگیا ہے۔ ماضی کے دریچے کھولو۔ وہاں سے کہیں سے کھینچ کے لاؤ۔ آج کی جہالت کی تاریکی کا علاج علم ہے' علم!...... علم کی محنت کرو۔

اشعار کا خلاصہ' اہمیت وضرورت علم

خلاصہ سنو! ابوبکر! میرے بیٹے' ایک نصیحت کرتا ہوں اگر میری مان لے گا تو تو ہی تو ہوگا جہاں ہوگا۔ تو امر کرے گا اطاعت ہوگی تو نہی کرے گا اطاعت ہوگی۔ تو ننگا ہوگا تیرے عیب چھپائے گا اور تجھے لباس شاہی پہنایا جائے گا تو محفل میں آئے گا۔ تیرے سر پہ عزت کا تاج رکھے گا۔ تجھے شبہ ہوگا' تیرے آنکھوں سے پردہ ہٹائے گا۔ تجھے راستے کی پہچان میں غلطی ہوگی تو یہ آ کر تیرے لیے روشن راہوں کا انتخاب کرے گا۔

تو زندہ رہے گا' اس کا نفع اٹھائے گا۔ تو مر جائے گا تیرا ذکر باقی رہے گا۔

یہ وہ تلوار ہے جس کا وار کبھی خطا نہیں جاتا۔ یہ وہ حملہ ہے جس کا دشمن کبھی بھی اس سے بچ نہیں سکتا۔

یہ وہ خزانہ ہے جس پر پاکستان کی پولیس کے پہرے کی ضرورت نہیں......

جس پر دنیا کی پولیس کے پہرے کی ضرورت نہیں......

یہ خزانہ تیرے دل میں رہتا ہے......

آسان ہے۔ ہلکا ہے......

یہ وہ خزانہ ہے۔ مالدار کا خزانہ خرچ کرنے سے گھٹ جاتا ہے تیرا خزانہ خرچ کرنے سے بڑھے گا۔

مالدار کا خزانہ جمع کرنے سے بڑھ جاتا ہے' تیرا خزانہ جمع کرنے سے گھٹ جائے گا۔ جس دن تو نے اس کا ذائقہ چکھ لیا پھر نہ تجھے کوئی دنیا متوجہ کر سکے گی نہ تجھے کوئی خوبصورت منظر غافل کر سکے گا، نہ کوئی خوبصورت شکل' نہ تجھے حسین بیوی اس سے ہٹا سکے گی اور یاد رکھو!

جو لوگ کھانے کی لذتوں کے عادی ہوتے ہیں وہ علم کی لذت کبھی نہیں چکھ سکتے'
جو حلوہ کھانے کے' مرغ مسلم کھانے کے عادی ہوتے ہیں وہ علم کی لذت کبھی نہیں چکھ سکتے......

جو حلوہ کھانے کے' مرغ مسلم کھانے کے عادی ہوتے ہیں اس سے محروم ہوتے ہیں، اور اس سے محروم ہر چیز سے محروم ہوا کرتا ہے۔
اس کی غذا وہ اللہ کا علم ہے......
روح کی غذا وہ اللہ کا علم ہے......

جان لگا دے' بازی لگا دے۔ ہار بھی گیا تو جیتا ہے۔ جیت گیا تو کیا کہنے۔
اس کا ہارا بھی جیتا' اس کا جیتا بھی جیتا۔ اپنی جان لگا دے' کھپا دے۔ پیچھے مڑ کے نہ دیکھ۔ بڑھتا جا

آہ نہ کر لبوں کو سی
عشق ہے دل لگی نہیں
سینے پہ تیر کھائے جا
آگے قدم بڑھائے جا
یعنی زبان حال سے کہہ دے
کہ ہاں ہاں اور ستائے جا

اس میں لگ جا' کھپ جا' پس جا' مٹ جا۔ جب تیرا سینہ علم سے بھرے گا۔

جب لوگ تجھے عالم کہنے لگیں تو پھر ڈرنا' ڈرنا کہ اللہ قیامت کے روز پوچھے گا: بتا! تونے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟

علم کی بنیاد تقویٰ ہے

علم کی بنیاد تقویٰ ہے۔ علم کی بنیاد یہ نہیں کہ تجھے منبر مل جائے' تجھے خطابت مل جائے۔ تجھے صدارت مل جائے۔ تجھے مسند مل جائے۔ یہ علم کی بنیاد نہیں ہے۔ علم کی بنیاد تقویٰ ہے۔

اگر تونے علم پر عمل نہ کیا تو اچھا تھا تو جاہل رہتا۔ اگر تیرا علم تجھے دنیا کمانے کی طرف لے گیا تو ہائے! کاش تو عالم نہ بنتا، جوں جوں تیری جہالت بڑھے گی، تیری عمر بڑھے گی۔ تو لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوتا جائیگا، اور اگر تونے علم حاصل کر لیا تو پھر تو زندہ رہ کر بھی تلاش کیا جائے گا، مرنے کے بعد تیرا ذکر زندہ رکھا جائے، لہٰذا مال والوں کی طرف نظر نہ دوڑاؤ۔

مال والے نے صنعت کا جھنڈا اٹھایا تجھے مبارک ہو تونے علم کا جھنڈا اٹھایا، اگر مالدار نرم گدوں پہ لیٹا تو تونے علم کی گہرائیوں میں' علم کی وسعتوں میں غوطے لگائے۔

اگر مالدار مرسڈیز گاڑیوں پر بیٹھا اور ہوائی جہازوں میں اُڑا تو تجھے مبارک ہو تو تقویٰ کی سواری پر سوار ہوا۔

اگر مالداروں نے نئی نویلی دلہنیں کیں' شادیاں رچائیں اور اپنی راتوں کو عورتوں کی لذت سے آباد کیا تو تجھے مبارک ہو تو بھی روزانہ نئے نئے علم کے معانی کو کھولتا ہے۔ نئے نئے کنوارے علم کے ساتھ تو بھی رات گزارتا ہے۔ ایک وقت آئے گا جب تو اونچا ہوگا' مالدار نیچا ہوگا۔ لہٰذا:

فسئل من ربک التوفیق عنها

واخلص فی السوال اذا دعوت

مانگ اللہ سے۔ ارے بچو! مانگو اللہ سے۔ اللہ آپ کو علم عطا فرمائے۔

وانادِ اذ سجدت لحوت راس

بما نـاداه ذالـنـون ابن متی

جیسے الیاس علیہ السلام ابن متی ذوالنون جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام سے وہ بول کہلوایا:

ان لا اله الاانت سبحنک انی کنت من الظلمین.

سجدوں میں پڑ پڑ کر رویا کرو اور اللہ سے مانگا کرو۔

فلازم بابه قرعا عصا

سیفتح بابه لک ان قرعت

مانگو اللہ سے، تڑپو اللہ کے سامنے۔ اللہ دے دے، اللہ علم دے دے، شاید اللہ علم کا ڈر کھول دے۔ یہ قصیدہ تقریباً ڈیڑھ سو اشعار کا ہے، جتنا آپ کو سمجھ آ گیا اسی کو قبول کرو۔

میرے عزیزو!

بہت بڑی نصیحت ہے، میری اپنی نہیں ہے۔ میں ناقل ہوں، میں ناقل ہوں، میں ناصح نہیں میں تو خود طالب علم ہو۔ نصیحت تو مشائخ کا کام ہے۔ ہم تو سب طالب علم ہیں۔ میرے عزیزو! آج کے اندھیروں کو علم ہی سے دور کرنا ہوگا۔ علم پر محنت کرو، پڑھائی کے دوران اور پھر لوگوں میں پھرو تا کہ آپ کو ان کو سمجھانے کا بھی طریقہ آئے۔

انفرمیشن ٹیکنالوجی

آج کل ایک آئی۔ ٹی، ایک جدید انفرمیشن ٹیکنالوجی۔ کیا مطلب اس کا؟ اس کا مطلب بتانا نہیں ہے۔ انفرمیشن ٹیکنالوجی کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بات اگلے کے سامنے اس طرح پیش کرو کہ وہ لے لے، وہ لے لے...... کیا مطلب ہے؟

کہ اگلے کے سامنے اس طرح پیش کرو کہ وہ جھوٹ کو بھی سچ سمجھ جائے۔ انہوں نے اس پر محنت کی تو انہوں نے ہماری نسل کھینچ کر اپنی بنالی، ایک آیت سے میں استنباط کر رہا ہوں چونکہ میرا ذاتی استنباط ہے، آپ اس کو غلط بھی کہہ سکتے ہیں، صحیح بھی کہہ سکتے ہیں اور استنباط میں چونکہ گنجائش علماء نے رکھی ہے تو یہ غلط بھی ہو سکتا ہے، صحیح بھی ہو سکتا ہے۔

استنباط میں گنجائش ہوتی ہے چونکہ تفسیر تو نہیں ناں! تفسیر تو میں نہیں کر رہا ہوں۔

استنباط میں چونکہ گنجائش ہے۔

خدائی آئی۔ٹی

وما ارسلنا من رسولٍ اِلّا بلسان قومه ليبين لهم......

یہ: بلسان قومهٖ ...... یہ آج کل کی انفرمیشن ٹیکنالوجی ہے۔

بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ......

یہ آج کی انفرمیشن ٹیکنالوجی ہے۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ہم ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان دے کر بھیجتے ہیں تا کہ وہ ان کو بات سمجھا سکے۔

میں ابھی آپ کو فارسی میں بیان شروع کر دیتا تو وہ تقریر تو ہوتی لیکن بیان نہ ہوتا۔ بیان کہتے ہیں' واضح کر دینا۔ عربی میں بیان شروع کر دیتا تو خطاب ہوتا' بیان نہ ہوتا۔ بیان کا کیا مطلب ہے؟ اگلے کو اس طرح بات بتاؤ کہ وہ لے لے' وہ سمجھ لے۔ اب اس کے لیے اگلے کی نفسیات کو سمجھنا پڑے گا کہ اس کی نفسیات کیا ہیں؟

اگر آپ اس کی نفسیات نہیں جانتے۔ آپ اس کو بات نہیں بتا سکتے' نہیں سمجھا سکتے۔ اس پر اربوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ باطل ہماری نسل کو خرید رہا ہے۔ انفرمیشن ٹیکنالوجی کے ساتھ ان کو غلام بنا دیا۔ میں کہہ رہا ہوں ایک سال تبلیغ میں پھر وانفرمیشن ٹیکنالوجی کا علم حاصل کرو کہ وہ لوگوں کو جھوٹ کس طرح بتا رہے ہیں کہ لوگ سچ سمجھ کے پیچھے چل رہے ہیں۔ آپ لوگوں میں گھر کر ان کی نفسیات پڑھو اور سمجھو۔ پھر ان کو حق اس انداز میں بتاؤ کہ وہ قبول کر لیں یہ بلسان قومهٖ ہے۔ آئی۔ٹی ليبين لهم۔ یہ ہے آئی ٹی اور یہ پھرے بغیر نہیں آئے گا۔

خطبات جمعہ پر خطیب کی تیاری

اب آپ کیا کرتے ہیں۔ آپ ایک تقریر یاد کرتے ہیں۔ ان مصنفوں کو اللہ ہدایت دے جنہوں نے خطبات جمعہ لکھ دیئے۔ خطبات جمعہ اور پتہ نہیں اس عنوان پر اور کتنی

کتابیں ہیں۔ اب جمعہ کو اس نے تقریر کرنی ہے۔ خطیب نے۔ وہ دیکھتا ہے آج جمعہ کو کونسی تقریر لکھی ہوئی ہے۔ وہ تقریر پڑھتا ہے' اس میں کوئی اشعار ہیں۔ کوئی قافیہ ہے' کوئی ردیف ہے۔ کوئی اُلٹی سیدھی فصاحت و بلاغت ہے کوئی تک بندی کو فصاحت کے ساتھ تعبیر کیا ہوا ہے۔ پھر وہ آ کے منبر پہ نوجوان بیٹھتا ہے اور تقریر شروع کر دیتا ہے۔ اسے نہیں پتہ کہ اس مجمع کو روٹی کی ضرورت ہے یا پانی کی۔ وہ اُن کو جو کھلا رہا ہے۔ تو یہ آئی ٹی نہ ہوا۔

یا وہ کتاب نہیں پڑھتا۔ وہ اپنے ذہن سے خود سوچتا ہے کہ میں نے آج یہ خطبہ دینا ہے۔ میں نے جمعہ پر یہ تقریر کرنا ہے' کر دی ہے۔ مجمع کی ضرورت ہے یا نہیں؟ گزر گئی' اوپر سے گزر گئی۔ کیا ہوا؟ لوگوں میں پھر کے اُن کے ماحول کو نہیں سمجھا۔ ان کے مزاج کو نہیں سمجھا، ان کی فطرت کو نہیں سمجھا۔ بات شروع کر دی۔

میرے عزیزو!

یہ جو تبلیغ ہے نا' یہ ہے آئی۔ ٹی۔ یہ آج کی آئی۔ ٹی ہے جیسے مسئلہ کتاب کے بغیر نہیں آتا۔ مسئلہ بڑے سے بڑے تبلیغ والا ہو اسے مسئلہ تو عالم سے ہی پوچھنا پڑے گا۔ کتاب کے بغیر نہیں آتا یہ آئی ٹی بھی تبلیغ کے بغیر نہیں آتی۔ اس کو لینا کیسے ہے' اس کو اللہ کے قریب کیسے کرنا ہے' اس سے توبہ کیسے کروانی ہے۔

تو بہر حال یہ چند باتیں گزارش ہیں کہ آپ چھٹیوں میں تبلیغ میں وقت لگایا کریں۔ دس مہینے کتاب کے سوا کسی سے نہیں ملو۔ کتاب ہو' آپ ہوں' استاذ ہوں۔ شعبان میں بند کر دو۔ بستر اٹھاؤ اور نکل جاؤ۔

اب لوگوں کی نفسیات پڑھو۔ ان کو دین پہ لانا کیسے ہے۔ ان کو اللہ کی بات سنانی کیسے ہے۔

نفسیات کے مطابق گفتگو کرنے پر ایک واقعہ

میں آپ کو آئی۔ ٹی کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ جو مجھ پر بیتا۔ میں رائیونڈ سے نیا نیا پڑھ کے گھر گیا۔ ابھی سال نہیں لگایا۔ میرے والد صاحب کے ایک دوست تھے۔ قریب میں زمیندار۔ اُن کے پاس ہم گشت کرنے گئے۔ ایک اور مقامی زمیندار میرے ساتھ تھے۔

فوت ہو گئے' مرحوم امیر سلطان' وہ میرے ساتھ تھے۔ ہم ان کے جب ڈیرے پر پہنچے تو اس وقت یہ منظر تھا۔ بچھیرا (گھوڑے کا بچہ) نوکر نے پکڑا ہوا تھا اور ایک ہاتھ میں اس کے بڑا سا پیالہ تھا مکھن کا۔ یہ تو مہر صاحب تھے۔ یہ مکھن کے پیڑے بنا بنا کے اُس بچھیرے کو کھلا رہے تھے۔ گھوڑے کے بچے کو کھلا رہے تھے۔ ہم پہنچے' اس نے ہمیں دیکھا' آ گئے۔ چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔ مجھے میرے ساتھی راجہ صاحب مرحوم نے کہا: مولوی صاحب! آپ بات کریں۔ میں نے بات شروع کی۔ اس نے مراقبہ اختیار کر لیا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مولوی اب بس کر دو کہ میں نہیں سننا چاہتا۔ انکار کر نہیں سکتا کہ میں نہیں سننا چاہتا' تعلق ہے اور سننے کی سکت نہیں۔ یا یوں کرتے ہیں یا یوں دیکھنا شروع کر دیتے ہیں' گھڑیاں دیکھتے ہیں۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ہُن بس کر دے۔ تو میں نے دیکھا وہ یوں کر کے بیٹھ گیا۔ ایسا مراقبہ کہ نہ اس کو کوئی حدیث سنائی دے رہی، نہ قرآن سنائی دے رہا، نہ جنت نہ دوزخ، میں نے کہا کہ اس کو کیسے سمجھاؤں۔ مجھے تو پتہ چل گیا کہ یہ نہیں سن رہا۔ میں چپ ہو گیا آگے ہمارے ساتھی بولے۔ وہ اس وقت بیس سال سے تبلیغ میں دھکے کھا رہے تھے۔ انہوں نے بات شروع کی۔ کہنے لگے: مہر فاضل تیرے گھوڑے دے پیر خراب نیں۔ وہ جس کو مکھن کھلا رہا تھا۔ یہ ان سے بڑا گھوڑوں کا رکھنے والا۔

ہماری زبان میں تازی دار کہتے ہیں۔ بڑا تازی دار گھوڑوں کی نسلیں پہچاننے والا۔ اس نے ایک جملہ کہا: مہر فاضل تیرے گھوڑے دے سم خراب ہن۔

وہ ایسے بیٹھا بیٹھا یوں ہو گیا' جس کو قرآن نہ آنکھیں کھلوا سکا' حدیث نہ آنکھیں کھلوا سکی، سمجھ رہے ہو، آئی۔ ٹی کسے کہتے ہیں۔

بلسان قومه ليبين لهم

اس سانچے میں بات ڈال کر بیان کرو جس سے وہ لے لے۔ جس سے وہ لے لے اُس سانچے سے بات لاؤ۔ جو اس کے منہ میں چلی جائے۔ اب اس نے وہ سانچہ تلاش کیا۔ مہر فاضل تیرے گھوڑے دے سم خراب ہن۔ پھر اس نے کہا: اس کی گردن بھی چھوٹی ہے۔ وہ اور اونچا ہو گیا۔ پھر تین چار اور اس کے عیب بتائے پھر ایک دم اس نے آہستہ

آہستہ جیسے گاڑی کا کانٹا نہیں بدلتا' اس نے کانٹا بدلا اور اس کو لے کر آ گیا' دین کے اندر۔

پھر اسے آخرت سنائی' پھر چھ نمبر سنائے پھر اس کی تشکیل کر دی یہ ہے آئی ٹی ٹیکنالوجی، یہ نہیں کہ آپ فارغ ہوتے ہی بیٹھ کے تقریریں شروع کر دیں۔

کیا خبر آپ کو دنیا کس میدان میں جا رہی ہے......

کس ماحول میں چل رہی ہے......

یہ آئی۔ٹی "Information Technology" سیکھو۔

میرے عزیزو!

بڑی ضرورت ہے اس کی آج۔ ٹھیک ہے ناں بھائی...... کرتے ہو ناں سارے اس کی نیت۔

محمد بن قاسمؒ کی شہادت

محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ جو دمشق سے چلے' ملتان تک آئے۔ سوا دو سال لگے یا سوا دو سال۔ پھر گھر نہیں دیکھا اور حکومت جو بدلی' ولید مر گیا۔ سلیمان آ گیا۔ سلیمان حجاج کا دشمن، حجاج اس کا دشمن۔ تو حجاج کا بدلہ اس مظلوم سے لیا۔ کتنا اس نوجوان نے دہائی دی۔ کتنا اپنے آپ کو گھلایا۔

یہ بادشاہ بھی عجیب ظالم ہوتے ہیں۔ تو ملتان تک پہنچے ملتان سے دیپالپور تک۔ ملتان پہنچے پیچھے سے ولید مر گیا تو سلیمان کی حکومت آئی۔ اس نے معزول بھی کیا۔ قید بھی کیا اور پکڑوا کے واپس بلوایا۔

عراق میں واسط ایک جگہ ہے' وہاں کے حاکم، صالح اس کا نام ہے اس کے حوالے کر دیا اور صالح کے بھائی کو حجاج نے قتل کیا تھا تو صالح نے اس کے بدلے میں محمد بن قاسمؒ کو قتل کر دیا۔ جب اس کو پکڑا تو کہنے لگا

اضاعونی وای فتی اضاعوا

لیوم کریھة و سداد ثغر

ہائے! ہائے! انہوں نے کیسے نوجوان کو ضائع کر دیا جوان کی سرحدوں کی

حفاظت کرتا تھا اور مشکل وقت میں ان کے کام آتا تھا۔

گھر نہیں دیکھا۔ وہی چار مہینے اور حجاج نے بیٹی دی تھی، بیٹی نکاح میں تھی۔ چار مہینے شادی رہی اور اس کو دو شکستیں ہو گئیں۔ دو لشکر شکست کھا گئے۔ تو پھر حجاج نے تیسرا لشکر اپنے بھتیجے کو دے کر روانہ کیا اور ان کو تقریباً ڈھائی سال سے ملتان تک آنے میں اور پھر گرفتار ہو کے شہید ہو کے اللہ کے پاس۔ گھر چار مہینے سے زیادہ اپنی بیوی کو نہیں دیکھا۔

ایک اپنی ذات کو اجاڑ کے اربوں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بن گیا۔ تیرا سال میں کتنے مسلمان آئے۔ سندھ میں' ملتان تک جو آیا۔ ملتان ہمارا ضلع ہے تو ملتان سندھ میں تھا۔ کتنے انسان اس کے کھاتے میں جا رہے ہیں' جا رہے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں اور ملتان میں جتنے مسلمان ہیں ملتان کے باشندے اور سندھ کے جتنے مسلمان ہیں وہ جتنے اسلام پر چلتے رہیں گے وہ سب محمد بن قاسمؒ کے کھاتے میں جا رہے ہیں' جا رہے' جا رہے۔ ایسے گھر چھوٹے۔ تو آپ بھی اس کے لیے ارادے فرمائیں۔

حاصل مطالعہ اور تبلیغی جماعت

سالہا سال کتابیں کنگھالنے کے بعد میں آپ سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔

میں نے عقیدت میں یہ بات نہیں کی کہ چونکہ میں نے تبلیغی مدرسے میں پڑھا ہے۔ لہٰذا میں اس عقیدت میں آپ کو کہہ رہا ہوں۔ سالوں کتابوں کو کھایا ہے۔ جیسے آپ روٹی کھاتے ہیں۔ پورے عالم کو لپیٹ میں لے۔ ہر قوم قبیلے کو کھینچے اور پڑھے لکھے' ان پڑھ پر یکساں اثر ڈالے۔ گونگوں' بہروں کو دیوانہ وار گھروں سے نکال دے' یہ تبلیغی جماعت کا کام نہیں ہے۔ وہ اوپر جا کے جو اس کا سلسلہ مل رہا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ یہ طاقتور چیز ہے۔

دو باتوں کی محنت، اہمیت اور تربیت

یہ اپنی دعوت نہیں دے رہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس کا حسن ہمیشہ ہے' ابدی ہے ناں۔ لہٰذا جب بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے

حسن کو پیش کیا جائے گا لوگ پروانوں کی طرح گریں گے۔

تو تبلیغ بنیادی طور پر دو باتوں کی محنت ہے کہ بھائیو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے رنگ میں رنگ جاؤ۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ اللہ کہتا ہے میرے رنگ میں کیوں نہیں رنگتے ہو۔

ڈاکٹروں نے سفید چوغہ پہنا۔ ہاں جی! ڈاکٹر صاحب ہیں۔ وکیلوں نے اس گرمی میں بھی کالا کوٹ پہنا ہے' ہاں جی! وکیل صاحب فوجیوں نے خاکی وردی پہنی' ہاں جی! فوجی صاحب پولیس والوں نے وردی پہنی' ہاں جی! پولیس والے۔ حتیٰ کہ سکول والوں کے بھی کوٹ اور وردیاں ہیں۔ تو کیا اللہ کا رسول ﷺ ہمیں جانور چھوڑ کر گیا ہے کہ جو مرضی کرلو۔ وہ بھی تو کوئی رنگ میں رنگ کے گیا ہے۔ اس رنگ میں رنگ جانا یہ محنت ہے اور یہ محنت کے بغیر نہیں آئے گا۔ میں کہہ دوں اور آپ کرلیں' ایسے نہیں ہوگا۔

ایک آدمی سائیکل چلانا نہیں جانتا۔ میں کہتا ہوں: چلاؤ سائیکل۔ وہ چلالے گا؟ پھر میں نے ایک تھپڑ مارا۔ چلاؤ سائیکل۔ وہ چلائے گا؟ وہ سیکھا ہی نہیں۔ تھپڑ مارنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ سکھاؤ! سیکھنا پڑے گا، یہ آنکھ ٹھیک دیکھے' سیکھنا پڑے گا، یہ کان ٹھیک سنے' سیکھنا پڑے گا' یہ زبان ٹھیک بولے' سیکھنا پڑے گا، یہ دل کا جذبہ صحیح ہو' سیکھنا پڑے گا، ناپ' تول صحیح ہو' سیکھنا پڑے گا۔ حرام پر رُکے' حلال پہ اُٹھے' سیکھنا پڑے گا۔

امر پہ چلے' نہی پہ ہٹے۔ یہ سیکھنا پڑے گا۔ نہیں سیکھا تو کوئی کروا نہیں سکتا۔ انسان جانور نہیں کہ لاٹھی سے چلالو۔ یہ جذباتی مخلوق اور عقلی مخلوق ہے۔ اسے سمجھا کے چلانا پڑے گا۔ تو وہ تربیت ہے۔ تربیت اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تربیت کی ہے۔

عرب کے جہلاء

تو جب کبھی ان کا لڑنے پہ موڑ آجاتا تو محرم کا مہینہ اشہر حرام میں سے ہے۔ تو کہتے: بھائی! یہ محرم نہیں یہ صفر ہے۔ چل بھائی! ٹھکا ٹھک' تلواریں چلادیں۔ تو وہ محرم کو پیچھے کردیتے اور وہاں صفر کو لے آتے۔ پھر کبھی لڑائی پہ موڑ آگیا اور رمضان ان کا اشہر حرام میں سے ہے۔ تو کہتے: بھائی! یہ رمضان نہیں ہے۔ یہ رمضان نہیں ہے۔ یہ تو جمادی الاولیٰ

ہے۔ چل بھائی! ٹھکا' ٹھک۔

جامعیت قرآن:

سارے علوم کا جامع بنایا اور ایسا جامع بنایا کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے توراۃ پوری۔ توراۃ اللہ نے خود لکھ کے اتاری۔...... تورات کی فضیلت یہی ہے کہ اللہ نے اسے خود لکھا۔ پوری تورات کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کے محبوب نے کہا: اللہ نے مجھے سورۃ فاتحہ دے دی۔ سورۃ فاتحہ تورات کے بدلے میں۔

والمائدة مكان الانجيل......

اور انجیل جیسی بڑی کتاب کے بدلے میں مجھے اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ دے دی۔

والحواميم مكان الزبور......

اور زبور کے بدلے میں **حٰم والكتب المبين. حٰم تنزيل من الرحمن الرحيم**۔ یہ حٰم سے سات شروع ہوتی ہیں۔

تو ارشاد فرمایا: حٰم زبور کے بدلے میں دے دیں۔

باقی فرمایا باقی قرآن کے ذریعہ سے اللہ نے مجھے عزت اور فضیلت بخشی۔

کتاب ایسی دی' سارا آسمان کا علم اس کے اندر اتار دیا اور اس نے طاقت کیسی بخشی۔

سلیمانؑ اور تخت بلقیس اور صاحب علم کا قصہ

سلیمان علیہ السلام کا دربار لگا ہوا ہے تو انہوں نے کہا: بھائی مجھے ملکہ بلقیس کا تخت چاہیے۔ کون لائے گا؟

ايكم ياتيني بعرشها قبل ان يّاتوني مسلمين ......

تم میں کون ہے جو اس کا تخت لائے گا؟

قال عفريت من الجن......

تو ایک سائنسی طاقت بولی: مادی عفریت کا لفظ قیامت تک کے لیے ہے۔

آج کا ایٹم بم عفریت میں آجاتا ہے۔ عفریت کا لفظ مادی طاقت بولا جاتا ہے۔

تو مادی طاقتیں جن کے روپ میں آئیں۔

وہ تلوار اور توپ کے روپ میں آئیں۔

عفریت اشارہ کر رہا ہے۔ مادی طاقت والا۔ وہ بولا:

انا اتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک......

دربار کے ختم ہونے سے پہلے پہلے میں حاضر کر دوں گا۔

یعنی دو اڑھائی گھنٹے مجھے لگ جائیں گے۔ یمن جاؤں گا' اٹھا کے لاؤں گا۔ تین ہزار کلومیٹر جانا ہے۔ تین ہزار کلومیٹر آنا ہے۔ دو اڑھائی گھنٹے میں سامنے حاضر کر دوں گا۔

حاملِ علمِ ربانی

ایک اور وہاں صاحب بیٹھے تھے۔ وہ کون تھے؟ اس کو اللہ تعالیٰ نے عفریت نہیں اس کا نام لیا۔ نہ اس کی ذات کو بتایا۔ اس کی صفت کو بتایا۔ صفت کیا کہا:

قال الذی عندہ علم من الکتب......

جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا۔ سارا علم تو کسی کے پاس نہیں، کچھ علم تھا، کونسی کتاب؟ اس میں نہ انجیل شامل ہے نہ قرآن شامل ہے۔ توراۃ اور زبور۔ تورات اور زبور کا کچھ علم رکھنے والا۔ اس نے کہا:

انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک......

انکی نظر بند ہوگئی کھلنے سے پہلے۔ میں تخت یہاں حاضر کر دوں گا۔

اللہ کے علم میں ہے؟ سائنس اور ٹیکنالوجی میں کیا طاقت ہے۔ ان دونوں کا یہ آیت موازنہ کرنے نے کہا: جاؤں گا' لاؤں گا۔ علم والے نے کہا: میں جاؤں گا' نہ لاؤں گا کھڑے کھڑے حاضر کر دوں گا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے کہا: حاضر کرو گے؟ کہا: حاضر کروں گا۔ کہا: کرو۔ اس نے کہا: بائیں دیکھو۔ سلیمان علیہ السلام نے یوں دیکھا۔ کہا: تو تخت حاضر تھا۔ تین ہزار کلومیٹر کا فاصلہ۔

یہ بہت اچھا ہوا کہ قصہ قرآن میں ہے، نہیں تو لوگ کہتے اپنی طرف سے ہی لگاتے ہوں۔ یہ کوئی بات ہے کہ میں تو ابھی حاضر کر دوں گا ادھر دیکھا، سامنے تو تخت حاضر۔

توراۃ اور زبور پھر انجیل آئی۔ پھر قرآن نے توراۃ کو بھی لے لیا۔ زبور کو بھی لے لیا۔ چھوٹی کتابوں (صحیفوں) کو بھی لے لیا اور یہ قرآن بنا۔ نہ اللہ کی قسم کھائی نہ انجیل کی قسم کھائی، نہ زبور کی قسم کھائی۔

اللہ نے قرآن کی قسم کھائی:

یس والقرآن الحکیم......اس کو اتنا کامل کر دیا' اتنا مکمل کر دیا کہ ساری اپنی غیبی طاقت اللہ نے اس علم کے اندر چھپا دی۔

جنت میں قرآن کی تلاوت ربانی

کتابوں میں ایسی کتاب عطا فرمائی' ان مٹ۔ نہ مٹنے والی' نہ یہاں نہ وہاں۔ کتابیں تو چاروں اللہ کی۔ لیکن یہ جنت کا دربار ہے اور اللہ کا دیدار ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سارے جنت والوں کو فرما رہے ہیں۔ آؤ! جو دنیا میں گانے نہیں سنتے تھے آج میں انہیں جنت کا گانا سناتا ہوں۔

این الذین کانوا ینزھون السمع من اصوات المزامیر.

کہاں ہیں وہ میرے بندے جن کے کان دنیا میں شیطانی گانوں سے پاک رہے۔ آؤ! آج جنت کا نغمہ سنو۔ تو اللہ تعالیٰ جنت کی حوروں سے کہے گا: آؤ! تو اللہ تعالیٰ نے جنت کی عورت کو ایسی آواز بخشی ہے' آواز کو چھوڑیں۔ اس کا تھوک اتنا میٹھا ہے اگر وہ سات سمندر میں تھوک ڈالے تو ساتوں سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں۔ وہ تھوکتی نہیں۔ اسے تھوک آتا ہی نہیں۔ تھوک تو ہے عیب کی چیز۔ اگر وہ تھوکے تو ساتوں سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں اور وہ بات کرتی ہے تو ساری جنت میں گھنٹیاں بجنے لگتی ہیں اور جب وہ مسکراتی ہے تو اس کے دانتوں سے جو چمک نکلتی ہے وہ جنت کو اوپر سے لے کر نیچے تک روشن کر دیتی ہے۔ اللہ ان سے کہے گا: آؤ! میری تعریف کا گیت انہیں سناؤ۔ تو جب یہ مل کر گائیں گی اور ساتھ جنت کا ساز، ان کی آواز۔

جنت میں ایک درخت ہے اس کا نام فیض ہے۔ وہ کیا فیض دیتا ہے؟ موسیقی کا فیض دیتا ہے' اس میں سے جنت کی موسیقی کے مدھم سر اور ساز نکلتے

ہیں۔ تو اس کو سن کر جنتی مست ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے ایسا کبھی سنا؟ کہیں گے ایسا تو کبھی سنا ہی نہیں۔ یہ کس چیز کا صلہ ہے؟ یہ دنیا میں رنڈی کے گانے سے اپنے کانوں کو بچانے کا صلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اس سے اچھا سناؤں؟ کہیں گے: اس سے اچھا کیا ہے کہ وہ بھی ہے۔

یداؤد تعال وارتق المنبر......

اے داؤد! آؤ منبر پر بیٹھو۔ تم سناؤ۔

داؤد علیہ السلام کو وہ آواز ملی تھی کہ جب زبور پڑھتے تھے تو پہاڑ بھی جھومتے تھے۔ کہا: یا اللہ! وہ تو وہ دنیا میں تھی۔ کہا: میں نے واپس کر دی۔ آ جاؤ۔ جنت کا منبر داؤد علیہ السلام کی آواز اللہ کے دربار۔ وہ اپنے آپ کو بھی بھول جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کہیں گے کبھی ایسا سنا؟

کہیں گے: نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اس سے اچھا سناؤں؟

کہیں گے۔ اس سے اچھا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے وہ بھی ہے......

اے میرے محبوب! اے میرے حبیب! آؤ اب تمہاری باری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی آواز جنت کا ساز۔ جنت بھی مست ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بولو! کبھی ایسا سنا؟

کہیں گے: نہیں سنا۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اس سے اچھا سناؤں؟

کہیں گے: اس سے اچھا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اس سے اچھا تمہارا رب رہے جو تمہیں خود سنائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ پردہ ہٹائے گا۔ اپنا دیدار کرائے گا۔

ایوب علیہ السلام اٹھارہ برس بیمار رہے۔ سارا جسم' رواں رواں' درد میں جکڑا ہوا ہے۔ ایک دن کسی نے پوچھا: بیماری کے دن یاد آتے ہیں جب صحت مل گئی، کہنے لگے: ہاں! صحت کے دنوں سے بڑے اچھے تھے۔ کہا: وہ کیسے اچھے تھے؟ کہا: جب بیمار تھا اللہ تعالیٰ روز پوچھتا تھا: ایوب کیا حال ہے؟ بس بول میں جو لذت تھی اور کسی شئے میں نہیں۔ اللہ سامنے بھی آجائے' خطاب بھی فرمائے۔ وہ کیا انتہا ہوگی۔ عزت' کامیابی کی۔ تو اب اللہ تو راۃ پڑھ کے سنا دیتا تو ہم کیا کر سکتے۔ زبور سناتے۔ انجیل سناتے۔ یہاں قرآن سنائے گا۔

قرآن کی عظمت وخوبصورتی

وہ عظیم الشان ہمیں دستور حیات دیا کہ اسے جنت میں بھی باقی رکھا' دنیا میں بھی رکھا اور قیامت کے دن عرش کے نیچے قرآن ہوگا اور اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور اسے مجمع پہ نظر ڈالے گا' کہے گا: یا اللہ اس نے میرا حق ادا کیا۔ اس کو معاف کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ چلو! میں نے بھی معاف کیا۔

اے اللہ! جس نے میرا حق کھالیا اس کو پکڑ لے۔

اللہ تعالیٰ کہیں گے: ٹھیک ہے ہم نے بھی پکڑ لیا۔

ایسی عظمت اللہ نے ان کو عطا کی اور وہاں بھی اللہ تعالیٰ اپنا قرآن ہی سنائے گا اور کوئی کتاب نہیں سنائے گا اور اس کو ایسا خوبصورت نغمہ بخشا چونکہ ہم تو عربی سمجھتے نہیں ناں۔ نہ عربی جانیں' کیا پتہ چلے گا۔

کسی پنجابی کو غالب کا شعر سناؤ تو کیا پتہ چلے گا۔

کسی پٹھان کو غالب کا شعر سناؤ تو کیا پتہ چلے گا۔ ایسے قرآن ہمارے سامنے ......ایک بے کیف نغمہ ہے۔

فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین.

انا کفینک المستھزءین......

اس آیت کو ایک بدو نے سنا تو سجدے میں گر گیا۔

تو کہا: کس کو سجدہ کر رہے ہو؟

کہنے لگا اس کلام کو سجدہ کر رہا ہوں۔ کیا خوبصورت کلام ہے۔

مسلمان نہیں ہے لیکن کلام کی طاقت نے سجدے میں گرا دیا اور ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم قرآن کا نغمہ نہیں سمجھتے کہ یہ کیسے روح کے تار کو ہلا دیتا ہے اور دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ کا قبولِ اسلام اور اعجاز قرآنی

جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں: میں مدینے پہنچا اور مسجد میں داخل ہوا تو آپ ﷺ یہ آیت پڑھ رہے تھے، مغرب کی نماز میں:

اَمْ خُلِقُوا مِنْ غیرِ شَیْءٍ ام ھم الخالقون. ام خلقوا السَّمٰوٰتِ والارضِ بَل لَّا یُوقنون. ام عندھم خزائن ربک ام ھم المصیطرون.

تو حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کلام کی طاقت سے قریب تھا کہ میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ وہیں کلمہ پڑھ لیا۔

عاجز کر دیا' قرآن نے۔ وہیں گھٹنے ٹیک دیئے۔

اعجاز قرآنی کا دوسرا واقعہ اور مقابلہ کلام

اُمیہ بن الصلت ایک بہت بڑا شاعر گزرا ہے۔ حضور ﷺ کو اس کے اشعار اتنے پسند تھے' آہا! آہا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: امن لسانہ و کفر قلبہ اس کی زبان ایمان لائی اور دل کافر رہا۔ کلام اس کا ایسا تھا اور آپ ﷺ اس کے اشعار سنا کرتے تھے اور ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک مجلس میں اس کے سو شعر سنے۔ اور سناؤ' اور سناؤ۔ یہ کہتے رہے۔ یہ کہتے کہتے سو اشعار سنے۔

ایک دن وہ مکے میں کہنے لگا: کیا تو نے اپنی نبوت کا ڈھونگ رچایا ہے۔ آؤ! اس کے ساتھ مقابلہ کرو۔ میں بھی کلام کہتا ہوں تو بھی کلام پیش کر۔

فرمایا: آؤ۔

حرم شریف میں ہو گئے۔ ادھر عبداللہ بن مسعود اور بلال (رضی اللہ عنہما) بس! دو آدمی اور ادھر سارے قریش مکہ۔ تو اس نے پہلے آ کے نظم' نثر' شعر میں' اس نے کمال دکھایا۔ جب وہ سارے جوہر دکھا چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب میرا بھی سنو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم. یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم.

چل بھائی! سورۂ یٰس شروع ہو گئی اور مجمع کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ عرب سن رہے تھے ناں۔

دنیا کمانے کے لیے انگریزی سیکھ لی۔ اللہ سے تعلق جوڑنے کے لیے اس کے کلام کو ہی نہ دیکھا۔ خالی ترجمہ ہی نہیں پڑھتے کہ قرآن کیا کہتا ہے۔

جب اس آیت پہ آئے:

اولم یر الانسان انا خلقنٰہ من نطفہ فاذا ھو خصیم مبین. و ضرب لنا مثلا ونسی خلقہٗ قال من یحی العظام وھی رمیم.

کہا: دیکھو! دیکھو! دیکھو! دیکھو۔ بنایا میں نے اپنے ہاتھوں سے' میرے ہاتھ کا بنا ہوا مجھ سے مناظرے کرتا ہے کہ کون مردہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟ کون بوسیدہ' بالیدہ اور بکھری ہوئی ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟

کافر کی گمراہی میں شدت

کافر اللہ کی نظر میں کون ہے؟

اِنْ ھُم اِلّا کالانعام......

اللہ اگر یہ کہتا ناں کہ یہ جانور ہیں تو اس میں شدت تھوڑی تھی۔

ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا......

ایک ایک حرف اللہ نے ہتھوڑے کی طرح مارا ہے کہ یہ نہیں ہیں مگر سوائے اس کے کہ یہ جانور ہیں۔ یہ اردو الفاظ اس کا ترجمہ نہیں کر رہے گو اس کے علاوہ اور کوئی ترجمہ ہو نہیں سکتا لیکن اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ شدید معنی ادا فرما رہا ہے ان الفاظ میں کہ یہ جانوروں

سے بدتر ہیں۔ جانوروں سے راہنمائی حاصل کرو گے' اندھے سے بینا پوچھے: راستہ کہاں ہے؟ کہے گا: بیٹا مذاق اڑاتے ہو۔ دو آنکھوں والا اندھے سے کہے: راستہ کہاں ہے؟ یہ ساری دنیا کے مسلمان ہم تک پہنچا ہے۔

توبہ کرلیں

میرے بھائیو!

اللہ کے واسطے! یہ سارا مجمع پتہ نہیں' کتنا ہے۔ اللہ ہی جانے کتنا ہے۔ اگر آج ہی سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلیں کہ یا اللہ! تجھے ناراض کیا' معاف کردے۔

تیرے کام کو نہ ہم نے دنیا میں اٹھایا' ہمیں معاف کردے۔

آج ہم تیری بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

اگر آپ اور میں ہم سب اگر آج ہی توبہ کرلیں تو پوری دنیا کی تقدیر بدلنے کے لیے اتنا مجمع کافی ہے۔ زیادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

میرے بھائیو!

یہی کافی ہیں پر کچھ لوگ ایسے ہوں جو اللہ پاک کو دکھا دیں کہ اے اللہ! تو دیکھا ہمارے اندر کو' ہم تیرے لیے مرمٹنے کو تیار ہیں۔
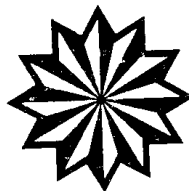
امتِ محمدیہ کی ذمہ داریاں

چاند رسول اللہ ﷺ کیلئے کھلونا بن گیا

میرے محترم بھائیو اور دوستو!

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے جدا بنایا سب سے اعلیٰ بنایا سب سے افضل بنایا ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچے تھے' حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یارسول اللہ! مجھے آپ کے بچپن میں پتہ چل گیا تھا۔ آپ کی بڑی شان ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کیسے؟

کہا: آپ ﷺ چارپائی پہ لیٹے تھے جیسے بچہ یوں ہاتھ مارتا ہے پاؤں مارتا ہے ٹانگیں مارتا ہے ہاتھ چلاتا ہے اور اوپر چودھویں کا چاند تھا۔ کبھی مارتے مارتے آپ کا ہاتھ اوپر جاتا تو آپ ﷺ کے ہاتھ کے ساتھ ہی چاند بھی یوں ہو جاتا تھا۔ پھر آپ یوں کرتے تھے۔ چاند یوں ہو جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکت سے چاند حرکت کر رہا تھا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کان القمر ینارینی ویحا کینی ویمنعنی من البکاء......

چاند مجھ سے باتیں کر رہا تھا میرا دل لگاتا تھا مجھے کہانیاں سناتا تھا۔ یحاکینی چاند مجھے کہانیاں سناتا تھا۔ جس کو آسمان کا چاند اس کے پنگھوڑے میں لوریاں دے اور کہانیاں سنائے وہ کتنی اونچی شان والا نبی ہوگا؟ تو ہم کہتے ہیں ہر مسلمان اس عظیم الشان نبی پاک ﷺ کے طریقے پر آجائے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ساری دنیا کی سرداری عطا

فرمائی۔ کہا میں ساری دنیا کے انسانوں کا سردار ہوں۔ اللہ نے ہر نبی کو اس کے نام سے پکارا ہے۔ یا داوٗد، یا موسیٰ، یا عیسیٰ، یا ادم، یا یحییٰ، یا زکریا، یا ابراہیم، یا نوح یہ سب کے نام لیے ہیں لیکن اپنے نبی ﷺ کو ایک جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے ''یا محمد'' نہیں کہا۔ جیسے ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں خان صاحب، وکیل صاحب، آئی جی صاحب، مولانا صاحب، حافظ صاحب، قاضی صاحب، ہم بھی اپنے بڑوں کو لقب سے پکارتے ہیں نام سے نہیں پکارتے۔ اللہ نے اور نبیوں کو نام سے پکارا اپنے نبی ﷺ کو ایک جگہ بھی ''یا محمد'' نہیں کہا بلکہ ہر جگہ کہا: اے میرے نبی! ﷺ اے میرے رسول ﷺ اے میرے مزمل ﷺ اے میرے مدثر ﷺ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت کے ساتھ پکارا ہے پھر بعضے لوگ آ کر کہتے: ''یا محمد'' تو اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ پلائی کوئی میرے نبی کا نام نہ لے۔ تم میں سے کوئی بھی میرے نبی ﷺ کا نام نہ لیا کرے بلکہ ہمیشہ اسے اس کے مبارک لقب سے پکارے۔ یا رسول اللہ کہو، یا نبی اللہ کہو، نام نہیں لے سکتے۔ یہ اللہ نے احترام دیا اپنے نبی ﷺ کو۔ ہم تو اس سے زیادہ حقدار ہیں کہ اپنے نبی ﷺ کی عزت کریں اور اس کے طریقوں پر چلیں۔

معیتِ باری

تو وہ اللہ جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ جس کی بادشاہی کو زوال نہیں، جب وہ فیصلے کرتا تو کوئی ہٹا نہیں سکتا جب وہ بچاتا ہے تو کوئی مٹا نہیں سکتا جب وہ مارتا ہے تو کوئی بچا نہیں سکتا جب وہ بچانے پہ آتا ہے تو چھری ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو یا فرعون کے ہاتھ میں ہو ایک خلیل اللہ ہے اور ایک سب سے بڑا دشمن ہے لیکن جب اللہ حفاظت کا نظام چلاتا ہے تو فرعون کی چھری موسیٰ علیہ السلام کو نہیں کاٹ سکتی۔ اور خلیل اللہ چھری اسمٰعیل علیہ السلام کو نہیں کاٹ سکتی۔ چونکہ اللہ کے بچانے کا حکم آ گیا ہے۔

تو ہم اللہ کو اپنا ساتھی بنالیں۔ یا اللہ! تو آ جا۔ اپنے محبوب ﷺ کی امت کو سنبھال لے۔ ہمارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا اور اللہ کو ساتھ لینے کے لیے میں بار بار ایک ہی چیز کو دہرا رہا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت والی زندگی کو اپناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک کے لیے بنی بنایا ہے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پتھر کے پاس سے بھی گزرتے

تھے تو پتھر بھی کہتا تھا: السلام علیک یا رسول اللہ۔ کسی درخت کے پاس سے گزرتے تو درخت بھی کہتا: السلام علیک یا رسول اللہ۔ پتھروں کو بھی پتہ چلتا تھا کہ یہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا اونچا مقام بخشا ہے۔

پتھروں' پہاڑوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر تھی اُحد پہاڑ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹیک لگائی تو جیسے آپ نے یہ نرم گدا ر رکھا ہوا ہے۔ وہ پہاڑ کا پتھر ہی نرم گدے میں تبدیل ہو گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ٹیک لگائی۔ اس پتھر کو بھی پتہ تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہیں اور انہیں اس وقت آرام کی ضرورت ہے۔ بے جان چیزیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو محسوس کرتی تھیں۔

ایسے عظیم الشان رسالت کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فائز فرمایا اور ان کو یہ اتنا اونچا مقام بخشا۔

اونٹوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

تو بھائی!

ہم ہر ہر مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنے اور ان کے طریقوں پر چلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کی وادی میں اونٹ ذبح کر رہے تھے۔ ہم اپنے گھر کی مرغی پکڑیں تو ہاتھ نہیں آتی۔ گھر میں پلی بکری پکڑیں تو شور مچاتی ہے۔

سو اونٹ' کچھ یمن سے آئے' کچھ دائیں بائیں سے خریدے گئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے گئے' قربانی کے لیے۔ پانچ اونٹ آگے آتے تھے ایک اونٹ آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کیا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے کھڑے اس کو ذبح کرتے اونٹ کو کھڑے کھڑے ذبح کرنے کا بھی ایک طریقہ ہے اس کو یوں گردن میں سیدھا برچھا مارا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کھڑے ذبح کیے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں برچھا مارنے کے لیے اٹھاتے تھے تو جو پیچھے چار اونٹ ہوتے تھے' وہ آپس میں لڑنا شروع کر دیتے کہ مجھے آگے جانے دو۔ دوسرا کہتا: مجھے آگے جانے دو۔ اونٹوں میں لڑائی ہو رہی' پیچھے بھاگنے کی نہیں' آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ذبح

ہونے کے لیے لڑائی ہو رہی ہے۔

دیکھ رہے ہیں کہ جان جا رہی ہے پھر بھی آگے بڑھ کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ذبح ہونا چاہتے ہیں۔ یہ بے زبان جانوروں کی محبت تھی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، ہم سب تو روح والے، ایمان والے، بولنے والے، عقل والے۔ ہم اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کریں تو بہت بڑی زیادتی اور بہت بڑا ظلم ہے۔ اس لیے۔

میرے بھائیو!

ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پاکیزہ زندگی کو اپنی زندگی بنائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے آسان طریقے لے کر آئیں کہ غریب بھی اسے اپنا سکتا ہے، مالدار بھی اسے اپنا سکتا ہے۔

ایک دیہاتی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوالات

ایک شخص آ کر عرض کرتا ہے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاہتا ہوں میری عزت سب سے زیادہ ہو جائے۔ کون نہیں چاہتا کہ اُس کی عزت ہو اس کا مقام ہو۔

یا رسول اللہ اُرید ان اکون اکرم الناس......

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاہتا ہوں میری عزت ہو جائے۔ سب سے زیادہ ہو جائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تشکوا من امرک شیئا الی الخلق تکن اکرم الناس۔

تو سوال کرنا چھوڑ دے۔ مخلوق کو بتانا چھوڑ دے کہ میری کیا ضرورت ہے' اللہ کے سوا کسی کو نہ بتا کہ تیری کی حاجت ہے' اللہ تجھے سب سے زیادہ عزت دے دے گا۔

اس نے کہا:

یا رسول اللہ اُرید ان یوسع عَلَیَّ رزقی.

میں چاہتا ہوں میرا رزق زیادہ ہو جائے۔

میں نیچے پہاڑ میں رہتا ہوں۔ ادھر زندگی کا کاروبار کوئی نہیں۔ میں چاہتا ہوں

میرا رزق زیادہ ہو جائے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَدِم عَلَی الطَّھارۃ یوسع علیک رزقک......

تو باوضو رہنا شروع کر دے اللہ تیرا رزق بڑھا دے گا۔ کتنا آسان کام؟

اس نے کہا:

یا رسول اللّٰہ اُرید ان اکون اقوی الناس.

میں چاہتا ہوں سب سے زیادہ طاقتور بن جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

توکل علی اللّٰہ تکن اقوی الناس ......

تو توکل سیکھ لے' سب سے بڑا طاقتور بن جائے گا۔

اس نے کہا:

یا رسول اللّٰہ، اُرید ان اکون اغنی الناس......

میں چاہتا ہوں میں سب سے مالدار ہو جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کن قانع تکن اغنی الناس......

تو قناعت اختیار کر لے سب سے بڑا غنی بن جائے گا۔

اس نے کہا:

یا رسول اللّٰہ ارید ان اکون اعلم الناس......

میں چاہتا ہوں' سب سے زیادہ علم والا بن جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتق اللّٰہ تکن اعلم الناس......

تو تقویٰ اختیار کر لے سب سے بڑا عالم بن جائے گا۔

اس نے کہا:

یا رسول اللّٰہ اُرید ان اکون اخص الناس......

میں چاہتا ہوں میری خصوصیت قائم ہو جائے۔ یہ خصوصی آدمی ہے۔ خواص۔ یا رسول اللہ! میں خواص بن جاؤں۔ خصوصی آدمی بن جاؤں اللہ کے دربار میں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکثر من ذکر اللہ تکن من اخص الناس......

اللہ کا ذکر کثرت سے کر' اللہ تجھے اپنے دربار میں خصوصیت عطا فرمائے گا۔

اس نے کہا:

یا رسول اللہ اُرید ان تستجاب دعوتی......

میں چاہتا ہوں' میری دُعائیں قبول ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجتنب من اکل الحرام تستجب دعوتک......

تو حرام کھانا چھوڑ دے اللہ تیری ہر دُعا قبول کرے گا۔

اُس نے کہا:

یا رسول اللّٰہِ اُرید ان یکمل ایمانی.

یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں میرا ایمان سب سے بلند' کامل ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَسِّن خلقک یکمل ایمانک......

اپنے اخلاق اچھے کر لے تیرا ایمان مکمل ہو جائے گا۔ ایمان کا کمال کیا ہے؟

اچھے اخلاق۔

پہاڑوں سے بھی زیادہ بلندی

اچھے اخلاق کیا ہیں؟ **تصل من قطعک** جو آپ سے توڑے' اس سے جوڑو۔

اچھے اخلاق کیا ہیں؟ **وتعطی من حرمک** جو آپ کا حق چھینے اس کو اُس کا حق ادا کرو۔

اچھے اخلاق کیا ہیں؟ تعف عمن ظلمک جو آپ پر ظلم کرے آپ اسے معاف کردیں۔

یہ تین کام جو کرے گا' اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے' جنت الفردوس میں مجھ سے گھر لے لے۔ ہمارے ہاں معاف کرنے کا رواج نہیں۔

بھائیو! اپنے بچوں کو معاف کرنا سکھاؤ، اپنے بچوں کو تواضع سکھاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا تسلسل

خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنو۔ حیاۃ الصحابہ کی جلد اول میں ہے: آپ کہہ رہے ہیں منیٰ کی وادی میں کیوں بھائی' تمہیں چاہیے؟ چاہتے ہو کہ ایران کی شہزادیاں تمہارے بستر بچھائیں اور اس کے خزانے ٹوٹ کے تمہارے قدموں میں آئیں؟ وہ ایسے حیران ہوکر دیکھتے ہیں۔ یا اخا العرب؟ یا اخا العرب؟ ارے بھائی! ارے بھائی! تو کیا کہہ رہا ہے؟ کیا کہہ رہا ہے؟ آپ آگے چلے' پیچھے ابولہب آیا۔ اس کی نہ سننا' یہ دیوانہ ہے' پاگل ہے۔ وہ کہنے لگے ہمیں پتہ چل گیا تھا یہ پاگل ہے۔ وہ کہہ رہا تھا ایران کی شہزادیاں ہمارے بستر بچھائیں گی۔ یہ کیسا پاگل ہے؟ بھلا یہ بھی کبھی ہوا؟

تو انبیاء کی دعوت' بیقراری۔

وان لک فی النھار سبحًا طویلا......

اے میرے نبی! تجھے دن میں لمبا تیرنا ہے، تجھے دن میں لمبا تیرنا ہے۔

مکے میں پانی کہاں تھا؟ یہ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں ہمارے اللہ کہ دعوت کا کام کرنے والے کو فرصت کوئی نہیں اس کے لیے عمل مسلسل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی تعبیر کے لیے ایسا خوبصورت لفظ لائے کہ جس میں اس معنی کو واضح کیا، کھول کے بتایا۔ رات کو میرے لیے اُٹھا کرو۔ رات میرے لیے ہے' میرے حبیب اُٹھا کرو۔

قُمِ الّیل الا قلیلًا. نصفهٗ اَوِ انقص منه قلیلًا. اَوْ زِد علیه ورتل القران ترتیلا.

حبیب وخلیل میں فرق

دیکھو! مجھے اس آیت سے ایک عجیب منظر سامنے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حبیب و محبوب ہیں نا' حبیب ومحبوب۔ حبیب کسے کہتے ہیں جس کی محبت کی انتہا نہ ہو۔ خلیل اُسے کہتے ہیں جس کی محبت دل میں گڑھ جائے۔ چونکہ خلیل' خلل' خلۃ سے ہے۔ خلل کا مطلب ہوتا ہے۔ چیر کے آنا۔ یہاں سامنے سے کوئی لڑکا ادھر آئے تو اسے کہیں گے خلل۔ خلل سے ہے حلت، خلت سے ہے خلیل۔ وہ محبت جو دل کے پردوں کو چیر کر اندر میں جا کر جم کر بیٹھ جائے۔ اس میں بڑھنے کا معنی نہیں ہے۔ گہرائی کا معنی شامل ہے۔ حبیب' حب سے ہے۔ حب دانے کو کہتے ہیں۔ ان اللہ فالق الحب والنوی. حبیب' حب۔ دانہ' دانے کی کیا صفت ہے۔ کاشت کرتے جاؤ بڑھتا جائے گا۔ کرتے جاؤ بڑھتا جائے گا۔ کرتے جاؤ بڑھتا جائے گا۔ زمین وآسمان کا خلا بھر سکتا ہے۔ دانے کی کاشت کا نظام نہیں ختم ہو سکتا۔ تو حبیب اُس کو کہتے ہیں جس کی محبت بڑھتی جائے، بڑھتی جائے، بڑھی جائے۔ بڑھتی جائے۔ کبھی ختم ہونے نہ پائے۔ کہیں اس کا کوئی مقام نہ آئے۔

عشق وشفقت ربانی

تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں: قم الیل...... ساری رات بس کھڑا ہو جا۔ ساری رات کھڑا ہو جا۔ بات یہ ہے کہ میں تجھے دیکھوں' تو مجھے دیکھے۔ راز و نیاز ہو لیکن پھر جیسے خیال آتا ہے یہ محبت غالب آئی۔ یہ عشق غالب آیا۔ پھر شفقت کا تقاضہ ہوا کہ ساری رات تو کھڑا ہونا مشکل ہے۔ اچھا: الا قلیلا...... اچھا تھوڑا سا سو لیا کر۔ سو جایا کر۔ رات میرے لیے۔ نہیں، نہیں تو تھک جائے گا ساری رات کا کام ساری زندگی نبھانا مشکل ہے۔ اچھا تھوڑا سو جایا کرو۔ قم الیل الا قلیلا نصفۂ...... اچھا ساری رات تو نہیں آدھی رات تو ضرور جاگا کر۔ آدھی رات تو ضرور میرے ساتھ۔ پھر خیل آیا نہیں، نہیں ساری اُمت کو بھی عمل دینا ہے۔ ساری امت کو نمونہ دینا ہے۔ تو ساری امت تو ساری رات نہ جاگے گی۔ نہ آدھی رات جاگنے کی۔ خود میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر مشقت ہے۔ تو عشق میں اور

شفقت میں جنگ ہو رہی' یہاں عشق و شفقت میں جنگ ہو رہی۔ عشق کہہ رہا ہے ساری رات آجا۔ شفقت کہہ رہی ہے نہیں تھوڑی دیر آرام کر لے۔ عشق کہہ رہا چلو آدھی رات تو کھڑا ہو۔ پھر شفقت کہہ رہی، او انقص منه قليلا...... اچھا آدھی رات سے بھی تھوڑا کم کر لیا کر۔ کام کیا کر۔ ورتل القرآن ترتيلا.

تہجد کی اہمیت وضرورت

دن میں اللہ کی بات سنانی ہو تو رات کو اُٹھو۔ اپنی بات لوگوں میں پہنچانی ہو تو رات کو اُٹھو۔ میاں جی عمرا و غان تھے مرحوم۔ مجھ سے۔ کہنے لگے مولوی صاحب! اپنی بات قبول کروانی ہے تو رات کو اُٹھا کر۔ میں نے کہا: مجھ سے تو اٹھا ہی نہیں جاتا۔ کہا: یہ تو اٹھنا پڑے بھائی یہ تو اٹھنا پڑے گھمائی۔ میں نے کہا: مجھ سے تو اٹھا ہی نہیں جاتا۔ کہا: اس بن تو کام نہ بنے اس بن تو کام نہ بنے، اچھا دو نفل تو پڑھ لیا کر۔ رات کو اُٹھے بغیر کام نہیں چلتا۔

دین کے لیے جہد مسلسل ناگزیر ہے

تو پہلے کہا: قُمِ الَّيلَ الا قليلًا رات کو کھڑا کیا۔

تو اس کے بعد کہا: اِنَّ لک فی النهار سبحًا طوِيْلًا......

تجھے دن میں بڑا لمبا تیرنا ہے۔ کس بات میں تیرنا ہے؟ پانی کہاں ہے جس میں تیرنا ہے؟ ایک زمزم کا کنواں ہے۔ تیرنے سے، دن کی دعوت کو، دن کی گشتوں کو، دن کی جہد کو، دن کی ملاقاتوں کو، دن کی تعلیم اور تعلم کو۔ تیرنے سے کیوں مشابہت دی، حالانکہ کہنا چاہیے تھا، ان لک فی النهار مشيا طويلا یا عملا طويلا یا جهدا طويلًا۔ کہہ رہے ہیں۔ سبحـا طويلا. ارے بھائی! پانی کہاں سے آئے گا؟ ہاں! پیدل چلنے والا اگر بیٹھ جائے تو کیا حرج ہے؟ دوڑنے والا اگر کھڑا ہو جائے تو کیا حرج ہے؟ چلنے والا اگر لیٹ جائے تو کیا حرج ہے؟ چلنے والا اگر چائے پینے لگ جائے تو کیا حرج ہے؟ تاخیر! بس اتنا حرج ہے۔ تاخیر۔ یہاں سے جماعت جارہی' اسلام آباد۔ پیدل جارہے کہیں بیٹھ کے چائے پی لی تو پندرہ منٹ اوپر ہو گئے۔ بس کہیں تھک کر ستانے لگے تو گھنٹہ اوپر گیا۔ بس

پہنچ تو جائیں گے۔ چلنے والا' بیٹھ سکتا ہے۔ لیٹ سکتا ہے۔ سو سکتا ہے۔ کل تک اپنا چلنا ملتوی کرسکتا ہے۔ آج نہیں کل' باقی کل۔ ممکن ہے۔

اچھا تیرنے والا' اتر گیا دریائے راوی میں۔ لاہور کی طرف سے اترا۔ شاہدرہ کو جارہا۔ راستے میں خیال آیا تھک گیا ہوں تھوڑا آرام کرلوں۔ تھوڑا بیٹھ جاؤ' تھوڑا سستا لوں، تھوڑا لیٹ جاؤں، تھوڑا چائے پی لوں۔

تب کیا ہوگا؟ پھر اس کا ناشتہ مچھلیاں کریں گی، پھر اس کا سوپ مچھلیاں پئیں گی۔ پھر اس کا آرام مچھلی کے پیٹ میں ہوگا۔ اس کا بستر پھر مچھلی کا پیٹ بنے گا۔ راوی کی تہہ بنے گی۔ تیرنے والا جب پانی میں اترتا ہے تو جب تک دوسرا کنارہ نہ آئے وہ نہیں رک سکتا۔ وہ نہیں آرام کرسکتا۔ وہ نہیں ستا سکتا۔ وہ رفتار بھی اگر توڑے گا تو موجوں کی طغیانی اسے بہا کے لے جائے گی۔

ہمارا اپنا شاگرد طالب علم۔ ہمارے تلمیذ کا شاگرد۔ دورۂ حدیث کا طالب علم۔ مجھے اب بھی یاد ہے دورہ کے طالب علموں کو سامنے بٹھا کر ترغیب دی۔ میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اچھا تیراک۔ چترال میں یا سوات میں جماعت میں امیر بن کے گیا۔ نہانے دریا میں اتر گیا۔ دیوانہ۔ خیر وہ تو موت آئی تھی' دیوانگی کیا ہے۔ پانی ٹھنڈا' وہ عادی نہیں۔ ہاتھ پاؤں شل ہوگئے۔ جو اندازہ لگایا گیا۔ باقی تو اللہ ہی جانے۔ ہاتھ پاؤں شل ہوگئے۔ ہاتھوں کی حرکت نے جواب دے دیا۔ پانی کی موج بہا کے لے گئی۔

تیرنے والا بھی کبھی سستا سکتا ہے؟ تیرنے والا بھی کبھی ٹھہر سکتا ہے؟ تیرنے والا بھی کبھی بیٹھ سکتا ہے؟ تیرنے والا بھی کبھی سو سکتا ہے؟ تیرنے والا بھی کہہ سکتا ہے' باقی کل؟ نہیں! چلنا ہوگا اور چلنا ہی ہوگا، یعنی تیرنا ہوگا۔ اور تیرنا ہی ہوگا۔

جب تک کہ کنارہ نہ آجائے اور ہاتھ گھاٹ پہ جانے لگیں' اُس وقت تک یہ تیرنا ہے۔ ان لک فی النھار سبحا طویلا اے میرے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم تجھے تیرنا ہے مسلسل..... کب تک؟ کب تک؟ حتی یاتیک الیقین۔ تیرا دوسرا کنارہ موت ہے۔ موت تک تیرنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دین کے لیے محنت

تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کتنا عرصہ تیرے۔ تیئس برس۔ آٹھ ہزار ایک سو چھپن دن تیرتے چلے گئے۔

ٹوٹل زندگی تریسٹھ سال اور چار دن، بائیس ہزار تین سو تیس دن اور چھ گھنٹے آپ کی ٹوٹل زندگی۔ بائیس ہزار تین سو تیس دن چھ گھنٹے۔ آٹھ ہزار ایک سو چھپن دن آپ کا تیرنا ہے اور وہ جو آپ نے کہا تھا میرے آرام کے دن گئے۔ آج آرام کا پہلا دن آ گیا۔ پیر کا دن۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جانے سے پہلے جو بلایا۔ تو وہ روئیں وا کرب ابی ہائے میرے باپ کا درد۔ ہائے میرے باپ کا درد۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیس علی ابیک الکرب بعد الیوم.....

میری بیٹی! آج تیرے باپ کے کرب کا آخری دن ہے۔ آج گھاٹ پہ کشتی لگ گئی، آج کشتی کنارے پہنچ گئی، تیئس برس کے لمبے سفر کے بعد۔ بھری موجوں سے طغیانیوں سے ٹکراتی ہوئی، چٹانوں سے بچتی ہوئی۔

آج کشتی گھاٹ پہ آ پہنچی ہے، آج تیرے باپ کی راحت کا دن ہے اور دکھ کا آخری دن ہے۔ آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی کرب نہ رہا، تو عمل مسلسل ثبوت تبلیغ، ڈھائی گھنٹے کا تو ہے ہی کوئی نہیں۔ آٹھ گھنٹے کا تو کوئی ثبوت ہی کوئی نہیں، بارہ گھنٹے کا تو کوئی ثبوت ہی کوئی نہیں، یہ تو عمل مسلسل ہے عمل مسلسل ہے۔ یہ تو ہم نے آسانی کے لیے نظام بنایا ہوا ہے۔ اِنَّ لک فی النّھار سبحا طویل...... تیرے لیے مسلسل چلنا ہے۔ ہماری منزل موت پر جا کر آتی ہے۔ اس درد کے ساتھ، اس غم کے ساتھ پھرنا۔

جس کے ساتھ اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھرا۔ تب جا کر ہمیں مشابہت ہوگی۔

جن اخلاق کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھرا اُسکے ساتھ چلیں گے تو مشابہت ہو گی۔ جس نیت کے ساتھ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھرا اُس نیت کے ساتھ چلیں گے تو مشابہت ہوگی۔ ساری دنیا تک پیغام حق پہنچے۔ اس کے لیے سرمایہ باہر سے نہیں چاہیے۔

سرمایہ اندار ہے۔ باہر کا سرمایہ نہیں چاہیے۔ سرمایہ اندر ہے' اندر۔

داعی اور دعوت کی مشابہت

قل هذه سبيلى ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعنى وسبحان الله وما انا من المشركين.

''آپ ان سے کہیے یہ میرا راستہ ہے۔ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ بصیرت کے ساتھ۔ صرف میں ہی نہیں میں اور میری امت کا بھی یہی کام ہے کہ ہم ساری خلقت کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔''

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعوت کے کام کو راستے سے تشبیہ دی ہے۔ سبیل، سبیل تو مادی چیز ہے دعوت مصنوعی چیز ہے لیکن ہمارے رب نے دعوت الی اللہ کو راستے سے تشبیہ دی ہے۔

داعی الی اللہ کو اس راستے کے مسافر سے تشبیہ دی ہے، اور بصیرت کو اس راستے کی سواری سے تشبیہ دی ہے اور اس راستے کی آخری منزل خود اپنی ذات کو بتایا ہے اور بنایا ہے۔ تو یہ آیت ہمارے سامنے ایک خوبصورت کام کی شکل پیش کرتی ہے کہ اس راہ پہ چلا ہوا مسافر منزل تک پہنچے گا وہ اللہ ہے۔

اس راہ کا مسافر وہ بڑی روشن شاہراہ پر چل رہا ہے اور اس شاہرہ کا زادسفر' زادِراہ وہ پیسہ نہیں، ڈگری نہیں، عہدہ نہیں، سلطنت نہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمت محمد یہ ﷺ کی فضیلت

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلمے کا دوسرا حصہ رکھا ہے ''محمد رسول اللہ'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا اونچا مقام بخشا ہے۔ آدم علیہ السلام کی سناؤں آپ کو۔ ان کا مقام تو کوئی کیا بیان کرے گا۔ آدم علیہ السلام کہنے لگے: شیث علیہ السلام سے حضور ﷺ کا سلسلہ جو اُوپر جاتا ہے۔ شیث علیہ السلام سے آدم علیہ السلام سے جا کے ملتا ہے۔ تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا: شیث تیری پشت میں ایک امانت منتقل ہوئی ہے جو تیرے باپ سے بھی زیادہ

قیمتی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا بیٹا باپ سے عظیم ہو سکتا ہے؟ بیٹا باپ سے زیادہ قیمتی ہو سکتا ہے؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا اس کو چھوڑ تجھے اس کی اُمت کا سناؤں۔ بعض باتوں میں بعض۔ ذرا غور سے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے آپ کو نبی سے بھی اوپر بنالیں۔ بعض باتوں میں اس کی امت جو ہے وہ بھی مجھ سے آگے نکل گئی۔ کہا وہ تو وہ ہے۔ کہا وہ تو وہ ہے۔ بعض باتوں میں اس کی امت بھی مجھ سے آگے نکل گئی۔ کہا وہ کیسے؟

کہا: میں نے ایک جرم کیا، اللہ نے میری بیوی کو مجھ سے جدا کر دیا۔ وہ ہزاروں جرم کریں گے پر ان کو بیویوں سے جدا نہیں کیا جائے گا۔ میں نے ایک جرم کیا اور مجھے جنت سے باہر نکال دیا وہ ہزاروں جرم کریں گے لیکن پھر بھی توبہ کے راستے سے سارے کے سارے جنت میں داخل ہوں گے۔

اور میں نے ایک جرم کیا اور اللہ نے میرے کپڑے اُتار دیے اور وہ ہزاروں جرم کریں گے پر اللہ تعالیٰ ان کے کپڑے نہیں اُتارے گا۔ میں نے ایک جرم کیا اور اللہ نے میری کہانی کو مشہور کر دیا، عصی آدم ربه فغوی......

قرآن بھی پکارا، پچھلی کتابیں بھی پکاریں کہ آدم علیہ السلام نے وہ کھا لیا جس سے اللہ نے روکا تھا۔ وہ ایسی اُمت ہو گی کہ وہ ہزاروں گناہ کریں گے اور اللہ ان کے گناہوں کے پردے ڈالتا رہے گا' پردے ڈالتا رہے گا' چھپاتا رہے گا' چھپاتا رہے گا بلکہ اتنا گہرا چھپایا ہے۔ ہمارے گناہوں کو اللہ نے کہیں سب سے آخر میں رکھا ہے۔

اُمتِ محمدیہ پر دو کرم

سب سے آخر میں رکھا ہے اور سب سے آخر میں رکھنے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پہ دو کرم کیے۔ ایک کرم یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے قیامت کا انتظار تھوڑا کر دیا ہے۔ انتظار بھی ایک مصیبت ہے۔ دوسرا کرم یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آنے والی قوم جو ہم سے پہلے آئی اُن کی کہانی تو ہمیں سنائی ہے۔ یہ فرعون نے کیا، یہ قارون نے کیا یہ ہامان نے کیا یہ ھود نے کیا یہ ثمود نے کیا یہ مدین نے کیا یہ قومِ لوط نے کیا، یہ اللہ نے ہمیں سنایا پر ہمارے گناہوں کی کہانی اللہ کسی کو نہیں سنائے گا۔ ہمارے بعد کوئی ہے ہی نہیں' سنائے کس کو؟ کوئی

ہے ہی نہیں۔ تو اللہ نے ایسا پردہ ڈالا۔ پھر قیامت کے دن بھی پردہ ڈالا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شرمندہ نہ ہونا پڑے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جب آپ حساب لیں گے اور ان کے گناہوں کو دیکھیں گے تو آپ کے سامنے تو یہ شرمندہ ہوں گے یا نہیں ہوں گے؟ کہا: ہوں گے۔ کہا: میں ان کا حساب آپ کو نہیں دیتا۔ میں ان کا حساب خود ہی الگ پردے میں لے لوں گا۔ پردے میں۔

مقامِ مصطفیٰ (ﷺ)

تو ہمیں اللہ نے اس رسول عطا فرمایا اتنے اُونچے مقام والا ہے جس کو اللہ نے ایسا احترام بخشا کہ پورے قرآن میں کسی جگہ بھی نام سے نہیں خطاب کیا۔ یا محمد! نہیں کہا اور نبیوں (علیہم السلام) کا نام لیا:

یا موسیٰ' یا عیسیٰ' یا داؤد' یا زکریا' یا یحییٰ' یا آدم' یا ابراہیم یا نوح۔ لیکن اس کو ایک دفعہ بھی "یا محمد" نہیں کہا۔ احتراماً اکراماً......

یا ایُّھا النبی. یا ایھا الرسول. یا ایھا المزمّل. یا ایھا المدثر.

عتاب میں محبت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو اجازت دے دی تبوک کی لڑائی میں۔ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا: کیوں اجازت دی؟ یہ پوچھا کیوں اجازت دی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کے ہاں مقام کیا ہے' اس میں تھوڑا سا عتاب تھا۔ کیوں اجازت دی؟ لیکن اس خوبصورت طریقے سے اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا کہ پہلے معافی کا اعلان فرما دیا:

عفا اللہ عنک لم اذنت لھم......

"اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کر دیا۔ پر یہ بتاؤ ان کو اجازت کیوں دی تھی؟"

سبحان اللہ! کیا عجیب ہے۔ اللہ اکبر! جرم آپ کا۔ آپ معاف ہیں۔ اللہ نے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کردیا۔ پر یہ بتاؤ کہ انہیں اجازت کیوں دی؟ لِمَ اَذِنتَ لَهُمْ اگر کسی بات پہ اللہ نے عتاب بھی کیا تو اس محبت کے ساتھ کیا کہ پہلے اعلان ہو رہا ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کیا۔

دیگر انبیاء علیہم السلام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری

ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ سے دُعا کر رہے ہیں: لا تخزنی یوم یبعثون...... "یا اللہ! مجھے ذلیل نہ کرنا، قیامت کے دن۔"

اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ بغیر مانگے اکرام کے طور پر فرمارہے ہیں: یوم لا یخزی اللہ النبی "جس دن اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا۔"

موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پہ بلائے گئے، دوڑ کر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دوڑ کے کیوں آئے ہو؟ کہا: عجلت الیک رب لترضیٰ...... یا اللہ! میں دوڑ کے آیا ہوں تاکہ تو راضی ہو جائے۔

اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں: ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ "میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا دوں گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے" فترضیٰ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اُس وقت تک راضی نہیں ہونگا جب تک میری ساری اُمت کی معافی نہ ہو جائے۔

قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے کہ یہ محمدی بن جائیں، محمدی، کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی قسم کھائی جارہی ہے، لعمرک۔ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کی قسم کھائی جارہی ہے: وھٰذا البلد الامین، کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفائی پیش کرتے ہوئے قسم کھائی جارہی ہے، والنّجم اذا ھَوٰی، ما ضَلّ صاحبکم وما غویٰ، کہیں آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لیے قسمیں کھائی جارہی ہیں: والضحی، والیل اذا سجی، ما ودّعک ربک وما قلی.

کہیں کافروں کو جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ قسمیں اٹھارہا ہے: یٰس والقرآن الحکیم. انک لمن المرسلین. ذرا آپ قرآن دیکھو تو سہی کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بیان کرتا ہے۔ پہلی کتابیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتی ہیں: توراۃ بھری پڑی، زبور بھری پڑی، انجیل بھری پڑی، صحیفے بھرے پڑے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بزبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

پھر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان سے اپنا مقام بیان فرمارہے:

انا سید ولد ادم...... میں کائنات کے لوگوں کا سردار ہوں۔

اوّل الناس خروجا اذا بعثوا...... قبروں سے لوگ نکلیں گے میں سب سے پہلا

انا قائدھم اذا وفدوا انا خطیبھم اذا انصتوا......

اللہ کی طرف چلیں گے میں سب سے آگے۔ اللہ سے بات ہوگی لوگ خاموش ہوں گے۔ میں بولنے والا۔

انا شافع اذا اُخِذوا...... لوگ پکڑے جائینگے میری سفارش چلے گی،

انا مبشرھم اذا ایسوا لوگ نا اُمید ہونگے میری خوشخبریاں چلیں گی:

لواء الحمد بیدی یوم القیمۃ...... اللہ کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔

ان ادم وجمیع الانبیاء من ولد ادم تحت لوائی ...... آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

اور دوسری روایت لواء الحمد بیدی یوم القیمۃ...... اللہ کا جھنڈا میرے ہاتھوں میں ہوگا۔

کل الناس تحت لواء ی آدم ومن سواہ ...... ساری دنیا کے انسان میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ کیا آدم علیہ السلام اور کیا آدم علیہ السلام کے علاوہ ساری کائنات کے انسان۔

فضیلت اُمت محمدیہ

اوراعلان ہوگا، ایــن الْاُمّة الاُمِیَّةِ و نبیھا ...... کہاں ہے اَن پڑھ اُمت اور کہاں ہے اُس کا رسول۔ اعلان ہوگا اور سارا مجمع پھٹ جائے گا' چھٹ جائے گا اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو لے کر نکلے گا جیسے کہ کوئی بادشاہ اپنی رعایا کو لے کے نکلا ہو اور اپنے جھنڈے کے ساتھ اُمت کو لے کے نکلیں گے اور میدان حشر میں ایک بڑی اونچی جگہ ہوگی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے۔ ساتھ اُمت کو بھی لے جایا جائے گا۔ اس منظر کو دیکھ کر اس حشر کا ہر انسان یہ تمنا کرے گا' کاش! میں بھی اس اُمت میں سے ہوتا۔

علامات اُمت محمدیہ ﷺ اور حضور ﷺ کی فضیلت

محمدی بن جائیں' یہ تبلیغ کی محنت ہے۔ آپ نے کہا: میں اپنی اُمت کو پہچانوں گا۔ یا رسول اللہ! کیسے پہچانیں گے؟ اتنی خلقت' اتنے انسان۔ کہا: اگر کسی کے کالے گھوڑوں میں کسی شخص کے سفید پیشانی اور چار پاؤں سفید رنگ کے گھوڑے۔ غرًّا محجلین غرًّا محجلین، ماتھا روشن' ماتھا سفید' پاؤں سفید۔ ہماری زبان میں اسے پنج کلیان کہتے ہیں' جس گھوڑے کے چاروں پاؤں سفید ہوں' ماتھا سفید ہو۔ وہ ہماری زبان میں پنج کلیان کہلاتا ہے۔ تو غرا محجلین کہ میری اُمت جب اُٹھے گی تو چہرے چمک رہے ہوں گے' وضو کی وجہ سے، ہاتھ چمک رہے ہوں گے وضو کی وجہ سے، پاؤں چمک رہے ہوں گے' وضو کی وجہ سے، میری اُمت پہچانی جائے گی اور میں سب کو لے کر الگ ہو جاؤں گا۔

حوضِ کوثر کا منظر اور سب سے پہلے پینے والے

اور اس دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض ہوگا، ایک کنارے پہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوں گے، ایک کنارے پہ عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوں گے، ایک کنارے پہ عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوں گے، ایک کنارے پہ علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوں گے، اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے۔ آج اس حوض کے پلانے والے پانچ

بڑے ہیں۔ ایک اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ایک ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے، ایک عمر رضی اللہ عنہ ہے، ایک عثمان رضی اللہ عنہ ہے، ایک علی رضی اللہ عنہ ہے۔

آیئے! پلانے والے ہیں۔ ایک پانی کا قطرہ نہیں ملے گا کسی کو اس حوض کے سوا۔ یہیں سے ملے گا اور اُسے ہی ملے گا جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں پتہ بھی ہے' میرے حوض پہ سب سے پہلے کون آئے گا؟ کہا: جی کون آئے گا؟ کہا: میرے حوض پر سب سے پہلے وہ آئیں گے جن کے لیے کوئی دروازے نہیں کھولتا، جن کے لیے اندر ہی سے کہلا دیا جاتا ہے۔ کہو صاحب اندر نہیں ہیں۔ جن کے لیے دروازے نہیں کھلتے' جن کو ان کا حق نہیں ملتا۔

ان کے ذمے ہوتا ہے تو وہ ادا کرتے ہیں اور ان کا ہوتا ہے تو کوئی ان کو نہیں دیتا۔ جنہیں کوئی مالدار لڑکی نہیں دیتا۔ جو مالدار گھروں میں شادی نہیں کرتے' انہیں کوئی لڑکی دیتا نہیں۔ ان کے رنگ اُڑے ہوئے ہیں' چہرے پھیکے پڑے ہوئے' بدن گرد آلود' بال پراگندہ۔ دروازوں پر جائیں تو کوئی دروازہ نہ کھولے اور حق ان کا کسی کے ذمہ ہو تو ان کو حقیر سمجھتے ہوئے کوئی ان کا حق نہ ادا کرے۔ یہ سب سے پہلے میرے ہاتھ سے پانی پئیں گے۔

آج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نظر آئے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ کیا ہے کہ اللہ کی عظمت کو دل میں اُتاریں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دل میں اُتاریں۔

لا نبی بعدی کا مطالبہ

ایک اور نسبت ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ وہ ختم نبوت کی ہے۔ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

لا نبی بعدی و لا امة بعد کم میرے بعد نبی کوئی نہیں' تمہارے بعد اُمت کوئی نہیں۔

میں آخری نبی' تم آخری اُمت۔ ''لا الٰہ'' کا مطالبہ ہے کہ غیر کے سامنے نہ جھکو۔ الا اللہ کا مطالبہ ہے کہ اللہ کے سامنے جھکو۔ ''محمد رسول اللہ'' کا مطالبہ ہے محمدی بنو۔ لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس کا مطالبہ ہے کہ تبلیغ کرو' اوروں کو اللہ کا پیغام سناؤ، تک

پہنچا دیں تو تبلیغ پھر صرف علماء کا کام ہوتا' نہ میرے ذمے ہوتا' نہ آپ کے ذمے ہوتا۔ ہم اپنے مزے کی روٹی کھاتے' گھر میں سوتے اور علماء تبلیغ کرتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا رسول یہ کہتا: فلیبلّغ العامل الغائب عمل کرنے والے تبلیغ کریں۔ عمل کرنے والے آگے کہیں اور بے عمل نہ کہیں تو بھی ہماری چھٹی۔ ہمارے فعل اور قول میں بہت تضاد ہے۔ ہمارے کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے۔ تو ہم سب کی چھٹی ہوئی۔ کوئی بڑے بڑے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے۔ جو ہماری سرزمین کے لحاظ سے یہ لوگ، اور معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے اور علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جیسے فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسے ایسے اللہ کے نیک پاک لوگ تبلیغ کرتے اور ہماری چھٹی ہوتی لیکن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو یہ کہا کہ فلیبلغ العالم عالم کہے۔ نہ یہ کہا: فلیبلغ العامل: عمل والے۔

شاہد کا مطلب اور کہنے کی وجہ

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: فلیبلغ الشاهد الغائب ۔شاہد کا کیا مطلب ہے میں نے لسان العرب دیکھی۔ سترہ جلدوں کی کتاب لغت کی۔ شاہد کے لفظ پر انہوں نے دو صفحے خرچ کیے ہیں۔ ''شاہد'' کے مطلب کو واضح کرتے ہوئے دو صفحے خرچ کیے ہیں۔

اس دن پڑھ کے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ''شاہد'' کیوں کہا ہے۔ لفظ ''شاہد'' اپنے معنیٰ میں اتنا وسیع ہے کہ اس لفظ نے اُمت کے کسی فرد کو' کسی طبقے کو اور کسی خطے میں رہنے والے کو نہیں چھوڑا۔ اُمت کے تمام افراد اور تمام طبقات تمام قوموں والے، تمام زبانوں والوں کو اس لفظ نے باندھ دیا کہ اُمت کا ہر مسلمان مرد و عورت وہ اللہ کا پیغام آگے پہنچانے والا ہے۔ اس لیے لفظ ''شاہد'' کا انتخاب فرمایا۔

یہاں اس جگہ پر سینکڑوں الفاظ اور آسکتے تھے۔ ''الشاہد'' کا انتخاب کیا۔ ''الشاہد'' کے انتخاب نے پوری اُمت کو باندھ دیا ہے کہ ہمارے ذمہ ہے کہ ساری دنیا میں اس ''لا الٰہ الا اللہ'' کا نقش بٹھانا اور انہیں نمازوں پہ لانا۔ اور انہیں اخلاق پہ لانا، اور ان کی کمائیوں کو حلال پہ لانا، ظلم سے نکال کے عدل پہ لانا، اندھیروں سے نکال کے روشنیوں میں لانا۔ یہ اللہ نے ہمارا کام بنایا ہے۔

حضرت ابن عامر کا دربار رستم میں خطاب

اللہ تعالیٰ حضرت ابن عامر کا بھلا کرے۔ جب رستم نے پوچھا: کیوں آئے ہو؟ تو انہوں نے کہا:

لنخرج العباد من عبادة العباد الى عبادة رب العباد ومن جور الاديان الى عدل الاسلام ومن ضيق الدنيا الى اساسها وارسلنا بدينه الى خلقه حتى نفوى الى موعود الله قال رستم وما موعود الله قال المقصد لمن بقي والجنة لمن قتل.

"کہا: ہمیں اللہ نے بھیجا ہے کہ لوگوں کو لوگوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کا بندہ بنا دو اور ظلم سے نکال کر اسلام کے عدل پہ لاؤ اور دنیا کی تنگیوں سے نکال کر دنیا کی وسعتوں پہ لاؤ۔ اللہ نے ہمیں اس کے لیے بھیجا ہے۔ اپنا دین دے کر بھیجا ہے اور ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے اور ہم کام کریں گے جب تک اللہ کا وعدہ سچا نہ ہو۔ رستم نے پوچھا: اللہ کا وعدہ کیا ہے؟ کہا: جو زندہ رہیں گے تم پہ فتح پائیں گے اور جو ہم میں سے قتل ہو جائیں گے وہ شہید ہو کر جنت میں جائیں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے ہمارے ساتھ۔"

میرے بھائیو! جس اللہ نے ایمان فرض کیا، نماز فرض کی، حج فرض کیا، روزہ فرض کیا۔ پورا دین فرض کیا، اسی اللہ نے تبلیغ کا کام دیا ہے۔ وہی کہتا ہے جاؤ! جاؤ! میرے پیغام کو لے کر پھرو۔

خصوصیت اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہماری خصوصیت اسی پر ہے: کنتم خیر امۃ تم بڑے اچھے لوگ ہو۔ کیسا خوبصورت خطاب ہے اللہ کا۔ یہ ایسا ہی خطاب ہے جیسے کسی بچے کو کام پر لانا ہو تو کہتے ہیں: ماشاء اللہ تم بڑے اچھے بچے ہو، بڑے اچھے بچے ہو۔ حالانکہ وہ بالکل ہی صفر ہے۔ تم بڑے اچھے ہو، بڑے اچھے ہو۔ کنتم خیر امة...... بہت اچھے ہو، بہت اچھے ہو۔ شاباش شاباش! کیوں

کہا؟ یا اللہ! ہم اچھے کیوں ہیں؟ کہا، اُخرجت نکالے گئے ہو۔ کہاں؟ رنگ محل کی طرف یا مال روڈ کی طرف یا لبرٹی کی طرف یا رائیونڈ تک فیکٹریاں بن گئیں' کدھر نکالے گئے؟ للناس لوگوں کی طرف' لوگوں کے نفع کے لیے۔ کونسا نفع؟ کس نفع کے لیے؟ ہسپتال بناتے ہو، یتیم خانے بناتے ہو، سڑکیں بناتے ہو، کونسے نفع کے لیے۔

یہ بھی تو نفع کی چیزیں ہیں۔ نہیں' نہیں۔ ایک خاص نفع ہے۔ یہ نفع تو کافر بھی پہنچا سکتا ہے۔ یہ گلاب دیوی ہسپتال کھڑا ہوا ہے' ایک ہندو عورت نے بنا دیا۔

یہ گنگا رام ہسپتال کھڑا ہوا ہے۔ ایک ہندو نے بنا دیا۔ وہ لیڈی ولنگڈن کھڑا ہوا ہے۔ ایک عیسائی عورت نے بنا دیا۔ یہ کنگ ایڈورڈ کالج کھڑا ہوا ہے' ایک عیسائی مرد نے بنا دیا۔

یہ سب نفع کے کام ہیں۔ یہ سارے نفع کے کام ہیں۔ لیکن ایک ایسا نفع ہے جو صرف تم دے سکتے ہو لوگوں کو اور دنیا میں ہندو' سکھ' عیسائی' دھریئے' کالے' گورے' انگریز' افریقین' ایشین' یورپین' امریکی وہ یہ نفع نہیں پہنچا سکتے۔ وہ ایک خاص نفع ہے جو تم ہی انہیں دے سکتے ہو اور کوئی نہیں دے سکتا' اس وجہ سے تم سب سے بہترین ہو۔

اُخرجت نکالے گئے' لوگوں کے نفع کے لیے۔ کونسا نفع یا اللہ؟ کہا: تامرون بالمعروف تم "لا الہ الا" کی دعوت دیتے ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق یہاں معروف سے مراد "لا الہ الا اللہ" ہے کہ تم "لا الہ الا اللہ" کا سبق سناتے ہو۔ اے لوگو! کلمہ پڑھ لو اے لوگو! اللہ کے بن جاؤ۔ یہ نفع کوئی نہیں پہنچا سکتا' سوائے تمہارے۔

وتنھون عن المنکر...... تم ان کو گناہوں سے روکتے ہو' نافرمانی سے روکتے ہو۔ تم ان کو شرک سے روکتے ہو۔ یہ کام تمہارے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اس لیے تم بڑے بہترین ہو۔ آپ میری تعریف کریں' مجھے کتنی خوشی ہوگی۔ میں آپ کی تعریف کروں' آپ کتنے خوش ہوں گے۔ سب سے محبوب عمل اللہ کا اللہ کی بارگاہ میں ہے کہ اللہ کے بندے اُس کی تعریف کریں۔

حسن بصریؒ کا قول

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری اقوال کو چار جلدوں میں تیار کیا گیا ہے۔

چار جلدیں ہیں۔ حسن بصریؒ نے قرآن کی تفسیر میں جو کچھ کہا اس کو جمع کرلیا گیا ہے۔ اس کی چار جلدیں ہیں۔ سورہ فاتحہ کی پہلی آیت کے بارے میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف اتنی پسند ہے کہ قرآن کی ابتداء بھی اللہ نے اپنی تعریف سے شروع کی اور کہا: الحمد لله رب العلمين سب تعریفیں اُس اللہ کے لیے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تو اللہ کی تعریف کرنا' اللہ کا انتہائی پسندیدہ عمل ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس پر دُنیا او آخرت کے دروازے عزتوں کے رزق کے' اللہ کھول دیتا ہے۔

اُمت محمدیہ کی ذمہ داری

تو اللہ نے ہمارے ذمہ لگایا ہے۔ اخرجت ، آجاؤ۔ اخرجت یہ نکالے گئے کا جو لفظ ہے اُخرِجت، مجہول یعنی کس نے نکالا ہے؟ اس کو ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کو اللہ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ یہاں اُخرجت کا مطلب بہت زبردست ہے۔ ہماری شان بیان کر رہا ہے۔ لفظ اُخرجت وہ کس طرح؟ آپ کے گھر میں ولیمہ آپ کے گھر میں کھانا، آپ کے گھر میں دعوت، کسی کو آپ نے فون پہ کہا: میرے گھر میں آؤ، کسی کو آپ نے نوکر بھیج کر کہا: میرے گھر میں آؤ کہیں آپ نے پوسٹ کردیا کارڈ اور کہا: فلاں تاریخ کو میرے گھر میں آؤ۔ کہیں آپ خود گئے۔ کہا: جناب! میرے گھر میں دعوت ہے' آپ تشریف لائیں۔ میں آپ کو بلانے آیا ہوں۔ جس کے گھر آپ خود چل کے گئے ہیں۔ یہ سب سے زیادہ عزت اور احترام ہے۔ جو آپ نے بلانے والوں میں سے اُس کو دیا ہے۔ خط سے بلانا، فون سے بلانا' نوکر بھیج کے بلانا یہ ادنیٰ درجہ ہے اور خود چل کے جانا اور جا کے بلانا یہ اعلیٰ درجہ ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں اب بھی یہ ہے کہ جب شادی ہوتی ہے تو قریبی رشتہ داروں کو کارڈ نہیں بھیجتے' خود چل کے جاتے ہیں کہ آپ تشریف لائیں۔ یہ لفظ اُخرِجت یہاں یہ مطلب ادا کر رہا ہے، کہ اے اُمت محمد! میں تمہارا رب تمہیں خود بلانے کے لیے آیا ہوں۔ تمہیں خود بلانے کے لیے آیا ہوں۔ کس لیے کہ جا کے دُکانیں کھول لو؟ کہا: نہیں! یہ میرے بندے مجھ سے بھٹک گئے' یہ میرے بندے مجھے چھوڑ گئے۔ جاؤ! انہیں میرا بنادو' انہیں مجھ سے ملادو۔ انہیں مجھ سے ملادو، یٰداوٗدُ اللہ تعالیٰ داؤد علیہ السلام سے فرما رہا ہے

کہ جاؤ: حبب الناس الی وجھی فی الناس اے داؤد! جا لوگوں کے دل میں میری محبت بٹھا جا! لوگوں کے دل میں میری محبت بٹھا دے، کہا: یا اللہ! تیری محبت کیسے بٹھاؤں؟ کہا: بلائی ونعمائی۔ وبلائی۔ میری نعمتیں بتا، میرے احسان بتا۔ میری رحمت بتا۔ میرا فضل بتا۔ میری پکڑ بتا۔ خود ہی لوگ مجھ سے محبت کریں گے۔

انداز دعوت انبیاء علیہم السلام

اگر آپ قرآن دیکھیں جیسے نبیوں نے دعوت دی ہے نا اگر ہم سب ایسے دعوت دیں تو ہماری دعوت کی طاقت کہیں سے کہیں چلی جائے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت

نوح علیہ السلام دعوت دے رہے ہیں......

الم تروا کیف خلق اللّٰہ سبع سمٰوٰتٍ طباقا. وجعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا. واللّٰہ انبتکم من الارض نباتا ثم یعیدکم فیھا ویخرجکم اخراجا. واللّٰہ جعل لکم الارض بساطا لتسلکوا منھا سُبُلًا فِجَاجًا.

پکارے پھریں۔ یہ تبلیغ کا کام ہے۔

ہم وہ سبق بھول چکے ہیں

یہ ذمہ داری ہمیں ملی ہے۔ چار مہینے سیکھنے کا نصاب ہے۔ چلہ سیکھنے کی چیز ہے۔ یہ کوئی حرف آخر نہیں۔ یہ کوئی انتہاء نہیں۔ یہ کوئی آخر نہیں۔ بھولا سبق ہے۔ زمانہ ہوا بھول گئے۔ مدت ہوئی

صیاد نے چھوڑا بھی تو کیا
تابِ پرواز نہیں، راہ چمن یاد نہیں

ایسے لاہور نے پنجرے میں باندھا، فیکٹریوں نے پنجرے میں باندھا، تجارت نے پنجرے میں باندھا، گھروں نے پنجرے میں باندھا۔

پرندہ‘ بچوں نے ایسا پنجرے میں باندھا کہ بدھا نہیں پتہ کہ کس چمن سے پکڑا ہوا پنچھی ہے اور آج چھوڑا بھی جائے تو اُڑنے کی سکت نہیں کہ پنجرے میں رہتے‘ رہتے‘ رہتے ‘رہتے اُڑنے کی طاقت ہی ختم ہو گئی اور اگر اُڑنا بھی چاہے تو اسے کوئی پتہ ہی نہیں ہے کہ میں کس چمن سے پکڑ کے یہاں ڈالا گیا تھا۔

بھول چکے ہم یہ سبق‘ جس کام نے اس امت کو بے قرار کر دیا، کی طرح اور ایک صدی کے اندر ساری دُنیا میں اسلام پھیلا دیا، نہ گھر دیکھا، نہ در دیکھا، نہ حالات دیکھے، نہ ضرورتیں دیکھیں، نہ خواہشات دیکھیں اور یوں زمین اُن کے سامنے سکڑ گئی اور فاصلے سمٹتے گئے اور نہ دریا روک سکے، نہ پہاڑ روک سکے، نہ میدان روک سکے، نہ صحرا روک سکے، نہ فقر و فاقہ روک سکا، نہ اسباب کی قلت روک سکی، نہ گرمی اور سردی روک سکی نہ رکاوٹ بن سکی۔

نہ بیوی اور بچوں کی محبت اُن کے پاؤں کی زنجیر بن سکی۔ وہ ہر چیز سے آزاد ہو کر ساری دُنیا کو ’’لا الہ الا اللہ‘‘ سناتے‘ سناتے‘ سناتے اپنی قبریں پوری دنیا میں بنوا کے قیامت تک کے لیے ہمارے لیے حجت چھوڑ گئے کہ کلمے کے لیے یوں گھر چھوڑے جاتے ہیں اور یوں مرا جاتا ہے۔

میرے بھائیو!

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہیں۔

دوسرا کام یہ تھا کہ ہم ان کی دعوت دیتے کہ یہ ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ہم اس کے سفیر بن کے آئے ہیں، ہم اس کے نمائندے بن کے آئے ہیں، ہمارے پیچھے اللہ ہے اور اس کے فرشتے ہیں اور ان کی طاقت ہے۔